ہر اسلامی بھائی اور بہن کے لیے یکساں مفید

جنّت کے طلبگاروں کے لئے

مَدَنی گُلدستہ



مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC 1286

مدنی چینل دیکھتے رہیے

المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)
شعبہ تخریج

یاد داشت

دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمالیجئے، ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقّی ہوگی۔

عنوان	صفحه	عنوان	صفحه

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

''مَدَنی اِنعامات'' سے متعلق اَہم معلومات وترغیبات

جنت کے طلبگاروں کے لیے مَدَنی گلدستہ

پیش کش

مجلس مَدَنی اِنعامات و

مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیۃ (دعوتِ اسلامی)

(شعبۂ تخریج)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

نام کتاب : جنت کے طلبگاروں کے لیے مَدَنی گلدستہ

پیش کش : مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیۃ (شعبۂ تخریج) اور مجلس مَدَنی انعامات

طباعتِ اوّل : صفر المظفر ۱۴۳۳ھ، دسمبر 2011ء تعداد :10000

طباعتِ دوم : ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ، دسمبر 2012ء تعداد :20000

ناشر : مکتبۃ المدینہ عالمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ کراچی

مکتبۃُ المدینہ کی شاخیں

- ...... **کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی فون:021-32203311
- ...... **لاھور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ فون:042-37311679
- ...... **سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار فون:041-2632625
- ...... **کشمیر** : چوک شہیداں، میر پور فون:058274-37212
- ...... **حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن فون:022-2620122
- ...... **ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ فون:061-4511192
- ...... **اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال فون:044-2550767
- ...... **راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ فون:051-5553765
- ...... **خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ فون:068-5571686
- ...... **نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB فون:0244-4362145
- ...... **سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ فون:071-5619195
- ...... **گوجرانوالہ** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ فون:055-4225653
- ...... **پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر

E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

فہرس

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

''روزانہ فکرِ مدینہ کیجئے'' کے اُنّیس حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ''19 نیّتیں''

فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ''اچھی نیّت بندے کو جنّت میں داخل کر دیتی ہے۔''

(الجامع الصغیر،ص٥٥٧،الحدیث٩٣٢٦، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

دو مَدَنی پھول: ﴿1﴾ بغیر اچھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿2﴾ جتنی اچھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿1﴾ ہر بار حَمد و {2} صلوٰۃ اور {3} تعوُّذ و {4} تَسمِیہ سے آغاز کروں گا (اسی صَفْحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا) {5} **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالَعہ کروں گا {6} حتَّی الامکان اِس کا باوُضُو اور {7} قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا {8} قرآنی آیات اور {9} اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا {10} جہاں جہاں ''**اللّٰہ**'' کا نام پاک آئے گا وہاں **عَزَّوَجَلَّ** اور {11} جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا {12} (اپنے ذاتی نسخے پر) ''یادداشت'' والے صَفْحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا {13} (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضَّرورت (یعنی ضرورتاً) خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا {14} کتاب مکمّل پڑھنے کے لیے بہ نیّتِ حُصولِ علمِ دین روزانہ کم از کم چار صفحات پڑھ کر علمِ دین حاصل

کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا {15 }دوسروں کو یہ **کتاب** پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا {16 }اس حدیثِ پاک " **تَهَادَوْا تَحَابُّوا** "ایک دوسرے کوتحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی (مؤطا امام مالك ، ج۲،ص۴۰۷، رقم: ۱۷۳۱،دارالمعرفة بیروت) پر **عمل کی نیت** سے (ایک یاحسبِ توفیق تعداد میں) یہ کتابیں خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا {17 } جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اسکے لیے آیت کریمہ " **فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ** (پ ۱٤،النحل:٤٣) ترجمہ کنزالایمان: تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔" پر **عمل** کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا {18 }جس مسئلے میں دشواری ہوگی اس کو بار بار پڑھوں گا {19 } کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا۔(ناشِرین ومصنّف وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اچھی اچھی **نیّتوں** سے متعلق رَہنمائی کیلئے، **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَه کا سنّتوں بھرا بیان " **نیّت کا پھل** " اور نیتوں سے متعلق آپ کے مُرتّب کردہ **کارڈ** اور **پمفلٹ مکتبة المدینه** کی کسی بھی شاخ سے ھدِیّۃً طلب فرمائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینة العلمیة

از شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَبِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **تبلیغِ قرآن وسنّت** کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور **اشاعتِ علمِ شریعت** کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن وخوبی سرانجام دینے کے لئے **متعدد مجالس** کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس '' **المدینة العلمیة** '' بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے **علماء ومفتیانِ کرام** کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل **چھ شعبے** ہیں:

{1} شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت {2} شعبۂ درسی کُتُب
{3} شعبۂ اصلاحی کُتُب {4} شعبۂ تراجمِ کتب
{5} شعبۂ تفتیشِ کُتُب {6} شعبۂ تخریج

''**المدینة العلمیة**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت،

عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ **امام اَحمد رَضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام **اسلامی بھائی** اور **اسلامی بہنیں** اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی **مدنی کام** میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور **مجلس** کی طرف سے شائع ہونے والی **کُتُب** کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **''دعوتِ اسلامی''** کی **تمام مجالس** بَشُمُول **''المدینۃ العلمیۃ''** کو دن گیارہویں اور رات **بارہویں ترقّی** عطا فرمائے اور ہمارے **ہر عملِ خیر** کو **زیورِ اخلاص** سے آراستہ فرما کر **دونوں جہاں کی بھلائی** کا سبب بنائے۔ ہمیں **زیرِ گنبدِ خضرا شہادت**، **جنّت البقیع** میں **مدفن** اور **جنّت الفردوس** میں **جگہ** نصیب فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کو ایک **مُقرّرہ وقت** تک کیلئے **خاص مقصد** کے تحت اِس دنیا میں بھیجا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ (پ۱۸، المؤمنون:۱۱۵)

ترجمۂ کنز الایمان: تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔

''**تفسیر خزائن العرفان**'' میں اس آیتِ مقدّسہ کے تحت لکھا ہے: اور (کیا تمہیں) **آخرت** میں جزا کیلئے اٹھنا نہیں! بلکہ تمہیں **عبادت کیلئے پیدا کیا** کہ تم پر عبادت لازم کریں اور آخرت میں تم ہماری طرف لوٹ کر آؤ تو تمہیں تمہارے **اعمال کی جزا** دیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زندگی بَہُت مختصر ہے اسی میں **قبر و حشر** کے طویل ترین معاملات کیلئے تیاری کرنی ہے، حضرت سیِّدُنا **حسن بصری** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جلدی کرو! جلدی کرو! **تمہاری زندگی کیا ہے؟** یہی سانس تو ہیں کہ اگر رُک جائیں تو تمہارے ان اعمال کا سلسلہ بھی منقطع ہو جائے جن سے تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا قُرب حاصل کرتے ہو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے **اپنا جائزہ لیا** اور اپنے گناہوں پر چند آنسو بہائے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت و ما بعدہ، بیان المبادرۃ الی العمل...الخ، ج۵، ص۲۰۵)

لہٰذا خوب غور و تفکُّر کیجئے کہ ہمارا **مقصدِ حیات** کیا ہے؟ اب تک ہم نے اپنی

زندگی کس طرح گُزاری؟ نَزع وقبر وحشر اور میزان وپُل صِراط پر ہمارا کیا بنے گا؟ ہمارے وہ عزیز واَقارِب جو ہم سے پہلے دُنیا سے رُخصت ہوگئے قبر میں نہ جانے اُن کے ساتھ کیا ہورہا ہوگا؟ **اِنْ شَآءَ اللّٰہ** اِس طرح غور وفکر کرنے سے لذائذِ دُنیا سے چُھٹکارا، زندگی کے **قیمتی لمحات** کو فضولیات میں برباد کرنے سے **نجات** اور موت کی یاد کی **برکت** سے **نیکیوں کی رَغبت** کے ساتھ ساتھ **اجرِ کثیر** بھی حاصل ہوگا، چنانچہ

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزُولِ سکینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: (**آخرت** کے معاملے میں) **گھڑی بھر** کے لیے **غور وفکر** کرنا **60 سال** کی عبادت سے **بہتر** ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی، الحدیث: ۵۸۹۷، ص ۳۶۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مقصدِ حیات کو سمجھنے اور **دنیا و آخرت بہتر** بنانے کیلئے **شیخِ** طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ **مدنی انعامات** کو اپنا لیجئے۔ چنانچہ **آپ** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** مسلمانوں کی **دنیا و آخرت بہتر** بنانے کے لیے سوال نامے کی صورت میں **اسلامی بھائیوں** کیلئے **72**، **اسلامی بہنوں** کیلئے **63**، **دینی طلبہ** کے لیے **92** اور **دینی طالبات** کیلئے **83**، جبکہ **مدنی مُنّوں اور مُنّیوں** کیلئے **40** (خصوصی یعنی گونگے اور بہرے اسلامی بھائیوں کے لئے **27** اور قیدیوں کے لیے **52**) **مَدَنی انعامات** پیش کیے گئے ہیں۔ **مَدَنی انعامات** کا رسالہ مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ سے مل سکتا ہے، روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے اُسکو پُر کر کے **مَدَنی ماہ** کی **10** تاریخ کے اندر اندر اپنے یہاں کے **دعوتِ اسلامی** کے **ذمہ دار** کو جمع کروانا ہوتا ہے۔ **اپنے گناہوں کا احتساب کرنے، قبر وحشر کے بارے میں**

غور وفکر کرنے اور اپنے اچھے بُرے کاموں کا جائزہ لیتے ہوئے **مَدَنی انعامات** کا رسالہ پُر کرنے کو **دعوتِ اسلامی** کے **مدنی ماحول** میں **فکرِ مدینہ** کرنا کہتے ہیں۔

آپ بھی رسالہ حاصل کر لیجئے، اگر فی الحال پُر نہیں کرنا چاہتے تو نہ سہی، اتنا تو کیجئے کہ ولی کامل، عاشقِ رسول، اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان کی **پچیسویں شریف** کی نسبت سے روزانہ کم از کم **25 سیکنڈز** کیلئے اُس کو دیکھ لیجئے **اِنْ شَاءَ اللّٰہ** دیکھنے سے پڑھنے اور پڑھتے رہنے سے **فکرِ مدینہ** کرنے اور اِس رسالہ کو بھرنے کا ذہن بنے گا اور اگر بھرنے کا معمول بن گیا تو **اِنْ شَاءَ اللّٰہ** اُسکی **برکتیں** آپ خود ہی دیکھ لیں گے۔

مدنی انعامات پر کرتا ہے جو کوئی عمل ۔۔۔ مغفرت کر بے حساب اسکی خدائے لَمْ یَزَلْ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مدنی انعامات پر عمل اور روزانہ پابندی سے **فکر مدینہ** کرنے والے کتنے خوش نصیب اور سعادت مند ہوتے ہیں اس کا اندازہ لگانے کے لیے چند مدنی بہاریں ملاحظہ فرمائیے! چنانچہ

روزانہ فکرِ مدینہ کرنے کا انعام

ایک اسلامی بھائی کی تحریر کا خلاصہ ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے **مَدَنی اِنعامات** سے پیار ہے اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کرنا میرا معمول ہے۔ ایک بار میں تبلیغِ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے سنّتوں کی تربیّت کے **مَدَنی قافلے** میں **عاشقانِ رسول** کے ساتھ صوبۂ بلوچستان (پاکستان) کے سفر پر تھا۔ اِسی دَوران مجھ گنہگار پر بابِ کرم کُھل گیا۔ ہوا یوں کہ رات کو جب سویا تو قسمت انگڑائی لیکر جاگ اُٹھی،

جنابِ رسالت مآب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خواب **میں تشریف** لے آئے، ابھی میں اُس پیارے پیارے رخِ روشن کے جلووں میں گُم تھا کہ لب ہائے مبارَکہ کو جُنبِش ہوئی اور رَحمت کے پھول جھڑنے لگے، الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: **''جومَدَنی قافِلے میں روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہیں میں انہیں اپنے ساتھ جنّت میں لے جاؤں گا۔''**

شکریہ کیوں کر ادا ہو آپ کا یا مصطفٰے ‌ ‌ ‌ ‌ کہ پڑوسی خُلد میں اپنا بنایا شکریہ

(وسائلِ بخشش، ص ۱۷۲)

مَدَنی انعامات نے نہ جانے کتنے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی زندگیوں میں **مَدَنی انقِلاب** برپا کردیا ہے! اِس کی ایک جھلک مُلاحَظہ ہو چُنانچِہ

مَدَنی انعامات کے رسالہ کی برکت

بابُ المدینہ (کراچی) کے علاقے نیو کراچی کے ایک اسلامی بھائی کا کچھ اس طرح کا بیان ہے: عَلاقے کی مسجِد کے امام صاحِب جو کہ **دعوتِ اسلامی** کے مدنی ماحول سے وابستہ ہیں، انہوں نے **اِنفِرادی کوشِش** کرتے ہوئے میرے بڑے بھائی جان کو **مَدَنی انعامات** کا ایک رسالہ تحفے میں دیا۔ وہ گھر لے آئے اور پڑھا تو حیران رَہ گئے کہ اِس مختصر سے رسالے میں ایک مُسلمان کو اسلامی زندگی گزارنے کا اتنا زبردست فارمولا دے دیا گیا ہے! بس یہ **مَدَنی انعامات** کا رسالہ ان کی زندگی میں انقلاب لے آیا اس کی بَرَکت سے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اُن کو **نَماز** کا جذبہ ملا اور نَمازِ باجماعت کی ادائیگی کے لئے مسجِد میں حاضِر ہوگئے اور اب پانچ وَقت کے **نَمازی** بن چکے ہیں، **داڑھی مبارَک** بھی سجالی اور **مَدَنی انعامات** کا رسالہ بھی پُر کرتے ہیں۔

مَدَنی انعامات کے عامِل پہ ہر دم ہر گھڑی یاالٰہی! خوب برسا رحمتوں کی تُو جھڑی

مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کرنے والے کس قدَر خوش قسمت ہوتے ہیں اِس کا اندازہ اس **مَدَنی بہار** سے لگایئے چُنانچِہ

عاملینِ مدنی انعامات کیلئے بشارتِ عظمٰی

حیدَر آباد (بابُ الاسلام، سندھ) کے ایک اسلامی بھائی کا کچھ اس طرح حلفیہ بیان ہے کہ ماہِ رجبُ المرجَّب ۱۴۲۶ھ کی ایک شب مجھے خواب میں **مصطَفٰے جانِ رحمت** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی عظیم سعادت ملی۔ لبہائے مبارکہ کو جُنبش ہوئی اور رحمت کے پھول جھڑنے لگے، الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: **جو اس ماہ روزانہ پابندی سے مَدَنی انعامات سے مُتَعَلِّق فکرِ مدینہ کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی مغفِرت فرمادیگا۔**

مَدَنی انعامات کی بھی مرحبا کیا بات ہے قُربِ حق کے طالبوں کے واسطے سوغات ہے

سینے کا درد

حیدر آباد (باب الاسلام، سندھ) کے ایک فوجی اسلامی بھائی کا بیان ہے، ''میں نے تیس دن کے **مدنی قافلے** میں سفر کے دوران اسلامی بھائیوں سے کہا، پہلے کے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِین کس قدر ریاضات وعبادات بجالاتے تھے اور ایک ہم ہیں کہ اگرچہ سنتیں سیکھنے کے مَدَنی قافلے میں سفر پر ہیں مگر ہمیں اچھا کھانا اور اطمینان سے سونا مل جاتا ہے، نیز ریاضات وعبادات کے لیے بھی سخت مشقتوں کا سامنا نہیں

کرنا پڑتا۔ یہ کہتے ہوئے میرے جذباتِ قلبی مُتلاطم ہوگئے اور میں رونے لگا یہاں تک کہ روتے روتے میری ہچکیاں بندھ گئیں، میری سوچ یہ تھی کہ ہم جیسے آرام طلب لوگ قربِ خداوندی کس طرح حاصل کریں گے؟ یکا یک میرے **سینے میں شدید درد** اٹھا اور مجھ پر غُنودگی طاری ہوگئی، آنکھیں تو کیا بند ہوئیں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مَحض اپنے فَضل وکرم سے میرے دل کی آنکھیں کھول دیں، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم میں نے خواب میں دیکھا، سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے ہیں ساتھ ہی سرکارِ بغداد حضور غوثِ پاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ الرَّزَّاق اور امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ بھی موجود ہیں، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک ہونٹوں کو جنبش ہوئی، رَحمت کے پھول جھڑنے لگے، الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے۔ **''تیرے سینے کا درد تیرے گناہوں کو دھو رہا ہے۔''** پھر حضور غوث پاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ الرَّزَّاق فرمانے لگے، بے شک اس دورِ پُرفتن میں ''جو کوئی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کیلئے اخلاص کے ساتھ **''مَدَنی انعامات''** کے مطابق عمل کرے گا اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ وہ **''ولی''** بن جائے گا، اور اس کی ہر دعا **مقبول** ہوگی۔ سرکارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم یہ سن کر مسکرانے لگے۔''

مدنی انعامات پر کرتا ہے جو کوئی عمل — تو ولی اپنا بنالے اس کو ربِّ لَمْ یَزَل

امین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نفل روزہ رکھنا بہت بڑی سعادت ہے، شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت ،دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے **مَدَنی انعامات** میں، نفلی عبادات کا شوق

دلاتے ہوئے ہر پیر شریف کو روزہ رکھنے کی ترغیب دلائی ہے اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کثیر اسلامی بھائی پیر شریف کے روزے کا اہتمام کرتے ہیں، اس ضمن میں ایک ایمان افروز **مَدَنی بہار** ملاحظہ فرمائیے! چنانچہ

پیر شریف کے روزے والا مَدَنی انعام

غالباً 1992 کی بات ہے، بلوچستان کے شہر سبی کے ایک اسلامی بھائی نے کچھ یوں بتایا کہ توجہ مرشد سے میرا **مَدَنی انعامات** پر پابندی سے عمل تھا، بالخصوص ہر **پیر شریف کا روزہ** رکھنے والے مدنی انعام سے بہت محبت تھی اور ایک عرصے سے اس کا معمول بھی تھا۔ اس سال **۱۲ ربیع النور شریف** پیر کے دن آئی اور ۱۲ ربیع النور شریف کو تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے تحت پاکستان کے تقریباً تمام شہروں اور دنیا کے کئی ممالک میں جشن ولادت کی خوشی میں عظیم الشان جلوس کا اہتمام کیا جاتا ہے لہٰذا بعد ظہر جلوس میلاد میں شرکت کی بھی ترکیب تھی، مجھے تشویش ہونے لگی کہ سبی شہر کی گرمی پاکستان بھر میں مشہور ہے، روزہ رکھ کر دوپہر کے وقت جلوسِ میلاد میں کیسے شرکت کروں گا، مگر **پیر شریف** کے روزے والے **مَدَنی انعام** سے محبت نے مجھے روزہ رکھنے پر مجبور کر دیا، اب جلوس میلاد میں شرکت کا وقت آیا تو پھر ہمت ٹوٹنے لگی، شش و پنج میں پڑ گیا کہ کیا کروں مگر **جلوسِ میلاد کا شوق** مجھے نہ روک سکا اور میں بھی جلوس کے ساتھ چل پڑا۔ شدید گرمی، تیز دھوپ، گرم ہوا اور پیاس کی شدت کے مارے کچھ ہی دیر میں حالت غیر ہونے لگی، کئی بار ایسا لگا کہ گر پڑوں گا، ذہن میں آیا کہ روزہ توڑ دوں مگر میں ایسا نہ کر سکا، خیر جیسے تیسے گھر پہنچا اور بستر پر آ کر پڑ گیا، **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ**

عَـزَّوَجَلَّ میں نے روزہ پورا کیا، رات کو جب سویا تو میری سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی، کیا دیکھتا ہوں کہ دو نورانی چہرے والے بزرگ جلوہ فرما ہیں اور دونوں بہت خوش نظر آ رہے ہیں۔ جن کا چہرہ زیادہ روشن تھا انہوں نے اپنے ساتھ موجود بزرگ کی جانب اشارہ کرکے مجھ سے پوچھا انہیں جانتے ہو؟ میں نے عرض کی: نہیں، انہوں نے فرمایا: یہ **جبرئیل امین** عَلَیْهِ السَّلام ہیں، یہ سن کر جبرئیل امین عَلَیْهِ السَّلام نے ان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: انہیں جانتے ہو؟ میں نے عرض کی نہیں، تو فرمایا: یہ تمہارے نبی **حضرت محمد مصطفٰی** صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم ہیں اور میری آنکھ کھل گئی۔

منانا جشنِ میلادُ النبی ہرگز نہ چھوڑیں گے ۔۔۔ جلوسِ پاک میں جانا کبھی ہرگز نہ چھوڑیں گے
لگاتے جائیں گے ہم یارسول اللّٰه کے نعرے ۔۔۔ مچانا مرحبا کی دھوم بھی ہرگز نہ چھوڑیں گے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ''جنت کے طلبگاروں کے لیے مدنی گلدستہ''

آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ آپ بھی جنت کے لیے کمربستہ ہو جائیے اور مدنی انعامات کے مطابق عمل شروع کر دیجئے! بلکہ (استقامت پانے کے لیے) دوسروں کو بھی ترغیب دلائیے۔ شاید آپ کے ذہن میں آئے: مدنی انعامات کیا ہیں؟ ان پر عمل کیسے کیا جائے؟ کیا مجھ جیسا گنہگار اور بے عمل بھی ان مدنی انعامات پر عمل کر سکتا ہے؟ کیا میں دوسروں کو ترغیب دلا سکتا ہوں وغیرہ۔ آپ سے مدنی التجاء ہے کہ اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ اس مدنی گلدستے کو اوّل تا آخر توجہ کے ساتھ مکمل پڑھ لیں **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو آپ بھی مدنی انعامات کے عامل بن جائیں گے اور انفرادی کوشش کرتے ہوئے دوسروں کو بھی ان کی ترغیب دلائیں گے۔

اس مدنی گلدستہ میں مدنی انعامات سے متعلق تفصیلات موجود ہیں مثلاً مدنی انعامات کی اہمیت وضرورت، ان پرعمل کرنے اور کروانے کی ترغیب، اس میں پیش آنے والی رکاوٹوں اور وسوسوں کا حل، فکرِ مدینہ اوراس پر استقامت کا طریقہ، فکرِ مدینہ کرنے والوں کیلئے امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی دعاؤں کا تذکرہ، اجتماعی فکرِ مدینہ کا طریقہ، **26** سیکنڈز میں انفرادی کوشش، بیان کا آسان طریقہ، آنکھوں اور زبان کے قفلِ مدینہ کے مدنی پھول، لکھ کر بات کرنے کا طریقہ، گھر میں مدنی ماحول بنانے کے **19** مدنی پھول، نیز اپنے روزمرہ معمولات میں مدنی انعامات کا نفاذ کیسے کیا جائے وغیرہ۔ یاد کرنے کا نصاب مثلاً اذان واِقامت، اذان کی دعا، چھ کلمے، ایمان مُفَصَّل، ایمان مُجمَل، دعائے قُنوت وغیرہ اور بہارِ شریعت اور مِنْہاج العابِدین سے جن جن ابواب کو پڑھنا یا سننا مدنی انعامات میں شامل ہے وہ ابواب بھی اس گلدستہ میں شامل کردیئے گئے ہیں۔ ذمہ داران کیلئے مدنی انعامات کی ترغیب دلانے اور عمل کا جذبہ بڑھانے کے لیے اس مدنی گلدستہ میں بہترین مدنی پھول ہیں انہیں چن کر خوب ان کی خوشبو پھیلائیں، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو مدنی انعامات کا عامل بنائے اور دولتِ **اِخلاص** سے مالا مال فرمائے، آمین۔

جدید ترتیب واضافے کے ساتھ اس مدنی گلدستے میں درجِ ذیل اُمور کا خیال رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۞ جدید تقاضوں کے مطابق کمپیوٹر کمپوزنگ جس میں رموزِ اَوقاف (فل اسٹاپ، کاماز، کالنز وغیرہ) کا مقدور بھر اہتمام کیا گیا ہے ۞ احتیاط کے ساتھ مکرر پروف ریڈنگ ۞ آیاتِ قرآنیہ، اَحادیث مبارکہ اور فقہی مسائل کی تفصیل (کتاب، باب، فصل، جلد اور صفحہ نمبر) کے

ساتھ اصل مآخذ سے حتی المقدور تخریج وتطبیق ❁ تخریج کی تفتیش ❁ عربی عبارات اور آیاتِ قرآنیہ کے متن کی تطبیق ❁ منہاج العابدین کے مخصوص ابواب مولانا محمد سعید احمد نقشبندی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی کے ترجمہ سے لیے گئے ہیں البتہ بعض مقامات پر تسہیل کردی گئی ہے۔ ❁ بہارِ شریعت کے ابواب میں بھی تسہیل اور بعض مقامات پر اصطلاحات کی تعریفات کا بین القوسین'' ( ) ''التزام کیا گیا ہے جبکہ صدر الشریعہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کی ہلالین کی عبارات کے لیے یہ انداز '' [ ] '' اختیار کیا گیا ہے۔ ❁ اکثر مشکل الفاظ پر (تلفُّظ کی درستی والے مدنی اِنعام پر عمل کی نیت سے) اِعراب کا اہتمام بھی کیا گیا ہے ❁ آیاتِ قرآنیہ کا ترجمہ امام اہلِ سنت، مجدِدِ دین وملت مولانا شاہ **امام احمد رضا خان** عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡمَنَّان کے شہرۂ آفاق ترجمہ قرآن **''کنز الایمان''** سے دیا گیا ہے (البتہ بہارِ شریعت سے لیے گئے ابواب میں صدر الشریعہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کا ترجمہ برقرار رکھا ہے اور کنز الایمان کا ذوق رکھنے والوں کے لیے حاشیہ میں ترجمہ کنز الایمان کا اہتمام کیا گیا ہے) اور ❁ آخر میں مآخذ ومراجع کی فہرست مصنفین ومؤلفین کے ناموں، ان کے سن وفات اور مطابع کے ساتھ ذکر کردی گئی ہے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کتاب کو پیش کرنے میں علمائے کرام دَامَتۡ فُیُوۡضُہُم نے جو محنت وکوشش کی اسے قبول فرما کر انہیں بہترین جزا دے اور ان کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور **دعوتِ اسلامی** کی مجلس ''**المدینة العلمیة**'' اور دیگر مجالس کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاه النبی الامین صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم

شعبۂ تخریج مجلس المدینة العلمیة

نیک بننے کانسخہ

شَیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمدالیاس عطارقادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ **''رسائلِ عطاریہ''** (حصہ دوم) کے صَفْحَہ **12** پر حدیثِ پاک نقل فرماتے ہیں: ''جس نے مجھ پر ایک بار دُرود پاک پڑھا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے، دس دَرَجات بلند فرماتا ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب السھو، باب الفضل فی الصلاۃ...الخ، الحدیث:۱۲۹۴، ج۱، ص۲۲۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارا ہر کام چاہے اچھا ہو یا بُرا اُس کا اثر ہمارے باطن یعنی دل پر ضَرور پڑتا ہے اور دل کو جِسْم کا بادشاہ کہا جاتا ہے، بحکمِ حدیث: ''اگر یہ درست ہو تو سارا جِسْم درست رہتا ہے اور یہ خراب ہو تو پورا جِسْم خراب ہو جاتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرء لدینہ، الحدیث:۵۲، ج۱، ص۳۳) **انسان** جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دِل پر ایک **سیاہ نقطہ** لگا دیا جاتا ہے حتّٰی کہ گناہوں کی کثرت دل کو سیاہ کر دیتی ہے اور اس پر نیکی کی بات اثر نہیں کرتی۔ جب انسان نیکی کرتا ہے تو نیکی کا اثر بحکمِ قرآنی یہ ہے کہ ''نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔'' (پ۱۲، ھود:۱۱۴) چنانچہ نیکیوں کی بَرَکت سے دِل **صاف وشفاف** ہو جاتے ہیں اور اِنسان صاحبِ رُوحانیت ہو جاتا ہے پھر وہ بڑی بڑی عبادات ومُجاہَدات پابندی واِستِقامت کے ساتھ بَجا لاتا ہے۔

عظیم المرتبت اُمور

منقول ہے کہ سرکارِ **غوثِ اعظم** اور سیدنا **امام اعظم** رَحِمَہُمَا اللّٰہُ الاَکرَم نے چالیس بَرَس عشاء کے وُضو سے **نمازِ فَجر** ادا فرمائی(بهجة الاسرار، ذكر طريقه، ص ۱٦٤) **حضورسیدنا غوث الاعظم** عَلَیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الاَکرَم نے پچیس بَرَس **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہوئے عراق شریف کے جنگلات میں گزار دیئے۔(بهجة الاسرار، ذكر فصول من كلامه مرصعاً بشئ من عجائب ،ص ۱۱۸) کئی کئی دن فاقے کیے اِسی طرح دیگر مُجاہَدات بھی بُزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ المُبِین سے منقول ہیں۔اولیائے کِرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے کئی کئی بَرَس مسلسل روزے بھی رکھے روزانہ تین تین سو، پانچ پانچ سواور ہزار **ہزارنوافل** ادا کیے۔ روزانہ پورا قرآنِ پاک تلاوت کرلیتے،کئی کئی ہزارمرتبہ دُرودِپاک پڑھا کرتے۔یہ سب کیسے ہوجاتا اور پابندی کے ساتھ ایسے عَظِیمُ الْمَرتَبَت اُمورکس طرح انجام دے لیتے تھے......؟ **آخروہ کون سی طاقت تھی........؟**

اِستِقامت

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! اس طاقت کا نام رُوحانیت ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ اِس نعمتِ عُظمٰی کے سبب مُشکل ترین مُعاملات بھی آسان تر ہوجاتے ہیں اور رفتہ رفتہ **اِستِقامت** بھی مِل جاتی ہے،مگرابتداءً ہمیں اپنےنَفْس پرجَبْر کرنا ہوگا،اس کےعبادات کی طرف مائل نہ ہونے کے باوجود لگے رہنا ہوگا۔جب کچھ عرصہ کی مَشَقَّت

کے بعد رُوحانیت کی کرنیں دل کو مُنَوَّر کریں گی تو اسکے سبب اِستِقامت بھی حاصل ہو جائے گی۔ بُزُرگوں کا یہ مَقُولہ بھی خوب ہے" اَلْاِستِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ " (سبع سنابل، ص ٤٤) یعنی اِستِقامت کرامت سے بڑھ کر ہے مگراس کے لیے ہر عمل اِخلاص سے پُر ہونا ضَروری ہے جبھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا **فَضل** بھی شاملِ حال ہوگا۔

مَدَنی مُحاسَبہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تبلیغِ قرآن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مَدَنی ماحول سے وابَستہ ہونا بھی درحقیقت روحانیت ہی کی تلاش ہے۔ہم غور کریں کہ.......

{1} ہم دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے کیوں وابَستہ ہوئے....؟ {2} وہ کون سا جَذْبہ تھا جس نے ہمیں اس مَدَنی ماحول سے وابَستہ ہونے پر مجبور کیا...؟ {3} کیا سوچ کر اور کس **مقصد** کے تحت ہم نے سُنَّتوں بھرے مَدَنی ماحول کو اپنایا......؟

کیونکہ ہر کام چاہے دینی ہو یا دُنیوی، اِس کا کوئی مقصد ضَرور ہوتا ہے تا کہ اس کو سامنے رکھ کر جلد از جلد اپنی منزل کو پایا جاسکے۔

اسی طرح ہم بھی اس مَدَنی ماحول سے ایک **مقصد** کے تحت ہی وابَستہ ہوئے، اگر ہم غور کرتے ہوئے اپنی وابستگی کے ابتدائی رِقت بھرے لمحات یاد کریں جب ہم نئے نئے مَدَنی ماحول سے وابَستہ ہوئے تو کیا اس وَقْت ذِہن کے کسی گوشے میں بھی

یہ تھا کہ ہم کسی **منصب کو پانے کیلئے** مَدَنی ماحول سے وابَستہ ہورہے ہیں۔

ہرگزنہیں بلکہ حقیقتاً ہمارے ساتھ تو یوں ہوا کہ ایک **''ولیٔ کامل''** (**امیرِاہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ) کی توجہ اور **''دعوتِ اسلامی''** کے **مَدَنی ماحول** نے ہمارے دل میں ہل چل پیدا کی اور کچھ اسلامی بھائی ہماری وابستگی کا سبب بنے جنہوں نے **انفرادی** کوشش کے ذَرِیعے ہمارا یہ ذہن بنایا کہ ہم جیسے کمزور و ناتُواں، گناہوں بھری زندگی گزارنے والوں کیلئے دعوتِ اسلامی کامَدَنی ماحول بَہُت بڑا سہارا ہے۔بس ہم اپنی آخرت سنوارنے کے مُقَدَّس جذبے کے ساتھ **گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے** کا ذہن لے کر اس مَدَنی ماحول کی طرف بڑھے اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اِسی کے ہوکر رہ گئے۔

آیئے غور کریں!

کہیں ایسا تو نہیں! کہ ہم جس مقصد کو لے کر اس مَدَنی ماحول کے قریب ہوئے تھے، آج نادانستہ اپنے اِس مقصد کو بھولتے جارہے ہوں۔کہیں ہمیں **دوبارہ** وابَستہ ہونے کی ضَرورت تو نہیں؟ کیونکہ وابَستہ کہلانا اور ہے اور وابَستہ ہونا اور.....

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کوئی یوں کہے کہ **نیکیوں** میں دل نہیں لگتا، **نمازوں** میں لطف نہیں آتا، **تلاوت** کی طرف دل مائل نہیں ہوتا۔**سنتوں** پرعمل میں سُستی رہتی ہے۔نہ **مَدَنی قافلوں** میں سَفَر ہوتا ہے نہ ہی **مدرسے** میں مزہ آتا ہے۔**نمازِ فجر** کے لیے اُٹھا نہیں جاتا، **اِجتماع** میں بھی زبردستی آتا ہوں، آہ! **روحانیت** نام کی کوئی شے

میں اپنے اندر نہیں پاتا۔ پہلے نیکیوں میں **لذّت** ملتی تھی اب نہیں ملتی۔ پہلے نعتوں میں خوب **روتا** تھا مگر اب دل کی **سختی** کے باعث رونا بھی نہیں آتا......... یا بعض اِسلامی بھائیوں کا، مسجد میں مَدْرَسہ نہ لگنے یا **تعداد کم** ہوجانے پر تو دل اُداس ہو مگر نماز میں دل نہ لگنے یا **جماعت چُھوٹنے** پر کم ہونے والی نیکیوں پر کوئی رَنج طاری نہ ہو۔ حلقے میں **بَدْمَزَگی** ہوجانے پر فِکْرمند ہوں مگر زبان سے **فُضول باتیں** نکلیں یا (مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) **بدنگاہی** کی آفت میں جا پڑیں تو فِکْر تو دُور کی بات **ماتھے پر شِکَن** بھی نہ آئے۔ **مَدَنی کاموں** کی کمی پر رنجیدہ تو ہوں مگر عمل میں سُستی سے ہونے والی **بربادی اور تباہی** پر دھیان نہ ہو، کوئی ذِمَّہ دار **ناراض** ہوجائے تو پریشان ہوں، مگر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اسکے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضگی کے خوف سے خود کو محروم پائیں تو کہیں ایسا تو نہیں کہ **دینی کاموں کی گھما گھمی میں ہم نے مَدَنی ماحول سے وابستگی کے اَصْل مقصد کو بھلا دیا ہو۔**

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! عِلاقے میں مَدَنی کام کم ہونے کے باعث دل کُڑھنا یقیناً سعادت ہے مگر اِس کے ساتھ ساتھ اپنے مَدَنی مقصد کی جانب بھی دھیان رکھنا ضَروری ہے، جسے **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ایک جملے میں سَمو دیا ہے (یعنی) **''مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔''**

(اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ)

ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ نیک بنانے کا جَذْبہ تو برقرار رہے، مگر نیک بننے کا جَذْبہ کم ہوجائے۔

حکمتِ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! کسی بھی کام کی پختگی کے لیے اس کے ذِمّہ داران کا خود مضبوط و باحوصلہ ہونا بَہُت ضَروری ہے، جبھی ان کے ذَرِیعے ہونے والا کام پائیدار و دیرپا ہوگا۔ اس کی مثال ہمارے سامنے **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی مبارک ذات ہے کہ جب آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے نیکی کی دعوت دینے کا ارادہ فرمایا تو خود کو فقط **72** نہیں بلکہ بے شمار مَدَنی انعامات سے مُزَیَّن فرمایا پھر تقویٰ و پرہیز گاری کا پیکر بن کر جب آپ نے نیکی کی دعوت کی صدا بُلند فرمائی تو اس کی بَرَکتیں تبلیغ قران وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کی صورت میں ساری دنیا میں عام ہونے لگیں، اسی لیے **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے **''مَدَنی اِنعامات''** کے ذَرِیعے ہمیں تقویٰ و پرہیز گاری کی راہ پر چلانے کی کوشش کی ہے۔ **آپ** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: **''مَدَنی کام میں ترقی، اَخلاقی تربیت وتقویٰ ملے اس غَرَض سے میں نے مَدَنی انعامات کا سلسلہ شروع کیا۔''**

شریعت وطریقت

یاد رکھئے! ہم ایک ایسی مذہبی تحریک سے وابَستہ ہیں جس میں **شریعت و طریقت** دونوں کا رنگ اپنی بَرَکتیں لٹا رہا ہے۔ یہ مَدَنی انعامات ایک تحریک کے امیر ہی نہیں بلکہ ایک وَلیِ کامل کے ارشادات ہیں جن کا مقصد اپنے مُریدین، طالبین،

مُحِبِّین اورتمام اُمتِ مُسلِمہ میں فرائض وواجِبات کی پابندی اورسُنَن و مُستَحَبّات پرعمل کا جَذْبہ پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اَخلاقیات کی درستی اورتقویٰ وپرہیز گاری کے ذَرِیعے خصوصی نکھار پیدا کرنا ہے۔

امیرِاہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَه کے مُرَتَّب کردہ ''مَدَنی انعامات'' کو دیکھ کرایسامحسوس ہوتا ہے گویاسیکڑوں سال پہلے امام غَزالی عَلَیہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الوَالِی اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف **''مِنْہاجُ العابِدین''** میں ان کی اہمیت وضَرورت بیان فرما گئے ہیں اور اِن **مَدَنی انعامات** کانِفاذ آپ کے بھی پیشِ نظر تھاچنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ قرآن مجید میں ارشادفرماتا ہے:

(جنتیوں کو جنت میں داخلے کے وقت کہا جائے گا) یہ تمہارا صلہ ہے اورتمہاری محنت ٹھکانے لگی۔(پ ۲۹، الدھر:۲۲)

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جنت میں جانا اسے نصیب ہوگا جس نے دُنیا میں کوشش کی اورخدا کی بندَگی میں مصروف رہا۔اس لیے ہم نے عبادت کی حقیقت میں نظر کی،اس کے طریقوں پرغور کیا،اس کے بنیادی اُمورومقاصد پرنظر دوڑائی تو غور کرنے سے معلوم ہوا کہ عبادت میں اِستِقامت نہایت دشوارومشکل ہے اِس راہ میں نہایت تنگ وتاریک گھاٹیاں عبور کرنا پڑتی ہیں۔شدید مَشَقَّتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بڑی بڑی آفات راستے میں پیش آتی ہیں اورمنزلِ مقصود تک پہنچنے میں بَہُت سی

رُکاوٹیں درپیش ہیں اس راستے میں گُونا گُوں ہلاک اور تباہ کن چیزیں مَخْفی ہیں، اَلغَرَض اس راستے کا ایسا مشکل اور پیچیدہ ہونا ضَروری ہے کیونکہ یہ جنت کا راستہ ہے اور جنت میں پہنچنا آسان نہیں اور عبادت کا اِتنا مشکل ہونا حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اس ارشاد کی تصدیق کرتا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''سن لو جنت خلافِ نَفْس کام کرنے سے حاصل ہوگی اور دوزخ میں لوگ شَہوات کی پیروی کی وَجہ سے جائیں گے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا و اھلہا، الحدیث:۲۸۲۲، ص ۱۵۱٦)

ایک اور حدیثِ پاک میں ہے: ''سُن لو کہ جنت اُونچے ٹیلے پر پتھریلی زمین کی طرح ہے اور دوزخ صحن میں نرم وہموار زمین کی مانند ہے۔''

(مسند احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن العباس الحدیث:۳۰۱۷، ج ۱، ص ۷۰۰)

پھر عبادت سے مُتَعَلِّقَہ مشکلات کے ساتھ ساتھ انسان ایک کمزور مخلوق ہے اور وہ طرح طرح کی صُعُوبَتوں (مشکلوں) میں مبتلا ہے اور دین کے معاملے میں آدمی کی سوچ ترقی کے بَجائے تَنَزُّل (زوال) کی طرف مائل ہے پھر دُنیوی مصروفیات بھی بَہُت ہیں اور عبادت کے لیے وقت بَہُت کم۔ ادھر انسان کی عُمر بَہُت تھوڑی ہے اور مزید یہ کہ انسان اَعمالِ صالِحہ کی بَجا آوَری میں بَہُت لاپرواہی کرتا ہے۔ خُشوع وخُضوع وغیرہ کا خیال بَہُت کم رکھتا ہے اور جس پاک ذات نے اَعمال کو پرکھنا ہے وہ " سَمِیْع و بَصِیْر" ہے۔ مذکورہ تمام تر مشکلات کے ساتھ ساتھ موت ہر گھڑی قریب سے قریب تر چلی آرہی ہے اور انسان کو جو سَفَر درپیش ہے وہ بَہُت طویل ہے۔

اِن تمام مشکلات میں گِھرے ہوئے اِنسان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس خطرناک واَہم ترین سَفَر کا توشہ (زادِراہ) اِخلاص کے ساتھ عبادت کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے اورسَفَر میں زادِراہ کا ہونا نہایت ضَروری ہے اوراس زادِراہ کی تیاری کا وقت تیزی سے گزررہا ہے اور ہرگز پھر پلَٹ کرنہیں آنے والا۔ جوشخص اِس تھوڑے سے وقت میں زادِراہِ آخرت تیار کرنے میں کامیاب ہوگیا سمجھ لیجئے کہ وہ نَجات پا گیا اور ہمیشہ کے لیے سعادت حاصل کرلی، لیکن جس نے اس اَنمول وقت کو فُضُول گوئی یا نَفْس پرستی کی مجالس اور غفلتوں میں گزار دیا اور زادِ آخرت جَمع نہ کرسکا وہ ناکام و نامراد رہا اور تباہ و برباد ہونے والوں میں سے ہوگیا۔

مذکورہ وُجُوہات کے باعث سَفَرِ آخرت کی تیاری جس قَدَر مشکل ہے اس سے کہیں زیادہ اَہم بھی ہے۔ اسی لیے اِس سَفَر کے لیے کمر بستہ ہونے والے بَہُت تھوڑے ہیں اور پھر جم کر اِسْتِقْلال سے اِس سَفَر کی مَنازِل طے کرنے والے اس سے بھی کم ہیں۔ **''مگر منزل مقصود تک پہنچنے والے ہی خدا** عَزَّوَجَلَّ **کو پیارے ہیں''** اُنہی کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی مَحَبَّت ومَعْرِفَت کے لیے مُنْتَخَب کیا اور انہی لوگوں کو ربّ تعالیٰ توفیقِ رفیق عطا فرماتا ہے۔ پھر یہی لوگ جنت کے حقدار ہیں اوراس کی رضا کا مقام پاتے ہیں۔ تو ہم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی رَحْمت سے سعادت مند کرے اور کامیاب لوگوں میں شامل کرے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم.

(منهاج العابدين،مترجم، ص ۱۰)

فیضانِ اَولیائے کِرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! ''**نیکی کی دعوت**'' عام کرنے کے منصب کو اگر ہم سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے اولیائے کِرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی مبارک زندگیوں پر غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ جب بھی دین میں مختلف فتنے پیدا ہوئے، باطل عقائد کی دعوت اور بداَعمالیاں عام ہونے لگیں اور لوگ نیکی کے راستے سے دور ہونے لگے تو اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے آگے بڑھ کر دین میں پیدا ہونے والے اس **بِگاڑ کو ختم کرنے** اور محبوب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی **سنتوں کو زندہ** کرنے کا بیڑا اٹھایا اور گناہوں بھری زندگی گزارنے والے لوگوں میں، اجتماعی و انفرادی طور پر نیکی کی دعوت کے ذَرِیعے مَدَنی انقلاب برپا فرمایا۔ لوگ ان کے ہاتھوں پر **تائب و مرید** ہو کر شریعت و طریقت کی پابندی کرنے لگے، پھر انہوں نے انہیں اپنے رنگ میں رنگ کر سُنَّتوں کا جَذْبہ اور عبادت کے شوق کے ساتھ دین کا درد عطا فرما کر، حسبِ مَراتِب انہیں کسی ''ذِمّہ داری کا تاج'' پہنا کر حکم دیا کہ جاؤ اور مَدَنی انعامات کے عامِل بن کر (یعنی تقویٰ و پرہیزگاری اپنا کر) مَدَنی قافلوں میں سَفَر کے ذَرِیعے انفرادی و اجتماعی کوشش کرتے ہوئے لوگوں تک ''نیکی کی دعوت'' پہنچا کر انہیں اسی مَدَنی رنگ میں رنگ دو جس میں تمہیں میں نے رنگا ہے تاکہ **اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کا سلسلہ جاری و ساری رہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه** عَزَّوَجَلَّ اولیائے کِرام رَحِمَهُمُ

اللّٰہُ السَّلَام کی انفرادی واجتماعی کوششوں اور نیکی کی دعوت کی بَرَکتوں سے آج تک دینِ اسلام کا چمن لہلہا رہا ہے اور اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ لہلہاتا رہے گا۔

پندرہویں صدی کی عظیم علمی ورُوحانی شخصیت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَه

آج کے اس پُرفتن دور میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ایک **''ولیٔ کامل''** کو اُمت کی اصلاح کے لیے مُنْتَخَب فرمایا جسے دنیائے اہلسنّت **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَه کے نام سے پکارتی ہے، ان کا طریقہ بھی سلف صالحین واولیائے کاملین رَحِمَهُمُ اللّٰہُ الْمُبِین کے طریقے کے مطابق ہے۔ گناہوں کی دَلْدَل میں دھنسے ہوئے لاکھوں مرد وزَن بالخصوص نوجوان **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَه کی **نگاہِ ولایت** کی بَرَکت سے نیکی کے راستے پَر گامزن ہوگئے۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَه نے انہیں سلسلہ قادریہ عطاریہ کے ذَرِیعے **سرکارِ بغداد حضورِ غوث پاک** عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الرَّزَّاق کی غلامی کا پٹا عطا فرما کر اپنے رنگ میں رنگا اور سُنَّتوں کی مَحَبَّت اور نیکی کی دعوت کا جَذْبَہ عطا فرمایا۔ (اس سے مُتَعَلِّق سینکڑوں مَدَنی بہاریں مکتبۃ المدینہ کے شائع کردہ رسالوں میں پڑھی جاسکتی ہیں)

جس طرح اَولیائے کِرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام اپنے متعلقین (یعنی تعلق رکھنے والوں) کو مختلف ذِمَّہ داریاں عطا فرماتے رہے اسی طرح **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ

الْعَالِیَہ نے بھی ساری دنیا میں مَذْہبِ مُہَذَّب مسلک اہلسنّت کی تقویت کیلئے مرکزی مجلسِ شوریٰ ، انتظامی کابینات و مجالس کا ایک مضبوط مَدَنی نظام عطا فرمایا جس کی بَرَکت سے لاکھوں عاشقانِ رسول سبز سبز عمامے کا تاج سجائے ،مَدَنی انعامات پرعمل کرتے ہوئے ساری دنیا میں سُنّتوں کی تربیت کے مَدَنی قافِلوں میں سَفَر اور انفرادی کوشش کے ذَرِیعے لوگوں کو اس رنگ میں رنگنے میں مصروف ہیں جس رنگ میں **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے انہیں رنگا ہے۔

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا کے کونے کونے میں **قرآن وسنت** کی دعوت عام ہو اور بدعقیدگی و بے عملی کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ہمیں رُوحانیت بھی حاصل رہے تو **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ ''**مَدَنی انعامات**'' کے مطابق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے عمل بہترین ذَرِیعہ ہے۔ (**مَدَنی انعامات** سے مُتَعَلِّق وضاحتی بیان اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ آگے مُلاحَظَہ فرمائیں گے۔)

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ ارشاد فرماتے ہیں کہ **مَدَنی انعامات** کے مطابق زندگی گزارنا چونکہ دُنیا و آخرت کے بے شمار فوائد پر مشتمل ہے لہذا شیطان اس بات کی بھرپور کوشش کرے گا کہ آپ کو اِستِقامت نہ ملے، مگر آپ ہمت نہ ہاریں اور مہربانی فرما کر دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی **مَدَنی انعامات** کے مطابق عمل کرنے کی ترغیب دلاتے رہیں دو یا ایک بار کہنے سے اگر کوئی عمل نہ کرے تو مایوس نہ ہوجایا کریں بلکہ مُسَلسَل کہتے رہیں۔ کانوں میں بار بار پڑنے والی بات کبھی نہ کبھی دل میں

بھی اُتر ہی جائے گی۔ یادرکھیں اگرایک بھی اسلامی بھائی نے آپ کے سمجھانے پرعمل شروع کردیا تواِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کے لئے ثوابِ جاریہ ہوجائے گا، آپ کو سکونِ قلب حاصل ہوگا اوراِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **آپ کے علاقے میں قرآن و سنت کا مَدَنی کام نہ صرف چلے گا بلکہ دوڑے گا، نہیں نہیں اسکے تو پَر لگ جائیں گے اور بے ساختہ مدینہ منورہ کی طرف اُڑنا شروع کردے گا** اوراِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دونوں جہاں میں آپ کا بیڑا پار ہوگا۔

کچھ نیکیاں کمالے جلد آخِرت بنالے　　　کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی زندگی کا

ہرایک کے لئے عمل کرنا آسان

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ کے پاس کوئی دینی منصب ہو یا نہ ہو، آپ نے داڑھی، عمامہ اورمَدَنی لباس اپنایا ہو یانہیں یا آج پہلی مرتبہ ہی''**اِن مَدَنی انعامات**'' کے ذَرِیعے''**دعوتِ اسلامی**'' کے مَدَنی ماحول سے مُتَعارِف ہورہے ہوں آپ بھی''**مَدَنی انعامات**'' کے مطابق آسانی سے عمل کرسکتے ہیں، یادرکھیے، ہم کتنے بھی مصروف ہوں اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ''**مَدَنی انعامات**'' کے مطابق عمل کرنے سے نہ ہمارے دنیوی **کام کاج** متاثر ہوں گے نہ ہی **تعلیم** میں حرج ہوگا اورنہ ہی ہمارے گھر بار اور **کاروبار** کے معاملات میں رکاوٹیں ہوں گی بلکہ رکاوٹیں دور ہوں گی، کیونکہ ''**مَدَنی انعامات**'' کے مطابق عمل کرنے والوں کو **امیرِ اہلِ سنت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَه

اس طرح اپنی دعاؤں سے نوازرہے ہیں:

دعائے عطار: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو مدینہ منورہ کے سدابہار پھولوں کی طرح **مسکراتا** رکھے کبھی بھی آپ کی **خوشیاں** ختم نہ ہوں، حیات ومَمات(موت)، بَرزَخ وسَکَرات (حالتِ نزع) اور **قیامت** کے جاں سوز لمحات میں ہر جگہ **مَسَرَّتیں** اور شادمانیاں نصیب ہوں، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی اور تمام قبیلے کی **مغفرت** کرے، **جنّتُ الفِردَوس میں** آپ کو اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جوار عطا فرمائے۔(اٰمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ارشادفرماتے ہیں کہ جب **مجھے** معلوم ہوتا ہے کہ فلاں اسلامی بھائی یا اسلامی بہن کا''**مَدَنی انعامات**'' پر عمل ہے تو دل باغ باغ بلکہ باغِ مدینہ ہوجاتا ہے۔ یا سنتا ہوں کہ فلاں نے زبان اور آنکھوں کا یا ان میں سے کسی ایک کا''قفلِ مدینہ'' لگایا ہے تو عجیب کیف وسُرُور حاصل ہوتا ہے۔

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی دعا اور آپ کی ترغیب کا انداز دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ **دنیا اور آخرت کی بہتری** کے خواہش مند ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ ان **مَدَنی انعامات** پر عمل کرنے والا بن جائے۔

شیطان کا خطرناک وار

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مَدَنی انعامات پر عمل میں سُستی کی ایک وجہ

اس کا مشکل محسوس ہونا بھی ہے۔اس لئے شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ کوئی ''مَدَنی **انعامات**'' کا رسالہ پڑھ نہ سکے اور یہ وَسوَسہ ڈالتا ہے کہ یہ تو بہُت مشکل ہے۔ میں **72 مَدَنی انعامات** کے مطابق کس طرح عمل کرسکتا ہوں **اس طرح رسالہ حاصل کرنے اوراس کی خانہ پُری کرنے سے روک لیتا ہے۔**

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ شیطان کا خطرناک وار ہے۔(جو ہمیں نیکیوں بھری زندگی گزارنے سے محروم کرنا چاہتا ہے) اگر ہم کچھ توجہ دیں اوران **مَدَنی انعامات** پرغور کریں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ ان کے مطابق عمل کرنا مشکل نہیں بلکہ آسان ہے۔ **کیونکہ** ہمیں روزانہ **72 مَدَنی انعامات** پر عمل نہیں کرنا بلکہ روزانہ جن **مَدَنی انعامات** پر عمل کرنا ہے اس کے تین دَرَجے ہیں پہلا اور دوسرا دَرَجہ **17** اور تیسرا صرف **16** مَدَنی انعامات پر مشتمل ہے۔ابتداءً چاہیں تو تینوں دَرَجوں سے **چند مَدَنی انعامات** کا انتخاب کرلیں اوران کے مطابق عمل شروع کردیں۔

8 مَدَنی انعامات ایسے ہیں جن پر ہفتے میں صرف ایک بار عمل کرنا ہے، **6 مَدَنی انعامات** ایسے ہیں جن پر مہینے میں صرف ایک بار عمل کرنا ہے اور **8 مَدَنی انعامات** ایسے ہیں جن پر **12** ماہ میں **صرف ایک بار** عمل کرنا ہے۔

مَدَنی اِنعامات کا مَدَنی جائزہ

وسوسہ: اتنا مصروف دور، پھر ہر طرف سے گناہوں کی یَلْغار اور نیکیوں

پر عمل دُشوار ان حالات میں مَدَ نی انعامات پرعمل کے لئے اِصرار، کیا مَدَ نی انعامات پرعمل اسقدَر ضَروری ہے؟

جوابِ وسوسہ: امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَه نے اس پُرفِتن دور میں جو مَدَ نی انعامات عطا فرمائے ہیں اُس میں آسانی سے نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کے طریقے ہی تو دیئے ہیں، آیئے ہم شیطان کے تمام وسوسوں کو دور کرتے ہوئے غور کریں تو معلوم ہوگا کہ.........

ان مَدَ نی انعامات میں بعض مَدَ نی انعامات فرائض و وَاجِبات پر مشتمل ہیں یعنی شرعی طور پر ہر مسلمان پر لازم ہیں اور ان پر توجہ دیکر اپنا معمول نہ بنانے پر آخرت میں شدید پکڑ کی وعید ہے۔ (جیسا کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی اور حرام کردہ چیزوں سے اجتناب نیز کچھ مَدَ نی انعامات سنتوں اور مستحبات پر مشتمل ہیں۔) ان مَدَ نی انعامات میں سے بعض **مَدَ نی انعامات** نماز سے مُتَعلِّق ہیں (مثلاً پانچوں نمازیں پہلی صف میں باجماعت خشوع وخضوع کی سعی کے ساتھ ادا کرنا، سنتِ قَبْلِیَّہ اور نوافلِ بَعْدِیَّہ وغیرہ کی عادت بنانا۔) بعض **مَدَ نی انعامات** زبان اور نگاہ کی حفاظت کے طریقوں پر مشتمل ہیں (مَثَلاً حتی المقدور نگاہیں نیچی رکھنا، فُضُول گوئی کی عادت نکالنے کے لئے ضَروری گفتگو بھی کم لفظوں میں یا لکھ کر کرنا وغیرہ۔) **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اگر ہم مَدَ نی ماحول سے وابَستہ نہ بھی ہوتے پھر بھی نماز تو پڑھنی ہی تھی اور بدنگاہی سے بچنا بھی

لازمی تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ **مَدَنی انعامات** نے مزید آسانی فرمادی ہے۔

مزید **6 مَدَنی انعامات** ایسے ہیں جن کا تعلق مطالعہ سے ہے (مثلاً بہار شریعت اور منہاج العابدین کے مخصوص ابواب کا مطالعہ)۔

بعض **مَدَنی انعامات** کے ذَرِیعے **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ ہمیں ایسے گناہوں سے بچنے کا مَدَنی ذہن عطا فرما رہے ہیں جو معاشرے میں عام ہیں اور جن کی طرف ہماری توجہ نہیں، مثلاً راز کی بات کی حفاظت کرنا، جھوٹ، غیبت[1]، چغلی، حسد، تکبر، وعدہ خلافی، فلمیں ڈرامے، گانے باجے وغیرہ سے خود کو محفوظ رکھنا۔

بعض مَدَنی انعامات کے ذَرِیعے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے **اَخلاقی نِکھار پیدا کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔** جیسے **غُصّہ** آجانے پر چُپ سادھ کر درگزر سے کام لینا، جی کہنے کی عادت ڈالنا، دوسرے کی بات سننے کے بَجائے اس کی **بات کاٹ کر** اپنی بات شروع کرنے کی عادت نکالنا، تُو تُکار سے بچتے ہوئے **آپ جناب** سے گفتگو کی عادت ڈالنا، **قہقہہ** لگانے سے گُریز کرنا، فُضُول بات نکلنے پر **اِستِغفار** یا **درود شریف** پڑھنا، ہفتے میں کم از کم ایک مریض یا دُکھی کی گھر یا اسپتال جا کر **غمخواری کرتے** ہوئے **تعویذاتِ عطاریہ** کی ترغیب دلانا نیز گھر میں مَدَنی ماحول

1 ......اس موضوع پر امیرِ اَہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ کی مشہور زمانہ تصنیف **"غیبت کی تباہ کاریاں"** کا مطالعہ انتہائی ضَروری ومفید ہے۔

بنانے کے لئے 19 **مَدَنی پھول** وغیرہ کے مطابق معمول بنانا۔

’’یاربِّ کریم! ہمیں مُتّقی بنا‘‘ کے اُنیّس حُرُوف کی نسبت سے گھر میں ’’مَدَنی ماحول‘‘ بنانے کے 19 مَدَنی پھول

{1} گھر میں آتے جاتے بُلند آواز سے سلام کیجئے {2} والِدہ یا والِد صاحب کو آتے دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جایئے {3} دن میں کم از کم ایک بار اسلامی بھائی والِد صاحِب کے اور اسلامی بہنیں ماں کے ہاتھ اور پاؤں چوما کریں {4} والِدَین کے سامنے آواز دھیمی رکھئے، ان سے آنکھیں ہرگز نہ ملایئے، نیچی نگاہیں رکھ کر ہی بات چیت کیجئے {5} ان کا سونپا ہوا ہر وہ کام جو خلافِ شَرع نہ ہو فوراً کر ڈالئے {6} سنجیدگی اپنایئے گھر میں تو تکار، اَبے تبے اور مذاق مسخری کرنے، بات بات پر غصے ہو جانے، کھانے میں عیب نکالنے، چھوٹے بھائی بہنوں کو جھاڑنے، مارنے، گھر کے بڑوں سے اُلجھنے، بحثیں کرتے رہنے کی اگر آپ کی عادتیں ہوں تو اپنا رویہ یکسر تبدیل کر دیجئے، ہر ایک سے معافی تلافی کر لیجئے۔ {7} گھر میں اور باہر ہر جگہ آپ سنجیدہ ہو جائیں گے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ گھر کے اندر بھی ضَرور اس کی بَرَکتیں ظاہر ہوں گی۔ {8} ماں بلکہ بچّوں کی امّی ہو تو اسے نیز گھر (اور باہر) کے ایک دن کے بچّے کو بھی ’’آپ‘‘ کہہ کر ہی مخاطِب ہوں۔ {9} اپنے مَحَلّے کی مسجِد میں عشاء کی جماعت کے وَقت سے لے کر دو گھنٹے کے اندر اندر سو جایئے۔ کاش! تہجُّد میں آنکھ کھل جائے ورنہ کم از کم نمازِ فجر تو

بآسانی (مسجِد کی پہلی صف میں باجماعت) **مُیَسَّر** آئے اور پھر کام کاج میں بھی سُستی نہ ہو۔ {10} گھر کے افراد میں اگر نَمازوں کی سُستی، بے پردَگی، فلموں ڈِراموں اور گانے باجوں کا سلسلہ ہو اور آپ اگر سرپرست نہیں ہیں، نیز ظنِّ غالب ہے کہ آپ کی نہیں سُنی جائے گی تو بار بار ٹوکا ٹوک کے بجائے، سب کو نرمی کے ساتھ مکتبۃ المدینہ سے جاری شدہ سنّتوں بھرے بیانات کی آڈیو کیسٹیں، آڈیو/ویڈیو سی ڈیز سنایئے دکھایئے، **مَدَنی چینل** دکھایئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ''مَدَنی نتائج'' برآمد ہوں گے۔ {11} گھر میں کتنی ہی ڈانٹ بلکہ مار بھی پڑے، صَبر صَبر اور صَبر کیجئے۔ اگر آپ زَبان چلائیں گے تو ''مَدَنی ماحول'' بننے کی کوئی اُمّید نہیں بلکہ مزید بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے کہ بے جا سختی کرنے سے بسا اوقات شیطان لوگوں کو ضِدّی بنا دیتا ہے۔ {12} مَدَنی ماحول بنانے کا ایک بہترین ذَرِیعہ یہ بھی ہے کہ گھر میں روزانہ فیضانِ سنت کا درس ضَرور ضَرور ضَرور دیجئے یا سنئے۔ {13} اپنے گھر والوں کی دنیا و آخِرت کی بہتری کے لئے دل سوزی کے ساتھ دعا بھی کرتے رہئے کہ فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: **''اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِن** یعنی دعا مومِن کا ہتھیار ہے۔'' (المستدرك للحاكم، ج۲، ص۱٦۲، الحديث: ۱۸۵۵)

{14} سُسرال میں رہنے والیاں جہاں گھر کا ذِکر ہے وہاں سُسرال اور جہاں والِدَین کا ذِکر ہے وہاں ساس اور سُسَر کے ساتھ وُہی حُسنِ سُلوک بجا لائیں جبکہ کوئی مانِعِ شَرعی نہ ہو۔ {15} **مسائلُ القُراٰن** صَفحہ **290** پر ہے: ہر نَماز کے بعد اوّل و آخر ایک

مرتبہ دُرُودشریف کے ساتھ یہ قرآنی دعا ایک بار پڑھ لیجئے اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بال بچّے سنّتوں کے پابند بنیں گے اور گھر میں **مَدَنی ماحول** قائم ہوگا: (دُعا یہ ہے) (**اَللّٰھُمَّ**)

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾

("اَللّٰھُمَّ" آیتِ قرآنی کا حصّہ نہیں) **ترجَمۂ کنز الایمان**: اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا (پ ۱۹، الفرقان: ۷۴)

{16} **نافرمان بچّہ یا بڑا جب سویا ہو تو 11 تا 21 دن** اس کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ آیات مبارکہ صرف ایک بار اتنی آواز سے پڑھئے کہ اس کی آنکھ نہ کھلے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ﴿۲۱﴾ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾

(ترجَمۂ کنزالایمان: بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے لوحِ محفوظ میں) (پ ۳۰، اَلْبُرُوج: ۲۱، ۲۲)

(اوّل، آخر ایک مرتبہ دُرُود شریف) **یاد رہے!** بڑا نافرمان ہو تو سوتے سوتے سرہانے وظیفہ پڑھنے میں اس کے جاگنے کا اندیشہ ہے خصوصاً جب کہ اس کی نیند گہری نہ ہو، یہ پتا چلنا مشکل ہے کہ صرف آنکھیں بند ہیں یا سو رہا ہے لہٰذا جہاں فتنے کا خوف ہو وہاں یہ عمل نہ کیا جائے خاص کر بیوی اپنے شوہر پر یہ عمل نہ کرے۔ {17} **نیز نافرمان اولاد کو** فرماں بردار بنانے کے لیے تاحُصولِ مراد نمازِ فجر کے بعد آسمان کی طرف رخ کر کے "**یَاشَهِیْدُ**" **21** بار پڑھئے۔ (اوّل و آخر ایک بار درود شریف) {18} **مَدَنی اِنعامات** کے مطابق عمل کی عادت بنائیے، اور گھر کے جن افراد کے اندر نرم گوشہ پائیں

اُن میں اور آپ اگر باپ ہیں تو اَولاد میں نرمی اور حکمتِ عملی کے ساتھ **مَدَنی اِنعامات** کانِفاذ کیجئے ،**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت سے گھر میں مَدَنی انقِلاب برپا ہو جائیگا۔ {19 } پابندی سے ہر ماہ کم ازکم تین دن کے **مَدَنی قافِلے** میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ سنّتوں بھرا سَفَر کر کے گھر والوں کے لئے بھی دُعا کیجئے ۔مَدَنی قافِلے میں سَفَر کی بَرَکت سے بھی گھروں میں **مَدَنی ماحول** بننے کی ''مَدَنی بہاریں'' سننے کو ملتی ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہ! عَزَّوَجَلَّ **امیرِ اہلِ سنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے پُرحکمت تربیتی مَدَنی پھولوں کی مَہک سے محسوس ہوتا ہے کہ اگر والدین یہ چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد نافرمانی چھوڑ کر فرمانبردار بن جائے تو انہیں اپنی اولاد کو **دعوتِ اسلامی** کے مَدَنی ماحول سے وابَستہ کر دینا چاہیے۔**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو وہ مَدَنی ماحول کی بَرَکتوں اور اس زمانے کے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے عظیم بُزُرگ **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے فُیوض وبَرَکات سے مستفیض ہوکر والدین کے اطاعت گزار اور بادب بن جائیں گے۔(بلکہ **امیرِ اہلِ سنت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے اندازِ تربیت سے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ **آپ** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ چاہتے ہیں کہ آج کا ہر مسلمان ایسا باکردار ہو کہ اسے کسی بھی زاویے سے پرکھا جائے تو یہ بہتر ہی نظر آئے۔)

اَلْحَمْدُلِلّٰہ! عَزَّوَجَلَّ **مَدَنی انعامات میں ایسے انعامات بھی ہیں جو مَدَنی**

ماحول کی بَرَکت سے تنظیمی طور پر پہلے ہی سے نافذ ہیں اور جن کے بارے میں ماہانہ کارکردگی لینے کا سلسلہ بھی جاری ہے جس کی وجہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اکثر مَدَنی انعامات پر ہمیں عمل کرنے کا موقع بھی ملتا ہے۔

جیسا کہ روزانہ **دو درس** دینا یا سننا، کم ازکم دو اسلامی بھائیوں کو مَدَنی انعامات اور مَدَنی قافِلے کی **ترغیب** دلانا، مَدَنی کاموں میں کم ازکم **دو گھنٹے** صَرف کرنا، **مدرسۃ المدینہ** (بالِغان) میں پڑھنا یا پڑھانا اور فارغ ہوتے ہی عشاء کی جماعت سے **دو گھنٹے** کے اندر گھر پہنچنا، چند ایک ہی کی دوستی سے بچنا، مرکزی مجلس شوریٰ، دیگر مجالس اور اپنے نگران کی **اطاعت کرنا**، کسی سے **اختلاف کی** صورت میں دوسروں پر اِظہار نہ کرنا، جو مَدَنی ماحول سے دور ہو گئے تنظیمی ترکیب کے تحت ان کی **وابستگی** کے لئے کوشش کرنا اور دورانِ گفتگو دعوتِ اسلامی کی **اصطلاحات** کا استعمال نیز تلفظ کی دُرُستی کے لئے کوشش کرنا۔ (ہفتے میں ایک بار) اجتماع میں اوّل تا آخر شرکت، ساری رات اعتکاف، بعد اجتماع ملاقات، علاقائی دورہ میں شرکت، نیکی کی دعوت پر مشتمل مکتوب بھیجنا، **کیسٹ یا VCD اجتماع** اور **مسجد اجتماع** میں شرکت۔ (مہینے میں ایک بار) روزانہ فِکرِ مدینہ کرتے ہوئے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے اپنے ذمّہ دار کو جمع کروانا۔ جدول کے مطابق **تین دن** کے مَدَنی قافِلے میں سَفَر کرنا، ایک کو ترغیب دلا کر **مَدَنی انعامات کا رسالہ** پُر کرنے کے لئے تیار کرنا اور **مَدَنی قافِلے میں سَفَر کروانا**۔ ہر بارہ ماہ میں **تیس دن**

کے لئے اور عُمر بھر میں **یکمشت بارہ ماہ** کے لئے سَفَر کرنا۔

بروزِ قیامت وزن دار عمل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ان مَدَنی انعامات کا نفاذ اتنا مشکل نہیں جتنا محسوس ہوتا ہے۔ اگر ہم اخلاص کے ساتھ کوشش کریں تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان مَدَنی انعامات پر بآسانی عمل کر سکتے ہیں۔ **سیدنا ابراہیم بن اَدہَم** عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الاَکْرَم ارشاد فرماتے ہیں: **جو عمل دنیا میں جتنا دشوار ہوگا بروزِ قیامت میزان میں اتنا ہی زیادہ وَزْن دار ہوگا۔** (تذکرۃ الاولیاء، ذکر ابراھیم بن ادھم، ص ٩٥)

جب ہم ہمت کر کے مَدَنی انعامات کے مطابق عمل شروع کریں گے تو ہو سکتا ہے کہ ابتداءً مشکل محسوس ہو مگر پھر بَتَدْرِیج اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آسانی ہو جائے گی۔ ہر مشکل کام کا یہی اُصول ہے۔

سرکارِ مدینۂ منوّرہ، سردارِ مکّۂ مکرّمہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ **یعنی مسلمان وہ ہے کہ اُسکے ہاتھ اور زَبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔** (صحیح البخاری، الحدیث: ١٠، ج ١، ص ١٥)

نظام الاوقات کی ترکیب بنالیجئے اور جماعتِ عشاء سے دو گھنٹے کے اندر اندر سو جایئے

تمام **مَدَنی انعامات** کے نفاذ کیلئے جدول کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔**امیر اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: ''**عبادات اور ریاضات میں وقت** کی بہت اَہمیت ہے اسلئے روزانہ کے **نظامُ الاوقات** ترتیب دیجئے۔'' چنانچہ اپنے رسالے ''**انمول ہیرے**'' میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہو سکے تو اپنا یومیہ نظامُ الاوقات ترتیب دے لینا چاہیے۔ اوّلاً عشاء کی نَماز پڑھ کرحتَّی الامکان دو گھنٹے کے اندر اندر سو جایئے۔ رات کو فُضول چوپال لگانا، ہوٹلوں کی رونق بڑھانا اور دوستوں کی مجلسوں میں وقت گنوانا (جبکہ کوئی دینی مصلحت نہ ہو) بہت بڑا نقصان ہے۔ تفسیر روحُ البیان جلد 4 صَفْحَہ نمبر 166 پر ہے: **''قومِ لوط کی تباہ کاریوں میں سے یہ بھی تھا کہ وہ چوراہوں پر بیٹھ کر لوگوں سے ٹھٹّھا مسخری کرتے تھے۔''** میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خوفِ خداوندی سے لرز اٹھئے! دوست بظاہر کیسے ہی نیک صورت ہوں ان کی دل آزار اور خدائے غفّار سے غافل کر دینے والی محفلوں سے توبہ کر لیجئے۔ رات کو دینی مشاغل سے فارغ ہو کر جلد سو جایئے کہ رات کا آرام دن کے آرام کے مقابلے میں زیادہ صحت بخش ہے اور عین فطرت کا تقاضا بھی۔ چُنانچِہ پارہ 20 سورۃُ الْقَصَص آیت نمبر 73 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

ترجَمۂ کنز الایمان: اوراس نے اپنی مہر (رحمت) سے تمہارے لئے رات اوردن بنائے کہ رات میں آرام کرواوردن میں اس کا فضل ڈھونڈو (یعنی کسبِ معاش کرو) اوراسلئے کہ تم حق مانو۔

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان ''نورالعرفان'' صَفْحَہ 629 پر اِس کے تحت فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ کمائی کے لیے دن اور آرام کے لیے رات مقرر کرنی بہتر ہے۔ رات کو بلاوجہ نہ جاگے، دن میں بیکار نہ رہے اگر معذوری (مجبوری) کی وجہ سے دن میں سوئے اور رات کو کمائے تو حرج نہیں جیسے رات کی نوکریوں والے ملازم وغیرہ۔

صبح کی فضیلت

نظامُ الاوقات متعین کرتے ہوئے کام کی نوعیت اور کیفیت کو پیش نظر رکھنا مناسب ہے۔ مَثَلاً جو اسلامی بھائی رات کو جلدی سو جاتے ہیں صبح کے وقت وہ تروتازہ ہوتے ہیں۔ لٰہذا علمی مشاغل کیلئے صبح کا وَقت بَہُت مناسب ہے۔ سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ دعا ''ترمذی'' نے نقل کی ہے: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَل! میری اُمّت کیلئے صبح کے اوقات میں بَرَکت عطا فرما۔'' (ترمذی ج۳ ص۶ حدیث ۱۲۱۶) چُنانچِہ مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی (یا اللّٰہ عَزَّوَجَل!) میری اُمّت کے تمام ان دینی و دنیاوی کاموں میں بَرَکت

دے جو وہ صبح سویرے کیا کریں جیسے سفر، طلبِ علم، تجارت وغیرہ۔ (مراۃ المناجیح ج۵ ص ۴۹۱)

کوشش کیجئے کہ صبح اٹھنے کے بعد سے لیکر رات سونے تک سارے کاموں کے اوقات مقرَّر رہوں مَثَلاً اتنے بجے تہجد، علمی مشاغل، مسجد میں تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ باجماعت نمازِ فجر (اسی طرح دیگر نمازیں بھی) اشراق، چاشت، ناشتہ، کسبِ معاش، دوپہر کا کھانا، گھریلو معاملات، شام کے مشاغِل، اچھی صحبت (اگر یہ مُیَسَّر نہ ہوتو تنہائی بدرجہا بہتر ہے)، اسلامی بھائیوں سے دینی ضروریات کے تحت ملاقات وغیرہ کے اوقات متعین کر لئے جائیں جو اس کے عادی نہیں ہیں ان کیلئے ہوسکتا ہے شروع میں کچھ دشواری پیش آئے۔ پھر جب عادت پڑ جائے گی تو اس کی برکتیں بھی خود ہی ظاہر ہوجائیں گی اِن شاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ۔

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
رزقِ خدا کھایا کیا فرمانِ حق ٹالا کیا
شکر کرم ترسِ جزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں (حدائق بخشش)

(بیاناتِ عطاریہ، حصہ سوم، ص۱۹)

اگر ہم آئندہ صفحات پر دیئے ہوئے مَدَنی انعامات پر آسانی سے عمل کرنے کے طریقے کے مطابق زندگی کے شب و روز گزارنے کی کوشش کریں گے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان مَدَنی انعامات کی بَرَکتیں حاصل کرسکیں گے۔

مَدَنی انعامات پرآسانی سے عمل کرنے کا مَدَنی طریقہ

شیخ طریقت، امیرِ اہلِ سنت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ **72 مَدَنی انعامات** پرعمل کرنے کا جَذْبَہ رکھنے والے اسے ضَرور پڑھیں۔

یقیناً ہر عمل میرا تری نظروں سے قائم ہے.....

شیخ طریقت امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: جوکوئی **مَدَنی انعامات** کے مطابق اخلاص کے ساتھ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے عمل کرے گا تو وہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کا پیارا بن جائے گا** اور آپ اس کیلئے دعا فرماتے ہیں کہ یاربِّ مصطفٰے! جو تیری رضا کیلئے ان مَدَنی انعامات کے مطابق عمل کرے اسے اس سے پہلے موت نہ دے جب تک وہ مدینہ نہ چوم لے۔

یادرکھیں! موت تمام تر سختیوں سمیت پیچھا کئے چلی آرہی ہے، عنقریب مرنا، اندھیری قبر میں اُترنا اور اپنی کرنی کا پھل بھگتنا پڑے گا۔ **یقیناً وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو مرنے سے پہلے موت کی تیاری کر لیتے ہیں، کاش! ہم اپنا روزانہ کا معمول اس طرح بنالیں!**

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اسکے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضل وکرم سے روزانہ سونے سے قَبْل (1) ہر وَقْت **باوُضُو** رہنے کی نیت کے ساتھ وضو کر کے

(2) **صلوٰۃُ التوبہ** (3) **آیۃُ الکرسی، تسبیح فاطمہ** رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنۡہَا **سورۃُ الاخلاص** نیز **سورۃُ الملک**، سونے کی دعا اور سوتے وقت کے اوراد وغیرہ پڑھ کر (4) یکسوئی کے ساتھ **فِکْرِ مدینہ** (یعنی اپنے اَعمال کا محاسبہ کرتے ہوئے جن جن مَدَنی انعامات پر عمل ہوا رسالے میں ان کی خانہ پُری کر کے) (5) **سنت بکس** جس میں (آئینہ، سرمہ، کنگھا، سوئی دھاگہ، مسواک، تیل اور قینچی موجود ہو) سرہانے رکھ کر سنت کی نیت سے **چٹائی** اور نہ ہونے کی صورت میں **زمین** پر سو جائیں اور مدینے کی یادوں میں کھو جائیں۔

مَدَنی احتیاطیں

ممکن ہو تو پاجامے یا شلوار پر ایک چادر تہبند کی طرح باندھ لیں تا کہ نیند میں بھی پردے میں پردہ رہے گھر سے باہر بھی اس کی عادت بنائیں۔ ایک تکیہ پر یا ایک چادر میں دو اسلامی بھائی ہرگز نہ سوئیں۔ ہمیشہ دو اسلامی بھائیوں کے درمیان کم از کم چار فِٹ کا فاصلہ رکھیں۔ ممکن ہو تو کوئی چیز بیچ میں رکھ لیں مگر ایسا بیگ نہ رکھیں جس میں کوئی کتاب یا تحریر ہو۔ دوسرے کے پاؤں اس طرف ہونے کا اندیشہ ہو تو سنت بکس بھی وہی سرہانے رکھیں جس کے اوپر یا اندر کسی قسم کی تحریر یا لیبل وغیرہ نہ ہو۔ اسی طرح تعویذ اور جیب کی تحریر نکال کر محفوظ جگہ پر رکھ دیں تا کہ کسی اور سونے والے کے پاؤں اس طرف نہ ہوں آپ کے اپنے پاؤں بھی کسی تحریر کی طرف تو نہیں ہو رہے یہ غور کر لیا کریں اور ان باتوں کا ہمیشہ خیال رکھا کریں۔

با ادب با نصیب　　　　بے ادب بے نصیب

صبح صادق

کاش صُبحِ صادق سے آدھا گھنٹہ قَبْل بیدار ہوکر **بستر** اور **لباس** ہمیشہ تہہ کرکے رکھنے کی نیت کے ساتھ تہہ کرلیں۔(6) **تَـحِیَّۃُ الْوُضُو** کی نیت کے ساتھ **تَہَجُّد** ادا فرمالیں (7)**اذان و اِقامت** کے وقت خاموش رہ کر **جواب** دیں پھر (8)**صدائے مدینہ** [1] لگاتے ہوئے کم از کم کسی ایک **اسلامی بھائی** کو اپنے ساتھ مسجد میں لاکر(9)**سنتِ قَبْلِیہ** ادا فرمائیں۔

نمازِ فجر

(10) پھر باجماعت **مع تکبیرِ اُولیٰ** پہلی صف میں (11) خُشُوع و خُضُوع پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے **نماز فجر** ادا فرمائیں (دیگر نمازوں میں بھی اسی طرح اِہتمام فرمائیں)۔ **بعد نماز دعا کے آداب کا لحاظ** رکھتے ہوئے خُشُوع و خُضُوع کے ساتھ

صدائے مدینہ کے وقت احتیاط

1 ......**امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اذانِ فجر کے بعد بغیر میگا فون دو دو اسلامی بھائی **صدائے مدینہ** لگائیں (مسلمانوں کو نمازِ فجر کیلئے صدا لگا کر اُٹھانے کو دعوتِ اسلامی کی اصطلاح میں صدائے مدینہ کہا جاتا ہے) مگر اس بات کا خیال رکھئے کہ اتنی **زوردار** آوازیں نہ ہوں کہ مریضوں، بچوں اور جو اسلامی بہنیں گھر میں نماز میں مشغول ہوں یا پڑھ کر دوبارہ لیٹ گئی ہوں **ان کو تشویش** ہو۔ درس و بیان کرنے نعت شریف پڑھنے اور اسپیکر چلانے وغیرہ میں ہمیشہ نمازیوں، تلاوت کرنے والوں اور سونے والوں کی ایذا رسانی سے بچنا **شرعاً واجب** ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ظاہری عبادت سے خوش ہو رہے ہوں مگر اس میں دوسروں کی پریشانی کا باعث بن کر حقیقت میں **معاذ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **گناہگار اور دوزخ کے حقدار بن رہے ہوں۔**

امیرِ اَہلسنّت پَر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔

دعا مانگیں۔ بعد نماز آیۃُ الکرسی، سورۃ الاخلاص اور تسبیح فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پڑھ لیں، پھر (12) فیضان سنت سے کم از کم **دو درس** (مسجد، گھر، دکان، بازار وغیرہ میں جہاں سُہولت ہو) روزانہ دینے یا سننے کی نیت کے ساتھ (13) **پردے میں پردہ** کے اِہتمام کے ساتھ **قبلہ رُو** درس میں شرکت فرمائیں (نگاہیں نیچی کئے جتنی دیر ممکن ہو دو زانو ہو کر بیٹھیں ہمیشہ درس و بیان میں اسی طرح بیٹھنے کی کوشش فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں مگر اصرار نہ فرمائیں۔)

انفرادی کوشش

درس سے فراغت کے بعد (14) کم از کم دو اسلامی بھائیوں کو **انفرادی کوشش** کے ذَرِیعے مَدَنی قافلے و مَدَنی انعامات اور دیگر مَدَنی کاموں کی ترغیب دلائیں (تاکہ صُبح سے ہی ہمارا ذہن انفرادی کوشش کے لئے تیار ہو جائے) (15) سر پر سبز سبز **عِمامہ شریف** (سبز رنگ گہرا یعنی ڈارک نہ ہو)، اگر بڑھتی ہوں تو **زلفیں**، ایک **مشت داڑھی**، سفید کُرتا کلی والا سنت کے مطابق آدھی پنڈلی تک لمبا، آستینیں ایک بالشت چوڑی، سینے پر دل کی جانب والی جیب میں نمایاں مسواک، پاجامہ یا شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنے کے معمول کے ساتھ (سر پر سفید چادر اور پردے میں پردہ کرنے کے لئے مَدَنی انعام پر عمل کرتے ہوئے کتھئی چادر بھی ساتھ رہے تو مدینہ مدینہ) سارا دن عمل کی نیتوں کا عزم لئے **مَدَنی حلیہ** اپنایئے۔

امیرِاہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِيَه فرماتے ہیں:

بیان کردہ مَدَنی حُلیے میں جب کسی اسلامی بھائی کو دیکھتا ہوں تو میرا دل باغ باغ بلکہ **باغِ مَدینہ** ہو جاتا ہے۔

دُعائے عطار: یااللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اور مَدَنی حُلیے میں رہنے والے تمام اسلامی بھائیوں کو سبز سبز گُنبد کے سائے میں شہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پڑوس نصیب فرما۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ان کا دیوانہ عمامہ اور زُلف و رِیش میں لگ رہا ہے مَدَنی حلیے میں وہ کتنا شاندار

(16) اب کم از کم تین آیات کی تلاوت مع ترجمہ **کنزالایمان شریف** وتفسیر (اگر خزائن العرفان پڑھنا دشوار معلوم ہو تو مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی تفسیر نور العرفان پڑھیں کہ کافی آسان ہے) اور (17) 12 **مِنَٹ** پردے میں پردہ کئے قبلہ رو، کسی سنی عالم کی **اسلامی کتاب** اور **فیضانِ سنت** کے ترتیب وار کم از کم **چار صَفْحات** پڑھنے کا سلسلہ فرمائیے۔

اَوْرَادووَظائف

پھر آنکھوں کی حفاظت کی عادت بنانے کی نیت سے 12 منٹ آنکھیں بند کر کے (18) **شجرۂ عطاریہ** سے چند **اَوراد**، کم از کم 70 بار اِسْتِغْفار، 166 بار لَآاِلٰـہَ

اِلَّااللّٰہُ ، پھر 3 بار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھ لیں (یہ زندگی بھر کے لئے معمول بنالیں) (19) جس **نگران** کے بھی ماتحت ہیں ہمیشہ (شریعت کے دائرے میں رہ کران کی) **اطاعت** فرمایئے۔

مسجد میں احتیاط

جب تک مسجد میں رہیں زبان کی حفاظت کے پیشِ نظر قفلِ مدینہ میں ہی عافیت ہے۔ (دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں زبان کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی والے کاموں سے بچانے اور فُضُول گوئی کی عادت نکالنے کے لئے ضَروری بات بھی کم لفظوں میں لکھ کر یا اشاروں میں کرنا اور فُضُول بات منہ سے نکل جانے کی صورت میں نادم ہوکر درود شریف پڑھ لینا، زبان کا قفلِ مدینہ کہلاتا ہے۔) لہٰذا زبان کا **قفلِ مدینہ** لگاتے ہوئے (20) ضَروری گفتگو بھی **کم سے کم الفاظ** میں (21) کم از کم 4 **بار لکھ کر یا اشارے** سے کیجئے اور فُضُول بات منہ سے نکل جانے کی صورت میں نادم ہو کر **اِستِغفار یا درود شریف** پڑھ لیجئے (22) نظریں جھکا کر سامنے والے کے چہرے پر **نگاہیں گاڑے بغیر گفتگو** کرنے کی عادت ڈالئے اور اس کے لئے کم از کم 12 منٹ روزانہ **قفلِ مدینہ عینک** کا استعمال کرنا مفید ہے۔ (23) دورانِ گفتگو **دعوتِ اسلامی کی اِصطِلاحات** کے استعمال اور **تلَفُّظ** کی دُرُستی کے لئے بھی کوشش فرمایئے، **ہنسنے** اور **قہقہہ** لگانے سے ہر صورت بچئے۔

مزید احتیاطیں

(24) **آپ اور جی** کہنے کی عادت ڈالیے اور (25) دوسرے کی بات اطمینان سے سننے کی بَجائے اس کی **بات کاٹ کر** اپنی بات شروع نہ کریں۔ نیز بات سمجھ جانے کے باوجود بے ساختہ ''ہیں؟، جی؟، یا کیا؟'' بول کر یا اَبرو یا چہرے کے اشارے سے دوسروں کو خواہ مخواہ اپنی بات دوہرانے کی زحمت نہ دینے اور (26) سلام کا جواب اور چھینکنے والا **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** کہے تو اس کے جواب میں **یَرْحَمُکَ الله** اتنی آواز سے کہنے کہ وہ سن لے اور (27) آئندہ کی ہر جائز بات کے ارادے پر **اِنْ شَاءَ الله** عَزَّوَجَلَّ اور مزاج پُرسی پر شکوہ کرنے کی بَجائے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَال** اور کسی نعمت کو دیکھ کر **مَاشَآءَ الله** عَزَّوَجَلَّ کہنے کی نیت کے ساتھ (28) **اِشراق و چاشت** ادا فرمالیں۔

''**مَدَنی پنج سورہ**'' صفحہ **277** پر شیخِ طریقت امیرِ اہلِسنت دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه روایت کرتے ہیں: سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر ذِکْرُ اللّٰه کرتا رہا یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا پھر دو رکعتیں پڑھے تو اسے پورے حج و عُمْرَہ کا ثواب ملے گا۔''

(سنن الترمذی، کتاب السفر، باب ما یستحب من الجلوس...الخ، الحدیث:٥٨٦، ج٢، ص١٠٠)

سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! کتنا آسان نسخہ ہے حج وعُمرہ کا ثواب لوٹنے کا، پھر بھی جو سُستی کرے تو مُقدر رہی کی بات ہے۔

ہمارے میٹھے میٹھے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عموماً نمازِ اِشراق ادا کر کے ہی مسجد شریف سے دولت خانے پر تشریف لے جاتے تھے۔(احیاء العلوم، کتاب ترتیب الاوراد و تفصیل احیاء اللیل، الباب الاول فی فضیلۃ الاوراد...الخ، ص۴۳۹،ج۱) کبھی کبھی ہمیں بھی بلکہ ہمیشہ ہی اس سنت کو ادا کرنا چاہیے۔

حکمتِ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ 15 ویں صدی کی عظیم علمی وروحانی شخصیت شیخ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے کیسی پیاری حکمت کے ساتھ ہمیں مَدَنی انعامات کے ذَرِیعے نماز اِشراق تک رکنے کی میٹھی سنت ادا کرنے اور حج وعُمرہ کا ثواب حاصل کرنے کا آسان طریقہ عطا فرمایا ہے۔ اس طرح ہم تھوڑی سی توجہ دینے سے اپنے دن کا آغاز اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ورسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کے لئے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی خواہش کے مطابق کر سکیں گے اور اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کے عطا کردہ مَدَنی انعامات میں سے 28 مَدَنی انعامات دن کے شروع ہوتے ہی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

گھر میں مدنی ماحول

(29) پھر **آنکھوں کا قفلِ مدینہ** لگاتے ہوئے حتَّی الامکان **نیچی نگاہیں** کئے گھر پہنچیں اور (30) **گھر میں مدنی ماحول** بنانے کیلئے **19 مدنی پھولوں**[1] کے مطابق اپنا معمول رکھیں۔ ہمیشہ مدرسہ، اسکول، کالج، دکان یا نوکری وغیرہ کے لئے جاتے ہوئے (31) **مسلمانوں کو سلام** کرتے ہوئے، بلاضرورت ادھر ادھر دیکھنے اور سائن بورڈ وغیرہ پر نظر ڈالنے سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے، نگاہیں نیچی کئے، اگر درود پاک پڑھتے ہوئے پہنچیں تو اِنْ شَاءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ تقریباً 12 منٹ میں **313 مرتبہ درود شریف** پڑھنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔

مزید پورے دن ان بقیہ مدنی انعامات پر عمل کی کوشش کریں مثلاً (32) روزانہ کم از کم **ایک بیان یا مدنی مذاکرہ** سنیں یا 1 گھنٹہ 12 منٹ **مَدَنی چینل** دیکھیں اور (33) نامحرم رشتے داروں نیز بھابھی سے بھی **شرعی پردہ** فرمائیں اور (34) اپنے گھر کے برآمدوں سے بلاضرورت باہر اور دوسروں کے **گھروں میں جھانکنے سے** بھی ہر صورت بچیں نیز (35) غصّہ آجانے کی صورت میں چُپ سادھ کر **غصّے کا علاج** کرنے، **درگزر** سے کام لینے، (36) **فُضول سوالات** (جن کے ذریعے مسلمان عموماً جھوٹ کے کبیرہ گناہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں مثلاً بلاضرورت پوچھنا آپ کو ہمارا کھانا پسند آیا آپ کا سفر کیسا گزرا وغیرہ) اور (37) **دوسروں** سے استعمال کے لئے چیزیں مثلاً چادر، فون، گاڑی

---

[1] ......گھر میں مدنی ماحول بنانے کے لیے **19** مدنی پھول اسی کتاب کے صفحہ **37** پر ملاحظہ فرمائیے!

وغیرہ **مانگنے سے بچنے** کی کوشش فرمایئے (38) گھر یا باہر ٹی وی، وی سی آر، یا انٹرنیٹ وغیرہ پر **فلمیں ڈرامے یا گانے باجے** وغیرہ سننے دیکھنے کی عادت نکالنے (39) **مذاق مسخری، طنز** اور **دل آزاری** سے بچنے (40) **تہمت، گالی گلوچ** اور نام بگاڑنے (یعنی کسی کو سور، گدھا، چور، لمبو، ٹھنگو، موٹو وغیرہ کہنے) سے بھی بچنے کی کوشش کریں۔ (41) وقت پر **قرض** کی ادائیگی (42) مسلمانوں کے **عُیُوب** پر مُطَّلع ہو جانے پر اس کی **پردہ پوشی** اور **راز کی بات** کی حفاظت کی عادت بنانے (43) **جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد، تکبر، بدگمانی** اور **وعدہ خلافی** سے خود کو بچانے کی کوشش فرمایئے (44) عاجزی کے ایسے الفاظ جن کی تائید دل نہ کرے بول کر نفاق، جھوٹ اور ریاکاری کے مرتکب ہونے سے بچنے کی بھی کوشش فرمائیں۔ (مثلاً اسطرح کہنا میں حقیر ہوں، کمینہ ہوں، وغیرہ جب کہ دل میں خود کو حقیر نہ سمجھتا ہو)

نمازِ عشاء

بعدِ مغرب حتّی الامکان سنت کے مطابق پردے میں پردہ کئے (45) **اچھی اچھی نیتوں** کے ساتھ (46) **مٹی کے برتن میں، پیٹ کا قفلِ مدینہ** لگاتے ہوئے (یعنی بھوک سے کم) کھانا تناول فرمالیں۔ (زہے نصیب روزانہ کم از کم 12 منٹ **پیٹ پر پتھر** باندھنے کی سعادت نصیب ہو جائے)، **پھر کم از کم ایک اسلامی بھائی کو اپنے ساتھ مسجد لے** جا کر پہلی صف میں نماز عشاء ادا فرمائیں۔ بعدِ نماز (47) **کم از کم دو گھنٹے دعوتِ** اسلامی کے **مدنی کاموں** (مثلاً انفرادی کوشش، درس و بیان، مدرسۃ المدینہ بالغان وغیرہ)

میں دینے کی نیت فرمائیں (48) کسی ذمہ دار (یا عام اسلامی بھائی سے) اختلاف کی صورت میں دوسروں پر اظہار کرنے کی بجائے **تنظیمی ترکیب** سے مسئلہ حل فرمائیں۔ (49) (بلا مصلحت شرعی) ذاتی دوستیوں سے اجتناب کرتے ہوئے سب کے ساتھ **یکساں تعلقات** رکھتے ہوئے (50) **مدرسۃ المدینہ بالِغان** میں حاضری کی سعادت پا کر مرکزی مجلسِ شوریٰ کی اطاعت کرتے ہوئے عشاء کی نماز سے دو گھنٹے کے اندر اندر گھر پہنچ جائیں۔

ہفتہ وار 8 مَدَنی انعامات پر عمل کا آسان طریقہ

بروز جمعرات: پابندی کے ساتھ (1) ہفتہ وار **سنتوں بھرے اجتماع** میں آغاز سے شریک ہوکر (جتنا بیٹھ سکیں اتنی دیر) دوزانو بیٹھ کر حتی الامکان نگاہیں نیچی کئے بیان، ذکرو دُعا اور کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام میں شرکت اور (2) آگے بڑھ کر **انفرادی کوشش** کرتے ہوئے چار سے **ملاقات** (کم از کم ایک سے پتا، فون نمبر ضرور لیں بعد میں رابطہ بھی رکھیں) اور مسجد میں (مع حلقہ، تہجد و نمازِ فجر، اشراق و چاشت) **ساری رات اعتکاف** فرمائیں۔

بروز جمعہ: کم از کم ایک اسلامی بھائی کو (3) **مکتوب** ضرور روانہ کریں (مکتوب میں مدنی قافلے اور مدنی انعامات وغیرہ کی ترغیب دلائیں۔ اس کی ترکیب کے لئے مدرسے میں لفافے، لکھنے کیلئے صفحات اور جس مقام پر قافلے سفر کرتے ہیں وہاں کے شہر/ گاؤں کے اسلامی بھائیوں کے نام و پتے اور فون نمبرز کی ڈائریاں موجود ہوں تا کہ مکتوب روانہ کرنے میں آسانی رہے) جو اسلامی بھائی نہیں لکھ سکتے یا جنہیں خط لکھنے کا طریقہ نہیں آتا انہیں طریقہ سکھائیں یا مختصر

جامع انداز میں لکھ کر دیں۔ اسلامی بھائیوں میں اس کی عادت ڈالنا بہت ضروری ہے۔ مکتوبات کے معاملے میں اکثر اسلامی بھائی بہت گھبراتے ہیں جب کہ اس کے بہت جلد اوراچھے نتائج نکلتے ہیں۔ (**امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے میں خالی صفحے پر بطورِ مکتوب مختصر مضمون تحریر کر کے بھی روانہ کئے جاسکتے ہیں) **اس سلسلے میں ایک اسلامی بھائی کی ذمہ داری ہو کہ وہ دوسرے ہی دن تمام رسائل ومکتوبات پوسٹ کردے۔**

بروز سنیچر: کم از کم ایک اسلامی بھائی کو ساتھ لے جا کر (4) **مسجد اجتماع** میں اوّل تا آخر شرکت فرمائیں۔

بروز اتوار: (5) **علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت** میں شرکت فرمائیں یا کسی بھی دن اس کے لئے وقت نکالیں۔

بروز پیر شریف: (6) **روزہ** رکھ لیجئے (رہ جانے کی صورت میں کسی بھی دن ترکیب کیجئے) نیز کھانے میں **جو شریف کی روٹی** بھی تناول فرمائیں۔

بروز منگل: (7) کسی بیمار یا دکھی کے گھر یا ہسپتال جا کر سنت کے مطابق **غمخواری** فرمائیں اس کو تحفہ (مکتبۃ المدینہ کے شائع کردہ رسالے یا پمفلٹ، آڈیو کیسیٹ، آڈیو/وِڈیو سی ڈیز) پیش کرنے کے ساتھ ساتھ **تعویذاتِ عطّاریہ** کے استعمال کا مشورہ ضرور دیں۔

بروز بدھ: (8) ایسے اسلامی بھائی جو پہلے مَدَنی ماحول میں تھے اور اب نہیں آتے تلاش کر کے **مَدَنی ماحول سے وابستہ** کرنے کی بھرپور **کوشش** فرمائیں (مگر جس پر تنظیمی پابندی ہو اُسے نہ چھیڑیں)۔

مَاہانہ 6 مَدَنی اِنعامات پرعمل کا آسان طریقہ

ہر مَدَنی ماہ کی چاندرات کو بعد نمازِ مغرب انفرادی یا اجتماعی طور پر (1) **مَدَنی انعامات** کا پُر شدہ رسالہ اپنے متعلقہ ذمہ دار کو جمع کروائیں اور نیا رسالہ حاصل کرنے کی ترکیب کے ساتھ اس ماہ جدول کے مطابق تین دن کے (2) **مدنی قافلے** میں سفر کی پکی نیت کر کے تاریخ طے کرلیں اور مقررہ تاریخ پر سفر بھی فرمائیں۔ مدنی انعامات اور مدنی قافلے سے متعلق انفرادی کوشش اسی وقت سے شروع کر کے پہلے ہفتے ہی میں (3) کم از کم ایک اسلامی بھائی کا **مَدَنی انعامات کا رسالہ جمع کروائیں** اور **مدنی قافلے میں سفر** کے لئے تیار کر کے روانہ فرمائیں۔ (پچھلے ماہ جتنے اسلامی بھائیوں نے آپ کی انفرادی کوشش سے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کرنا شروع کیا ان کے پُر کردہ رسالے وصول کر کے انہیں نئے رسالے مہیا کریں)

مدنی ماہ کی پہلی پیر شریف: (4) کم از کم 112 یا 12 روپے کسی سنی عالم (یا امام مسجد، مؤذن، خادم وغیرہ) کو **تحفۃً** پیش کریں اور مدرسہ میں (5) **اذان** اور اس کے بعد کی **دُعا، اقامت، قرآن شریف کی آخری دس سورتیں، دعائے قُنوت، اَلتَّحِیَّات، درودِ ابراھیم** عَلَیۡہِ السَّلَام اور کوئی ایک **دُعائے ماثُورہ** (مخارج سے حروف کی دُرُست ادائیگی کے ساتھ) زبانی یاد کرنے کی ترکیب بنائیں (6) **بالغ، نابالغ و نابالغہ کے جنازے کی دعائیں، چھ کلمے، ایمانِ مُفَصَّل، ایمانِ مُجمل، تکبیرِ تشریق** اور **تَلْبِیَہ** (یعنی لبیک) یہ سب ترجمے کے ساتھ زبانی یاد کرنے اور سکھانے کا اہتمام فرمائیں۔

سالانہ 8 مَدَنی اِنعامات پرعمل کا آسان طریقہ

روزانہ بعد نمازِ عشاء دعوتِ اسلامی کے مدرسۃ المدینہ بالغان میں سالانہ 8 مَدَنی انعامات پرعمل کے لیے سیکھنے سکھانے کا اہتمام فرمائیں اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکتیں آپ خود دیکھیں گے۔(1) مخارج سے حروف کی دُرُست ادائیگی کے ساتھ کم ازکم ایک بار **قرآنِ پاک ناظرہ** پڑھنے کی ترکیب فرمائیں۔(ذمہ دار کو چاہیے کہ شرکاء مدرسہ کی پابندی کے لیے روزانہ حاضری لے)(2) اعلیٰحضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کُتُب **تمہید الایمان** (مع حاشیہ ایمان کی پہچان)، **حُسَامُ الحَرَمین** (3) امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب ''**کفریہ کلمات** کے بارے میں سُوال جواب'' اور تمام **مَدَنی رسائل** (جو آپ کو معلوم ہیں)(4) نیز **مَدَنی پھولوں کے پمفلٹ** (جو آپکے علم میں ہوں) پڑھ یا سن لیں۔(**مَدَنی گلدستہ** یا بہارِ شریعت اور مِنْہاج العابدین بھی مدرسے میں بآسانی دستیاب ہو تاکہ) روزانہ (5) **بہارِ شریعت** جلد 2 حصہ 9 سے **مرتد کا بیان**، جلد 1 حصہ 2 سے **نجاستوں کا بیان** اور **کپڑے پاک کرنے کا طریقہ** (نجاستوں کے احکام آسانی سے سیکھنے کے لئے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا مختصر رسالہ **کپڑے پاک کرنے کا طریقہ** کا مطالعہ بھی کیا جاسکتا ہے) جلد 3 حصہ 16 سے **خرید وفروخت کا بیان**، **والدین کے حقوق کا بیان**، (اگر شادی شدہ ہیں تو) جلد 2 حصہ 7 سے **مُحَرَّمات کا بیان** اور **حقوقِ زَوجین**، جلد 2 حصہ 8 سے **بچوں کی پرورش کا بیان**، **طلاق کا بیان**، **ظِہار کا بیان** اور **طلاقِ کنایہ کا**

بیان پڑھ یاسن کراس **انتہائی اہم مدنی انعام** پر بھی عمل کرلیں۔امام محمد بن محمد غزالی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی آخری تصنیف (6) **مِنْہاج العابدین** سے **توبہ، اخلاص، تقویٰ، خوف ورَجا، عُجب وریا، آنکھ، کان، زبان، دل** اور **پیٹ کی حفاظت کا بیان** بھی پڑھ یاسن لیں (7) **بہارِشریعت** یا شیخ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تصنیف **نماز کے احکام** سے **وضو، غُسل** اور **نماز** دُرُست کر کے کسی سنی عالم یا مبلغ کو سنا دیں۔اس کے لئے (8) جدول کے مطابق ہر سال **30 دن کے مَدَنی قافلے** میں سفر بے حد مفید رہے گا۔(نیز زندگی میں یکمشت **12 ماہ کے مَدَنی قافلے** میں سفر کی بھی نیت فرمائیں)۔اگر ہم نے توجہ اور سنجیدگی کے ساتھ سیکھنے سکھانے کا یہ مَدَنی سلسلہ قائم رکھا تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بہت جلد سال بھر کے **8 مدنی انعامات** پرعمل کرنے کی سعادت حاصل ہو جائے گی۔

یوں **سال** بھر میں ان **8** مَدَنی انعامات پرعمل کرنیوالوں کیلئے **72** مَدَنی انعامات کا یہ شریعت اور طریقت کا جامع مجموعہ صرف **64** مَدَنی انعامات کا رہ جائے گا اور جو چیزیں سالوں سے معلوم نہ تھیں یا، یاد نہ ہوسکی تھیں وہ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مَدَنی حکمت کے تحت ملنے والے مَدَنی انعامات کی برکت سے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سیکھنے اور یاد کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

تمام ذمہ داران کو چاہیے کہ مَدْرَسَۃُ المدینہ (بالغان) میں ان مَدَنی انعامات کے اَسباق کو مکمل کرانے کی ضرور سعی فرمائیں۔

یاد کرنے کا مَدَنی نصاب

۞ اذان ۞ اذان کے بعد کی دعا ۞ اقامت ۞ سورۂ فاتحہ ۞ آخری دس سورتیں ۞ دُعائے قنوت ۞ اَلتَّحِیَّات ۞ درودِ ابراہیم ۞ ایک عربی دعا ۞ چھ کلمے (مع ترجمہ) ۞ ایمانِ مُفصّل (مع ترجمہ) ۞ ایمانِ مجمل (مع ترجمہ) ۞ بالغ کے جنازے کی دُعا ۞ نابالغ کے جنازے کی دعا ۞ نابالغہ کے جنازے کی دعا ۞ تلبِیَہ یعنی لبیّک (مع ترجمہ)

پڑھنے / سننے کا مَدَنی نصاب

۞ تمہید الایمان (مع حاشیہ ایمان کی پہچان) ۞ حُسَامُ الحرمین ۞ کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ۞ تمام مدنی رسائل ۞ بہارِ شریعت جلد 2 حصہ 9 سے مرتد کا بیان ۞ جلد 1 حصہ 2 سے نجاستوں کا بیان اور کپڑے پاک کرنے کا طریقہ ۞ جلد 3 حصہ 16 سے خرید و فروخت کا بیان ۞ والدین کے حقوق کا بیان (اگر شادی شدہ ہیں تو) ۞ جلد 2 حصہ 7 سے مُحَرَّمات کا بیان ۞ حقوقِ زَوجین ۞ جلد 2 حصہ 8 سے بچوں کی پرورش کا بیان ۞ طلاق کا بیان ۞ ظہار کا بیان ۞ طلاقِ کنایہ کا بیان ''مِنْہاج العابدین'' کے ابواب ۞ توبہ ۞ اخلاص ۞ تقویٰ ۞ خوف و رَجا ۞ عُجب و ریا ۞ آنکھ ۞ کان ۞ زبان ۞ دل اور ۞ پیٹ کی حفاظت کا بیان ۞ درست مخارج کے ساتھ ایک بار قرآن پاک ناظرہ پڑھنا،

اسلامی بہنیں توجہ فرمائیں

اسلامی بہنو! شیطان کی پہلی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ ''مدنی انعامات'' کا رسالہ پڑھنے ہی نہ دے اور دل میں یہ وَسوسہ ڈالتا ہے کہ یہ تو بہت مشکل ہے اس پر عمل کرنا تو ناممکن ہے، میں ''63'' انعامات پر کیسے عمل کروں گی۔

اسلامی بہنو! یہ شیطان کا خطرناک وَار ہے جو ہمیں نیکیوں بھری زندگی گزارنے سے محروم کرنا چاہتا ہے اگر کچھ توجّہ دیں اور اِن مَدنی انعامات پر غور کریں تو اندازہ ہوگا کہ اِن انعامات کے مطابق عمل کرنا اتنا مشکل نہیں۔ **کیونکہ!**

روزانہ **63** انعامات پر عمل نہیں بلکہ روزانہ صرف 47 انعامات پر عمل کرنا ہے۔ 3 انعامات تو ایسے ہیں جن پر پورے ہفتے میں صرف ایک بار عمل کرنا ہے۔ 3 اِنعامات ایسے ہیں جن پر پورے مہینے میں صرف ایک بار عمل کرنا ہے اور 10 انعامات ایسے ہیں جن پر تو سال بھر میں صرف ایک ہی بار عمل کرنا ہے۔

اسلامی بہنو! غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اِن انعامات کو اپنے اُوپر نافذ کرنا اِتنا مشکل نہیں ہے جتنا محسوس ہوتا ہے اگر آپ اِخلاص کے ساتھ کوشش کریں تو یہ انعامات آپ یقیناً حاصل کرسکتی ہیں۔ سیدنا ابراہیم بن ادہم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں جو عمل دنیا میں جتنا دشوار ہوگا بروزِ قیامت میزان میں اتنا ہی وزن دار ہوگا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ذکر ابراھیم بن ادھم، ص ٩٥) جب آپ ہمت کرکے عمل شروع کر

دیں گی تو ہوسکتا ہے ابتداء میں مشکل محسوس ہو مگر پھر بتدریج اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آسانی ہو جائے گی۔ ہر مشکل کام کا یہی اُصول ہے اگر آپ آئندہ صفحے پر دیئے ہوئے مَدَنی انعامات پر آسانی سے عمل کرنے کے مدنی طریقے کو پوری توجہ سے پڑھیں اور اس طریقے کے مطابق زندگی کے شب وروز گزارنے کی کوشش کریں تو آسانی کے ساتھ ان اِنعامات کی برکتیں حاصل کرسکتی ہیں۔

مَدَنی اِنعامات پر آسانی سے عمل کرنے کا مَدَنی طریقہ

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ کے عطا کردہ 63 مَدَنی انعامات پر عمل کرنے کا جذبہ رکھنے والی اسلامی بہنیں اسے ضرور پڑھیں۔

یقیناً ہر عمل میرا تری نظروں سے قائم ہے.....

شیخِ طریقت، **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ فرماتے ہیں جو کوئی **مَدَنی انعامات** کے مطابق اخلاص کے ساتھ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے عمل کرے گا تو وہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا پیارا بن جائے گا** اور آپ اس کیلئے دعا فرماتے ہیں کہ یاربِّ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جو تیری رضا کیلئے ان مَدَنی انعامات کے مطابق عمل کرے اسے اس سے پہلے موت نہ دے جب تک وہ مدینہ نہ چوم لے۔ **یادرکھیں!** موت تمام تر سختیوں سمیت پیچھا کئے چلی آرہی ہے۔ عنقریب مرنا اندھیری

قبر میں اترنا اور اپنی کرنی کا پھل بھگتنا پڑے گا۔ **یقیناً وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو مرنے سے پہلے موت کی تیاری کر لیتے ہیں۔**

کاش! ہم اپنا روزانہ کا معمول اس طرح بنالیں!

اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اسکے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضل و کرم سے روزانہ سونے سے قبل (1) ہر وقت **باوضو** رہنے کی نیت کے ساتھ وضو کر کے (2) **صلوٰۃُ التوبہ** (3) **آیۃُ الکرسی، تسبیحِ فاطمہ** رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھَا، **سورۃُ الاخلاص** نیز **سورۃُ الملک**، سونے کی دعا اور سوتے وقت کے اوراد وغیرہ پڑھ کر (4) یکسوئی کے ساتھ **فکرِ مدینہ** (یعنی اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے ہوئے جن جن مَدَنی انعامات پر عمل ہوا رسالے میں ان کی خانہ پُری کر کے) (5) **سنت بکس** جس میں (آئینہ، سرمہ، کنگھا، سوئی دھاگہ، مسواک، تیل اور قینچی موجود ہو) سرہانے رکھ کر سنت کی نیت سے **چٹائی** اور نہ ہونے کی صورت میں **زمین** پر سو جائیں اور مدینے کی یادوں میں کھو جائیں۔

مَدَنی احتیاطیں

سوتے وقت اپنے پیروں کی طرف ایسا بیگ نہ رکھیں جس میں کوئی کتاب یا تحریر ہو۔ دوسرے کے پاؤں اس طرف ہونے کا اندیشہ ہو تو سنت بکس بھی وہی سرہانے رکھیں جس کے اوپر یا اندر کسی قسم کی تحریر یا لیبل وغیرہ نہ ہو۔ اسی طرح تعویذ بھی اتار کر محفوظ جگہ پر رکھ دیں۔ تا کہ کسی اور سونے والے کے پاؤں اس طرف نہ ہوں آپ

کے اپنے پاؤں بھی کسی تحریر کی طرف تو نہیں ہو رہے یہ غور کر لیا کریں اور ان باتوں کا ہمیشہ خیال رکھا کریں۔

باادب بانصیب بے ادب بے نصیب

صبح صادق

کاش صبح صادق سے آدھا گھنٹہ قبل بیدار ہو کر **بستر** اور **لباس** ہمیشہ تہہ کر کے رکھنے کی نیت کے ساتھ تہہ کر لیں۔(6) **تَحِیَّۃُ الْوُضُو** کی نیت کے ساتھ **تَہَجُّد** ادا فرمالیں (دن بھر میں کم از کم ایک بار الگ سے تحیۃ الوضو پڑھنے پر ہی عمل مانا جائے گا) (7)**اذان** فجر کے وقت خاموش رہ کر **جواب** دیں پھر (8) فجر کی **سنتیں** ادا فرمائیں۔

نمازِ فجر

اور (9)**خُشُوع وخُضُوع** پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے (باری کے دنوں کے علاوہ) (10) **پانچوں وقت کی نمازیں** پابندی کے ساتھ ادا کرنے کی نیت کے ساتھ **نمازِ فجر** ادا کریں (اپنے گھر میں نماز کے لئے کوئی جگہ مخصوص کرنا مستحب ہے اسے مسجد بیت کہتے ہیں)۔ **بعد نماز دعا** کے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے خُشُوع وخُضُوع کے ساتھ دعا مانگیں جن نمازوں میں **نوافل** ادا کرنے ہوں انکے نفل بھی پڑھیں۔ **بعد نماز** آیۃُ الکرسی، سورۃُ الاخلاص اور تسبیحِ فاطمہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا پڑھ لیں، پھر ہو سکے تو بعد فجر (یا کسی اور نماز کے بعد) (11) **فیضانِ سنت** سے کم اَز کم **دو درس** (مدرسہ، اسکول، گھر، کالج

وغیرہ میں جہاں سُہولت ہو) روزانہ دینے یا سننے کی نیت کے ساتھ (12) **پردے میں پردہ** کے اہتمام کے ساتھ **قبلہ رو** درس میں شرکت فرمائیں (نگاہیں نیچی کیے جتنی دیر ممکن ہو دوزانو ہو کر بیٹھیں اور ہمیشہ درس و بیان میں اسی طرح بیٹھنے کی کوشش فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں مگر اصرار نہ فرمائیں۔)

انفرادی کوشش

ہمیشہ درس سے فراغت کے بعد شرکاءِ درس میں سے کم از کم دو اسلامی بہنوں کو (13) **انفرادی کوشش** کے ذریعے مدنی انعامات اور دیگر مدنی کاموں کی ترغیب دلائیں (تاکہ صبح سے ہی ہمارا ذہن انفرادی کوشش کے لئے تیار ہو جائے) (14) اب کم از کم تین آیات کی تلاوت مع ترجمہ **کنزالایمان شریف** و تفسیر (اگر خزائن العرفان پڑھنا دشوار معلوم ہو تو مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی تفسیر نور العرفان پڑھیں کہ کافی آسان ہے) اور (15) **12 مِنَٹ** کسی سنی عالم کی **اسلامی کتاب** اور **فیضانِ سنت** کے ترتیب وار کم از کم **چار صفحات** پڑھنے کا سلسلہ پردہ میں پردہ کیے قبلہ رو ہو کر فرمائیں۔

اَورادووظائف

پھر آنکھوں کی حفاظت کی عادت بنانے کی نیت سے ہو سکے تو 12 منٹ آنکھیں بند کر کے **شَجَرۂ عطاریہ** سے چند اوراد، کم از کم 70 بار استغفار، 166 بار لَآ اِلٰـہَ

اِلَّا اللّٰہ ، پھر 3 بار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھ لیں (یہ زندگی بھر کے لئے معمول بنالیں)(16) جس **ذمہ دار** کی بھی آپ **ماتحت** ہیں ہمیشہ (شریعت کے دائرے میں رہ کران کی) **اطاعت** فرمائیں۔

قفلِ مدینہ

زبان کی آفتوں سے حفاظت کے پیشِ نظر قفلِ مدینہ ہی میں عافیت ہے۔

(دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں زبان کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی والے کاموں سے بچانے اور فضول گوئی کی عادت نکالنے کے لیے ضروری بات بھی کم لفظوں میں لکھ کر یا اشاروں میں کرنا اور فضول بات منہ سے نکل جانے کی صورت میں نادم ہوکر درود شریف پڑھ لینا، زبان کا قفلِ مدینہ کہلاتا ہے۔) لہٰذا قفل مدینہ لگاتے ہوئے (17) ضروری گفتگو بھی **کم سے کم الفاظ** میں، (18) کم از کم 4 **بار لکھ کر یا اشارے** سے کیجئے اور فُضُول بات منہ سے نکل جانے کی صورت میں نادم ہوکر **استغفار** یا **درود شریف پڑھ** لیں (19) نظریں جھکا کر سامنے والے کے چہرے پر **نگاہیں گاڑے بغیر گفتگو** کرنے کی عادت ڈالیں (20) دورانِ گفتگو **دعوتِ اسلامی کی اِصْطِلاحات** کا استعمال اور **تلَفُّظ** کی دُرُستی کے لئے بھی کوشش فرمائیں **ہنسنے** اور **قَہْقَہَہ** لگانے سے ہر صورت بچیں۔

مزید احتیاطیں

(21) **آپ** اور **جی** کہنے کی عادت ڈالیے (22) دوسرے کی بات اطمینان سے

سننے کے بجائے اس کی **بات کاٹ کر** اپنی بات شروع نہ کریں۔ نیز بات سمجھ جانے کے باوجود بے ساختہ (ہیں؟جی؟یا کیا؟) بول کر یا ابرو یا چہرے کے اشارے دوسروں کو خواہ مخواہ اپنی بات دوہرانے کی زحمت نہ دینے اور (23) **سلام کا جواب** اور چھینکنے والی **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** کہے تو اس کے جواب میں **یَرْحَمُکَ اللّٰه** اتنی آواز سے کہنے کہ وہ سن لے اور (24) آئندہ کی ہر جائز بات کے ارادے پر **اِنْ شَآءَ اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ اور مزاج پُرسی پر شکوہ کرنے کی بجائے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَال** اور کسی نعمت کو دیکھ کر **مَاشَآءَ اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کہنے کی نیت کے ساتھ (25) **اِشراق وچاشت** ادا فرمالیں۔ "**مدنی پنج سورہ**" صفحہ نمبر 277 پر شَیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں: سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ "جو فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر ذکر اللّٰہ کرتا رہا یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوگیا پھر دو رکعتیں پڑھے تو اسے پورے حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔" (سنن الترمذی کتاب السفر، باب ما یستحب من الجلوس فی المسجد...الخ، ج۲، ص۱۰۰، حدیث: ۵۸۶) **سبحان اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ! کتنا آسان نسخہ ہے حج وعمرہ کا ثواب لوٹنے کا، پھر بھی جو سستی کرے تو مقدر ہی کی بات ہے۔

حکمتِ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ 15 ویں صدی کی عظیم علمی وروحانی شخصیت شیخِ طریقت

امیرِاہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے کیسی پیاری حکمت کے ساتھ ہمیں مدنی انعامات کے ذریعے نمازِ اشراق کی میٹھی سنت ادا کرنے اور حج وعمرہ کا ثواب حاصل کرنے کا آسان طریقہ عطا فرمایا ہے۔اس طرح ہم تھوڑی سی توجہ دینے سے اپنے دن کا آغاز اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اوراس کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم کی رضا کے لئے امیرِاہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی خواہش کے مطابق کرسکیں گےاور اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کے عطا کردہ مدنی انعامات میں سے 25 مدنی انعامات دن کے شروع ہوتے ہی حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

جب بھی شرعی اجازت سے باہر نکلیں تو ہمیشہ شرعی پردے کے ساتھ (26) **مدنی برقع ، دستانے ، جرابیں** پہنیں (مدنی برقع ، دستانے ، جرابیں شرعی پردہ کا بہترین ذریعہ ہیں دستانوں اور جرابوں سے کھال کی رنگت نہیں جھلکنی چاہیے) اور بے پردگی سے بچنے کے لئے ایسا چست یا باریک لباس (جس سے جسم کی ہیئت ظاہر ہو یا رنگت جھلکے) ہرگز نہ پہنیں نیز گناہوں بھرا فیشن کرنے مثلاً بال کٹوانے، ابرو بنوانے، چالیس دن سے زائد ناخن بڑھانے وغیرہ سے بھی بچیں (نیل پالش اور افشاں وضو اور غسل میں رکاوٹ ہیں) (27) کسی ذمہ دار (یا عام اسلامی بہن سے) اختلاف کی صورت میں دوسروں پر اظہار کرنے کی بجائے **تنظیمی ترکیب** سے مسئلہ حل فرمائیں۔ (28) (بلا مصلحت شرعی) ذاتی دوستیوں سے اجتناب کرتے ہوئے سب کے ساتھ **یکساں تعلقات** رکھتے ہوئے (29) **مَدْرَسَۃُ**

المدینہ بالغات میں حاضری کی سعادت پائیں پھر **آنکھوں کا قفلِ مدینہ** لگاتے ہوئے حتَّی الامکان **نیچی نگاہیں** کیئے درود پاک پڑھتی ہوئی (30) **مغرب سے پہلے** گھر پہنچیں اور **گھر میں مدنی ماحول** بنانے کیلئے **19 مدنی پھولوں**[1] کے مطابق اپنا معمول رکھیں۔

اہم بات

مزید پورے دن ان بقیہ مدنی انعامات پر عمل کی کوشش کریں مثلاً (31) روزانہ کم از کم ایک **بیان یا مدنی مذاکرہ** سنیں یا 1 گھنٹہ 12 منٹ **مَدَنی چینل** دیکھیں اور (32) نامَحرم رشتے داروں نیز دیور و جیٹھ سے بھی **شرعی پردہ** فرمائیں اور (33) اپنے گھر کے برآمدوں سے بلاضرورت باہر اور دوسروں کے **گھروں میں جھانکنے سے** بھی ہر صورت بچیں۔ نیز (34) غصّہ آجانے کی صورت میں چپ سادھ کر **غصّے کا علاج** کرنے، **درگزر** سے کام لینے، (35) **فُضول سوالات** (جن کے ذریعے مسلمان عموماً جھوٹ کے کبیرہ گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں مثلا بلاضرورت پوچھنا آپ کو ہمارا کھانا پسند آیا آپ کا سفر کیسا گزرا وغیرہ) اور (36) **دوسروں** سے استعمال کے لئے چیزیں مثلا کپڑے، فون، زیورات **وغیرہ مانگنے سے بچنے** کی کوشش فرمائیں (37) گھر یا باہر ٹی وی، وی سی آر، یا انٹرنیٹ وغیرہ پر **فلمیں ڈرامے یا گانے باجے وغیرہ** سننے دیکھنے کی عادت نکالنے (38) **مذاق مسخری، طنز** اور **دل آزاری** سے بچنے (39) **تہمت، گالی گلوچ** اور نام

---

[1] ......گھر میں مدنی ماحول بنانے کے لیے **19** مدنی پھول اسی کتاب کے صفحہ **37** پر ملاحظہ فرمائیے!

بگاڑنے (یعنی کسی کو چور، جادوگر، لمبی، ٹھگنی، موٹی وغیرہ کہنے) سے بھی بچنے کی کوشش کریں۔ (40) وقت پر **قرض** کی ادائیگی، (41) مسلمانوں کے **عُیُوب** پر مُطَّلع ہو جانے پر اس کی **پردہ پوشی اور راز کی بات** کی حفاظت کی عادت بنانے (42) **جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد، تکبر، بدگمانی** اور **وعدہ خلافی** سے خود کو بچانے کی کوشش فرمائیں (43) عاجزی کے ایسے الفاظ جن کی تائید دل نہ کرے بول کر **نفاق، جھوٹ** اور **ریاکاری** کی مرتکب ہونے سے بھی بچنے کی کوشش فرمائیں (مثلاً اس طرح کہنا میں حقیر ہوں، کمینی ہوں، وغیرہ جب کہ دل میں خود کو حقیر نہ سمجھتی ہو) اپنے گھر میں جانداروں کی (44) **تصاویر یا اسٹیکر** نہ لگائیں۔ (جس گھر میں جاندار کی تصویر یا کتا ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے اگر آپ خود مختار ہیں تو ہر لباس، دیوار، بوتل، بکس بلکہ ہر چیز پر سے تصاویر کا خاتمہ کر کے ثواب کمائیں۔ بچوں کو جانداروں کی تصاویر والے بابا سوٹ بھی نہ پہنایا کریں) **مدنی منّوں یا منّیوں** کو بہلانے کے لئے (45) **جھوٹ نہ بولیں** (مثلاً کھانا کھا لو! کھلونا دونگی، سو جاؤ! دیکھو بلی آ رہی ہے وغیرہ) جب کہ واقعۃً ایسا نہ ہو تو یہ جھوٹ ہے۔

نمازِ عشاء

بعدِ مغرب حتّی الامکان سنت کے مطابق پردے میں پردہ کئے (46) **اچھی اچھی نیتوں** کے ساتھ (47) **مٹی کے برتن میں، پیٹ کا قفلِ مدینہ** لگاتے ہوئے (بھوک سے کم) کھانا تناول فرمالیں۔

کاش! ہم اپنا ہفتہ وار مَعْمول کچھ اس طرح رکھیں

تمام اسلامی بہنیں ہفتہ وار 3 مَدَنی اِنعامات حاصل کرنے کے لئے ہر

اتوار

پابندی کے ساتھ (1) ہفتہ وار **سنتوں بھرے اجتماع** میں آغاز سے شریک ہوکر (جتنا بیٹھ سکیں اتنی دیر) دوزانو بیٹھ کر حتی الامکان نگاہیں نیچی کئے بیان، ذکرو دُعا اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام میں شرکت اور (2) آگے بڑھ کر **انفرادی کوشش** کرتے ہوئے چار سے **ملاقات** اور (کم ازکم ایک سے پتا، فون نمبر ضرور لیں! بعد میں رابطہ بھی رکھیں)۔

بروز پیر شریف

(3) **روزہ** رکھ لیجئے (رہ جانے کی صورت میں کسی بھی دن ترکیب کیجئے) نیز کھانے میں جو شریف کی روٹی تناول فرمالیں۔

ماہانہ 3 مَدَنی انعامات پر عمل کا آسان طریقہ یہ ہے:

کہ ہر مَدَنی ماہ میں پہلی بدھ کو انفرادی یا اجتماع طور پر (1) **مَدَنی انعامات** کا پُر شدہ رسالہ اپنی متعلقہ ذمہ دار کو جمع کروائیں۔

خاص بات

مَدَنی اِنعامات سے متعلق انفرادی کوشش اسی وقت سے شروع کر کے پہلے

ہفتے ہی میں (2) کم از کم ایک اسلامی بہن کا **مَدَنی اِنعامات کا رسالہ جمع کروائیں** (پچھلے ماہ جتنی اسلامی بہنوں نے آپ کی انفرادی کوشش سے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کرنا شروع کیا ان کے پُر کردہ رسالے وصول کر کے انہیں نئے رسالے مہیا کریں) (3) ہر ماہ حیض نیز نفاس کے ایام میں جتنی دیر نماز میں صرف ہوتی ہے اتنی دیر ذکر و دُرُود یا دینی مطالعہ (بغیر آیت و ترجمہ چھوئے) کرنے میں مصروف رہیں۔

سالانہ 10 مَدَنی اِنعامات کے حصول کا آسان طریقہ یہ ہے:

کاش! اسلامی بہنیں سال بھر میں ایک بار کچھ اسطرح کرلیں!

سال بھر میں جن 10 مَدَنی اِنعامات پر عمل کرنا ہے اس میں آسانی کیلئے گھر میں روزانہ کچھ دیر مندرجہ ذیل طریقے کے مطابق مطالَعہ اور یاد کرنے کا اہتمام فرمائیں تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسکی بَرَکتیں آپ خود دیکھیں گی۔

روزانہ اسلامی بہنیں (1) **اذان** اور اس کے بعد کی **دُعا**، **قرآن شریف کی آخری دس سورتیں**، **دعائے قُنوت**، **التحیات**، **درود ابراھیم** عَلَیْہِ السَّلَام اور کوئی ایک **دُعائے ماثورہ** (مخارج سے حروف کی دُرُست ادائیگی کے ساتھ) زبانی یاد کرنے کی ترکیب بنائیں (2) **چھ کلمے**، **ایمانِ مُفَصَّل**، **ایمانِ مُجْمَل**، **تکبیرِ تشریق** اور **تَلْبِیَہ** (یعنی لبیک) یہ سب ترجمے کے ساتھ زبانی یاد کرنے اور سکھانے کا اہتمام فرمائیں۔ (نیز اس ماہ کی

پہلی پیر شریف یارہ جانے کی صورت میں کسی اور دن پڑھنے کا معمول بنائیں)(3) مخارج سے حروف کی دُرُست ادائیگی کے ساتھ کم از کم ایک بار **قرآنِ پاک ناظرہ** ختم کرنے کے لئے **مدرسۃ المدینہ بالغات** میں ضرور وقت دیں (ذمہ دار کو چاہیے کہ شرکاء مدرسہ کی پابندی کے لیے روزانہ حاضری لے)(4) اعلیٰحضرت رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کُتُب **تمہید الایمان** (مع حاشیہ ایمان کی پہچان)، **حُسَامُ الحَرَمین** (5) امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے تمام **مَدَنی رسائل** (جو آپ کو معلوم ہیں)(6) اور **مَدَنی پھولوں کے پمفلٹ** (جو آپکے علم میں ہوں) پڑھ یا سن لیں۔ (**جنت کے طلبگاروں کے لیے مَدَنی گلدستہ** یا **بہارِ شریعت** اور **مِنْہاج العابدین** بھی مدرسے میں بآسانی دستیاب ہوتا کہ)

روزانہ (7) **بہارِ شریعت** جلد 2 حصہ 9 سے **مرتد کا بیان**، جلد 1 حصہ 2 سے **نجاستوں کا بیان** اور **کپڑے پاک کرنے کا طریقہ** (نجاستوں کے احکام آسانی سے سیکھنے کے لئے **امیر** اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا مختصر رسالہ **کپڑے پاک کرنے کا طریقہ** کا مطالعہ بھی کیا جاسکتا ہے) جلد 3 حصہ 16 سے **خرید و فروخت کا بیان**، **والدین کے حقوق کا بیان**، (اگر شادی شدہ ہیں تو) جلد 2 حصہ 7 سے **مُحَرَّمات کا بیان** اور **حقوقِ زَوْجین**، جلد 2 حصہ 8 سے **بچوں کی پرورش کا بیان**، **طلاق کا بیان**، **ظِہار کا بیان** اور **طلاقِ کنایہ کا بیان** پڑھ یا سن کر اس **انتہائی اہم مدنی انعام** پر بھی عمل کرلیں۔

امام محمد بن محمد غزالی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْقَوِی کی آخری تصنیف (8) **مِنْہاج**

العابدین سے **توبہ**، **اخلاص**، **تقویٰ**، **خوف ورَجا**، **عُجب وریا**، **آنکھ**، **کان**، **زبان**، **دل** اور **پیٹ کی حفاظت کا بیان** بھی پڑھ یا سن لیں (9) **بہارِ شریعت** یا شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ کی مایہ ناز تصنیف **اسلامی بہنوں کی نماز** سے **وضو**، **غُسل** اور **نماز** دُرُست کر کے کسی مبلغہ یا محرم مبلغ کو سنا دیں۔(10) اس سال باری کے دنوں میں رہ جانے والے رمضان المبارک کے روزوں کی قضاء کرلیں (باری کے دنوں میں نماز معاف ہے مگر روزے قضاء کرنے ہوتے ہیں)

اگر ہم نے توجہ اور سنجیدگی کے ساتھ سیکھنے سکھانے کا یہ مَدَنی سلسلہ قائم رکھا تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بہت جلد سال بھر کے **10 مدنی انعامات** پر عمل کرنے کی سعادت حاصل ہو جائے گی۔

یوں **سال** بھر میں ان **10** مَدَنی انعامات پر عمل کرنے والیوں کیلئے **63** مَدَنی انعامات کا یہ شریعت اور طریقت کا جامع مجموعہ صرف **53** مَدَنی انعامات کا رہ جائے گا اور جو چیزیں سالوں سے معلوم نہ تھیں یا، یاد نہ ہوسکی تھیں وہ امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ کی مَدَنی حکمت کے تحت ملنے والے مَدَنی انعامات کی برکت سے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سیکھنے اور یاد کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

تمام ذمہ داران کو چاہیے کہ مَدْرَسَۃُ المدینہ (بالغات) میں ان مَدَنی انعامات کے اسباق کو مکمل کرانے کی ضرور سعی فرمائیں۔

یاد کرنے کا مدنی نصاب

❁ اذان ❁ اذان کے بعد کی دعا ❁ اقامت ❁ سورۂ فاتحہ ❁ آخری دس سورتیں ❁ دُعائے قنوت ❁ اَلتَّحِیَّات ❁ درودِ ابراہیم ❁ ایک عربی دعا ❁ چھ کلمے (مع ترجمہ) ❁ ایمانِ مُفصّل (مع ترجمہ) ❁ ایمانِ مجمل (مع ترجمہ) ❁ تَلبِیَہ یعنی لبیّک (مع ترجمہ)

پڑھنے/سننے کا مَدَنی نصاب

❁ تمہید الایمان (مع حاشیہ ایمان کی پہچان) ❁ حُسَامُ الحرمین ❁ کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ❁ تمام مدنی رسائل ❁ بہارِ شریعت جلد 2 حصہ 9 سے مرتد کا بیان ❁ جلد 1 حصہ 2 سے نجاستوں کا بیان اور کپڑے پاک کرنے کا طریقہ ❁ جلد 3 حصہ 16 سے خرید وفروخت کا بیان ❁ والدین کے حقوق کا بیان (اگر شادی شدہ ہیں تو) ❁ جلد 2 حصہ 7 سے مُحَرَّمات کا بیان ❁ حقوقِ زَوجین ❁ جلد 2 حصہ 8 سے بچوں کی پرورش کا بیان ❁ طلاق کا بیان ❁ ظہار کا بیان ❁ طلاقِ کنایہ کا بیان ''مِنْہاج العابدین'' کے ابواب ❁ توبہ ❁ اخلاص ❁ تقویٰ ❁ خوف ورَجا ❁ عُجب وریا ❁ آنکھ ❁ کان ❁ زبان ❁ دل اور ❁ پیٹ کی حفاظت کا بیان ❁ درست مخارج کے ساتھ ایک بار قرآن پاک ناظرہ پڑھنا،

توجہ فرمائیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو اور اسلامی بہنو! پچھلے صفحات ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ مدنی انعامات میں دنیا و آخرت کی بے شمار بھلائیاں پوشیدہ ہیں اور دیئے گئے طریقہ کے مطابق سنجیدگی سے ان مدنی انعامات کو بتدریج اپنے اوپر نافذ کرنا کوئی مشکل کام نہیں بس تھوڑی سی ہمت اور جذبے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم نے ہمت کر کے ان پر عمل شروع کر دیا تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی خوب برکتیں محسوس ہوں گی۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ فرماتے ہیں: ہوسکتا ہے آپ میں سے کسی کو میرے **''مدنی انعام''** مشکل معلوم ہوں مگر ہمت نہ ہاریں: حدیث پاک میں ہے، **اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ اَحْمَزُھا** یعنی ''افضل ترین عبادت وہ ہے جس میں زحمت زیادہ ہو۔''

(کشف الخفاء و مزیل الالباس، حرف الھمزہ مع الفاء، ج۱، ص۱۴۱، الحدیث: ۴۵۹)

سیدنا ابراہیم بن اَدہم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں۔ ''دنیا میں جو عمل جتنا دُشوار ہوگا بروزِ قیامت میزانِ عَمَل میں وہ اتنا ہی وَزْن دار ہوگا۔''

(تذکرۃ الاولیاء، ذکر ابراھیم بن ادھم، ص۹۵)

مزید فرماتے ہیں: جب آپ عمل شروع کر دیں گے تو وہ آپ کیلئے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آسان ہوجائے گا۔ غالباً آپ کو تَجْرِبہ ہوگا کہ سَخت سَرْدِی کے

وَقْت وُضُو کیلئے بیٹھتے ہیں تو سردی سے دانت بجتے ہیں پھر ہمت کرکے جب وُضُو شروع کردیتے ہیں تو ابتداءً ٹھنڈک زیادہ محسوس ہوتی ہے اور پھر بتدریج کم ہوجاتی ہے۔ ہر مشکل کام کا یہی اُصول ہے مثلاً کسی کو کوئی مُہلِک بیماری لگ جائے تو وہ بے چین ہوجاتا ہے پھر رفتہ رفتہ جب عادی ہوجاتا ہے تو قُوَّتِ برداشت بھی پیدا ہوجاتی ہے۔

لہٰذا فوراً سے پیشتر آپ **مدنی انعامات** کا رسالہ مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ہدیۃً حاصل فرما لیجئے اور مدنی انعام نمبر 15: ''کیا آج آپ نے یکسوئی کے ساتھ کم از کم 12 منٹ فکرِ مدینہ (یعنی اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے ہوئے) جن جن مدنی انعامات پر عمل ہوا رسالہ میں ان کی خانہ پُری فرمائی؟'' کے مطابق عمل شروع کردیجئے، اس **مدنی انعام** پر عمل کے لئے آپ جب اپنا رسالہ کھولیں گے تو ہر **مدنی انعام** کے نیچے تیس دنوں کے خانے نظر آئیں گے۔ آپ بلاناغہ وَقتِ مُقَرَّرَہ پر **فکرِ مدینہ** کرتے ہوئے جن مدنی انعامات پر عمل کی سعادت ملی نیچے خانے میں ( ) ورنہ (O) لکھ دیجئے۔ **اِنْ شَاءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بَتَدْرِیج عمل میں اِضافے کے ساتھ دل میں گناہوں سے نفرت محسوس فرمائیں گے۔ **حدیث پاک** میں ہے، کہ آخرت کے معاملے میں گھڑی بھر کے لئے غور وفکر کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی، حرف الفاء، الحدیث: ۵۸۹۷، ص ۳۶۵) **تمام اسلامی بھائی نیت فرمالیجئے کہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ روزانہ پابندی سے فکرِ مدینہ کی سعادت حاصل کریں گے۔

ذیل میں چند مدنی انعامات دیئے گئے ہیں اور بطورِ نمونہ ان کے نیچے تیس دنوں کے خانوں میں عمل ہونے یا نہ ہونے کی صورت میں نشان لگانے کا انداز پیش کیا گیا ہے:

خانے پُر کرنے کا طریقہ

مدینہ: (1) کیا آج آپ نے کچھ نہ کچھ جائز کاموں سے پہلے **اچھی اچھی نیّتیں** کیں؟ نیز کم از کم دو کو اس کی ترغیب دلائی؟

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	میزان
16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	26

مدینہ: (28) آج آپ نے (گھر میں یا باہر) کسی پر غصہ آجانے کی صورت میں چپ سادھ کر **غُصّے کا علاج** فرمایا یا بول پڑے؟ نیز **دَرگُزَر** سے کام لیا یا اِنتقام (یعنی بدلہ لینے) کا موقع ڈھونڈتے رہے؟

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	میزان
16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	23

مدینہ: (29) آج آپ نے کسی سے ایسے **فُضُول سُوالات** تو نہیں کئے جن کے ذَرِیعے مسلمان عُمُوماً **جھوٹ** کے گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں؟ (مَثَلاً بلا ضَرورت پوچھنا آپ کو ہمارا کھانا پسند آیا؟ وغیرہ)

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	میزان
16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	28

مدینہ: (31) کیا آج آپ نے گھر کے مدنی منّوں کو بہلانے کے لیے **جھوٹ** تو نہیں بولا؟

(مثلاً کھانا کھالو! کھلونا دونگی، سوجاؤ! دیکھو بلی آرہی ہے وغیرہ جبکہ واقعتاً ایسا نہ ہو تو یہ جھوٹ ہے)

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	میزان
16	17	18	19	20	21	22	23	24	25	26	27	28	29	30	24

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؕ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اجتماعی فکرِ مدینہ کا طریقہ

{مدنی قافلہ، مدرسۃ المدینہ بالغان اور مدنی مشوروں وغیرہ میں اجتماعی فکرِ مدینہ کی اس طرح ترغیب دلایئے }

ابھی اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اجتماعی **فکرِ مدینہ** ہوگی، تمام اسلامی بھائی اپنے اپنے **مَدَنی انعامات کے رسائل** اور قلم ہاتھ میں لے لیجئے عمل کی صورت میں ( ) اور نہ ہونے کی صورت میں (o) کا نشان بنا دیں ۔جن **مَدَنی انعامات** پر عمل ہو، اُن پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجا لایئے ،صرف اپنے رسالے پر توجہ رکھیے، دوسروں کے رسالے پر نظر نہ ڈالیے۔

یومیہ 50 مدنی انعامات

(۱) **اچھی اچھی نیّتوں** والا مدنی انعام (۲) **پانچوں نمازیں** پہلی صف میں پڑھنے والا مدنی انعام، (۳) **سُوْرَۃُ الْمُلْک** پڑھنے والا مدنی انعام (۴) **اَذان واِقامت** کا جواب دینے والا مدنی انعام (۵) **313** مرتبہ **دُرود شریف** پڑھنے والا مدنی انعام (۶) آتے جاتے **مسلمانوں کو سلام** کرنے والا مدنی انعام (۷) **آپ اور جی** کہنے والا مدنی انعام (۸) جائز بات کے ارادے پر **اِنْ شَاءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کہنے والا مدنی

انعام(۹) **سلام و چھینک** کا جواب دینے والا مدنی انعام(۱۰) **دعوتِ اسلامی کی اصطلاحات** استعمال کرنے والا مدنی انعام(۱۱) **مٹی کے برتن** استعمال کرنے والا مدنی انعام (۱۲) **گھر میں درس** دینے والا مدنی انعام (۱۳) **عشاء کی جماعت** کے وقت سے دو گھنٹے کے اندر اندر گھر پہنچ جانے والا مدنی انعام (۱۴) فیضانِ سنت کے کم ازکم **4 صفحات** پڑھنے والا مدنی انعام (۱۵) روزانہ **فکرِ مدینہ** کرنے والا مدنی انعام (۱۶) **صَلٰوۃُ التَّوبہ** پڑھنے والا مدنی انعام (۱۷) **چٹائی** استعمال کرنے والا مدنی انعام (۱۸) **سنتِ قبلیہ** پڑھنے والا مدنی انعام (۱۹) **اِشراق و چاشت** والا مدنی انعام (۲۰) **تَحِیَّۃُ الْوُضُوْ** والا مدنی انعام (۲۱) **کنزالایمان** سے کم ازکم 3 آیات پڑھنے والا مدنی انعام (۲۲) **اِنفرادی کوشش** والا مدنی انعام (۲۳) مدنی کاموں میں **2 گھنٹے صرف** کرنے والا مدنی انعام (۲۴) نگران کی **اطاعت کرنے** والا مدنی انعام (۲۵) دوسروں سے **چیزیں نہ مانگنے** والا مدنی انعام (۲۶) **تنظیمی ترکیب** کے مطابق مسائل کے حل والا مدنی انعام (۲۷) **پردے میں پردہ** والا مدنی انعام (۲۸) **غصے کے علاج** والا مدنی انعام (۲۹) **فُضُول سوالات** سے بچنے والا مدنی انعام (۳۰) **شرعی پردہ** کرنے والا مدنی انعام (۳۱) کم ازکم 12 منٹ **آنکھیں بند** رکھنے والا مدنی انعام (۳۲) **گھر میں مدنی ماحول** بنانے والا مدنی انعام (۳۳) **تہمت لگانے** سے بچنے والا مدنی انعام (۳۴) **دُوسروں کی بات نہ کاٹنے** والا مدنی انعام (۳۵) **صدائے مدینہ** والا مدنی انعام

(۳۶) **نگاہیں نیچی** رکھنے والا مدنی انعام (۳۷) **گھروں کے اندر جھانکنے سے بچنے** والا مدنی انعام (۳۸) **غیبت** وغیرہ سے بچنے والا مدنی انعام (۳۹) **باوُضو رہنے** والا مدنی انعام (۴۰) **قفلِ مدینہ عینک استعمال کرنے** والا مدنی انعام (۴۱) **قرض کی ادائیگی میں تاخیر سے بچنے** والا مدنی انعام (۴۲) **پردہ پوشی** کرنے والا مدنی انعام (۴۳) **یکساں تعلقات** والا مدنی انعام (۴۴) **خشوع وخضوع** والا مدنی انعام (۴۵) **ریاکاری** سے بچنے والا مدنی انعام (۴۶) کم ازکم **چار بار لکھ کر گفتگو کرنے** والا مدنی انعام (۴۷) **مدنی چینل دیکھنے** والا مدنی انعام (۴۸) **دل آزاری** سے بچنے والا مدنی انعام (۴۹) **کم الفاظ** میں گفتگو نمٹانے والا مدنی انعام (۵۰) **مدنی حلیہ** اپنانے والا مدنی انعام

قفل مدینہ کارکردگی

(۱) کم ازکم 12 مرتبہ **لکھ کر** گفتگو کی سعادت ملی؟ (۲) کم ازکم 12 مرتبہ **اشارے سے** گفتگو کی سعادت ملی؟ (۳) کم ازکم 12 مرتبہ **نگاہیں گاڑے بغیر** گفتگو کی سعادت ملی؟ (۴) کم ازکم 12 منٹ **قفل مدینہ عینک** استعمال کرنے کی سعادت ملی؟

جن مَدَنی انعامات پر عمل سے محرومی رہی ان پر عمل کی نیت فرمالیجئے، نیز یہ بھی نیت کیجئے کہ روزانہ **فکرِ مَدینہ** پر اِستِقامت پانے کے لیے ہر ماہ **3 دن** کے **مدنی قافلے میں سفر** کرنے والے **مَدَنی انعام** پر ضرور عمل کریں گے۔

(اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ)

مَدَنی وضاحتیں

مَدَنی انعامات کی وضاحتوں اور رعایتوں سے مُتَعَلِّق سوالات کے جوابات کے لئے تنظیمی طور پر چار قاعدے مقرر کیے گئے ہیں۔

قاعدہ نمبر1: بعض **مَدَنی اِنعامات** چند" اَجزا "پر مشتمل ہیں مثلاً: تہجد، اِشراق، چاشت، اَوّابین والا مَدَنی اِنعام، اِس **مَدَنی انعام** میں 4 جُزو ہیں، لٰہذا ایسے مَدَنی اِنعامات کے اکثر اجزا پر عمل ہونے کی صورت میں **تنظیمی طور پر عمل مان لیا جائے گا۔**

(اکثر سے مُراد آدھے سے زیادہ مَثَلاً 100 میں سے 51 اکثر کہلائے گا)

قاعِدہ نمبر2: بعض مَدَنی اِنعامات ایسے ہیں جن پر کسی دن عمل نہ ہونے کی صورت میں دوسرے دن عمل کیا جاسکتا ہے مَثَلاً: **فیضانِ سُنّت کے چار صفحات** پڑھنے، 313 بار **دُرُودِ پاک** پڑھنے یا کم از کم 3 آیات کی تِلاوت (مَع ترجمۂ کنزالایمان وتفسیر) سے محرومی رہی۔ اس صورت میں جتنے دن ناغہ ہوا، ان کا حساب لگا کر عمل کر لینے پر تنظیمی طور پر عمل مان لیا جائے گا۔

قاعِدہ نمبر3: بعض **مَدَنی اِنعامات** ایسے ہیں جن پر عمل کی عادت بنانے میں وَقت لگتا ہے۔ مَثَلاً: قَہقَہہ، تُوتُکار سے بچنے اور نِگاہیں جھکا کر چلنے کی عادت بنانے والے اِنعامات، ایسے **مَدَنی انعامات** پر زمانۂ کوشش کے دَوران عمل مان لیا جائے گا۔

قاعدہ نمبر4: بعض **مَدَنی اِنعامَات** ایسے ہیں جن پر صحیح عُذر (یعنی حقیقی مجبوری) کی بِناء

پر عمل کی کوئی صورت نہ ہو یا اِس دَوران دوسرے **مَدَنی کام** میں **مشغولیّت** ہے مَثَلاً **ذِمّے دار** وغیرہ کا دیگر **مَدَنی کاموں** میں مصروفیَّت کے باعِث **مدرسۃ المدینہ** بالِغان میں شرکت نہ کرسکنا یا والِدین کی وفات یا اِن کی رہائش دور ہونے کی صورت میں **دست بوسی** اور اَن پڑھ ہونے کے باعث **لکھ کر بات کرنے** سے محرومی ہو تو بھی تنظیمی طور پر ان پر عمل مان لیا جائے گا۔

غصّہ ایمان کو خراب کرتا ھے

خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحمَۃٌ لِّلْعٰلمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: **غصہ ایمان کو اس طرح خراب کرتا ہے جس طرح اَیلوا** (یعنی ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رَس) **شہد کو خراب کر دیتا ہے۔** (شعب الایمان للبیھقی، الحدیث: ٨٢٩٤، ج٦، ص ٣١١)

غصّہ کی تعریف

نفس کے اُس جوش کا نام ہے جو دوسرے سے بدلہ لینے یا اسے دَفع (دور) کرنے پر اُبھارے۔ (مراۃ المناجیح، ج٦، ص٦٥٥)

دل میں نورِ ایمان پانے کا ایک سبب

حدیثِ پاک میں ہے، ''جس شخص نے غُصّہ ضَبط کر لیا باوُجُود اِس کے کہ وہ غُصّہ نافِذ کرنے پر قُدرت رکھتا ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اُس کے دل کو سُکون و ایمان سے بھر دیگا۔''

(الجامع الصغیر للسیوطی، الحدیث: ٨٩٩٧، ص ٥٤١)

آ ؤ نیک بنیں اور بنا ئیں ! کے 18 حروف کی نسبت سے اٹھارہ ''سامانِ مَدَنی اِنعامات'' کی فہرست

{1} کَنْزُ الایمان شریف {2} شَجَرہ عطّاریہ {3} تَمہیدُ الایمان، حُسامُ الحَرَمَین {4} جنت کے طلبگاروں کے لیے مَدَنی گلدستہ (مِنہاج العابِدین اور بہارِشریعت کے مُنتَخب ابواب ومضامین اور مَدَنی انعامات کے مطابق سورتیں، چھ کلمے، اوراد ووظائف اور دعاؤں کا بہترین مجموعہ) {5} مَدَنی رَسائل (رَسائل سے مراد مکتبۃُ المدینہ سے شائع ہونے والے امیرِ اَہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے رسائل ہیں) {6} فیضانِ سنت {7} مَدَنی پھول کے پمفلٹ {8} مَدَنی انعامات کا رسالہ (فکرِ مَدینہ کے دوران روزانہ خانے پُر کرنے کیلئے) {9} قُفلِ مدینہ کا مَدَنی پیڈ مع قَلَم (لکھ کر گفتگو کی عادت بنانے کیلئے) {10} قُفلِ مَدینہ کا کارڈ (برائے نیکی کی دعوت سینے پر سجانے کیلئے) {11} سبز عمامہ شریف مع سربند شریف {12} مَدَنی چادریں (اوڑھنے کیلئے سفید اور پردے میں پردہ کیلئے کتھئی) {13} مدنی برقع، دستانے اور موزے (شرعی پردے کا بہترین ذریعہ ہیں) {14} قُفلِ مَدینہ کا عینک (نگاہوں کی حفاظت کیلئے) {15} قُفلِ مدینہ کا پتھر (خاموشی کی عادت ڈالنے اور سنتِ صِدّیقی ادا کرنے کیلئے) {16} سنّت بکس (بطورِ سنّت سوتے وقت سر ہانے اور سفر میں ساتھ رکھنے کیلئے آئینہ، کنگھی، سوئی دھاگہ، مسواک، تیل کی شیشی اور قینچی) {17} چٹائی {18} مِٹّی کے برتن۔

دعائے عطار: یااللہ عَزَّوَجَل! جوکوئی یہ **سامانِ مَدَنی انعامات** اپنے یہاں بسائے اور ان کو استعمال بھی کرتا رہے مجھے اور اس کو **اِخلاص** کی لازَوال دولت، جلوۂ مَحبوب میں شہادت، جنت البقیع میں مدفن، جنت الفردوس میں بے حساب داخلہ اور پیارے مَحبوب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پڑوس نصیب فرما۔ اٰمین بِجاہِ النَّبی الامین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مَدَنی انعامات پر کرتا ہے جوکوئی عَمَل تُو ولی اپنا بنا لے اس کو ربِّ لَم یَزَل

کم وبیش 26 سیکنڈز میں انفرادی کوشش کا طریقہ

جیب سے **مَدَنی انعامات** کا رسالہ نکال کر اسے پیش کرتے ہوئے یوں کہئے: **یہ تحفہ رکھئے**، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے اس پُرفتن دور میں آسانی سے نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کے طریقے اس رسالے میں عطا فرمائے ہیں۔ ان میں **72 مدنی انعامات** بصورتِ سوالات دیئے گئے ہیں، مگر **72** پر روزانہ عمل نہیں کرنا ہے بلکہ یومیہ مدنی انعامات میں **3** درجے ہیں، پہلے درجے میں صرف **17** مدنی انعامات ہیں۔ چاہے آپ ایک سے عمل شروع کیجئے، بس روزانہ **فکرِ مدینہ** کرلیا کریں (پھر انہیں رسالہ کھول کر دکھایئے اور کہیے:) یہ دیکھئے! ہر سوال کے نیچے **30** خانے بنے ہوئے ہیں۔ جس انعام پر عمل کی سعادت ملے تو اس دن کی تاریخ کے حساب سے کا نشان ورنہ O بنادیجئے (رسالہ ان کے ہاتھ میں دے کر کہئے:) امید ہے روزانہ فکرِ مدینہ ضرور کریں گے......اور جمعرات بعد مغرب ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے سنتوں بھرے اجتماع میں فیضانِ مدینہ میں بھی ضرور تشریف لایئے گا۔ (اگر اس کو فیضانِ مدینہ کا پتا معلوم نہ ہو تو بتادیجئے) ممکن ہو تو ہاتھوں ہاتھ عطاری بنانے کے لیے نام بھی لے سکتے ہیں۔ (عطاری بنانے کے لیے نام لینے کا طریقہ) جو بھی شخصیت ہو گفتگو کے اختتام پر ان سے اتنا کہہ دیجئے کہ **اِنْ شَاءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ میں آپ کا نام قادری سلسلہ کے عظیم بزرگ امیرِ اہلِ سنّت، سے مرید ہونے کے لیے دے دوں گا۔ یہ مت کہیے گا کہ آپ اجازت دیں تو دے دوں۔ آپ حیران رہ جائیں گے کہ **99** فیصد لوگ آپ کو اجازت دے دیں گے، پھر پوچھئے آپ شادی شدہ ہیں، وہ ہاں کہیں تو فوراً ان کے بچوں کی امی اور بچوں کے نام بھی لکھ لیجئے، مکمل پتا و فون نمبر ضرور لکھئے اور بعد میں ان کو مکتوب بھی روانہ کریں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

بَیان کا آسان طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیچے دیئے گئے بیان کا آسان طریقہ میں، **بیان شروع** کرنے اور **ختم** کرنے کا طریقہ، بطورِ نمونہ نماز اور فکر مدینہ سے متعلق دو بیانات، **فکرِ مدینہ** اور اس پر **اِسْتِقامت** کا طریقہ اور آخر میں **مدنی قافلہ** کی ترغیب پیش کی گئی ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اس آسان طریقہ کے ذریعے ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن نہ صرف مدنی اِنعامات سے متعلق **126** بلکہ دیگر کئی موضوعات پر **12** یا **26** منٹ کا یا جتنا چاہیں طویل بیان کر سکتے ہیں۔ (بیان کا دورانیہ بڑھانے کے لیے جس مدنی انعام پر عمل کی ترغیب یا جس موضوع پر بیان ہے اس سے متعلق فضائل اور روایات کا مزید اضافہ فرما دیجئے)

دُرُود شریف کی فضیلت

شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت، بانیٔ دعوت اسلامی، حضرت علاّمہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعالِیَہ کے بَیان کے تحریری **گُلدَستے** "**کراماتِ عثمانِ غنی**" میں بحوالہ فِردَوسُ الاَخبار منقول ہے کہ سرکارِ مدینہ منوّرہ، سردارِ مکہ مکرّمہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ بَرَکت نشان ہے: اے لوگو! بیشک بروزِ قیامت اس کی دَہشتوں اور حساب کتاب سے جلد نَجات پانے والا شخص وہ ہوگا

جس نے تم میں سے مجھ پر دنیا کے اندر بکثرت **دُرُود شریف** پڑھے ہوں گے۔

(فردوس الاخبار، باب الیاء، ج۲،ص ٤٧١،الحدیث: ٨٢١٠)

صَلُّوا عَلَی الحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پندرہویں صدی کی عظیم علمی وروحانی شخصیت شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ مَولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادِری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ہمیں اس پُرفِتَن دور میں آسانی سے نیکیاں کرنے اور گُناہوں سے بچنے کے طریقوں پر مشتمل شریعت وطریقت کا جامع مَجْمُوعہ بنام **''مَدَنی اِنْعامات''** عطا فرمائے ہیں: آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں:

'' **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مسلمانوں** کی دنیا وآخرت بہتر بنانے کے لیے **سوال نامے** کی صورت میں **اسلامی بھائیوں** کے لیے 72، **اسلامی بہنوں** کے لیے 63، **دینی طلبہ** کے لیے 92 اور **دینی طالبات** کے لیے 83، جب کہ **مَدَنی منّوں اور مُنّیوں** کے لیے 40 (اور خصوصی یعنی گونگے اور بہرے اسلامی بھائیوں کے لئے 27) **مَدَنی اِنْعامات** پیش کیے گئے ہیں، **مَدَنی اِنْعامات کا رسالہ** مکتبۃ المدینہ سے مل سکتا ہے، روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے اس کو پُر کر کے **مَدَنی ماہ** کی 10 تاریخ کے اندر اندر اپنے یہاں کے **دعوتِ اسلامی** کے ذمہ دار کو جمع کروانا ہوتا ہے۔'' (اسلامی بھائیوں میں بیان کررہے ہیں تو یوں کہیئے)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہوسکتا ہے **72** کا عدد سن کر کسی کو وَسْوَسہ آئے کہ میں تو بہت مصروف ہوں اتنا وَقْت کہاں جو **مَدَنی اِنْعامات** کے مطابق عمل کرسکوں، اس وَسْوَسے کے تحت ممکن ہے کئی اسلامی بھائی اب تک **مَدَنی اِنْعامات** کا رِسالہ حاصل کرنے کی سعادت سے محروم رہے ہوں۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ شیطان کا خطرناک وار ہے جس کے ذریعے وہ دنیا وآخرت کی بھلائیوں کے حُصُول میں رُکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، اگر آپ ان وَسْوَسوں پر توجہ دیئے بغیر مدنی انعامات پر غور فرمائیں تو شاید حَیران رہ جائیں گے کہ جن **مدنی انعامات** پر عمل کرنا مشکل لگ رہا تھا ان پر عمل کرنا تو بہت آسان ہے، **کیونکہ** ہمیں روزانہ **72 مَدَنی اِنْعامات** پر عمل نہیں کرنا بلکہ روزانہ جن **مَدَنی اِنْعامات** پر عمل کرنا ہے اس کے تین درجے ہیں پہلا اور دوسرا درجہ **17** اور تیسرا صرف **16** مَدَنی انعامات پر مشتمل ہے۔ **8 مَدَنی انعامات** ایسے ہیں جن پر ہفتے میں صرف ایک بار عمل کرنا ہے، **6 مَدَنی اِنْعامات** ایسے ہیں جن پر مہینے میں صرف ایک بار عمل کرنا ہے اور **8 مَدَنی اِنْعامات** ایسے ہیں جن پر **12** ماہ میں **صرف ایک بار** عمل کرنا ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ کو بخوبی اندازہ ہوگیا ہوگا کہ شیطان جن **مَدَنی اِنْعامات** پر عمل کرنا دُشوار محسوس کروا رہا تھا ان پر عَمَل بہت آسان ہے۔ فی زمانہ ایک مسلمان کے لئے مَدَنی اِنْعامات پر عمل کس قدر ضَرُوری ہے، اس کا اندازہ آپ کو

اسی وَقت ہوسکتا ہے جب آپ **مَدَنی اِنْعامات** کا بَغور مُطالَعہ فرمائیں آپ دیکھیں گے کہ ان **مَدَنی اِنْعامات** میں فرائض وواجبات اور سُنَن وَمُستَحبّات پر عمل کی ترغیب کے ساتھ ساتھ کہیں اَخلاقِیات کے حُصول کے مَدَنی پھول خوشبو پھیلا رہے ہیں تو کہیں گناہوں سے بچنے اور آسانی سے نیکیاں کرنے کے طریقے اپنی بَرَکتیں لٹا رہے ہیں۔ ترغیب وتحریص کے لیے ان مدنی انعامات میں سے دو کے فضائل پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا، اگر مکمل توجہ کیساتھ شرکت رہی تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کا دل **مَدَنی اِنْعامات** پر عَمَل کرنے کے لئے بے قرار ہوجائے گا۔

نماز باجماعت اور تکبیرِ اُولیٰ کے فضائل

شیخِ طریقت، **امیرِ اہلسنّت** دامَتْ بَرَکاتُھُمُ الْعالِیَۃ **مَدَنی اِنعام** نمبر **2** میں فرماتے ہیں:

''کیا آج آپ نے پانچوں نمازیں مسجد کی پہلی صف میں تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا فرمائیں؟ نیز ہر بار کسی ایک کو اپنے ساتھ مسجد لے جانے کی کوشش فرمائی؟''

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکاتُھُمُ الْعالِیَۃ اپنے رسالے **''نیک بننے کا نسخہ''** میں فرماتے ہیں: ''صرف اس ایک **مدنی انعام** پر اگر کوئی صحیح معنوں میں کاربند ہوجائے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کا بیڑا پار ہوجائے۔'' نماز کے فضائل سے کون واقف نہیں؟ چنانچہ

سابقہ گناہ معاف

سرکارِ مدینۂ منورہ، سلطانِ مکۂ مکرمہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو دو رکعت نماز پڑھے ان میں سَہْو (غلطی) نہ کرے تو جو پیشتر گناہ ہوئے ہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مُعاف فرما دیتا ہے۔ (یہاں گناہِ صغیرہ مراد ہیں)

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، ج۸، ص ۱٦۲، الحدیث: ۲۱۷٤۹)

دیکھا آپ نے! دو رکعت کی جب یہ فضیلت ہو تو پانچوں نمازوں کی کیسی برکتیں ہونگی! اس ''مدنی انعام'' میں نمازیں **باجماعت** ادا کرنی ہیں، اور جماعت کی فضیلت کے تو کیا کہنے!

27 درجے بڑھ کر

مسلم شریف میں سیدنا عَبْدُ **اللہ** اِبنِ عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، تاجدارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نماز **باجماعت** تنہا پڑھنے سے **27** دَرَجے بڑھ کر ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب فضل صلاۃ الجماعۃ...الخ، ص۳۲٦، الحدیث: ۲۵۰)

مزید اس ''مدنی انعام'' میں **تکبیرِ اُولیٰ** کا ذکر ہے۔ اسکی بھی فضیلت سنئے اور جھومئے!

جہنم سے آزادی

ابن ماجہ کی روایت میں ہے، سرکارِ مدینۂ منورہ، سلطانِ مکۂ مکرمہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہ واٰلہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا۔ جو مسجد میں باجماعت 40 راتیں نمازِ عشاء اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت فوت نہ ہو، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جَہَنَّم سے آزادی لکھ دیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب صلاۃ العشاء و الفجر فی جماعۃ، ج۱، ص۴۳۷، الحدیث:۷۹۸)

سُبْحان اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! چالیس دن جب عشاء کی نمازِ باجماعت مع **تکبیرِ اُولیٰ** کی یہ فضیلت ہے تو زندہ رہ جانے کی صورت میں بَرَسا بَرَس تک پانچوں نمازیں **تکبیرِ اُولیٰ** کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کا کیا مقام ہوگا!

فرض نماز کے لیے نکلنے والا

سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہ واٰلہٖ وَسَلَّم کا فرمان خوشبودار ہے، جو طہارت کر کے اپنے گھر سے فرض نماز کے لئے نکلا اس کا ثواب ایسا ہے جیسا حج کرنے والے مُحرِم (احرام باندھنے والے) کا۔ (سنن ابی داود، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی فضل المشی الی الصلوۃ، ج۱، ص۲۳۱، الحدیث: ۵۵۸)

دروازے پر نہر

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ، صاحب معطر پسینہ باعثِ نزول سکینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہ واٰلہٖ وَسَلَّم کا فرمان باقرینہ ہے، بتاؤ اگر کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو جس میں ہر روز **پانچ بار غُسْل** کرے تو کیا اس پر کچھ میل رہ جائے گا؟ لوگوں نے عرض کی ''اس کے میل میں سے

کچھ باقی نہ رہے گا'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّم نے فرمایا، پانچوں نمازوں کی ایسی ہی مثال ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے سبب خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

(صحیح مسلم ،کتاب المساجد و مواضع الصلوة ،باب المشی الی الصلوة تمحی به الخطایا وترفع به الدرجات ،ص٣٣٦،الحدیث:٦٦٧)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس ''مدنی انعام'' کی رُو سے نمازیں بھی مسجد ہی میں ادا کرنی ہیں اور مسجد کو جانا سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے۔ سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، ''جو صبح یا شام کو مسجد میں آئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے جنت میں ایک ضِیافت تیار فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم،کتاب المساجد و مواضع الصلوة، باب المشی الی الصلوة تمحی به الخطایا وترفع به الدرجات، ص٣٣٦،الحدیث:٦٦٩)

پہلی صف

پہلی صف بھی ''مدنی انعام'' میں موجود ہے سرکارِ مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَہ ،سردارِ مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''لوگ اگر جانتے کہ اذان اور پہلی صف میں کیا ہے تو بغیر قُرعہ ڈالے نہ پاتے لہٰذا اس کے لئے قُرعہ اندازی کرتے۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الصلوة، باب تسویة الصفوف واقامتها...الخ، ص ٢٣١، الحدیث:٤٣٧)

ایک اور روایت میں ہے، رحمت عالم نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہ والہٖ وَسَلَّم کا فرمان رحمت نشان ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر درود (یعنی رحمت) بھیجتے ہیں، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: اور دوسری صَف پر! فرمایا: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اسکے فرشتے درود (یعنی رحمت) بھیجتے ہیں پہلی صَف پر، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے پھر عرض کی یارسول **اللّٰہ**! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہ والہٖ وَسَلَّم اور دوسری پر بھی؟ فرمایا، دوسری پر بھی، مزید ارشاد فرمایا: صفوں کو برابر کرو اور کندھوں کو مُقَابِل (یعنی ایک سیدھ میں) کرو اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور کُشادَ گیوں (یعنی صف کی خالی جگہوں) کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمھارے بیچ میں داخل ہو جاتا ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، ج ۸، ص ۲۹۶، الحدیث: ۲۲۳۲۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب ایک مدنی انعام کی ایسی بہاریں ہیں تو بَقِیَّہ **مدنی انعامات** پر عمل کرنے سے کیسی برکتیں حاصل ہوں گی! لہٰذا تمام اسلامی بھائی نیت فرمالیجئے کہ آئندہ زندگی کے شب و روز مدنی انعامات کی خوشبوؤں سے مُعَطَّر رکھنے کی کوشش کریں گے۔ اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

اَعمال کا مُحاسَبہ (فکرِمَدینہ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! روزانہ بلا ناغہ اپنے اعمال کا محاسبہ (فکرِمدینہ) کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ شیخ طریقت **امیراہلسنّت** دامَتْ بَرَکاتُہُمُ الْعالِیَۃ نے

مدنی انعامات میں اس کی بھی ترغیب دلائی ہے چنانچہ مدنی انعام نمبر 15 میں فرماتے ہیں: کیا آج آپ نے یکسوئی کے ساتھ کم از کم **12** مِنَٹ **فکرِ مدینہ** (یعنی اپنے اعمال کا محاسبہ) کرتے ہوئے جن جن مَدَنی انعامات پر عمل ہوا رسالہ میں ان کی خانہ پُری فرمائی؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فکر مدینہ یعنی محاسبہ کیسے کیا جائے؟ اس کی کیا برکتیں ہیں اور ہمارے اسلاف و بزرگانِ دین کے محاسبہ کا کیا انداز تھا؟ نیز شیخِ طریقت **امیرِ اہلسنّت** دامَتْ بَرَکاتُھُمُ الْعالِیَة کا منفرد و مؤثر انداز میں **فکر مدینہ** کی ترغیب دلانا آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے:

دُرُود شریف کی فضیلت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَکاتُھُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالہ **''میں سدھرنا چاہتا ہوں''** میں **درود شریف** کے **متعلق** حدیثِ پاک بیان فرماتے ہیں کہ حضرتِ سَیِّدُ نا **امام سَخاوِی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **نقل** فرماتے ہیں: **سرکارِ دو عالم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے مجھ پر **ایک بار دُرُودِ پاک** بھیجا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُس پر **دس رحمتیں** نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر **دس بار دُرُودِ پاک** بھیجے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُس پر **سو رحمتیں** نازِل فرماتا ہے اور جو مجھ پر **سو بار دُرُودِ پاک** بھیجے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُس کی **دونوں آنکھوں** کے

درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ بندہ نِفاق اور دوزخ کی آگ سے بَری ہے اور قِیامَت کے دن اُس کو شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔'' (القول البدیع،الباب الثانی،ص۲۳۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

انوکھا حساب

حجۃ الاسلام حضرت سیِّدنا امام محمد غزالی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدنا اِبنُ الصِّمَّہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک بار اپنا محاسَبہ کرتے ہوئے اپنی عمر شمار کی تو وہ (تقریباً) ساٹھ برس بنی، ان ساٹھ برسوں کو بارہ سے ضَرب دینے پر سات سوبیس مہینے بنے، سات سوبیس کو مزید تیس سے مَضرُوب (یعنی ملٹی پلائی) کیا تو حاصلِ ضَرب اکیس ہزار چھ سو آیا جو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی مبارَک عمر کے ایام تھے پھر اپنے آپ سے مُخاطِب ہو کر فرمانے لگے: ''اگر مجھ سے روزانہ ایک گناہ بھی سرزد ہوا ہو تو اب تک اکیس ہزار چھ سو گناہ ہو چکے، جبکہ اس مدت میں ایسے ایام بھی شامل ہوں گے جن میں یومیہ ایک ہزار تک بھی گناہ ہوئے ہوں گے''، یہ کہنا تھا کہ خوفِ خدا سے لرزنے لگے! پھر یکایک ایک چیخ ان کے منہ سے نکل کر فضا کی پَہنائیوں میں گم ہو گئی اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ زمین پر تشریف لے آئے، دیکھا گیا تو طائرِ روح قَفَسِ عُنصُری سے پرواز کر چکا تھا۔ (کیمیائے سعادت، اصل ششم در محاسبہ و مراقبہ، مقام سوم در محاسبات، ج۲،ص۸۹۱) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی

ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔

مُحاسَبَہ کسے کہتے ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے سابِقہ اعمال کا حساب کرنا **مُحاسَبَہ** کہلاتا ہے۔

غور فرمایئے کہ ہمارے **بزرگانِ دین** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کس طرح اپنا **محاسبہ** فرماتے، ان کا اندازِ **فکرِ مدینہ** کتنا اعلیٰ تھا ہر دم **نیکیوں** میں مصروف رہنے کے باوجود خود کو **گنہگار** تصور کرتے حالانکہ ان کی **شان** تو یہ ہے کہ وہ **مُسْتَحَبَّات** کے ترک کو بھی اپنے لئے **سَیِّئات** (یعنی برائیوں) میں سے جانتے، **نفلی عبادات** میں کمی کو بھی **جرم** تصوُّر کرتے اور بچپن کی **خطا** کو بھی **گناہ** شمار کرتے حالانکہ **نابالغ** کے گناہ **محسوب** (شمار) نہیں کئے جاتے۔

بچپن کی خطا یاد آگئی

چُنانچہ **ایک** مرتبہ حضرتِ سیِّدنا **عُتْبَۃُ الْغُلام** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ السَّلام **ایک** مکان کے پاس سے گزرے تو **کانپنے** لگے اور **پسینہ** آگیا! لوگوں کے **اِستِفسار** پر فرمایا: یہ وہ جگہ ہے جہاں میں نے چھوٹی عمر میں **گناہ** کیا تھا۔ (تنبیہ المغترین، خوفھم مما للعباد علیھم، ص۵۷)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔

نیکی کر کے بھول جاؤ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عقل مند وہی ہے جو **نیکیوں** کے **حُصول** کی **سعادت**

پا کر انہیں بھول جائے اور گناہ صادِر ہو جائیں تو انہیں یاد رکھے اور اپنی **اِصلاح** کے لیے ان پر سختی سے اپنا **مُحاسَبہ** کرتا رہے بلکہ **نیک اعمال** میں کمی پر بھی خود کو **سرزَنِش** (یعنی ڈانٹ ڈپٹ) کرے اور ہر لمحہ خود کو **اللہ** واحِد قہّار کے **قہر و غضب** سے ڈراتا رہے یہی ہمارے **بزرگانِ دین** رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن کا معمول رہا ہے۔

آج ''کیا کیا'' کیا؟

چُنانچہ **امیر المؤمنین** حضرتِ سیِّدنا **فاروقِ اعظم** رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ روزانہ اپنا **اِحتِساب** فرمایا کرتے اور جب رات آتی تو اپنے پاؤں پر **دُرَّہ** مار کر فرماتے: بتا! آج تو نے **''کیا کیا''** کیا ہے؟۔(احیاء علوم الدین، کتاب المراقبة و المحاسبة، المرابطة الرابعة فی معاقبة النفس علی تقصیرها، ج۵، ص۱۴۱) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔

فاروقِ اَعْظَم رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کی عاجزی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ **عَشَرۂ مُبَشَّرہ** یعنی جن دس **صحابۂ کرام** عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان کو **تاجدارِ رسالت** صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے **جنّت** کی بشارت سنائی اُن میں شامل اور سیِّدنا **صدّیقِ اکبر** رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے بعد سب سے **افضل** ہونے کے باوُجود بہت **اِنکِساری** فرمایا کرتے تھے چُنانچہ حضرتِ سیِّدنا **اَنَس بن مالک** رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں: ایک بار میں نے حضرتِ سیِّدُنا

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کوایک **باغ** کی دیوار کے قریب دیکھا کہ وہ اپنے **نفس** سے فرمارہے تھے ''**واہ!** لوگ تجھے **امیرالمؤمنین** کہتے ہیں (پھر بطورِ عاجزی فرمانے لگے) اورتو (وہ ہے کہ) **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتا! (یادرکھ!) اگرتو نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا **خوف** نہیں رکھا تو اس کے **عذاب** میں **گرفتار** ہوجائے گا۔''

(کیمیائے سعادت، اصل ششم درمحاسبہ و مراقبہ، مقام سوم درمحاسبات، ج۲، ص۸۹۲)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہواوران کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرتِ سیِّدنا **فاروقِ اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا اِس طرح اپنے **نفس** کوملامت کرنااور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کاخوف دلاکراس کا **مُحاسَبہ** کرنا ہماری تعلیم کے لئے بھی تھا۔

قِیامت سے پہلے حساب

ایک مَوقَع پرسیِّدنا **فاروقِ اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشادفرمایا: ''**اے لوگو!** اپنے اعمال کااس سے پہلے **محاسَبہ** کرلوکہ **قیامت** آجائے اوران کا **حساب** لیاجائے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب المراقبة والمحاسبة، المقام الاوّل من المرابطة المشارطة، ج۵، ص۱۲۸)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہواوران کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔

چراغ پرانگوٹھا

بہت بڑے **عالم** اورتابِعی **بزرگ** حضرتِ سیِّدنا **اَحنَف بن قَیس** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

عَـنْـــهُ رات کے وقت **چراغ** ہاتھ میں اٹھا لیتے اور اس کی لَو پر **انگوٹھا** رکھ کر اس طرح فرماتے: **اے نفس!** تو نے فلاں کام کیوں کیا؟ اور فلاں چیز کیوں کھائی؟ یعنی اپنا **مُحاسَبہ** کرتے کہ اگر میرے **نفس** نے غلطی کی ہو تو اس کو **تنبیہ** ہو کہ یہ **چراغ کی لَو** جو کہ بہت ہی ہلکی **آگ** ہے پھر بھی نا قابلِ برداشت ہے تو بھلا **جہنم** کی **بھیانک آگ** سہنا کیونکر **ممکن** ہو گا۔ (کیمیائے سعادت، اصل ششم، مقام چہارم درمعاقبت نفس، ج ۲، ص ۸۹۳)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر **رحمت** ہو اور ان کے صدقے ہماری **مغفِرت** ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ ان **نُفوسِ قُدسِیَّہ** کے حالات ہیں جو **پروَردگار** کے **پرہیزگار** بندے ہیں جن کے سروں پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے **وِلایت** کے تاج سجائے ہیں، **مُلاحظہ** فرمایئے کہ بایں ہمہ شَرَف و مَرتَبت (یعنی ولایت جیسا عظیم مرتبہ حاصل ہونے کے باوجود) کس طرح **نفس کا مُحاسَبہ** فرماتے اور خود کو عاجز و گنہگار تصوُّر کرتے **کاش!** ہم بھی اپنا **مُحاسَبہ** کر پاتے اور جیتے جی اپنے **اَعمال کا جائزہ** لینے میں کامیاب ہو جاتے!

ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم سر تا پا گناہوں میں ڈوبے ہیں، آخر کونسا گناہ ایسا ہے جو ہم نہیں کرتے؟ **نیکیاں** ہم سے نہیں ہو پاتیں اور اگر ہو بھی جائیں تو **اِخلاص** کا دور دور تک کوئی پتا نہیں ہوتا، لوگوں کو اپنے **نیک اعمال** سنا کر **ریا کاری** کی تباہ کاری کا **شکار** ہو جاتے ہیں، ہمارا نامۂ اعمال **نیکیوں** سے **خالی** اور **گناہوں** سے پُر ہوتا جا رہا

ہے لیکن **افسوس!** ہمیں اس کے **بُرے نتائج** کا کوئی اِحساس نہیں اور اِس پرطُرّہ یہ کہ ہم خودکو بہت **عقل مند** گمان کرتے ہیں حتّٰی کہ اگر کوئی ہمیں **بے وُقوف** یا **کم عقل** کہہ دے تو اس کے **دشمن** ہی ہوجائیں، لیکن اب آپ ہی بتایئے کہ اگر کسی **مَفرُور مجرم** کی **پھانسی** کا حکم نامہ جاری ہوچکا ہو، پولیس اسکو تلاش کررہی ہو اور وہ **گرفتاری** سے بےخوف، **راہِ تحفّظ و اِحتِیاط** تَرک کرکے آزادانہ گھوم رہا ہو تو کیا اس کو **عقل مند** کہیں گے؟ ہرگز نہیں! ایسے آدَمی کو لوگ **بے وُقوف** ہی کہیں گے۔

جہنم کے دروازے پر نام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جسے بتادیا گیا ہو کہ ''جس نے قَصدًا **نماز** چھوڑی جہنم کے دروازے پر اُس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔'' (حلیة الاولیاء، ۳۸۹- مسعر بن کدام، الحدیث: ۱۰۵۹۰، ج۷، ص۲۹۹) **اور یہ بھی خبر دے دی گئی ہو کہ** ''**جو ماہِ رَمَضان کا ایک روزہ** بھی بلاعذرِ شرعی ومرض قَضاء کردیتا ہے **تو زمانے بھر** کے روزے اسکی قضاء نہیں ہو سکتے اگرچِہ **بعد میں رکھ بھی لے**۔'' (سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی الافطار متعمداً، الحدیث: ۷۲۳، ج۲، ص۱۷۵) **اور یہ بھی خبر دے دی گئی ہو کہ** جو شَخص **حج** کے زادِراہ (اَخراجات) اور سُواری پر قادر ہو جو اسے **بیتُ اللّٰہ تک** پہنچادے اسکے باوُجود **حج** نہ کرے وہ چاہے **یہودی** ہوکر مرے یا **عیسائی** ہوکر۔ (سنن الترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء من التغلیظ فی ترك الحج، الحدیث: ۸۱۲، ج۲، ص۲۱۹) **اگر تم نے بدنگاہی**

کی، کسی **نامَحرم** عورت کو دیکھا یا اَمرد کو بنظرِ شہوت دیکھا یا **T.V**، **V.C.R**، انٹرنیٹ اور سینما گھر وغیرہ پر فلمیں، ڈِرامے اور بے حیائی سے پُر مناظِر دیکھے تو یاد رکھو! منقول ہے: جس نے اپنی آنکھ حرام سے پُر کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **بروزِ قِیامت** اُس کی آنکھ میں آگ بھر دیگا۔ (مکاشفة القلوب، الباب الاوّل فی بیان الخوف، ص ۱۰)

اور جیسے یہ سمجھا دیا گیا ہو کہ عنقریب **تمہیں مرنا پڑے گا** کیونکہ ہر جان کو **موت** سے ہمکنار ہونا ہے جب **وقت پورا** ہو جائے گا تو پھر **موت** ایک پل آگے ہوگی نہ پیچھے اور یہ بھی اِطّلاع دے دی گئی ہو کہ مرنے کے بعد اس **قبر** میں جانا ہے جو **مجرِموں** پر تاریک اور وحشتناک ہوتی ہے، ان کیلئے **کیڑے مکوڑے اور سانپ بچّھو** بھی ہوتے ہیں اور اس میں ہزاروں سال رہنا ہوگا۔ **آہ! قبر** ہر ایک کو دبائے گی، نیکوں کو ایسے دبائے گی جیسے ماں بچھڑے ہوئے لال کو شفقت کے ساتھ سینے سے چمٹا لیتی ہے اور جن سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ناراض ہوتا ہے اُن کو ایسے بھینچے گی کہ **پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر** ایک دوسرے میں اس طرح پَیوَست ہو جائیں گی جس طرح دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک دوسرے میں مل جاتی ہیں، اسی پر اِکتِفاء نہیں بلکہ اس بات سے بھی مُتَنَبَّہ یعنی خبردار کر دیا گیا ہو کہ **قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا**، اور سورج سوا میل پر رَہ کر آگ برسا رہا ہوگا، حساب کتاب کا سلسلہ ہوگا، نیکوں کے لئے **جنّت** کی راحتیں اور مجرِموں کیلئے **جہنم** کی آفتیں ہوں گی۔

نادانی کی اِنتہا

اتنا کچھ معلوم ہونے کے باوُجود اگر کوئی شَخص **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے کَمَا حَقُّہٗ نہ ڈرے، موت کی سختیوں، قبر کی وَحشتنا کیوں، **قِیامت** کی ہَولنا کیوں اور **جہنَّم** کی سزاؤں کا صحیح معنوں میں خوف نہ رکھے، غفلت کی نیند سوتا رہے، **نمازیں** نہ پڑھے، **رمَضان المبارَک** کے روزے نہ رکھے، فرض ہونے کی صورت میں بھی اپنے مال کی **زکوٰۃ** نہ نکالے، فرض ہونے کے باوُجود **حج** ادا نہ کرے، **وعدہ خلافی** اس کا وتیرہ رہے، جھوٹ، غیبت، چغلی، بدگمانی وغیرہ ترک نہ کرے، **فلموں ڈِراموں** کا شائق رہے، **گانے** سننا اس کا بہترین مَشغلہ رہے، **والِدَین کی نافرمانی** کرے، گالیاں بکنے اور طرح طرح کی بے حیائی کی باتوں میں مگن رہے اَلغَرَض خود کو بالکل بھی **نہ سُدھارے** مگر پھر بھی اپنے آپ کو **عقل مند** سمجھتا رہے تو ایسے شَخص سے بڑھ کر **بے وُقوف** اور کون ہوگا؟ اور بے وُقوفی کی اِنتِہا یہ ہے کہ جب **سُدھارنے** کی خاطر سمجھایا جائے تو لاپرواہی سے یہ کہہ دے کہ بس جی کوئی بات نہیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تو **رحیم وکریم** ہے مہربانی کرے گا، وہ کرم فرمادے گا۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بے نیاز ہے

یقیناً **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **رحیم وکریم** ہے اور بغیر سبب کے محض اپنی **رحمت** سے بخش دینے اور **جنّت** میں داخل فرمانے پر قادر ہے۔ مگر اس کی **بے نیازی** سے ڈرنا ضروری

ہے کہ وہ چاہے تو کسی ایک گناہ پر گرفت فرمالے، چنانچہ **دعوتِ اسلامی** کے اِشاعتی اِدارے **مکتبۃُ المدینہ** کا مطبوعہ رسالہ، "**ظلم کا انجام**" صَفحہ 11 تا 13 پر حضرتِ علّامہ عبدالوہّاب شَعرانی قُدِّسَ سرُّہُ النُّورانی کی کتاب "**تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن**" کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے: **مشہور تابِعی بُزُرگ** حضرتِ سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک اسرائیلی شخص نے اپنے پچھلے تمام گناہوں سے توبہ کی، ستَّر سال تک لگاتار اس طرح بندگی کرتا رہا کہ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو جاگ کر عبادت کرتا، نہ کوئی عمدہ غذا کھاتا نہ کسی سائے کے نیچے آرام کرتا۔ اُس کے انتِقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: ما فَعلَ اللّٰہُ بِكَ؟ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپکے ساتھ کیا مُعامَلہ فرمایا؟ جواب دیا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرا حساب لیا، پھر سارے گناہ بخش دیئے مگر **ایک لکڑی** جس سے میں نے اس کے **مالک کی اجازت** کے بغیر **دانتوں میں خِلال** کر لیا تھا (اور یہ مُعامَلہ حُقُوق العباد کا تھا) اور وہ مُعاف کروانا رَہ گیا تھا اسکی وجہ سے میں اب تک جنَّت سے روک دیا گیا ہوں۔ (تنبیہ المغترین، ص ۵۱)

سُدھرنے کیلئے توبہ کر لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بَہرحال اس کی **رحمت** سے **مایوس** بھی نہ ہونا چاہیئے اوراس کی **بے نیازی** سے **غافل** بھی نہیں رہنا چاہیئے۔ **عافیت** اسی میں ہے کہ فوراً اپنے سابِقہ گناہوں سے سچّی پکّی توبہ کرلیں بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ توبہ قبول کرنے والا ہے اور

آیندہ گناہوں سے بچنے اور نیک بننے کے لیے روزانہ **فکرِ مدینہ** (یعنی اپنا محاسبہ) کیجیے! اس ضمن میں امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **مسلمانوں** کی دنیا و آخرت بہتر بنانے کے لیے **سوال نامے** کی صورت میں **اسلامی بھائیوں** کے لیے 72، **اسلامی بہنوں** کے لیے 63، **دینی طلبہ** کے لیے 92 اور **دینی طالبات** کے لیے 83، جب کہ **مدنی منوں** اور **مُنّیوں** کے لیے 40 **مدنی انعامات** پیش کیے گئے ہیں، **مدنی انعامات کا رسالہ** مکتبۃ المدینہ سے مل سکتا ہے، روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے اس کو پُر کر کے **مدنی ماہ** کی 10 تاریخ کے اندر اندر اپنے یہاں کے **دعوتِ اسلامی** کے ذمہ دار کو جمع کروانا ہوتا ہے۔ **اپنے گناہوں کا احتساب کرنے، قبر و حشر کے بارے میں غور و فکر کرنے اور اپنے اچھے بُرے کاموں کا جائزہ لیتے ہوئے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کرنے کو دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں ''فکرِ مَدینہ'' کرنا کہتے ہیں۔**

آپ بھی **رسالہ** حاصل کر لیجئے! اگر فی الحال پُر نہیں کرنا چاہتے تو نہ سہی اتنا تو کیجئے کہ ولی کامل، عاشقِ رسول، اعلیٰ حضرت امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمَنَّان کی **پچیسویں شریف** کی نسبت سے روزانہ کم از کم 25 سیکنڈز کے لیے اس کو دیکھ لیجئے اِنْ شَاءَ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ دیکھنے سے پڑھنے اور پڑھتے رہنے سے **فکرِ مدینہ** کرنے اور اِس رسالہ کو بھرنے کا ذہن بنے گا اور اگر بھرنے کا **معمول** بن گیا تو اِنْ شَاءَ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ

اس کی برکتیں آپ خود ہی دیکھ لیں گے۔

مدنی انعامات پر کرتا ہے جو کوئی عمل
مغفرت کر بے حساب اسکی خدائے لَمْ یَزَلْ

مَدَنی انعامات کے رسالے کی بَرَکت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مدنی انعامات نے نہ جانے کتنے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی زندگیوں میں مدَنی اِنقلاب برپا کردیا ہے، اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو! چنانچہ نیوکراچی کے ایک اسلامی بھائی کا کچھ اس طرح بیان ہے: علاقے کی مسجد کے امام صاحب جو کہ دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہیں انہوں نے **انفرادی کوشش** کرتے ہوئے میرے بڑے بھائی جان کو **مدَنی انعامات کا ایک رسالہ** تحفے میں دیا، وہ گھر لے آئے اور پڑھا تو حیران رہ گئے کہ اس مختصر سے رسالے میں ایک مسلمان کو **اسلامی زندگی** گزارنے کا اتنا زبردست فارمولا دے دیا گیا ہے۔مدنی انعامات کا رسالہ ملنے کی برکت سے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان کو نماز کا جذبہ ملا اور نماز باجماعت کی ادائیگی کے لیے مسجد میں حاضر ہوگئے اور اب پانچ وقت کے نمازی بن چکے ہیں، داڑھی مبارک بھی سجالی اور مدنی انعامات کا رسالہ بھی پُر کرتے ہیں۔

مَدنی انعامات کے عامل پہ ہردم ہرگھڑی یاالٰہی! خوب برسا رحمتوں کی تو جھڑی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اِختِتام کی طرف لاتے ہوئے **سنّت کی فضیلت** اور چند سنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصِل کرتا ہوں **تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت، مصطفٰی جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت، نوشۂ بزمِ جنت** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس نے **میری سنّت** سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ **جنت میں میرے ساتھ** ہوگا۔

(مشکاۃالمصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الحدیث:۱۷۵، ج۱، ص۵۵)

لہٰذا پانی پینے کے مدنی پھول قبول فرمایئے، پیش کردہ ہر ہر مَدَنی پھول کو سنّتِ رسولِ مقبول عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر مَحمول نہ فرمایئے، ان میں سنّتوں کے علاوہ **بُزُرگانِ دین** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن سے منقول مَدَنی پھول کا بھی شُمُول ہے۔ جب تک یقینی طور پر معلوم نہ ہو کسی عمل کو **''سنّتِ رسول''** نہیں کہہ سکتے۔

پانی پینے کے مَدَنی پھول

دو فرامینِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: **{1}** اونٹ کی طرح ایک ہی **سانس** میں مت پیو بلکہ دو یا تین مرتبہ (سانس لے کر) پیو اور **پینے سے قبل** ''بِسْمِ اللّٰہ'' پڑھو اور **فراغت** پر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ'' کہا کرو (سنن الترمذی، کتاب الاشربۃ، باب ما جاء فی التنفس فی الاناء، الحدیث:۱۸۹۲، ج۳، ص۳۵۲) **{2}** نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **برتن میں** سانس لینے یا اس میں **پھونکنے** سے منع فرمایا ہے (سنن ابی داود، کتاب الاشربۃ، باب فی النفخ فی الشراب...الخ، الحدیث:۳۷۲۸،ج۳،ص۴۷۴) مفسِّرِ شہیر حکیم الامت حضرت **مفتی احمد یار خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان **اس** حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: **برتن میں سانس لینا** جانوروں کا کام ہے نیز سانس کبھی **زہریلی** ہوتی ہے اِس لیے برتن سے الگ منہ کر کے **سانس** لو (یعنی سانس لیتے وقت گلاس منہ سے ہٹالو) گرم **دودھ یا چائے** کو پھونکوں سے ٹھنڈا نہ کرو بلکہ کچھ ٹھہرو، قدرے **ٹھنڈی** ہو جائے پھر **پیو** (مراۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، پانیوں کا بیان، ج۶، ص۷۷) **البتّہ دُرُودِ پاک** وغیرہ پڑھ کر بہ نیتِ شفا پانی پر **دم کرنے** میں حَرَج نہیں {3} **پینے** سے پہلے "**بِسْمِ اللّٰہ**" پڑھ لیجئے {4} چوس کر چھوٹے چھوٹے گھونٹ سے پیجئے بڑے بڑے گھونٹ پینے سے **جگر** کی بیماری پیدا ہوتی ہے {5} **پانی** تین سانس میں پیجئے {6-7} **سیدھے** ہاتھ سے اور بیٹھ کر پانی نوش کیجئے {8} لوٹے وغیرہ سے وضو کیا ہو تو اُس کا بچا ہوا پانی پینا **70** امراض سے **شِفا** ہے کہ یہ **آبِ زم زم** شریف کی **مشابَہَت** رکھتا ہے، ان دو (یعنی وضو کے بچے ہوئے پانی اور زم زم شریف) کے علاوہ کوئی سا بھی پانی کھڑے کھڑے **پینا مکروہ** ہے (فتاوی رضویہ، باب الاستنجاء، ج۴،ص۵۷۵ و ج۲۱،ص۶۶۹) یہ دونوں پانی **قبلہ رو** ہو کر **کھڑے کھڑے** پئیں {9} پینے سے پہلے دیکھ لیجئے کہ پینے کی شے میں کوئی **نقصان دہ** چیز وغیرہ تو نہیں ہے (اتحاف السادۃ المتقین، کتاب آداب الاکل، الباب الاول،

ج٥،ص٥٩٤) **{10}** پی چکنے کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہیے **{11}** **حُجَّۃُ الْاِسلام** حضرتِ سیِّدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "**بِسْمِ اللّٰہ**" پڑھ کر پینا شروع کرے **پہلی سانس** کے آخر میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ"، **دوسرے کے بعد** "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" اور **تیسرے سانس** کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب آداب الاکل، الباب الاول،القسم الثانی، ج٢،ص٨) **{12}** **گلاس میں** بچے ہوئے مسلمان کے صاف ستھرے جھوٹے پانی کو قابلِ استعمال ہونے کے باوُجود **خواہ مخواہ** پھینکنا نہ چاہئے، پی لینے کے چند لمحوں بعد **خالی گلاس** کو دیکھیں گے تو اس کی دیواروں سے بہ کر **چند قطرے** پیندے میں جمع ہو چکے ہوں گے انہیں بھی پی لیجئے۔

فکرِ مدینہ پر اِستِقامت کا آسان طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم یہ خواہش رکھتے ہیں کہ استقامت کے ساتھ روزانہ **فکرِ مدینہ** کی سعادت حاصل ہو تو اس کے لئے آپ ایک وقت مقرر فرما لیجئے، مثلاً: آپ کی دُکان ہے یا آفس جاتے ہیں اور رزق میں برکت کی نِیَّت سے وہاں قرآن پاک کی تلاوت کی سعادت کے ساتھ اَوراد و وَظائف پڑھتے اور اگر بتیاں وغیرہ جلاتے ہیں تو ان معمولات میں **فکرِ مدینہ** جیسے بابرکت کام کو بھی شامل کر لیجئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ رِزْق میں برکت کے ساتھ **فکرِ مدینہ** کرنے میں ایسی استقامت حاصل ہو گی کہ

آپ حیران رہ جائیں گے۔ (کسی بھی نماز کے بعد یا سونے سے قبل کا وَقت بھی مقرر کیا جا سکتا ہے۔) تمام اسلامی بھائی نیت فرما لیجئے کہ اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ وقت مقررہ پر پابندی کے ساتھ **فکرِ مدینہ** ضرور کریں گے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ بلاناغہ فکرِ مدینہ کی سعادت بھی ملتی رہے اور عمل میں استقامت کے ساتھ گناہوں سے نجات بھی حاصل ہو جائے تو ایک بہت ہی پیارے **مدنی اِنعام** پر عمل کا معمول بنا لیجئے جسے ساری دنیا **مدنی قافلہ** کے نام سے پکارتی ہے۔آپ ہر ماہ کم از کم 3 دن کے مدنی قافلہ میں عاشقانِ رسول کے ہمراہ سفر کی عادت بنا کر دیکھئے اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی جھولی **مدنی اِنعامات** کے خوشبودار پھولوں سے مہکنے لگے گی اور دنیا اور آخرت کی بے شمار بھلائیوں کے حُصُول کے ساتھ مصیبتوں اور بیماریوں سے نَجات کی حیرت انگیز طور پر راہیں بھی کھُل جائیں گی۔ مدنی قافلے کی ایک بہار بھی سن لیجئے۔

ایک وقت میں دو جگہ جلوہ نمائی

پنجاب کے اسلامی بھائی کے بیان کا لُبِّ لُباب ہے ہمارا مدنی قافِلہ ایک گاؤں کی مسجِد میں پہنچا اور نیکی کی دعوت عام کرنے کیلئے مسجد میں ٹھہرنا چاہا تو انتظامیہ نے یہ کہہ کر رکنے کا منع کر دیا کہ اس مسجد میں **جنّات** ہیں۔ اگر آپ اپنی ذِمّہ دَاری پر رکتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اس خبر سے ہم کچھ خوفزدہ ہو گئے مگر نیکی کی دعوت عام کرنے

کے جذبے کے تحت اسی مسجد میں ٹھہر گئے۔ رات کو سب اسلامی بھائی سو رہے تھے مگر میں اور ایک دوسرے اسلامی بھائی جاگ کر پہرا دے رہے تھے۔ دل ودماغ میں طرح طرح کے خیالات آرہے تھے، نہ جانے رات کیسے کٹے گی! کہیں کوئی حادثہ نہ پیش آجائے! ہم یوں ہی خوفزدہ بیٹھے اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے کہ اچانک خود بخود مسجد کا دروازہ کھلا، ہم فوراً اس طرف متوجہ ہوئے مگر یہ دیکھ کر ہماری خوشی کی انتہاء نہ رہی کہ سامنے شیخِ طریقت **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ جلوہ فرما تھے ہم بے اختیار کھڑے ہو کر آگے بڑھے، آپ نے ہمیں شفقت سے سینے لگا لیا اور فرمایا کہ کیوں گھبرا رہے ہو؟ ہم نے عرض کی اس مسجِد میں **جنّات** ہیں تو آپ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے **جنّات** ہیں تو کیوں گھبراتے ہو وہ دیکھو سامنے! ہم نے جیسے ہی سامنے نظر کی تو **امیر اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ کے بڑے شہزادے اَبُواُسید احمد عُبَید رضا عطاری المدنی مُدَّ ظِلُّہُ الْعَالی کو تشریف فرما پایا، پھر **امیر اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ نے مسجِد کے دوسرے کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اِدھر دیکھو! تو وہاں چھوٹے شہزادے حاجی بلال رضا عطاری مُدَّ ظِلُّہُ الْعَالی تشریف فرما تھے، پھر امیر اہلسنّت نے مزید مسجِد میں ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہاں دیکھو تو وہاں **نگرانِ شوریٰ** تشریف فرما تھے۔ ایسا لگتا تھا یہ تمام مدنی قافلے والوں کی حفاظت کیلئے جلوہ فرما ہیں، **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ کی یہ کرامت دیکھ کر خوشی کے مارے بے اختیار ہماری آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے،

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ کچھ دیر تشریف فرما رہے پھر واپس تشریف لے گئے۔ **سُبحَان اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ**

تمام اسلامی بھائی نیت فرمالیں کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہم ہر ماہ اس پیارے پیارے **مدنی انعام** یعنی تین دن کے لئے مدنی قافلے میں ضرور سفر کریں گے۔ **اَللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ اٰمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم.

بُہتان کی تعریف

کسی شخص کی موجودگی یا غیر موجودگی میں اُس پر جھوٹ باندھنا بہتان کہلاتا ہے۔ (اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیَّۃ، ج۲، ص۲۰۰) اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ بُرائی نہ ہونے کے باوُجود اگر پیٹھ پیچھے یا رُوبَرو وہ برائی اُس کی طرف منسوب کر دی تو یہ بُہتان ہوا مَثَلاً پیچھے یا منہ کے سامنے ریا کار کہہ دیا اور وہ ریا کار نہ ہو یا اگر ہو بھی تو آپ کے پاس کوئی ثُبُوت نہ ہو کیوں کہ ریا کاری کا تعلُّق باطنی امراض سے ہے لہٰذا اس طرح کسی کو ریا کار کہنا بہتان ہوا۔

نگاہوں کی حفاظت اور فُضول گوئی سے بچنے کا مَدَنی طریقہ

امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں کہ، مُکَاشَفَۃُ الْقُلُوب میں ہے ''جس نے اپنی آنکھ کو حَرام سے پُر کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اُس کی آنکھ کو آگ سے بھر دے گا۔'' (مکاشفۃ القلوب، الباب الاوّل فی بیان الخوف، ص ۱۰) (1) نگاہوں کی حفاظت کی عادت بنانے کے لیے قُفْلِ مدینہ کے عینک کا اِستعمال مُفید ہے اسے بنانے کا طریقہ یہ ہے دونوں GLASSES کے اُوپری ایک تہائی (1/3) حصّہ کی گرینڈر سے گِھسائی کروالیں یا اِتنے حصہ پر ٹیپ لگالیں۔ (2) اس کی عادت بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ابتداءً چار دن صرف 12 منٹ پہنیں پھر رَفتہ رَفتہ وقت بڑھاتے جائیں۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نگاہوں کی حفاظت کے لیے اس طرح کے مدنی انداز اختیار کرنے کا تذکرہ بزرگانِ دین کی سیرت میں بھی ملتا ہے چنانچہ شیخ شِہابُ الدین سُہروردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے (نگاہوں کی حفاظت کی عادت بنانے کے لیے) 40 سال آنکھوں پر پٹی باندھ کر رکھی۔ (راحت القلوب مترجم ص ۵، ھشت بھشت، ص ۱٦۷)

استادِ زمن، شہنشاہِ سخن، برادرِ اعلیٰ حضرت، مولانا حَسن رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ذوقِ نعت میں فرماتے ہیں:

آنکھ اُٹھتی تو میں جھنجھلا کے پَلک سی لیتا ۔۔۔ دِل بگڑتا تو میں گھبرا کے سنبھالا کرتا

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے۔ ''جوچُپ رہا اس نے نَجات پائی۔'' (سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة...الخ، باب ١١٥، الحدیث: ٢٥٠٩، ج٤، ص٢٢٥)

گفتگو کی چار قسمیں

حُجَّةُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا امام **محمد** بن **محمد** بن **محمد غزالی** عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَالِی کے فرمانِ والاشان کا خلاصہ ہے: گفتگو کی **چار قسمیں** ہیں: (1) مکمّل نقصان دِہ بات (2) مکمَّل فائدے مند بات (3) ایسی بات جو نقصان دِہ بھی ہو اور فائدے مند بھی اور (4) ایسی بات جس میں نہ فائدہ ہو نہ نقصان۔ پس **پہلی** قِسم کی بات جو کہ مکمّل نقصان دِہ ہے اُس سے ہمیشہ پرہیز ضَروری ہے۔ اور اسی طرح **تیسری** قِسم والی بات کہ جس میں نقصان اور فائدہ دونوں ہیں، اس سے بھی بچنا لازِم ہے اور جو **چوتھی** قِسم ہے وہ **فُضُولیات** میں شامل ہے کہ اُس کا نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی کوئی نقصان لہٰذا ایسی بات میں وَقت ضائِع کرنا بھی ایک طرح کا نقصان ہی ہے۔ اب صرف **دوسری** ہی قِسم کی بات رہ جاتی ہے جس کے کرنے میں فائدہ ہے تو باتوں میں سے تین چوتھائی (یعنی 75%) تو قابلِ استعمال نہیں اور صرف ایک چوتھائی (یعنی 25%) بات جو کہ فائدہ مند ہے بس وہی قابلِ استِعمال ہے مگر اِس قابلِ استِعمال بات کے اندر باریک قسم کی رِیاکاری، بناوَٹ، غیبت، جھوٹے مبالغے ''میں میں کرنے کی آفت'' یعنی اپنی فضیلت و پاکیزگی بیان کر بیٹھنے وغیرہ وغیرہ اندیشے ہیں نیز فائدہ مند گفتگو

کرتے کرتے فُضُول باتوں میں جا پڑنے پھر اس کے ذَرِیعے مزید آگے بڑھتے ہوئے اِس میں گناہ کا ارتِکاب ہو جانے وغیرہ وغیرہ خدشات شامل ہیں اور یہ شُمُولِیَّت ایسی باریک ہے جس کا عِلم نہیں ہوتا، لہٰذا اس قابلِ استِعمال بات کے ذَرِیعے بھی انسان خطرات میں گِھرا رہتا ہے۔ (مُلَخَّص از اِحیاءُ الْعُلوم، ج۳، ص۱۳۸)

لہٰذا خاموشی ہی میں عافیت ہے، اس کی عادت بنانے کے لیے دو مدنی پھول ملاحظہ فرمایئے: (1) خاموش رہنے کے لیے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ مُنہ میں پتّھر لیے رہتے تھے۔ (کیمیائے سعادت، ج ۲، ص۵۶۳) ہو سکے تو آپ بھی سنّتِ صدیقی ادا کرتے ہوئے روزانہ کم از کم 12 منٹ مُنہ میں اتنے حَجم (سائز) کا پتّھر رکھئے کہ اسے باہر نکالے بغیر گفتگو کرنا ممکن نہ رہے۔ پتّھر کو روزانہ دھولیا کریں، پتّھر میں معمولی سی بھی شِکَستگی (ٹوٹ پھوٹ یا دراڑ) نہ ہو ورنہ میل جمع ہو گا اور ایسا پتّھر منہ میں رکھنا مُضِر صحت ہے۔ (2) ممکن ہے آپ کے لیے خاموشی کی عادت ڈالنا کٹھن ثابت ہو مگر ہمت نہ ہاریں۔ بارہا کوشش کریں، ہو سکتا ہے کسی ایک دن فُضُول گوئی سے بچنے میں کامیاب ہو جائیں مگر پھر کئی روز تک خاموشی نصیب نہ ہو مگر پھر کوشش کریں...... پھر کوشش کریں...... اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کبھی تو کامیابی حاصل ہو ہی جائے گی۔

کچھ ایسی توجہ ہو عطا پیر کی یارب کم بولوں نگاہوں کو مری جو کہ جھکا دے

گفتگو کا مُحاسَبہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایک موقع پر شیخ طریقت، **امیر اہلسنت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ نے ایک اسلامی بھائی کو **گفتگو کا مُحاسَبہ** کرنے سے متعلق ایک پُر سوز تحریر ارسال فرمائی جو کچھ اس طرح تھی:

بولوں نہ فُضول اور رہیں نیچی نگاہیں
آنکھوں کا زَباں کا دے خدا قفلِ مدینہ

اگر جنَّت درکار ہو تو....

حضرتِ سیِّدُ نا عیسیٰ روحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمتِ باعَظَمت میں لوگوں نے عرض کیا: کوئی ایسا عمل بتایئے کہ جس سے **جنَّت** ملے۔ ارشاد فرمایا: ''کبھی بولو مت'' عرض کی: یہ تو نہیں ہوسکتا۔ فرمایا: ''اچّھی بات کے سوا زَبان سے کچھ مت نکالو۔'' (اِحیاءُ الْعُلوم، ج۳، ص۱۳۶)

گفتگو لکھ کر مُحاسَبہ کرنے والے تابِعی بزرگ

حضرتِ سیِّد نارَبیع بن خَیثَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے بیس سال تک دُنیاوی بات زَبان سے نہیں کی، جب صُبح ہوتی تو قلم دَوات اور کاغذ لے لیتے اور دن بھر جو بولتے اسے لکھ لیتے اور شام کو (اس لکھے ہوئے کے مطابق) اپنا **مُحاسَبہ** فرماتے۔

(اِحیاءُ الْعُلوم ج ۳ ص ۱۳۷)

بات چیت کے مُحاسبے کا طریقہ

اپنا **''محاسبہ''** کرنے سے مُراد یہاں یہ ہے کہ اپنی ہر ہر بات پر غور کر کے اپنے آپ سے بازپُرس کرنا مَثَلاً فُلاں بات **کیوں کی**؟ اُس مقام پر بولنے کی کیا **حاجت** تھی؟ فُلاں گفتگو اتنے الفاظ میں بھی نمٹائی جاسکتی تھی مگر اس میں فُلاں فُلاں لفظ **زائد** کیوں بولے؟ فُلاں سے جو جملہ تم نے کہا وہ شَرعی اجازت سے نہ تھا بلکہ دل آزار **طنز** تھا، اُس کا دل دُکھا ہوگا اب چلو توبہ بھی کرو اور اس سے **مُعافی** بھی مانگو، اُس بیٹھک میں کیوں گئے جب کہ معلوم ہے کہ وہاں **فُضُول باتیں** بھی ہوتی ہیں اور فُلاں فُلاں بات میں تم نے **ہاں میں ہاں** کیوں ملائی تھی؟ وہاں تمہیں **غیبت** بھی سننی پڑ گئی تھی بلکہ تم نے غیبت سننے میں **دلچسپی** بھی لی تھی چلو **پکّی توبہ** اور ایسی بیٹھکوں سے دُور رہنے کا بھی عہد کرو۔ اِس طرح سمجھدار آدمی اپنی گفتگو بلکہ روزمرّہ کے جملہ مُعامَلات کا **مُحاسَبہ** کرسکتا ہے۔ یوں گناہ، بے احتیاطیاں، اپنی بَہُت ساری کمزوریاں اور خامیاں سامنے آسکتیں اور اِصلاح کا سامان ہوسکتا ہے۔

دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں محاسبے کو **فکرِ مدینہ** کہتے ہیں اور دعوتِ اسلامی میں روزانہ کم از کم 12 مِنَٹ **فکرِ مدینہ** کرنے اور اِس دوران **مَدَنی انعامات** کا رسالہ پُر کرنے کا ذہن دیا جاتا ہے۔

والسّلام مع الاکرام

طالبِ غمِ
مدینہ
بقیع
ومغفِرت



۳۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۲ھ

لکھ کر بات کرنے کی عادت بنانے کا طریقہ [1]

پندرھویں صدی کی عظیم علمی ورُوحانی شخصیت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ فرماتے ہیں: ''غیبت کے خلاف جنگ میں زبان پر قفلِ مدینہ کا نفاذ نفس کے خلاف بہترین ہتھیار ہے۔'' دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں زبان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی والے کاموں سے بچانے اور فضول گوئی کی عادت نکالنے کے لیے ضروری باتیں بھی کم لفظوں میں لکھ کر یا اشاروں میں کرنا اور فضول بات منہ سے نکل جانے کی صورت میں نادم ہو کر درود شریف پڑھ لینا، **زبان کا قفلِ مدینہ** کہلاتا ہے۔ زبان کی حفاظت کی مدنی سوچ رکھنے والے عاشقانِ رسول کی آسانی کے لیے روزانہ بعد نمازِ مغرب یا کسی بھی وقت مقررہ پر ''**فکرِ مدینہ**'' کرنے کے بعد نیچے پیش کردہ 4 جملے لکھنے کا معمول بنا لیجئے اور آئندہ نمازِ مغرب تک مزید لکھ کر گفتگو کی کوشش جاری رکھئے، اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فوائد آپ خود دیکھیں گے۔ مثلاً سب سے پہلے تاریخ اور دن لکھئے (حصولِ برکت کے لیے تاریخ وسن قبلہ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العَالِیَہ کی ولادتِ مبارکہ کے درج کیے گئے ہیں)

---

26 رَمَضانُ المُبارک ۱۳۶۹ھ 12 جولائی 1950ء بروز بدھ

{1} کیا آج آپ نے فکرِ مدینہ کر لی؟ {2} کیا ہر دوسرے دن تحریری گفتگو کے لیے نئی تاریخ لکھ لیتے ہیں؟ {3} کم از کم 4 بار لکھ کر گفتگو کی؟ {4} اگر نہیں تو فوراً ترکیب بنا لیجئے۔ {5} ---

---

1 ...... لکھ کر گفتگو کی عادت بنانے کے لیے مکتبۃ المدینہ سے ''قفلِ مَدینہ پیڈ'' ہدیۃً حاصل فرمائیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زبان اور آنکھوں کا قفل مدینہ لگانے میں دنیا و آخرت کی بے شمار بھلائیاں ہیں لہٰذا آپ بھی ہمت باندھئے اور **زبان اور نگاہوں کی حفاظت** کے لیے **قفل مدینہ** لگانے کی نیت کر لیجئے۔ آپ کی ترغیب کے لیے چند مدَنی بہاریں پیش خدمت ہیں: چنانچہ

زبان اور نگاہ کی حفاظت کی برکتیں

باب الاسلام سندھ کے ایک اسلامی بھائی نے سفرِ چل مدینہ کے دوران امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کو ایک رقعہ پیش کیا جس میں کچھ یوں تحریر تھا، کہ میں آپ کی ترغیب پر مکۃ المکرّمہ میں 3 دن سے **قفلِ مدینہ** لگانے کی کوشش میں مصروف ہوں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ زبان کی حفاظت کی عادت بنانے کے لیے اشاروں میں اور لکھ کر بات کرنے، سنتِ صدیقی کی ادائیگی کی نیت سے **منہ میں پتھر رکھنے** اور نگاہیں نیچی رکھنے کی عادت بنانے کے لیے **قفلِ مدینہ عینک** کے استعمال کا سلسلہ ہے اور اکثر اوقات آنکھیں بھی بند رکھتا ہوں، **اس کی برکت سے** اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ **میں 3 بار سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم **کی زیارتِ بابرکت سے مشرف ہوا اور تینوں بار مجھے مصافحہ کرنے کی سعادت بھی ملی۔**

خواب تھا یا حقیقت

حیدر آباد لطیف آباد (باب الاسلام، سندھ) کے مقیم اسلامی بھائی جو حلقہ سطح پر

مدنی انعامات کے ذمہ دار ہیں، **نگاہیں نیچی رکھنے** اور **لکھ کر بات** کرنے والے **مدنی انعامات** پر ان کا سختی سے عمل ہے، تقریباً سارا دن نگاہیں نیچی رکھنا، **قفلِ مدینہ عینک** کا استعمال اور کم وبیش روزانہ سیکڑوں بار لکھ کر بات کرنے کا معمول ہے اور پابندی سے **تصورِ مرشد** کرنے کی سعادت بھی پاتے ہیں۔ ان تمام بابرکت کاموں کی مدنی بہاریں بیان کرتے ہوئے ان کا حلفیہ کہنا ہے......جس کا لبِ لباب پیش خدمت ہے۔

ایک رات تصورِ مرشد کی سعادت پا کر جب سویا تو عالم خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے پیارے پیارے مرشد شیخ طریقت امیر اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ جلوہ فرما ہیں، آپ بہت خوش نظر آ رہے ہیں، مجھ سے فرمایا، **دیوانے کیا مانگتے ہو؟** میں نے عرض کی مدنی انعامات کے **1000** رسائل عطا فرما دیجئے۔ آپ نے ایک پلاسٹک کی تھیلی عطا فرمائی، میں سمجھ گیا کہ اس میں مدنی انعامات کے رسائل ہیں، میں نے خواب ہی میں مدنی انعامات کے رسائل کی وہ تھیلی الماری میں رکھ دی۔

صبح جب بیدار ہوا تو امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ موجود تھے نہ ہی مدنی انعامات کے رسائل، کچھ دیر تو بیٹھا سوچتا رہا پھر خیال آیا کہ خواب میں مدنی انعامات کے رسائل میں نے الماری میں رکھے تھے، بے اختیار اٹھ کر جیسے ہی الماری کھولی تو میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ **نے خواب**

میں جو مدنی انعامات کے رسائل عطا فرمائے تھے، وہ الماری میں رکھے ہوئے تھے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میرے نصیب یوں جاگے

انہی اسلامی بھائی کا بیان ہے: میرا معمول ہے کہ بعد عشاء تصورِ مرشد کی سعادت حاصل کرتا ہوں جس کی برکت سے مجھے **بیداری** میں ولی کامل مرشدی امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی زیارت ہوئی، ہوا یوں کہ ایک بار میں نے اپنے کمرے میں تصورِ مرشد کے بعد جیسے ہی آنکھیں کھولیں تو محسوس ہوا کہ میرے پیچھے **کوئی کھڑا** ہے، مڑ کر دیکھا تو **امیر اہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **جلوہ فرما تھے، نگاہیں جھکی ہوئی تھیں اور لبوں پر مخصوص انداز کی مسکراہٹ میرے دل کو تسکین دے رہی تھی**، کچھ لمحے تو میں سکتے کے عالم میں جلوں کے مزے لوٹتا رہا پھر جیسے ہی آگے بڑھ کر ملنا چاہا تو آپ تشریف لے گئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حُبِّ جاہ کی تعریف

لوگوں میں شُہرت اور ناموری چاہنا حُبِّ جاہ ہے۔

(اِحیاءُ الْعُلوم ج۳ ص۳۳۹)

اذان

اَللّٰہُ اَکۡبَرُؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُؕ اَشۡھَدُ

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے میں گواہی دیتا

اَنۡ لَّاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُؕ اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُؕ اَشۡھَدُ

ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں گواہی دیتا ہوں

اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰہِؕ اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ

کہ حضرت محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم) اللہ کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم)

اللّٰہِؕ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی

اللہ کے رسول ہیں نماز پڑھنے کے لیے آؤ! نماز پڑھنے کے لیے آؤ! نجات

الۡفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الۡفَلَاحِؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُؕ

پانے کے لیے آؤ! نجات پانے کے لیے آؤ! اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے

لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُؕ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اذان کی دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ
اے اللہ! اس دعوۃِ تامّہ اور صلوٰۃِ
الْقَائِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَا ﹰالْوَسِیلَۃَ
قائمہ کے مالک تو ہمارے سردار حضرتِ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو وسیلہ
وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ
اور فضیلت اور بہت بلند درجہ عطا فرما اور ان کو
مَقَامًا مَّحْمُوْدَا ﹰالَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا
مقامِ محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں
شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط اِنَّکَ لَاتُخْلِفُ
قیامت کے دِن ان کی شفاعت نصیب فرما بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں
الْمِیْعَادَ ط بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ
کرتا۔ ہم پر اپنی رحمت فرما اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے

اِقامت

اَللّٰہُ اَکۡبَرُؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُؕ اَشۡھَدُ
اللّٰہ سب سے بڑا ہے اللّٰہ سب سے بڑا ہے اللّٰہ سب سے بڑا ہے اللّٰہ سب سے بڑا ہے میں گواہی دیتا
اَنۡ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ اَشۡھَدُ
ہوں کہ اللّٰہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللّٰہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں گواہی دیتا ہوں
اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰہِؕ اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ
کہ حضرت محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم) اللّٰہ کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم)
اللّٰہِؕ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی
اللّٰہ کے رسول ہیں نماز پڑھنے کے لیے آ ؤ! نماز پڑھنے کے لیے آ ؤ! نجات
الۡفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الۡفَلَاحِ ؕ قَدۡ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ
پانے کے لیے آ ؤ! نجات پانے کے لیے آ ؤ! جماعت کھڑی ہوگئی
قَدۡ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُؕ
جماعت کھڑی ہوگئی اللّٰہ سب سے بڑا ہے اللّٰہ سب سے بڑا ہے
لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ
اللّٰہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

ایاتھا ۷ ۱ سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۵ رکوعھا ۱

سورۂ فاتحہ مکی ہے، اس میں سات آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللّٰہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ

سب خوبیاں اللّٰہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا بہت مہربان رحمت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡمِ

سورۂ فاتحہ کے اسماء: اس سورۃ کے متعدد نام ہیں: فَاتِحَہ، فَاتِحَۃُ الْکِتَاب، اُمُّ الْقُرْآن، سُوْرَۃُ الْکَنْز، کَافِیَہ، وَافِیَہ، شَافِیَہ، شِفَاء، سَبْع مَثَانِی، نُوْر، رُقْیَہ، سُوْرَۃُ الْحَمْد، سُوْرَۃُ الدُّعَا، تَعْلِیْمُ الْمَسْئَلَہ، سُوْرَۃُ الْمُنَاجَاۃ، سُوْرَۃُ التَّفْوِیْض، سُوْرَۃُ السُّؤَال، اُمُّ الْکِتَاب، فَاتِحَۃُ الْقُرْآن، سُوْرَۃُ الصَّلٰوۃ۔ اس سورۃ میں سات آیتیں، ستائیس کلمے، ایک سو چالیس حرف ہیں، کوئی آیت ناسخ یا منسوخ نہیں۔ **شانِ نزول:** یہ سورۃ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ، یا دونوں میں نازل ہوئی۔ عَمْرو بن شُرَحْبِیْل سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم نے حضرت خدیجہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا سے فرمایا: ''میں ایک ندا سنا کرتا ہوں جس میں ''اِقْرَاْ'' کہا جاتا ہے۔'' وَرَقہ بن نَوفَل کو خبر دی گئی، عرض کیا: جب یہ ندا آئے آپ بِاطمینان سنیں۔ اس کے بعد حضرت جبریل نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا: فرمایئے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن''۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نُزول میں یہ پہلی سورت ہے مگر دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ''سورۂ اِقْرَاْ'' نازل ہوئی۔ اس سورت میں تَعْلِیْمًا بندوں کی زبان میں کلام فرمایا گیا ہے۔

احکام: مسئلہ: نماز میں اس سورت کا پڑھنا واجب ہے امام و مُنْفَرِد کے لئے تو حقیقۃً اپنی زبان سے اور مقتدی کے لئے بقراءتِ حُکمیہ یعنی امام کی زبان سے۔ صحیح حدیث میں ہے: ''قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ'' امام کا پڑھنا ہی مقتدی کا پڑھنا ہے۔ قرآنِ پاک میں مقتدی کو خاموش رہنے اور امام کی قراءت سننے کا حکم دیا ہے: ''اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا (جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش ہو جاؤ)۔'' مسلم شریف کی حدیث ہے: ''اِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا'' جب امام قراءَت کرے تم خاموش رہو۔ اور بہت اَحادیث میں یہی مضمون ہے۔ **مسئلہ:** نمازِ جنازہ میں دعا یاد نہ ہو تو سورۂ

الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ

والا	روزِ	جزا	کا	مالک	ہم	تجھی	کو	پوجیں

وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

اور	تجھی	سے	مدد	چاہیں	ہم	کو	سیدھا	راستہ

فاتحہ بَہ نیتِ دعا پڑھنا جائز ہے، بَہ نیتِ قراءت جائز نہیں۔(عالمگیری) **سورۂ فاتحہ کے فضائل:** اَحادیث میں اس سورۃ کی بہت سی فضیلتیں وارد ہیں حضور نے فرمایا: توریت وانجیل وزبور میں اس کی مثل سورت نہ نازل ہوئی۔(ترمذی) ایک فرشتہ نے آسمان سے نازل ہوکر حضور پر سلام عرض کیا اور دو ایسے نوروں کی بشارت دی جو حضور سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئے: ایک سورۂ فاتحہ، دوسرے سورۂ بقر کی آخری آیتیں۔(مسلم شریف) ''سورۂ فاتحہ'' ہر مرض کے لئے شِفاء ہے۔(دارمی) ''سورۂ فاتحہ'' سو مرتبہ پڑھ کر جو دعا مانگے اللّٰہ تعالٰی قبول فرماتا ہے۔(دارمی) **اِستِعاذہ:۔مسئلہ:** تلاوت سے پہلے'' اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم'' پڑھنا سنت ہے۔(خازن) لیکن شاگرد اُستاد سے پڑھتا ہو تو اسکے لئے سنت نہیں۔(شامی) **مسئلہ:** نماز میں امام ومُنْفَرِد کے لئے''سُبحان''(ثنا) سے فارغ ہوکر آہستہ''اَعُوْذُ...الخ'' پڑھنا سنت ہے۔(شامی) **تَسمِیَہ: مسئلہ:** ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم'' قرآن پاک کی آیت ہے مگر سورۂ فاتحہ یا اور کسی سورۃ کا جز نہیں اسی لئے نماز میں جَہر (بلند آواز) کے ساتھ نہ پڑھی جائے، بخاری و مُسلم میں مَروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم اور حضرت صدیق وفاروق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما نماز'' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن'' سے شروع فرماتے تھے۔ **مسئلہ:** تراویح میں جو ختم کیا جاتا ہے اس میں کہیں ایک مرتبہ''بِسْمِ اللّٰه'' جَہر کے ساتھ ضرور پڑھی جائے تا کہ ایک آیت باقی نہ رہ جائے۔**مسئلہ:** قرآنِ پاک کی ہر سورت''بِسْمِ اللّٰه'' سے شروع کی جائے سوائے سورۂ براَت کے۔**مسئلہ:** سورۂ نَمل پڑھی جائے گی! نمازِ جہری میں جہراً، سِرّی میں سراً۔**مسئلہ:** ہر مُباح کام''بِسْمِ اللّٰه'' سے شروع کرنا مُستَحب ہے، ناجائز کام پر''بِسْمِ اللّٰه'' پڑھنا ممنوع ہے۔ **سورۂ فاتحہ کے مَضامین:** اس سورت میں اللّٰہ تعالٰی کی حمد وثنا، ربوبیت، رحمت، ملکِیّت، اِستحقاقِ عبادت، توفیقِ خیر، بندوں کی ہدایت تَوَجُّه اِلَى اللّٰه، اِختصاصِ عبادت، اِستِعانت، طلبِ رُشد، آدابِ دعا، صالحین کے حال سے مُوافقت، گمراہوں سے اِجتِناب ونفرت، دنیا کی زندگانی کا خاتمہ، جزاء اور رُوزِ جزاء کا مُصرَّح ومُفصَّل بیان ہے اور جملہ مسائل کا اِجمالاً۔**حمد:۔مسئلہ:** ہر کام کی ابتداء میں تَسمِیَہ کی طرح حمدِ اِلٰہی بجالانا چاہئے۔**مسئلہ:** کبھی حمد واجب ہوتی ہے جیسے خطبۂ جمعہ میں، کبھی مُستَحب جیسے خطبۂ نکاح و دعا و ہر اَمرِ ذیشان میں اور ہر

الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ

چلا	راستہ	اُن	کا	جن	پر	تُو نے	احسان کیا

کھانے پینے کے بعد، کبھی سنتِ مُؤَکَّدَہ جیسے چھینک آنے کے بعد۔(طحطاوی) ''رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' میں تمام کائنات کے حادث، ممکن، محتاج ہونے اور اللہ تعالیٰ کے واجب، قدیم، اَزَلی، اَبَدی، حَیّ، قَیُّوم، قادر، علیم ہونے کی طرف اشارہ ہے جن کو ''رَبّ الْعَالَمِين'' مُستَلزِم ہے، دو لفظوں میں علمِ اِلٰہیات کے اہم مَباحِث طے ہوگئے۔ ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' مِلک کے ظہورِ تام کا بیان اور یہ دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں کیونکہ سب اس کے مَملوک ہیں اور مملوک مستحقِ عبادت نہیں ہوسکتا۔ اسی سے معلوم ہوا کہ دنیا دارُ العَمَل ہے اور اس کے لئے ایک آخر ہے، جہان کے سلسلہ کو اَزَلی و قدیم کہنا باطل ہے۔ اِختِتام دنیا کے بعد ایک جزاء کا دن ہے، اس سے تَناسُخ باطل ہوگیا۔ ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ'' ذِکرِ ذات و صِفات کے بعد یہ فرمانا اشارہ کرتا ہے کہ اِعتِقادِ عمل پر مُقَدَّم ہے اور عبادت کی مقبولیت عقیدے کی صحت پر مَوقوف ہے۔ **مسئلہ:** ''نَعْبُدُ'' کے صِیغۂ جمع سے ادائے جماعت بھی مُستَفاد ہوتی ہے اور یہ بھی کہ عوام کی عبادتیں محبوبوں اور مقبولوں کی عبادتوں کے ساتھ درجۂ قبول پاتی ہیں۔ **مسئلہ:** اس میں ردِّ شرک بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کسی کے لئے نہیں ہوسکتی۔ ''وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' میں یہ تعلیم فرمائی کہ اِستِعانت خواہ بِواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے حقیقی مُستَعان (مددگار) وہی ہے، باقی آلات وخُدّام و اَحباب وغیرہ سب عَونِ الٰہی کے مظہر ہیں، بندے کو چاہئے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دستِ قدرت کو کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء و اَنبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے عقیدۂ باطلہ ہے کیونکہ مُقَرَّبانِ حق کی امداد، امدادِ الٰہی ہے اِستِعانت بِالْغَیر نہیں۔ اگر اس آیت کے وہ معنی ہوتے جو وہابیہ نے سمجھے تو قرآنِ پاک میں ''اَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ'' (میری مدد طاقت سے کرو) اور ''اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ'' (صبر اور نماز سے مدد چاہو) کیوں وارد ہوتا، اور اَحادیث میں اھلُ اللہ سے اِستِعانت کی تعلیم کیوں دی جاتی۔ ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' مَعرِفتِ ذات وصِفات کے بعد عبادت، اس کے بعد دعا تعلیم فرمائی، اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بندے کو عبادت کے بعد مشغولِ دعا ہونا چاہئے، حدیث شریف میں بھی نماز کے بعد دعا کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ (الطبرانی فی الکبیر و البیھقی فی السنن) ''صراطِ مستقیم'' سے مراد اسلام یا قرآن، یا خُلقِ نبیِ کریم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم یا حضور، یا حضور کے آل و اَصحاب ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صراطِ مستقیم طریقِ اہلِ سنت ہے جو اہلِ بیت و اَصحاب اور سنت و قرآن و سَوادِ اَعظم سب کو مانتے ہیں۔ ''صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' جملۂ اُولیٰ کی تفسیر ہے کہ صراطِ مستقیم سے طریقِ مُسلِمین مراد ہے۔ اس سے بہت سے مسائل حل ہوتے ہیں کہ جن اُمور پر بزرگانِ دین کا عمل رہا ہو وہ صراطِ مستقیم میں

عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

نہ اُن کا جن پر غضب ہوا

وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۠

اور نہ بہکے ہوؤں کا

داخل ہے۔ ''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' اس میں ہدایت ہے کہ **مسئلہ:** طالبِ حق کو دشمنانِ خدا سے اِجتناب اور ان کے راہ ورسم وَضع واَطوار سے پرہیز لازم ہے۔ ترمذی کی رِوایت ہے کہ مَغْضُوْب عَلَيْهِم سے یہود، اور ضَآلِّيْن سے نصاریٰ مراد ہیں۔ **مسئلہ:** ''ضاد'' اور ''ظاء'' میں مبائنت ذاتی ہے بعض صِفات کا اِشتِراک انہیں متحد نہیں کرسکتا لہٰذا غَيْرِ الْمَغْظُوْب'' بظا'' پڑھنا اگر بقصد ہوتو تحرِیفِ قرآن وکفر ہے، ورنہ ناجائز۔ **مسئلہ:** جو شخص ''ضاد'' کی جگہ ''ظا'' پڑھے اس کی امامت جائز نہیں۔ (محیط برہانی) ''اٰمِيْن'' اس کے معنی ہیں: ایسا ہی کر، یا قبول فرما۔ **مسئلہ:** یہ کلمہ قرآن نہیں۔ **مسئلہ:** سورۂ فاتحہ کے ختم پر'' آمین کہنا'' سنت ہے نماز کے اندر بھی اور نماز کے باہر بھی۔ **مسئلہ:** حضرت امام اَعظم کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں '' آمین'' اِخفاء کے ساتھ یعنی آہستہ کہی جائے۔ تمام اَحادیث پر نظر اور تَنقید سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جَہر کی روایتوں میں صرف وائل کی رِوایت صحیح ہے اس میں ''مَدَّ بِهَا'' کا لفظ ہے جس کی دلالت جہر پر قطعی نہیں جیسا جہر کا احتمال ہے ویسا ہی بلکہ اس سے قوی مدہمزہ کا احتمال ہے اس لئے یہ روایت جہر کیلئے حجت نہیں ہوسکتی۔ دوسری روایتیں جن میں جہر ورَفع کے الفاظ ہیں ان کی اِسناد میں کلام ہے، علاوہ بَریں وہ روایت بِالمعنٰی ہیں اور فَہمِ راوی حدیث نہیں لہٰذا '' آمین'' کا آہستہ ہی پڑھنا صحیح تر ہے۔

اٰیاتھا ۵ ۱۰۵ سُوْرَۃُ الْفِیْلِ مَکِّیَّۃٌ ۱۹ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ؕ ① اَلَمْ

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا ف۲ کیا

یَجْعَلْ كَیْدَهُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ۙ ② وَّ اَرْسَلَ عَلَیْهِمْ

ان کا داؤں تباہی میں نہ ڈالا اور ان پر پرندوں کی

ف۱ سورۃُ الفیل مکیہ ہے اس میں ایک رکوع پانچ آیتیں بیس کلمے چھیانوے حرف ہیں۔ ف۲ ہاتھی والوں سے مراد اَبرہہ اور اس کا لشکر ہے۔ ابرہہ یمن اور حَبَشہ کا بادشاہ تھا، اس نے صنعاء میں ایک کَنِیْسَہ (یہود و نصاری کا عبادت خانہ) بنایا تھا اور چاہتا تھا کہ حج کرنے والے بجائے مکہ مکرمہ کے یہیں آئیں اور اسی کَنِیسہ کا طواف کریں، عرب کے لوگوں کو یہ بات بہت شاق تھی، قبیلہ بنی کِنَانَہ کے ایک شخص نے موقع پا کر اس کنیسہ میں قضائے حاجت کی اور اس کو نجاست سے آلودہ کر دیا، اس پر اَبرہہ کو بہت طیش آیا اور اس نے کعبہ کو ڈھانے کی قسم کھائی اور اس ارادے سے اپنا لشکر لے کر جس میں بہت سے ہاتھی تھے اور ان کا ''پیش رَو'' ایک بڑا عظیمُ الجُثّہ (بہت بڑے جسم والا) کوہ پیکر ہاتھی تھا جس کا نام محمود تھا اَبرہہ نے مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر اہلِ مکہ کے جانور قید کر لیے ان میں دو سو اونٹ عبد المطلب کے بھی تھے، عبد المطلب ابرہہ کے پاس آئے، تھے بہت جَسِیْم و باشُکُوہ (شان و شوکت والے)، اَبرہہ نے ان کی تعظیم کی اور اپنے پاس بٹھایا اور مطلب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: میرا مطلب یہ ہے کہ میرے اونٹ واپس کئے جائیں۔ ابرہہ نے کہا: مجھے بہت تعجب ہوتا ہے کہ میں خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لیے آیا ہوں اور وہ تمہارا تمہارے باپ دادا کا معظم و محترم مقام ہے تم اس کے لیے تو کچھ نہیں کہتے اپنے اونٹوں کے لیے کہتے ہو! آپ نے فرمایا: میں اونٹوں ہی کا مالک ہوں انہی کے لیے کہتا ہوں اور کعبہ کا جو مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ اَبرہہ نے آپ کے اونٹ واپس کر دیئے عبد المطلب نے قریش کو حال سنایا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں میں پناہ گزین ہوں۔ چنانچہ قریش نے ایسا ہی کیا اور عبد المطلب نے دروازۂ کعبہ پر پہنچ کر بارگاہِ الٰہی میں کعبہ کی حفاظت کی دعا کی اور دعا سے فارغ ہو کر آپ اپنی قوم کی طرف چلے گئے۔ اَبرہہ نے صبح تڑکے اپنے لشکروں کو تیاری کا حکم دیا اور ہاتھیوں

طَيۡرًا اَبَابِيۡلَ ﴿۳﴾ تَرۡمِيۡهِمۡ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ﴿۴﴾

ٹکڑیاں (فوجیں) بھیجیں ۳ کہ انھیں کنکر کے پتھروں سے مارتے ۴

فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ ﴿۵﴾

تو انھیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی (بھوسہ) ۵

اٰیاتہا ۴ ۱۰۶ سُوۡرَةُ قُرَيۡشٍ مَّكِّيَّةٌ ۲۹ رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍ ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ ﴿۲﴾

اس لیے کہ قریش کو میل دلایا ان کے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا (رغبت دلائی) ۲

کو تیار کیا لیکن محمود ہاتھی نہ اٹھا اور کعبہ کی طرف نہ چلا، جس طرف چلاتے تھے چلتا تھا، جب کعبہ کی طرف اس کا رخ کرتے تھے بیٹھ جاتا تھا۔ اللّٰہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے پرندان پر بھیجے جو چھوٹے چھوٹے سنگریزے گراتے تھے جن سے وہ ہلاک ہو جاتے تھے۔ ۳ جو سمندر کی جانب سے فوج فوج آئیں ہر ایک کے پاس تین کنکریاں تھیں دو دونوں پاؤں میں ایک مِنقار (چونچ) میں۔ ۴ جس پر وہ پرند سنگریزہ چھوڑتے وہ سنگریزہ اس کے خُود (جنگ میں پہنی جانے والی لوہے کی ٹوپی) کو توڑ کر سر سے نکل کر جسم کو چیر کر ہاتھی میں سے گزر کر زمین پر پہنچتا ہر سنگریزہ پر اس شخص کا نام لکھا تھا جو اس سنگریزہ سے ہلاک کیا گیا۔ ۵ جس سال یہ واقعہ ہوا اسی سال اس واقعہ سے پچاس روز کے بعد سیّدِ عالم حبیبِ خدا محمد مصطفٰے صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی ولادت ہوئی۔

۱ سورۃ القریش بقولِ اصح مکّیہ ہے، اس میں ایک رکوع، چار آیتیں، سترّہ کلمے، تہتّر حرف ہیں۔ ۲ یعنی اللّٰہ تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں ان میں سے ایک نعمتِ ظاہرہ یہ ہے کہ اس نے قریش کو ہر سال میں دو سفروں کی طرف رغبت دلائی ان کی محبّت ان میں ڈالی، جاڑے کے موسم میں یمن کا سفر اور گرمی کے موسم میں شام کا، کہ قریش تجارت کے لئے ان موسموں میں یہ سفر کرتے تھے اور ہر جگہ کے لوگ انہیں اہلِ حرم کہتے تھے اور ان کی عزّت و حرمت کرتے تھے یہ امن کے ساتھ

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِيْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ

تو انھیں چاہیے اس گھر کے ف۳ رب کی بندگی کریں	جس نے انھیں بھوک میں ف۴ کھانا

جُوْعٍ ۙ۵ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾ ع

دیا	اور انھیں ایک بڑے خوف سے امان بخشا ف۵

ایاتھا ۷ ۱۰۷ سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ ۱۷ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ؕ﴿۱﴾ فَذٰلِكَ الَّذِيْ

بھلا دیکھو تو	جو دین کو	جھٹلاتا ہے ف۲	پھر وہ وہ ہے جو یتیم کو

تجارتیں کرتے اور فائدے اٹھاتے اور مکّہ مکرّمہ میں اقامت کرنے کے لئے سرمایہ بہم پہنچاتے جہاں نہ کھیتی ہے نہ اور اسبابِ معاش، اللہ تعالٰی کی یہ نعمت ظاہر ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ف۳ یعنی کعبہ شریفہ کے ف۴ جس میں ان سفروں سے پہلے اپنے وطن میں کھیتی نہ ہونے کے باعث مبتلا تھے ان سفروں کے ذریعہ سے ف۵ بسبب حرم شریف کے اور بسبب اہلِ مکّہ ہونے کے کہ کوئی ان سے تعَرُّض (لڑائی) نہیں کرتا باوجود یہ کہ اطراف وحَوالی (گرد وپیش کے علاقوں) میں قتل وغارت ہوتے رہتے ہیں، قافلے لٹتے ہیں، مسافر مارے جاتے ہیں، یا یہ معنٰی ہیں کہ انہیں جُذام سے امن دی کہ ان کے شہر میں انہیں کبھی جُذام نہ ہوگا یا یہ مراد کہ سیّدِ عالَم محمد مصطفٰے صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی برکت سے انہیں خوفِ عظیم سے امان عطا فرمائی۔

ف۱ سورۃُ الماعون مکیہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نصف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی عاص بن وائل کے بارے میں اور نصف مدینہ طیبہ میں عبداللہ بن اُبی بن سَلُول منافق کے حق میں۔ اس میں ایک رکوع سات آیتیں پچیس کلمے ایک سو پچیس حرف ہیں۔ ف۲ یعنی حساب وجزاء کا انکار کرتا ہے باوجود دلائل واضح ہونے کے۔ **شانِ نزول:** یہ آیتیں عاص بن وائل سَہمی یا ولید

يَدُعُّ الْيَتِيمَ ﴿٢﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿٣﴾

دھکے دیتا ہے وس اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتاف۴

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴿٤﴾ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ

تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے

سَاهُونَ ﴿٥﴾ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ﴿٦﴾ وَيَمْنَعُونَ

ہیں ف۵ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں ف۶ اور برتنے کی چیز ف۷

الْمَاعُونَ ﴿٧﴾

مانگے نہیں دیتے ف۸

ایاتھا ۳ | ۱۰۸ سُوْرَۃُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ ۱۵ | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

بن مُغیرہ کے حق میں نازل ہوئیں ف۳ اور اس پر شدت وسختی کرتا ہے اور اس کا حق نہیں دیتا۔ ف۴ یعنی نہ خود دیتا ہے نہ دوسرے سے دلاتا ہے انتہا درجہ کا بخیل ہے۔ ف۵ مراد اس سے منافقین ہیں جو تنہائی میں نماز نہیں پڑھتے کیونکہ اس کے معتقد نہیں اور لوگوں کے سامنے نمازی بنتے ہیں اور اپنے آپ کو نمازی ظاہر کرتے ہیں اور دکھانے کے لیے اٹھ بیٹھ لیتے ہیں اور حقیقت میں نماز سے غافل ہیں۔ ف۶ عبادتوں میں۔ آگے ان کے بخل کا بیان فرمایا جاتا ہے ف۷ مثل سوئی وہانڈی و پیالے کے ف۸ **مسئلہ:** علماء نے فرمایا کہ مُستحب ہے کہ آدمی اپنے گھر میں ایسی چیزیں اپنی حاجت سے زیادہ رکھے جن کی ہمسایوں کو حاجت ہوتی ہے اور انہیں عاریۃً دیا کرے۔

ف۱ سورۃ الکوثر جمہور کے نزدیک مدنیہ ہے، اس میں ایک رکوع تین آیتیں دس کلمے بیالیس حرف ہیں۔

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ(۱) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْؕ(۲)

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں و۲ تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو و۳ اور قربانی کرو و۴

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۠(۳)

بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے و۵

اٰیاتھا ۶ ۔ ۱۰۹ سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ ۱۸ ۔ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا و۱

و۲ اور فضائلِ کثیرہ عنایت کر کے تمام خَلق پر افضل کیا۔حسنِ ظاہر بھی دیا حسنِ باطن بھی، نسب عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوضِ کوثر بھی، مقامِ محمود بھی، کثرتِ امت بھی، اعدائے دین پر غلبہ بھی، کثرتِ فُتوح بھی اور بیشمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔ و۳ جس نے تمہیں عزّت وشرافت دی و۴ اس کے لیے اس کے نام پر بخلاف بت پرستوں کے جو بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں۔اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ نماز سے نمازِ عید مراد ہے۔ و۵ نہ آپ۔ کیونکہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہوگی اور آپ کے مُتَّبِعِین (پیروی کرنے والوں) سے دنیا بھر جائے گی آپ کا ذکر منبروں پر بلند ہوگا قیامت تک پیدا ہونے والے عالم اور واعظ اللّٰہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے۔ بے نام ونشان اور ہر بھلائی سے محروم تو آپ کے دشمن ہیں۔**شانِ نزول:** جب سید عالم صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلّم کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفار نے آپ کو ''اَبْتَر''، یعنی مُنْقَطِعُ النَّسل کہا اور یہ کہا کہ اب ان کی نسل نہیں رہی ان کے بعد اب ان کا ذکر بھی نہ رہے گا یہ سب چرچا ختم ہو جائے گا، اس پر سورۂ کریمہ نازل ہوئی اور اللّٰہ تعالیٰ نے ان کفار کی تکذیب کی اور ان کا بالغ رد فرمایا۔

و۱ سورۂ الکافرون مکیہ ہے، اس میں ایک رکوع چھ آیتیں چھبیس کلمے چورانوے حرف ہیں۔**شانِ نزول:** قریش کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلّم سے کہا کہ آپ ہمارے دین کا اِتباع کیجئے ہم آپ کے دین کا اتباع کریں گے ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ سید عالم صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلّم نے فرمایا: اللّٰہ کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ غیر کو شریک کروں۔ کہنے لگے تو آپ ہمارے کسی معبود کو ہاتھ ہی لگا دیجئے ہم آپ کی تصدیق کر دیں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ اس پر

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾

تم فرماؤ اے کافرو ؎۲ نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو

وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ

اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں اور نہ میں پوجوں گا

مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ﴿۵﴾

جو تم نے پوجا اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۠﴿۶﴾

تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین ؎۳

اٰیاتھا ۳ | ۱۱۰ سُوْرَۃُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۴ | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ؎۱

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے ؎۲ اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ

یہ سورۂ شریفہ نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم مسجد حرام میں تشریف لے گئے وہاں قریش کی وہ جماعت موجود تھی حضور نے یہ سورت انہیں پڑھ کر سنائی تو وہ مایوس ہوگئے اور حضور کے اور حضور کے اصحاب کے درپے ایذا ہوئے۔ ؎۲ مُخاطَب یہاں مخصوص کافر ہیں جو علمِ الٰہی میں ایمان سے محروم ہیں۔ ؎۳ یعنی تمہارے لیے تمہارا کفر اور میرے لیے میری توحید اور میرا اِخلاص اور مقصود اس سے تہدید (تنبیہ) ہے۔ ''وَهٰذِهِ الْاٰيَةُ مَنْسُوْخَةٌ بِاٰيَةِ الْقِتَالِ'' (اور یہ آیت قتال کی آیت سے منسوخ ہے)

؎۱ سورۂ نصر مدنیہ ہے اس میں ایک رکوع تین آیتیں سترہ کلمے ستتر حرف ہیں۔ ؎۲ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم

يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

کے دین میں | فوج فوج | داخل ہوتے ہیں | ؎۳ | تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے

رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ع

اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو ؎۴ بےشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے ؎۵

اٰیاتھا ۵ | ۱۱۱ سُوْرَۃُ اللَّھَبِ مَكِّيَّةٌ ۶ | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ؎۱

کے لیے دشمنوں کے مقابلہ میں۔ اس سے یا عام فتوحات اسلام مراد ہیں یا خاص فتحِ مکہ۔ ؎۳ جیسا کہ بعد فتحِ مکہ ہوا کہ لوگ اَقطارِ اَرض (دنیا کے مختلف علاقوں) سے شوقِ غلامی میں چلے آتے تھے اور شرفِ اسلام سے مشرّف ہوتے تھے۔ ؎۴ امت کے لیے ؎۵ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم نے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ'' کی بہت کثرت فرمائی۔ حضرت ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ یہ سورت حَجَّةُ الْوَدَاع میں بمقام منٰی نازل ہوئی، اس کے بعد آیت ''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ'' (پ ۶، المائدۃ: ۳) نازل ہوئی، اسکے نازل ہونے کے بعد اَسّی روز سید عالم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم نے دنیا میں تشریف رکھی پھر آیۃ ''الکلالۃ'' (پ ۶، النساء: ۱۷۶) نازل ہوئی، اس کے بعد حضور پچاس روز تشریف فرما رہے پھر آیت ''وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ'' (پ ۳، البقرۃ: ۲۸۱) نازل ہوئی، اس کے بعد حضور اکّیس روز یا سات روز تشریف فرما رہے۔ اس سورت مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد صحابہ نے سمجھ لیا تھا کہ دِین کامل اور تمام ہو گیا تو اب حضور صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم دنیا میں زیادہ تشریف نہ رکھیں گے چنانچہ حضرت عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ یہ سورت سن کر اسی خیال سے روئے، اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سیّدِ عالَم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم نے خطبہ میں فرمایا کہ ایک بندہ کو اللّٰہ تعالٰی نے اختیار دیا، چاہے دنیا میں رہے، چاہے اس کی لقاء قبول فرمائے۔ اس بندہ نے لقاءِ الٰہی اختیار کی۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے عرض کیا: آپ پر ہماری جانیں، ہمارے مال، ہمارے آباء، ہماری اولادیں سب قربان۔

؎۱ سورۂ اَبی لہب مکیہ ہے اس میں ایک رکوع پانچ آیتیں بیس کلمے ستتر حرف ہیں۔ **شانِ نزول:** جب نبی کریم صلی

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡهُ مَالُهٗ وَ مَا

تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا ف۲ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو

كَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚۖ﴿۳﴾ وَّ امۡرَاَتُهٗ ؕ

کمایا ف۳ اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی جورو ف۴

حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾ ع

لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ف۵

اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے کوہِ صفا پر عرب کے لوگوں کو دعوت دی ہر طرف سے لوگ آئے اور حضور نے ان سے اپنے صدق وامانت کی شہادتیں لینے کے بعد فرمایا ''اِنِّیۡ لَكُمۡ نَذِیۡرٌ بَیۡنَ یَدَیۡ عَذَابٍ شَدِیۡدٍ'' (میں تمھیں قیامت کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں) اس پر ابولہب نے حضور سے کہا تھا کہ تم تباہ ہو جاؤ، کیا تم نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا۔ اس پر یہ سورت شریف نازل ہوئی اور اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب اکرم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم کی طرف سے جواب دیا ف۲ ابولہب کا نام عبدالعزیٰ ہے۔ یہ عبدالمطلب کا بیٹا اور سید عالم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم کا چچا تھا، بہت گورا خوبصورت آدمی تھا، اسی لیے اس کی کنیت ابولہب ہے اور اسی کنیت سے وہ مشہور تھا۔ دونوں ہاتھوں سے مراد اس کی ذات ہے۔ ف۳ یعنی اس کی اولاد۔ مروی ہے کہ ابولہب نے جب پہلی آیت سنی تو کہنے لگا کہ جو کچھ میرے بھتیجے کہتے ہیں اگر سچ ہے تو میں اپنی جان کے لیے اپنے مال و اولاد کو فدیہ کر دوں گا اس آیت میں اس کا رد فرمایا گیا کہ یہ خیال غلط ہے اس وقت کوئی چیز کام آنے والی نہیں۔ ف۴ اُمّ جمیل بنتِ حَرب بن اُمَیَّہ ابوسُفیان کی بہن جو رسولِ کریم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم سے نہایت عِنا دو عداوت رکھتی تھی اور باوجود یکہ بہت دولتمند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سید عالم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم کی عداوت میں اِنتہا کو پہنچی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر رسولِ کریم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم کے راستہ میں ڈالتی تاکہ حضور کو اور حضور کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔ ف۵ جس سے کانٹوں کا گٹھا باندھتی تھی ایک روز یہ بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر آرام لینے کے لیے ایک پتھر پر بیٹھ گئی ایک فرشتے نے بحکمِ الٰہی اس کے پیچھے سے اس کے گٹھے کو کھینچا وہ گرا اور رسی سے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مرگئی۔

اٰیاتہا ۴ ۱۱۲ سُوْرَۃُ الْاِخْلَاصِ مَکِّیَّۃٌ ۲۲ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ یَلِدْ ۙ۬ وَ

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے ف۲ اللہ بے نیاز ہے ف۳ نہ اس کی کوئی اولاد ف۴ اور

لَمْ یُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ف۵ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی ف۶

ف۱ سورۂ اخلاص مکیہ و بقولے (ایک قول کے مطابق) مدنیہ ہے اس میں ایک رکوع چار یا پانچ آیتیں پندرہ کلمے سینتالیس حرف ہیں۔ اَحادیث میں اس سورت کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اس کو تہائی قرآن کے برابر فرمایا گیا یعنی تین مرتبہ اس کو پڑھا جائے تو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے، ایک شخص نے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ مجھے اس سورت سے بہت محبت ہے فرمایا اس کی محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی۔ (ترمذی) **شانِ نزول:** کفارِ عرب نے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے اللہ ربُّ العزت عَزَّ و عَلَا تبارک وتعالٰی کے متعلق طرح طرح کے سوال کئے کوئی کہتا تھا کہ اللہ کا نسب کیا ہے کوئی کہتا تھا کہ وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے یا لوہے کا ہے یا لکڑی کا ہے کس چیز کا ہے؟ کسی نے کہا وہ کیا کھاتا ہے، کیا پیتا ہے، ربوبیّت اس نے کس سے ورثہ میں پائی اور اس کا کون وارث ہوگا؟ ان کے جواب میں اللہ تعالٰی نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنے ذات وصفات کا بیان فرما کر معرفت کی راہ واضح کی اور جاہلانہ خیالات و اوہام کی تاریکیوں کو جن میں وہ لوگ گرفتار تھے اپنی ذات وصفات کے انوار کے بیان سے مُضْمَحل (زائل) کر دیا۔

ف۲ ربوبیّت واُلوہیَّت میں صفاتِ عظمت وکمال کے ساتھ موصوف ہے، مثل ونظیر وشبیہ سے پاک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ ف۳ ہر چیز سے، نہ کھائے، نہ پیئے، ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے۔ ف۴ کیونکہ کوئی اس کا مُجَانِس نہیں۔ ف۵ کیونکہ وہ قدیم (یعنی ہمیشہ سے) ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے۔ ف۶ یعنی کوئی اس کا ہمتا وعَدِیل (برابری کرنے والا) نہیں۔ اس سورت کی چند آیتوں میں علمِ الٰہیات کے نفیس واعلٰی مطالب بیان فرما دیئے گئے ہیں جن کی تفصیلات سے کُتُب خانے کے کُتُب خانے لبریز ہو جائیں۔

اٰیاتہا ۵ (۱۱۳) سُوْرَۃُ الْفَلَقِ مَکِّیَّۃٌ (۲۰) رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾

تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے ف۲ اس کی سب مخلوق کے شر سے ف۳

ف۱ سورۂ فلق مدنیّہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مکّیہ ہے "وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ" (اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے) اس سورت میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، تئیس کلمے، چوہتّر حرف ہیں۔ شانِ نزول : یہ سورت اور سورۃ النّاس جو اس کے بعد ہے اس وقت نازل ہوئی جب کہ لَبِید بن اَعْصَم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے حضور سیّدِ عالَم صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم پر جادو کیا اور حضور کے جسمِ مبارک اور اعضائے ظاہرہ پر اس کا اثر ہوا قلب و عقل و اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا چند روز کے بعد جبریل آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا جو کچھ سامان ہے وہ فلاں کوئیں میں ایک پتّھر کے نیچے داب دیا ہے، حضور سیّدِ عالَم صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے علی مرتضٰی رضی اللّٰہ عنہ کو بھیجا انہوں نے کنوئیں کا پانی نکالنے کے بعد پتّھر اٹھایا اس کے نیچے سے کھجور کے گابھے (درخت کا اندرونی نرم حصہ) کی تھیلی برآمد ہوئی اس میں حضور صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے موئے شریف جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے اور حضور صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلّہ (کمان کی تانت، تار) جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور ایک موم کا پُتلا جس میں گیارہ سوئیاں چبھی تھیں یہ سب سامان پتّھر کے نیچے سے نکلا اور حضور کی خدمت میں حاضر کیا گیا اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں پانچ سورہ فلق میں، ہر ایک آیت کے پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں اور حضور صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم بالکل تندرست ہوگئے۔ **مسئلہ** : تعویذ اور عمل جس میں کوئی کلمہ، کفر یا شرک کا نہ ہو جائز ہے خاص کر وہ عمل جو آیاتِ قرآنیہ سے کئے جائیں یا احادیث میں وارد ہوئے ہوں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اَسماء بنتِ عُمَیس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم جعفر کے بچّوں کو جلد جلد نظر ہوتی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لئے عمل کروں؟ حضور نے اجازت دی۔ (ترمذی) ف۲ تعوّذ میں اللہ تعالیٰ کا اس وصف کے ساتھ ذکر اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ صبح پیدا کر کے شب کی تاریکی دور فرماتا ہے تو وہ قادر ہے کہ پناہ چاہنے والے کو جن حالات سے خوف ہے ان کو دور فرمائے نیز جس طرح شبِ تار میں آدمی طلوعِ صبح کا انتظار کرتا ہے ایسا ہی خائف امن و راحت کا منتظر رہتا ہے علاوہ بریں صبح اہلِ اضطرار و اضطراب کی دعاؤں کا اور ان کے قبول ہونے کا وقت ہے تو مراد یہ ہوئی کہ جس وقت اَرْبابِ کرب و غم (غمگین و مصیبت زدوں) کو کشائش (آسانی) دی جاتی ہے اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں میں اس وقت کے پیدا کرنے والے کی پناہ چاہتا ہوں، ایک قول یہ بھی ہے کہ فلق جہنّم میں ایک وادی ہے۔ ف۳ جاندار ہو یا بے جان مکلّف ہو یا غیرِ مکلّف۔ بعض مفسّرین نے فرمایا ہے کہ مخلوق سے مراد یہاں خاص

وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

اور اندھیری ڈالنے والے کے شر سے جب وہ ڈوبے ؎۴ اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں

فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ٪﴿۵﴾

میں پھونکتی ہیں ؎۵ اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے ؎۶

ایاتھا ۶ | ۱۱۴ سُوۡرَۃُ النَّاسِ مَکِّیَّۃٌ ۲۱ | رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ؎۱

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰہِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾

تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب ؎۲ سب لوگوں کا بادشاہ ؎۳ سب لوگوں کا خدا ؎۴

ابلیس ہے جس سے بدتر مخلوق میں کوئی نہیں اور جادو کے عمل اس کی اور اس کے اَعوان (معاونت کرنے والوں) ولشکروں کی مدد سے پورے ہوتے ہیں۔ ؎۴ حضرت اُمُّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے چاند کی طرف نظر کر کے ان سے فرمایا: اے عائشہ! اللہ کی پناہ لو اس کے شر سے یہ اندھیری ڈالنے والا ہے جب ڈوبے۔ (ترمذی) یعنی آخر ماہ میں جب چاند چھپ جائے تو جادو کے وہ عمل جو بیمار کرنے کے لیے ہیں اسی وقت میں کیے جاتے ہیں۔ ؎۵ یعنی جادوگر عورتیں جو ڈوروں میں گرہ لگا لگا کر ان میں جادو کے منتر پڑھ پڑھ کر پھونکتی ہیں جیسے کہ لَبید کی لڑکیاں۔ **مسئلہ**: گنڈے بنانا اور ان پر گرہ لگانا، آیاتِ قرآن یا اَسماءِ الٰہیہ دم کرنا جائز ہے جمہور صحابہ وتابعین اسی پر ہیں اور حدیث عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا میں ہے کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو حضور مُعَوَّذات (سورۂ فلق اور ناس) پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔ ؎۶ حسد والا وہ ہے جو دوسرے کے زَوالِ نعمت کی تمنا کرے۔ یہاں حاسد سے یہود مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے حسد کرتے تھے یا خاص لَبید بن اَعْصَم یہودی۔ حسد بدترین صفت ہے اور یہی سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس سے سرزد ہوا اور زمین میں قابیل سے۔

؎۱ سورۃ النَّاس بقولِ اَصح (زیادہ صحیح قول کے مطابق) مدنیہ ہے اس میں ایک رکوع چھ آیتیں بیس کلمے اُناسی حرف ہیں۔ ؎۲ سب کا خالق و مالک۔ ذکر میں انسانوں کی تخصیص ان کی تشریف (عزت) کے لیے ہے کہ انہیں اشرفُ المخلوقات کیا۔ ؎۳ ان کے کاموں کی تدبیر فرمانے والا ؎۴ کہ الٰہ اور معبود ہونا اسی کے ساتھ خاص ہے۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ۬ الْخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ

اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے ف۵ اور دبک رہے ف۶ وہ جو لوگوں کے دلوں میں

صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾ ع

وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی ف۷

ف۵ مراد اس سے شیطان ہے۔ ف۶ یہ اس کی عادت ہی ہے کہ انسان جب غافل ہوتا ہے تو اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور جب انسان اللّٰہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان دبک رہتا ہے اور ہٹ جاتا ہے۔ ف۷ یہ بیان ہے وسوسے ڈالنے والے شیطان کا کہ وہ جنوں میں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں میں سے بھی جیسا شیاطینِ جنّ انسانوں کو وسوسے میں ڈالتے ہیں ایسے ہی شیاطینِ اِنس بھی ناصح بن کر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں پھر اگر آدمی ان وسوسوں کو مانتا ہے تو اس کا سلسلہ بڑھ جاتا ہے اور خوب گمراہ کرتے ہیں اور اگر اس سے متنفر ہوتا ہے تو ہٹ جاتے ہیں اور دبک رہتے ہیں۔ آدمی کو چاہئے کہ شیاطینِ جنّ کے شر سے بھی پناہ مانگے اور شیاطینِ اِنس کے شر سے بھی۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم شب کو جب بستر مبارک پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں دستِ مبارک جمع فرما کر ان میں دم کرتے اور سورہ ''قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد و قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس'' پڑھ کر اپنے مبارک ہاتھوں کو سر مبارک سے لے کر تمام جسمِ اقدس پر پھیرتے جہاں تک دستِ مبارک پہنچ سکتے، یہ عمل تین مرتبہ فرماتے۔'' وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ وَاَسْرَارِ کِتَابِہٖ وَاٰخِرُ دَعْوَانَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَزْکَی السَّلَامِ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَسَیِّدِ اَنْبِیَآئِہٖ وَرُسُلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

دُعائے قُنوت

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نُؤْمِنُ

اے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں

بِکَ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ

اور تجھ پر بھروسا رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور

وَ نَشْکُرُکَ وَ لَا نَکْفُرُکَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُکُ

تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور الگ کرتے اور چھوڑتے ہیں اس

مَنْ یَّفْجُرُکَ ط اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ لَکَ نُصَلِّیْ

شخص کو جو تیری نافرمانی کرے اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تیرے ہی لئے نماز

وَنَسْجُدُ وَ اِلَیْکَ نَسْعٰی وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجُوْا رَحْمَتَکَ

پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور خدمت کیلئے حاضر ہوتے ہیں اور تیری

وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ.

رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے۔

تَشَھد

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوٰتُ وَ الطَّیِّبٰتُ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ سلام ہو آپ پر

اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی
اے نبی اور اللّٰہ کی رَحمتیں اور بَرَکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللّٰہ کے
عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ
نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللّٰہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ط
محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اس کے بندہ اور رسول ہیں۔

دُرُود ابراھیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
اے اللّٰہ دُرُود بھیج (ہمارے سردار) محمد پر اور ان کی آل پر جس طرح تُو نے
صَلَّیْتَ عَلٰۤی اِبْرٰھِیْمَ وَ عَلٰۤی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ
درود بھیجا (سیِّدُنا) ابراہیم پر اور انکی آل پر، بے شک تو
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ
سَراہا ہوا بُزرگ ہے۔ اے اللّٰہ برکت نازِل کر (ہمارے سردار) محمد پر اور
عَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰۤی اِبْرٰھِیْمَ
ان کی آل پر جس طرح تُو نے بَرَکت نازِل کی (سیِّدُنا) ابراہیم
وَ عَلٰۤی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اور انکی آل پر بے شک تو سَراہا ہوا بُزرگ ہے۔

دعائے ماثورہ

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ
اے اللہ اے ربّ ہمارے ہمیں دُنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں
حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ
بھلائی دے اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا۔

شَشْ کَلِمے

چھ کلمے، ایمانِ مُفَصَّل اور ایمانِ مُجْمَل یہ سب ترجمے کے ساتھ زبانی یاد کریں۔

اوّل کلمہ طیّب

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
اللّٰہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اللّٰہ کے رسول ہیں۔

دوسرا کلمہ شہادت

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللّٰہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اللّٰہ کے بندے اور رسول ہیں۔

تیسرا کلمہ تَمۡجِید

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ
اللّٰہ پاک ہے اور سب خوبیاں اللّٰہ کیلئے ہیں اور اللّٰہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللّٰہ سب سے
اَکۡبَرُ وَلَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ
بڑا ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق اللّٰہ ہی کی طرف سے ہے جو سب سے بلند عظمت والا ہے۔

چوتھا کلمہ توحید

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ لَہُ الۡمُلۡکُ
اللّٰہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے ہے بادشاہی
وَلَہُ الۡحَمۡدُ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ وَھُوَحَیٌّ لَّا یَمُوۡتُ اَبَدًا
اور اسی کیلئے حمد ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اس کو ہرگز کبھی موت نہیں آئے
اَبَدًاؕ ذُوالۡجَلَالِ وَ الۡاِکۡرَامِ ؕ بِیَدِہِ الۡخَیۡرُ ؕ وَ
گی بڑے جلال اور بزرگی والا ہے اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور
ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ
وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پانچواں کلمہ اِسْتِغْفَار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْۢبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ
میں اللّٰہ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے جان بوجھ کر کیا یا
خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْۢبِ
بھول کر، چھپ کر کیا یا ظاہر ہو کر اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اس گناہ سے
الَّذِیْۤ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْۢبِ الَّذِیْ لَاۤ اَعْلَمُ اِنَّكَ
جس کو میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے بھی جس کو میں نہیں جانتا، (اے اللّٰہ) بیشک
اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَ سَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ
تو غیبوں کا جاننے والا اور عیبوں کا چھپانے والا اور گناہوں کا بخشنے والا ہے
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ
اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللّٰہ ہی کی طرف سے ہے جو سب سے بلند عظمت والا ہے۔

چھٹا کلمہ رَدِّ کُفر

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا
اے اللّٰہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی شے کو تیرا شریک بناؤں
وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَاۤ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ
جان بوجھ کر اور بخشش مانگتا ہوں تجھ سے اس (شرک) کی جسکو میں نہیں جانتا اور میں نے اس

عَنْهُ وَ تَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَ
سے توبہ کی اور میں بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے
الْغِيْبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ
اور غیبت سے اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائیوں سے اور بہتان سے
وَالْمَعَاصِیْ كُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اور تمام گناہوں سے اور میں اسلام لایا اور میں کہتا ہوں اللّٰہ کے سوا کوئی عبادت کے
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
لائق نہیں محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) اللّٰہ کے رسول ہیں۔

ایمان مُفَصَّل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ
میں ایمان لایا اللّٰہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر اور قیامت
الْاٰخِرِ وَ الْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى
کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللّٰہ کی طرف سے ہے
وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ
اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔

ایمان مُجمَل

اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسۡمَآئِہٖ وَ صِفَاتِہٖ وَ قَبِلۡتُ
میں ایمان لایا اللّٰہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے
جَمِیۡعَ اَحۡکَامِہٖ اِقۡرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصۡدِیۡقٌ بِالۡقَلۡبِ
اسکے تمام احکام قبول کئے زبان سے اقرار کرتے ہوئے اور دل سے تصدیق کرتے ہوئے۔

بالِغ مرد و عورَت کے جنازہ کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ
الٰہی بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور ہمارے ہر فوت شدہ کو اور ہمارے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غائب کو
صَغِیۡرِنَا وَ کَبِیۡرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنۡثٰنَا ط اَللّٰھُمَّ مَنۡ
اور ہمارے ہر چھوٹے کو اور ہمارے ہر بڑے کو اور ہمارے ہر مرد کو اور ہماری ہر عورت کو الٰہی
اَحۡیَیۡتَہٗ مِنَّا فَاَحۡیِہٖ عَلَی الۡاِسۡلَامِ وَ مَنۡ تَوَفَّیۡتَہٗ
تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے
مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الۡاِیۡمَان
تو اس کو ایمان پر موت دے۔

نابالغ لڑکے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡہُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجۡعَلۡہُ لَنَآ اَجۡرًا
الٰہی اس (لڑکے) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنیوالا بنادے اور اسکو ہمارے لئے اجر (کا موجب)

وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا
اوروقت پرکام آنیوالا بنادے اوراسکو ہماری سفارش کرنیوالا بنادے اوروہ جسکی سفارش منظور ہوجائے۔

نابالغ لڑکی کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَآ اَجْرًا
الٰہی اس (لڑکی) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنیوالی بنادے اوراسکو ہمارے لئے اجر (کی موجب)
وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً
اوروقت پرکام آنیوالی بنادے اوراسکو ہماری سفارش کرنیوالی بنادے اوروہ جسکی سفارش منظور ہوجائے۔

تَلْبِیَة (لَبَّیْکَ)

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ
میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک
لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ
نہیں میں حاضر ہوں تمام خوبیاں اور نعمتیں تیرے لیے ہیں
وَ الْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ
اور تیرا ہی ملک بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔

بہارِ شریعت

کے

منتخب اَبواب

مُرتَد کا بَیان[1]

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ [2]

(پ ۲، البقرة:۲۱۷)

تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے مُرتَد ہو جائے اور کُفر کی حالت میں مرے اس کے تمام اعمال دنیا اور آخرت میں رائیگاں ہیں اور وہ لوگ جہنمی ہیں، اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۫ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۴﴾ [3]

(پ ٦، المائدة:٥٤)

اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے مُرتَد ہو جائے تو عنقریب اللّٰہ ایک ایسی قوم لائے گا جو اللّٰہ کو محبوب ہو گی اور وہ اللّٰہ کو محبوب رکھے گی مسلمانوں کے سامنے ذلیل اور کافروں پر سَخت ہو گی وہ لوگ اللّٰہ کی راہ میں جہاد کرینگے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے یہ اللّٰہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللّٰہ وسعت والا، عِلم والا ہے۔

---

1 ...... بہارِ شریعت، حصہ ۹، ج ۲، ص ۴۵۳

2 ...... ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔

3 ...... ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللّٰہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللّٰہ کے پیارے اور اللّٰہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللّٰہ کی راہ میں

اور فرماتا ہے:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ؕ

(1)(پ ۱۰، التوبة:۶۵،۶۶)

تم فرمادو! کیا اللّٰہ اور اس کی آیتوں اور اُس کے رسول کے ساتھ تم مَسخرہ پن کرتے تھے، بہانے نہ بناؤ، تم ایمان لانے کے بعد کافِر ہو گئے۔

احادیث

حدیث ۱: امام بخاری نے ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''بندہ کبھی اللّٰہ تعالٰی کی خوشنودی کی بات کہتا ہے اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا [یعنی اپنے نزدیک ایک معمولی بات کہتا ہے] اللّٰہ تعالٰی اس کی وجہ سے اسکے بہت درجے بلند کرتا ہے اور کبھی اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی ناراضی کی بات کرتا ہے اور اس کا خیال بھی نہیں کرتا اس کی وجہ سے جَہَنَّم میں گرتا ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''مشرق و مغرب کے درمیان میں جو فاصلہ ہے، اس سے بھی فاصلہ پر جَہَنَّم میں گرتا ہے۔'' (صحیح البخاري، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، الحدیث: ۶۴۷۷،۶۴۷۸، ج۴، ص۲۴۱ و صحیح مسلم، کتاب الزهد... إلخ، باب التکلم بالکلمة یهوی...إلخ، الحدیث: ۲۹۸۸، ص۱۵۹۵)

حدیث ۲ و ۳: صحیح بخاری و مسلم میں عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے

لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللّٰہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللّٰہ وسعت والا علم والا ہے۔

(1)...... ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ کیا اللّٰہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

مروی، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جو مسلمان اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی وَحدَانیَّت اور میری رِسالت کی شہادت دیتا ہے اس کا خون حلال نہیں، مگر تین وجہ سے، وہ کسی کو قَتْل کرے اور ثَیِّب زانی اور دین سے نکل جانے والا جو جماعت مسلمین کو چھوڑ دیتا ہے۔'' اور ترمِذی ونَسائی وابن ماجہ نے اسی کی مِثْل حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت کی۔ (صحيح البخاري، كتاب الديات، باب قول الله تعالى ﴿ان النفس بالنفس﴾... إلخ، الحديث:٦٨٧٨، ج ٤، ص ٣٦١)

حدیث ۴: صحیح بخاری شریف میں عِکْرِمہ سے مروی، کہتے ہیں کہ حضرتِ علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی خدمت میں زِنْدِیق پیش کیے گئے (زِنْدِیق: وہ شخص جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی وَحدَانیَّت کا قائل نہ ہو) انھوں نے ان کو جلا دیا۔ جب یہ خبر عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا کو پہنچی تو یہ فرمایا کہ میں ہوتا تو نہیں جلاتا کیونکہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے منع کیا، فرمایا کہ ''اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے عذاب کے ساتھ تم عذاب مت دو۔'' اور میں انھیں قَتْل کرتا، اس لیے کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص اپنے دین کو بَدَل دے، اُسے قَتْل کر ڈالو۔''

(صحيح البخاري، كتاب استتابة المرتدين... إلخ، الحديث:٦٩٢٢، ج٤، ص٣٧٨)

مسئلہ ۱: کُفر و شِرک سے بدتر کوئی گناہ نہیں اور وہ بھی اِرْتِداد کہ یہ کُفرِ اَصلی سے بھی باعتبار اَحکام سَخت تر ہے جیسا کہ اس کے اَحکام سے معلوم ہوگا۔ مسلمان کو چاہیے کہ اس سے پناہ مانگتا رہے کہ شیطان ہر وقت ایمان کی گھات (تاک) میں ہے اور حدیث میں فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح تیرتا ہے۔ (سنن الترمذي، كتاب الرضاع، باب ماجاء كراهية... إلخ، الحديث:١١٧٥، ج٢، ص ٣٩١) آدمی کو کبھی اپنے اوپر یا اپنی

طَاعت واَعمال پر بھروسا نہ چاہیے ہر وقت خدا پر اعتماد کرے اوراسی سے بَقائے ایمان کی دعا چاہے کہ اسی کی ہاتھ میں قلْب ہے اور قلْب کو قلْب اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ لَوٹ پَوٹ ہوتا رہتا ہے (یعنی بدلتا رہتا ہے)، ایمان پر ثابت رہنا اسی کی توفیق سے ہے جس کے دستِ قدرت میں قلْب ہے اور حدیث میں فرمایا کہ ''شِرک سے بچو کہ وہ چیونٹی کی چال سے زیادہ مخفی ہے۔'' (المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند الكوفيين،حديث أبي موسى الأشعري، الحديث:١٩٦٢٥، ج٧،ص١٤٦) اوراس سے بچنے کی حدیث میں ایک دعاارشادفرمائی اسے ہر روز تین مرتبہ پڑھ لیا کرو، حضورِاقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کاارشادہے کہ شِرک سے محفوظ رہوگے۔ وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ.

[ترجمہ: اے اللّٰہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ جان بوجھ کر تیرے ساتھ کسی کو شریک بناؤں اور تجھ سے بخشش مانگتا ہوں (اس شرک سے) جسے میں نہیں جانتا بے شک تو دانائے غیوب ہے۔]

(الد رالمختار و ردالمحتار" كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب:فى حكم من شتم...إلخ، ج٦، ص٣٥٤)

مُرتَد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے اَمر کا انکار کرے جوضَروریاتِ دین سے ہو یعنی زبان سے کَلِمۂ کُفر بکے جس میں تاویلِ صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یوہیں بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافِر ہوجاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا۔ مُصحَف شریف کو نَجاست کی جگہ پھینک دینا۔ ("الدرالمختار" كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦،ص٣٤٤)

مسئلہ۲: جوبطورِ تَمَسخُر اور ٹھٹّے (بطورِ مذاق) کے کُفر کریگا وہ بھی مُرتَد ہے اگرچہ کہتا ہے کہ ایسا اِعتقاد نہیں رکھتا۔ ("الدرالمختار" كتاب الجهاد،باب المرتد، ج٦،ص٣٤٣)

مسئلہ ۳: کسی کلام میں چند معنے بنتے ہیں بعض کُفر کی طرف جاتے ہیں بعض اسلام کی طرف تو اس شخص کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ (یعنی اس کو کافِر قرار نہیں دیا جائے گا) ہاں اگر معلوم ہو کہ قائل نے معنیٔ کُفر کا ارادہ کیا مثلاً وہ خود کہتا ہے کہ میری مراد یہی ہے تو کلام کا محتمل ہونا (یعنی کلام میں دوسرے معنوں کا پایا جانا اب) نفع نہ دیگا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ کَلِمہ کے کُفر ہونے سے قائل کا کافِر ہونا ضرور نہیں۔("ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: فی حکم من شتم دین مسلم، ج٦، ص ٣٥٤ وغیرہ)

آج کل بعض لوگوں نے یہ خیال کرلیا ہے کہ کسی شخص میں ایک بات بھی اسلام کی ہو تو اسے کافِر نہ کہیں گے یہ بالکل غَلَط ہے کیا یہود و نصاریٰ میں اسلام کی کوئی بات نہیں پائی جاتی حالانکہ قرآن عظیم میں انھیں کافِر فرمایا گیا بلکہ بات یہ ہے کہ عُلَماء نے فرمایا یہ تھا کہ اگر کسی مسلمان نے ایسی بات کہی جس کے بعض معنی اسلام کے مطابق ہیں تو کافِر نہ کہیں گے اس کو ان لوگوں نے یہ بنالیا۔ ایک یہ وبا بھی پھیلی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ "ہم تو کافِر کو بھی کافِر نہ کہیں گے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس کا خاتِمہ کُفر پر ہوگا" یہ بھی غَلَط ہے قرآنِ عظیم نے کافِر کو کافِر کہا اور کافِر کہنے کا حُکم دیا" قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ(۱) " (1) اور اگر ایسا ہے تو مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہو تمھیں کیا معلوم کہ اسلام پر مرے گا۔

خاتِمہ کا حال تو خدا جانے مگر شریعت نے کافِر و مسلم میں امتیاز رکھا ہے اگر کافِر کو کافِر نہ جانا جائے تو کیا اس کے ساتھ وہی معاملات کرو گے جو مسلم کے ساتھ ہوتے ہیں حالانکہ بہت سے اُمُور ایسے ہیں جن میں کُفّار کے اَحکام مسلمانوں سے بالکل جدا ہیں مثلاً ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا، ان کے لیے اِستِغفار نہ کرنا، ان کو

---

(1) ......ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اے کافرو

مسلمانوں کی طرح دَفن نہ کرنا، ان کو اپنی لڑکیاں نہ دینا، ان پر جہاد کرنا، ان سے جِزْیَہ لینا اس سے انکار کریں تو قَتْل کرنا وغیرہ وغیرہ۔ بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ ''ہم کسی کو کافِر نہیں کہتے، عالم لوگ جانیں وہ کافِر کہیں'' مگر کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ عوام کے تو وہی عقائد ہونگے جو قرآن وحدیث وغیرہما سے عُلَما نے انھیں بتائے یا عوام کے لیے کوئی شریعت جداگانہ ہے جب ایسا نہیں تو پھر عالمِ دین کے بتائے پر کیوں نہیں چلتے نیز یہ کہ ضروریات کا انکار کوئی ایسا اَمر نہیں جو عُلَما ہی جانیں عوام جو عُلَما کی صحبت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں وہ بھی ان سے بے خبر نہیں ہوتے پھر ایسے معاملہ میں پہلوتہی (کنارہ کشی) اور اِعراض (روگردانی) کے کیا معنی۔

مسئلہ۴: کہنا کچھ چاہتا تھا اور زبان سے کُفْر کی بات نکل گئی تو کافِر نہ ہوا یعنی جبکہ اس اَمر سے اظہارِ نفرت کرے کہ سننے والوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ غَلَطی سے یہ لفظ نکلا ہے اور اگر بات کی پَچ کی (اپنی کہی ہوئی بات پر اَڑا رہا) تو اب کافِر ہو گیا کہ کُفْر کی تائید کرتا ہے۔

("ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: الإسلام يكون بالفصل..إلخ، ج٦، ص٣٥٣)

مسئلہ۵: کُفْرِی بات کا دل میں خیال پیدا ہوا اور زبان سے بولنا برا جانتا ہے تو یہ کُفْر نہیں بلکہ خاص ایمان کی علامت ہے کہ دل میں ایمان نہ ہوتا تو اسے برا کیوں جانتا۔("الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع في احكام المرتدين، ج٢، ص٢٨٣)

مسئلہ۶: مُرتَد ہونے کی چند شرطیں ہیں: (۱) **عقل:** ناسمجھ بچہ اور پاگل سے ایسی بات نکلی تو حُکْمِ کُفْر نہیں (۲) **ہوش:** اگر نشہ میں بکا تو کافِر نہ ہوا (۳) **اِخْتِیار:** مجبوری اور اِکراہ کی صورت میں حُکْمِ کُفْر نہیں۔ مجبوری کے یہ معنے ہیں کہ جان جانے یا عُضْو کٹنے یا ضربِ شدید (سخت مار) کا صحیح اندیشہ ہو۔ اس صورت میں صرف زبان سے اس کَلِمَہ کے کہنے کی اجازت

ہے بشرطیکہ دل میں وہی اطمینانِ ایمانی ہو ”اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ“ (1)

(”الفتاوی الھندیة“، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۵۳-۲۷۶)

مسئلہ ۷: جو شخص معاذ اللہ مُرتَد ہو گیا تو مُستَحب ہے کہ حاکم اسلام اس پر اسلام پیش کرے اور اگر وہ کچھ شبہہ بیان کرے تو اس کا جواب دے اور اگر مہلت مانگے تو تین دن قید میں رکھے اور ہر روز اسلام کی تلقین کرے۔ یو ہیں اگر اس نے مہلت نہ مانگی مگر امید ہے کہ اسلام قبول کرلے گا جب بھی تین دن قید میں رکھا جائے پھر اگر مسلمان ہو جائے فبہا ورنہ قتل کر دیا جائے بغیر اسلام پیش کیے اسے قتل کر ڈالنا مکروہ ہے۔

(”الدرالمختار“، کتاب الجھاد، باب المرتد، ج۶، ص۳۴۶،۳۴۸)

مُرتَد کو قید کرنا اور اسلام نہ قبول کرنے پر قتل کر ڈالنا بادشاہ اسلام کا کام ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ایسا شخص اگر زندہ رہا اور اس سے تَعَرُّض نہ کیا گیا (مزاحمت نہ کی گئی) تو ملک میں طرح طرح کے فساد پیدا ہونگے اور فتنہ کا سلسلہ روز بروز ترقی پذیر ہوگا جس کی وجہ سے اَمنِ عامہ میں خلل پڑیگا لہٰذا ایسے شخص کو ختم کر دینا ہی مُقتضائے حکمت (دانشمندی کا تقاضا) تھا۔ اب چونکہ حکومتِ اسلام ہندوستان میں باقی نہیں کوئی روک تھام کرنے والا باقی نہ رہا ہر شخص جو چاہتا ہے بکتا ہے اور آئے دن مسلمانوں میں فساد پیدا ہوتا ہے نئے نئے مذہب پیدا ہوتے رہتے ہیں ایک خاندان بلکہ بعض جگہ ایک گھر میں کئی مذہب ہیں اور بات بات پر جھگڑے لڑائی ہیں ان تمام خرابیوں کا باعث یہی نیا مذہب ہے ایسی صورت میں سب سے بہتر ترکیب وہ ہے جو ایسے وقت کے لیے قرآن وحدیث میں ارشاد ہوئی اگر مسلمان اس پر عمل کریں تمام قصوں سے نجات پائیں

---

(1)......ترجمۂ کنزالایمان: سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو (پ۱۴، النحل ۱۰۶)

دنیا وآخرت کی بھلائی ہاتھ آئے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل میل جول چھوڑ دیں، سلام کلام ترک کردیں، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا، ان کے ساتھ کھانا پینا، ان کے یہاں شادی بیاہ کرنا، غرض ہر قِسم کے تَعلُّقات ان سے قطع کردیں گویا سمجھیں کہ وہ اب رہا ہی نہیں۔ واللہ الموفق۔

مسئلہ ۸: کسی دینِ باطل کو اختیار کیا مثلاً یہودی یا نصرانی ہوگیا ایسا شخص مسلمان اس وقت ہوگا کہ اس دینِ باطل سے بیزاری ونفرت ظاہر کرے اور دین اسلام قبول کرے۔ اور اگر ضَروریاتِ دین میں سے کسی بات کا انکار کیا ہو تو جب تک اُس کا اقرار نہ کرے جس سے انکار کیا ہے محض کَلِمۂ شہادت پڑھنے پر اس کے اسلام کا حُکم نہ دیا جائے گا کہ کَلِمۂ شہادت کا اس نے بظاہر انکار نہ کیا تھا مثلاً نماز یا روزہ کی فرضیت سے انکار کرے یا شراب اور سوئر کی حرمت نہ مانے تو اس کے اسلام کے لیے یہ شرط ہے کہ جب تک خاص اس اَمر کا اقرار نہ کرے اس کا اسلام قبول نہیں یا **اللہ** تعالیٰ اور رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جناب میں گستاخی کرنے سے کافِر ہوا تو جب تک اس سے تَوبہ نہ کرے مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ("الدر المختارو ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: فی ان الكفار خمسة اصناف...إلخ، ج٦، ص٣٤٩)

مسئلہ ۹: عورت یا نابالغ سمجھ وال بچہ مُرتَد ہوجائے تو قَتْل نہ کرینگے بلکہ قید کرینگے یہاں تک کہ تَوبہ کرے اور مسلمان ہوجائے۔

("الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج٢، ص٢٥٤)

مسئلہ ۱۰: مُرتَد اگر اِرتِداد (اسلام سے پھر جانے) سے تَوبہ کرے تو اس کی تَوبہ مقبول ہے مگر بعض مُرتَدّین مثلاً کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کہ اُس کی تَوبہ

مقبول نہیں۔ تَو بہ قبول کرنے سے مراد یہ ہے کہ تَو بہ کرنے کے بعد بادشاہِ اسلام اسے قَتْل نہ کرے گا۔ ("الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٥٦)

مسئلہ ۱۱: مُرتَد اگر اپنے اِرتِداد سے انکار کرے تو یہ انکار بمنزلہ تَو بہ ہے اگرچہ گواہانِ عادِل سے اس کا اِرتِداد ثابت ہو یعنی اس صورت میں یہ قرار دیا جائے گا کہ اِرْتداد تو کیا مگر اب تَو بہ کر لی لہٰذا قَتْل نہ کیا جائیگا اور اِرتداد کے باقی اَحکام جاری ہونگے مثلاً اس کی عورت نکاح سے نکل جائے گی، جو کچھ اعمال کیے تھے سب اَکارت (ضائع) ہو جائیں گے، حج کی اِستِطاعت رکھتا ہے تو اب پھر حج فرض ہے کہ پہلا حج جو کر چکا تھا بیکار ہو گیا۔ ("الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٧٦ و"البحرالرائق"، کتاب السير، باب احکام المرتدين، ج٦، ص٢١٣)

اگر اس قول سے انکار نہیں کرتا مگر لایعنی (فُضُول، جس کا کوئی مقصد نہ ہو) تقریروں سے اس اَمر کو صحیح بتاتا ہے جیسا زمانۂ حال کے مُرتدّین کا شیوہ ہے تو یہ نہ انکار ہے نہ تو بہ مثلاً قادیانی کہ نُبُوَّت کا دعویٰ کرتا ہے اور خاتَمُ النَّبِیین کے غَلَط معنے بیان کر کے اپنی نُبُوَّت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے یا حضرتِ سیدنا مسیح عیسیٰ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالثَّنَاء کی شانِ پاک میں سَخْت سخت حملے کرتا ہے پھر حیلے گڑھتا ہے یا بعض عَمائدِ وَہابیہ (وہابیوں کے پیشوا) کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شانِ رفیع میں کَلِماتِ دُشنام (نازیبا کَلِمات) استعمال کرتے اور تاویل غیر مقبول (ایسی تاویل جو نا قابل قبول ہو) کر کے اپنے اوپر سے کُفر اٹھانا چاہتے ہیں ایسی باتوں سے کُفر نہیں ہٹ سکتا کُفر اٹھانے کا جو نہایت آسان طریقہ ہے کاش! اسے برتتے تو ان زحمتوں میں نہ پڑتے اور عذاب آخرت سے بھی ان شاءاللہ رہائی کی صورت نکلتی۔ وہ صرف تَو بہ ہے

کہ کُفْر و شِرْک سب کو مٹا دیتی ہے مگر اس میں وہ اپنی ذلت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ خدا کو محبوب، اُس کے محبوبوں کو پسند، تمام عقلا کے نزدیک اس میں عزت۔

مسئلہ ۱۲: زمانۂ اسلام میں کچھ عبادات قضا ہوگئیں اور ادا کرنے سے پہلے مُرتَد ہوگیا پھر مسلمان ہوا تو ان عبادات کی قضا کرے اور جو ادا کر چکا تھا اگرچہ اِرْتداد سے باطل ہوگئی مگر اس کی قضا نہیں البتہ اگر صاحبِ استطاعت ہو تو حج دوبارہ فرض ہوگا۔

("الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٨٣۔٣٨٥)

مسئلہ ۱۳: اگر کُفْر قَطْعی (یقینی) ہو تو عورت نکاح سے نکل جائے گی پھر اسلام لانے کے بعد اگر عورت راضی ہو تو دوبارہ اس سے نکاح ہوسکتا ہے ورنہ جہاں پسند کرے نکاح کرسکتی ہے اس کا کوئی حق نہیں کہ عورت کو دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دے اور اگر اسلام لانے کے بعد عورت کو بدستور رکھ لیا دوبارہ نکاح نہ کیا تو قُربت (یعنی ہمبستری، مجامعت) زِنا ہوگی اور بچے وَلَدُ الزِّنا اور اگر کُفْر قَطْعی نہ ہو یعنی بعض عُلَما کافِر بتاتے ہوں اور بعض نہیں یعنی فُقَہا کے نزدیک کافِر ہو اور مُتَکَلِّمِین (علمِ کلام کے ماہرین) کے نزدیک نہیں تو اس صورت میں بھی تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح کا حُکم دیا جائے گا۔("الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٧٧)

مسئلہ ۱۴: عورت کو خبر ملی کہ اس کا شوہر مُرتَد ہوگیا تو عدت گزار کر نکاح کرسکتی ہے خبر دینے والے دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں بلکہ ایک عادل کی خبر کافی ہے۔

("الدرالمختار وردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: لو تاب المرتد...إلخ، ج٦، ص٣٨٦)

مسئلہ ۱۵: عورت مُرتَد ہوگئی پھر اسلام لائی تو شوہرِ اوّل سے نکاح کرنے پر مجبور کی جائے گی یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ دوسرے سے نکاح کرے اسی پر فتوی ہے۔

("الدرالمختار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٨٧)

مسئلہ۱٦: مُرتَد کا نکاح بالاتفاق باطل ہے وہ کسی عورت سے نکاح نہیں کرسکتا نہ مُسلِمہ سے نہ کافِرہ سے نہ مُرتَدَّہ سے نہ حُرَّہ (آزاد عورت جو لونڈی نہ ہو) سے نہ کنیز (لونڈی) سے۔ ("الفتاوی الهندية"، کتاب السير، الباب التاسع فی أحکام المرتدين، ج۲، ص۲۵۵)

مسئلہ۱۷: مُرتَد کا ذَبیحہ مردار ہے اگرچہ **بسم اللّٰہ** کرکے ذَبح کرے۔ یوہیں کتے یا باز یا تیر سے جو شکار کیا ہے وہ بھی مردار ہے، اگرچہ چھوڑنے کے وقت **بسم اللّٰہ** کہہ لی ہو۔ ("الفتاوی الهندية"، کتاب السير، الباب التاسع فی أحکام المرتدين، ج۲، ص۲۵۵)

مسئلہ۱۸: مُرتَد کسی معاملہ میں گواہی نہیں دے سکتا اور کسی کا وارث نہیں ہوسکتا اور زمانۂ اِرتداد میں جو کچھ کمایا ہے اس میں مُرتَد کا کوئی وارث نہیں۔ ("الدرالمختار و ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: جملة من لايقتل...إلخ، ج٦، ص۳۸۱)

مسئلہ۱۹: اِرتداد سے مِلک جاتی رہتی ہے یعنی جو کچھ اسکے اَملاک واَموال (مال وجائداد) تھے سب اسکی مِلک سے خارج ہوگئے مگر جبکہ پھر اسلام لائے اور کُفر سے تَوبہ کرے تو بدستور مالک ہوجائیگا اور اگر کُفر ہی پر مرگیا یا دارُالحَرب کو چلا گیا تو زمانۂ اسلام کے جو کچھ اموال ہیں ان سے اوّلاً ان دُیُون (قرضوں) کو ادا کرینگے جو زمانۂ اسلام میں اسکے ذِمّہ تھے اس سے جو بچے وہ مسلمان وَرَثہ کو ملے گا اور زمانۂ اِرتداد میں جو کچھ کمایا ہے اس سے زمانۂ اِرتداد کے دُیُون ادا کرینگے اس کے بعد جو بچے وہ فَئے ہے (یعنی بیت المال میں جمع کروادیا جائے) ("الهداية"، کتاب السير، باب احکام المرتدين، الجزء الثانی، ص٤۰۷ وغيرها)

مسئلہ۲۰: عورت کو طلاق دی تھی وہ ابھی عدت ہی میں تھی کہ شوہر مُرتَد ہوکر دارُالحَرب کو چلا گیا یا حالت اِرتداد میں قتل کیا گیا تو وہ عورت وارث ہوگی۔

("تبيين الحقائق"، کتاب السير، باب المرتدين، ج٤، ص۱۷۷)

مسئلہ۲۱: مُرتَد دارُالحَرب کو چلا گیا یا قاضی نے لِحَاق یعنی دارُالحَرب میں چلے جانے کا حُکم دیدیا تو اس کے مُدَبَّر (یعنی وہ غلام جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے یا ایسے الفاظ کہے ہوں جن سے مولیٰ کے مرنے کے بعد اس کا آزاد ہونا ثابت ہوتا ہو) اور اُمِّ وَلَد (وہ لونڈی جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے) آزاد ہو گئے اور جتنے دُیُون میعادی (وہ قرضے جن کی ادائیگی کا وقت مقرر ہو) تھے ان کی میعاد پوری ہوگئی یعنی اگرچہ ابھی میعاد پوری ہونے میں کچھ زمانہ باقی ہو مگر اسی وقت وہ دَین واجب الادا ہو گئے اور زمانہ اسلام میں جو کچھ وصیّت کی تھی وہ سب باطل ہے۔("فتح القدير"، كتاب السير، باب احكام المرتدين، ج٥، ص٣١٦)

مسئلہ۲۲: مُرتَد ہبہ قبول کرسکتا ہے۔ کنیز (باندی) کو اُمِّ وَلد کرسکتا ہے، یعنی اس کی لونڈی کو حَمل تھا اور زمانۂ اِرتِداد میں بچہ پیدا ہوا تو اس بچہ کے نَسَب کا دعویٰ کرسکتا ہے، کہہ سکتا ہے کہ یہ میرا بچہ ہے، لہٰذا یہ بچہ اس کا وارِث ہوگا اور اس کی ماں اُمِّ وَلد ہو جائیگی۔("الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فى احكام المرتدين، ج٢، ص٢٥٥)

مسئلہ۲۳: مُرتَد دارُالحَرب کو چلا گیا پھر مسلمان ہو کر واپس آیا تو اگر قاضی نے ابھی تک دارُالحَرب جانے کا حُکم نہیں دیا تھا تو تمام اَموال اس کو ملیں گے اور اگر قاضی حُکم دے چکا تھا تو جو کچھ وَرَثہ کے پاس موجود ہے وہ ملے گا اور وَرَثہ جو کچھ خرچ کر چکے یا بیع وغیرہ کر کے انتقالِ مِلک کر چکے (یعنی دوسروں کی ملکیت میں دے چکے) اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔("الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فى احكام المرتدين، ج٢، ص٢٥٥)

تنبیہ: زمانہ حال میں جو لوگ باوجود اِدِّعائے اسلام (اسلام کا دعویٰ کرنے والے، یعنی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود) کَلِماتِ کُفر بکتے ہیں یا کفری عقائد

رکھتے ہیں ان کے اَقوال واَفعال کا بیان حصّہ اوّل میں گزرا۔ یہاں چند دیگر کلماتِ کُفر جو لوگوں سے صادر ہوتے ہیں (یعنی بولتے ہیں) بیان کیے جاتے ہیں تاکہ ان کا بھی علم حاصل ہو اور ایسی باتوں سے توبہ کی جائے اور اسلامی حدود کی محافظت کی جائے۔

مسئلہ ۲۴: جس شخص کو اپنے ایمان میں شک ہو یعنی کہتا ہے کہ مجھے اپنے مومن ہونے کا یقین نہیں یا کہتا ہے معلوم نہیں میں مومن ہوں یا کافِر وہ کافِر ہے۔ہاں اگر اُس کا مطلب یہ ہو کہ معلوم نہیں میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا نہیں تو کافِر نہیں۔ جو شخص ایمان و کُفر کو ایک سمجھے یعنی کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے خدا کو سب پسند ہے وہ کافِر ہے۔ یوہیں (یونہی) جو شخص ایمان پر راضی نہیں یا کُفر پر راضی ہے وہ بھی کافِر ہے۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج۲، ص۲۵۷)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص گناہ کرتا ہے لوگوں نے اسے منع کیا تو کہنے لگا اسلام کا کام اسی طرح کرنا چاہیے یعنی جو گناہ و مَعْصِیت (نافرمانی) کو اسلام کہتا ہے وہ کافِر ہے۔ یوہیں کسی نے دوسرے سے کہا میں مسلمان ہوں اس نے جواب میں کہا تجھ پر بھی لعنت اور تیرے اسلام پر بھی لعنت، ایسا کہنے والا کافِر ہے۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج۲، ص۲۵۷)

مسئلہ ۲۶: اگر یہ کہا خدا مجھے اس کام کے لیے حُکم دیتا جب بھی نہ کرتا تو کافِر ہے۔ یوہیں ایک نے دوسرے سے کہا میں اور تم خدا کے حُکم کے مُوافِق کام کریں دوسرے نے کہا میں خدا کا حُکم نہیں جانتا یا کہا یہاں کسی کا حُکم نہیں چلتا۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج۲، ص۲۵۸)

مسئلہ ۲۷: کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بوڑھا ہے مرتا نہیں اس کے لیے یہ کہنا کہ

اسے اللہ میاں بھول گئے ہیں یا کسی زبان دراز آدمی (گستاخ، بہت زیادہ بکواس کرنے والا) سے یہ کہنا کہ خدا تمھاری زبان کا مُقابلہ کرہی نہیں سکتا میں کس طرح کروں یہ کُفر ہے۔("خلاصة الفتاوی"، كتاب الفاظ الكفر، ج٤، ص٣٨٤) یوہیں ایک نے دوسرے سے کہا اپنی عورت کو قابو میں نہیں رکھتا، اس نے کہا عورتوں پر خدا کو تو قدرت ہے نہیں مجھ کو کہاں سے ہوگی۔

مسئلہ ۲۸: خدا کے لیے مکان ثابت کرنا کُفر ہے کہ وہ مکان سے پاک ہے۔ یہ کہنا کہ او پر خدا ہے نیچے تم یہ کَلِمۂ کُفر ہے۔

("الفتاوی الخانية"، كتاب السير، باب ما يكون كفر...إلخ، ج٢، ص٤٧٠)

مسئلہ ۲۹: کسی سے کہا گناہ نہ کرو ورنہ خدا تجھے جَہَنَّم میں ڈالے گا اس نے کہا میں جَہَنَّم سے نہیں ڈرتا یا کہا خدا کے عذاب کی کچھ پروا نہیں۔ یا ایک نے دوسرے سے کہا تو خدا سے نہیں ڈرتا اُس نے غصہ میں کہا نہیں، یا کہا خدا کیا کرسکتا ہے اس کے سوا کیا کرسکتا ہے کہ دوزخ میں ڈالدے۔ یا کہا خدا سے ڈر اس نے کہا خدا کہاں ہے۔ یہ سب کُفر کے کلمات ہیں۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٠، ٢٦٢)

مسئلہ ۳۰: کسی سے کہا ان شاء اللہ تم اس کام کو کرو گے اس نے کہا میں بغیر ان شاء اللہ کرونگا یا ایک نے دوسرے پر ظُلم کیا مَظلُوم نے کہا خدا نے یہی مقدر کیا تھا ظالم نے کہا میں بغیر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے مقدر کیے کرتا ہوں، یہ کُفر ہے۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج٢، ص٢٦١)

مسئلہ ۳۱: کسی مِسکین نے اپنی محتاجی کو دیکھ کر یہ کہا اے خدا فلاں بھی تیرا بندہ ہے اس

کو تو نے کتنی نعمتیں دے رکھی ہیں اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج و تکلیف دیتا ہے آخر یہ کیا انصاف ہے۔ایسا کہنا کُفر ہے۔

("الفتاوی الھندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲،ص۲۶۲)

حدیث میں ایسے ہی کے لیے فرمایا:"**کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا**" (شعب الإیمان، باب فی الحث علی ترك الغل والحسد، الحدیث:۶۶۱۲، ج۵، ص۲۶۷) محتاجی کُفر کے قریب ہے کہ جب محتاجی کے سبب ایسے نا ملائم کَلِمات صادر ہوں جو کُفر ہیں تو گویا خود محتاجی قریب بکُفر ہے۔

مسئلہ۳۲: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام کی تَصْغِیر کرنا(یعنی بگاڑنا) کُفر ہے۔جیسے کسی کا نام عبدالللّٰہ یا عبدالخالق یا عبدالرحمٰن ہو اُسے پکارنے میں آخر میں الف وغیرہ ایسے حروف ملا دیں جس سے تَصْغِیر سمجھی جاتی ہے (''البحرالرائق''، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین، ج۵، ص۲۰۳)

مسئلہ۳۳: ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اس کا لڑکا باپ کو تلاش کررہا تھا اور روتا تھا کسی نے کہا چپ رہ تیرا باپ **اللّٰہ اللّٰہ** کرتا ہے یہ کہنا کُفر نہیں کیونکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ خدا کی یاد کرتا ہے۔(''الفتاوی الھندیة''، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، ج۲، ص۲۶۳) اور بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ **لا اِلٰـہ** پڑھتا ہے یہ بہت قبیح (بُرا) ہے کہ یہ نفیِ مَحض ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی خدا نہیں اور یہ معنی کُفر ہیں۔

مسئلہ۳۴: انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کی توہین کرنا، انکی جناب میں گستاخی کرنا یا ان کو فَواحِش (شرمناک باتوں) و بےحَیائی کی طرف منسوب کرنا کُفر ہے، مثلاً معاذ**اللّٰہ** یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو زِنا کی طرف نِسبت کرنا۔

("الفتاوی الھندیة"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۶۳)

مسئلہ ۳۵: جو شخص حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تمام انبیا میں آخر نبی نہ جانے یا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے، آپ کے موئے مبارک (مقدس بال) کو تَحقِیر (بے ادبی، توہین، حَقارت) سے یاد کرے، آپ کے لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے، حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ناخن بڑے بڑے کہے یہ سب کُفر ہے۔ بلکہ اگر کسی کے اس کہنے پر کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو کدّو پسند تھا کوئی یہ کہے مجھے پسند نہیں تو بعض عُلَما کے نزدیک کافِر ہے اور حقیقت یہ کہ اگر اس حیثیت سے اُسے ناپسند ہے کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو پسند تھا تو کافِر ہے۔ یوہیں کسی نے یہ کہا کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار اَنگُشت ہائے مبارک چاٹ لیا کرتے تھے، اس پر کسی نے کہا: یہ ادب کے خلاف ہے یا کسی سنت کی تحقیر کرے، مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا یا شملہ لٹکانا، ان کی اِہانت (توہین کرنا) کُفر ہے جبکہ سنت کی توہین مقصود ہو۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع في احكام المرتدين، ج۲، ص۲۶۳)

مسئلہ ۳۶: اب جو اپنے کو کہے میں پیغمبر ہوں اور اسکا مطلب یہ بتائے کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں وہ کافِر ہے یعنی یہ تاویل مَسْمُوع نہیں کہ عرف (یعنی عام بول چال) میں یہ لفظ رسول و نبی کے معنے میں ہے۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع في احكام المرتدين، ج۲، ص۲۶۳)

مسئلہ ۳۷: حضراتِ شَیخَین (یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) کی شان پاک میں سَبّ وَشَتْم (لَعن طَعن کرنا) کرنا، تبرّا کہنا (یعنی اظہار بیزاری کرنا) یا

حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صُحبت یا اِمامت وخِلافت سے انکار کرنا کُفر ہے۔("الفتاوی الهندية"، کتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدين، ج۲، ص۲٦٤ وغيره)

حضرت اُمُّ المومنین صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا کی شانِ پاک میں قَذَف جیسی ناپاک تہمت لگانا یقیناً قطعاً کُفر ہے۔

مسئلہ ۳۸: دُشمن ومَبغُوض (ناپسندیدہ شخص، جس سے بُغض ہو) کو دیکھ کر یہ کہنا مَلَكُ الْمَوْت (موت کا فرشتہ عِزرَائیل عَلَیْہِ السَّلَام) آ گئے یا کہا اسے ویسا ہی دشمن جانتا ہوں جیسا مَلَكُ الْمَوْت کو اس میں اگر مَلَكُ الْمَوْت کو برا کہنا ہے تو کُفر ہے اور موت کی ناپسندیدگی کی بنا پر ہے تو کُفر نہیں۔ یوہیں جبرئیل یا میکائیل یا کسی فِرشتہ کو جو شخص عیب لگائے یا توہین کرے کافِر ہے۔

("الفتاوی الهندية"، کتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدين، ج۲، ص۲٦٦)

مسئلہ ۳۹: قرآن کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ مَسخرہ پن (ہنسی مذاق) کرنا کُفر ہے مثلاً داڑھی مونڈانے سے منع کرنے پر اکثر داڑھی منڈے کہہ دیتے ہیں: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ۳ جس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کلّا صاف کرو۔ یہ قرآن مجید کی تحریف وتبدیل (اصل لَفظ یا معنی میں جان بوجھ کر تبدیلی کرنا) بھی ہے اور اس کے ساتھ مذاق اور دل لگی بھی اور یہ دونوں باتیں کُفر، اسی طرح اکثر باتوں میں قرآن مجید کی آیتیں بے موقع پڑھ دیا کرتے ہیں اور مقصود (قصدوارادہ) ہنسی کرنا ہوتا ہے جیسے کسی کو نماز باجماعت کے لیے بلایا، وہ کہنے لگا میں جماعت سے نہیں بلکہ تنہا پڑھونگا، کیونکہ اللّٰہ تعالٰی فرماتا ہے: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى ("الفتاوی الهندية"، کتاب السير، الباب التاسع فی احکام المرتدين، ج۲، ص۲٦٦)

مسئلہ ۴۰: مَزامیر (گانے باجے کا ہرساز، باجا، بانسری وغیرہ) کے ساتھ قرآن پڑھنا کُفر ہے۔گراموفون میں قرآن سننا منع ہے اگرچہ یہ باجا نہیں بلکہ رکاڈ میں جس قِسم کی آواز بھری ہوتی ہے وہی اس سے نکلتی ہے اگر باجے کی آواز بھری جائے تو باجے کی آواز سننے میں آئیگی اورنہیں تو نہیں مگر گراموفون عموماً لَہو ولَعب (عیش ونَشاط،کھیل کود وغیرہ) کی مجالس میں بجایا جاتا ہےاورایسی جگہ قرآن مجید پڑھنا سَخت ممنوع ہے۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج۲، ص۲۶۷)

مسئلہ ۴۱: کسی سے نماز پڑھنے کو کہا اس نے جواب دیا نماز پڑھتا تو ہوں مگراس کا کچھ نتیجہ نہیں یا کہا تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا یا کہا نماز پڑھ کے کیا کروں کس کے لیے پڑھوں ماں باپ تو مر گئے یا کہا بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا یا کہا پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے غرض اسی قِسم کی بات کرنا جس سے فَرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کُفر ہے۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج۲، ص۲۶۸)

مسئلہ ۴۲: کوئی شخص صرف رَمَضان میں نماز پڑھتا ہے بعد میں نہیں پڑھتا اور کہتا یہ ہے کہ یہی بہت ہے یا جتنی پڑھی یہی زیادہ ہے کیونکہ رمضان میں ایک نماز ستر نماز کے برابر ہے ایسا کہنا کُفر ہے اس لیے کہ اس سے نماز کی فرضیت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج۲، ص۲۶۸)

مسئلہ ۴۳: اذان کی آواز سن کر یہ کہنا کیا شور مچا رکھا ہے اگر یہ قول بروجہ انکار ہو کُفر ہے۔("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج۲، ص۲۶۹)

مسئلہ ۴۴: روزۂ رَمَضان نہیں رکھتا اور کہتا یہ ہے کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے یا

کہتا ہے جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں یا اسی کی قِسم اور باتیں جن سے روزہ کی ہَتک وتحقیر (بے حرمتی) ہو کہنا کُفر ہے۔

مسئلہ ۴۵: عِلمِ دین اور عُلَما کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالمِ عِلمِ دین ہے کُفر ہے۔ یوہیں عالمِ دین کی نقل کرنا مثلاً کسی کو منبر وغیرہ کسی اونچی جگہ پر بٹھائیں اور اس سے مسائل بطور اِستہزا دریافت کریں (ہنسی مذاق کے طور پر مسائل پوچھیں) پھر اسے تکیہ وغیرہ سے ماریں اور مذاق بنائیں یہ کُفر ہے۔("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج۲، ص ۲۷۰) یوہیں شَرع کی توہین کرنا مثلاً کہے میں شَرع وَرَع نہیں جانتا یا عالمِ دین مُحتاط کا فتویٰ پیش کیا گیا اس نے کہا میں فتویٰ نہیں مانتا یا فتویٰ کو زمین پر پٹک دیا۔

مسئلہ ۴۶: کسی شخص کو شریعت کا حُکم بتایا کہ اس مُعامَلہ میں یہ حُکم ہے اس نے کہا ہم شریعت پر عمل نہیں کرینگے ہم تو رَسم کی پابندی کرینگے ایسا کہنا بعض مشائخ کے نزدیک کُفر ہے۔("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج۲، ص۲۷۲)

مسئلہ ۴۷: شراب پیتے وقت یا زِنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت "بسم اللّٰه" کہنا کُفر ہے۔ دو شخص جھگڑ رہے تھے ایک نے کہا "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه" دوسرے نے کہا لَاحَول کا کیا کام ہے یا لَاحَول کو میں کیا کروں یا لَاحَول روٹی کی جگہ کام نہ دیگا۔ یوہیں سُبْحَانَ اللّٰه اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے متعلق اسی قِسم کے الفاظ کہنا کُفر ہے۔("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج۲، ص۲۷۳)

مسئلہ ۴۸: بیماری میں گھبرا کر کہنے لگا تجھے اختیار ہے چاہے کافِر مار یا مسلمان مار۔ یہ کُفر ہے۔ یوہیں مَصائب (مصیبتوں، پریشانیوں) میں مبتلا ہو کر کہنے لگا تو نے میرا مال

لیا اور اولا د لے لی اور یہ لیا وہ لیا اب کیا کریگا اور کیا باقی ہے جو تو نے نہ کیا۔ اس طرح بکنا کُفر ہے۔("الفتاوی الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، ج۲، ص۲۷۵)

مسئلہ ۴۹: مسلمان کو کَلِماتِ کُفر کی تعلیم و تلقین کرنا کُفر ہے اگرچہ کھیل اور مذاق میں ایسا کرے۔ یو ہیں کسی کی عورت کو کُفر کی تعلیم کی اور یہ کہا تو کافِر ہو جا، تا کہ شوہر سے پیچھا چھوٹے تو عورت کُفر کرے یا نہ کرے، یہ کہنے والا کافِر ہو گیا۔

("الفتاوى الخانية"، كتاب السير، باب ما يكون كفراً...إلخ، ج۲، ص۴٦٦)

مسئلہ ۵۰: ہولی (موسمِ بہار میں منایا جانے والا ہندوؤں کا تہوار) اور دِیوالی (ہندوؤں کا تہوار جس میں ایک بت کی پوجا اور خوب روشنی کرتے ہیں) پوجنا کُفر ہے کہ یہ عبادتِ غیر اللّٰـہ ہے۔ کُفّار کے میلوں تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور جُلوسِ مذہبی کی شان و شوکت بڑھانا کُفر ہے جیسے رام لِیلا اور جَنَم اَشٹمی اور رام نُومی وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا۔ یو ہیں ان کے تہواروں کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کُفّار کا تہوار ہے یہ بھی کُفر ہے جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی منانے کے سوا کچھ نہیں۔ یو ہیں کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس ہدیہ کرنا جبکہ مقصود اُس دن کی تعظیم ہو تو کُفر ہے۔

("البحر الرائق"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج۵، ص۲۰۸)

مسلمانوں پر اپنے دین و مذہب کا تَحَفُّظ لازم ہے، دینی حَمِیَّت (دینی جوش وجذبہ) اور دینی غیرت سے کام لینا چاہیے، کافِروں کے کفری کاموں سے الگ رہیں، مگر افسوس کہ مشرکین تو مسلمانوں سے اجتناب کریں اور مسلمان ہیں کہ ان سے اختلاط (میل جول) رکھتے ہیں، اس میں سراسر مسلمانوں کا نقصان ہے۔ اسلام خدا کی

بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور جس بات میں ایمان کا نقصان ہے، اس سے دور بھاگو! ورنہ شیطان گمراہ کر دیگا اور یہ دولت تمھارے ہاتھ سے جاتی رہے گی پھر کف افسوس ملنے (یعنی افسوس کرنے) کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔

اے **اللّٰه**! (عَزَّوَجَلَّ) تُو ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھ اور اپنی ناراضی کے کاموں سے بچا اور جس بات میں تُو راضی ہے اس کی توفیق دے۔ تُو ہر دشواری کو دور کرنے والا ہے اور ہر سختی کو آسان کرنے والا۔

وصلی اللّٰه تعالٰی علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین و الحمد للّٰه رب العالمین

دَیُّوث کی تعریف

جو شخص اپنی بیوی یا کسی مَحرم پر غَیرت نہ کھائے (وہ ''دیُّوث'' ہے) (دُرِّمُختار، ج ٦، ص ١١٣) باوُجُودِ قدرت اپنی زَوجہ، ماں، بہنوں اور جوان بیٹیوں وغیرہ کو گلیوں، بازاروں، شاپنگ سینٹروں اور مَخلُوط تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے، اجنبی پڑوسیوں، نامَحرم رشتے داروں، غیر مَحرم ملازِموں، چوکیداروں اور ڈرائیوروں سے بے تکلُّفی اور بے پردَگی سے مَنع نہ کرنے والے **دَیُّوث** جنّت سے محروم اور جہنَّم کے حقدار ہیں۔

نَجاستوں کا بیان[1]

حدیث۱: صحیح بُخاری ومُسلِم میں اَسما بنتِ ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما سے مروی کہ ایک عورت نے عرض کی یارسول اللہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہم میں جب کسی کے کپڑے کوحَیض کا خون لگ جائے تو کیا کرے؟ فرمایا: ''جب تم میں کسی کا کپڑا حَیض کے خون سے آلودہ ہوجائے تو اسے کھرچے، پھر پانی سے دھوئے تب اُس میں نماز پڑھے۔''

("صحيح البخاري"، كتاب الحيض، باب غسل دم المحيض، الحديث:٣٠٧، ج١، ص١٢٥)

حدیث۲: صَحِیحَین میں ہے اُمُّ المومنین صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کپڑے سے مَنی کو میں دھوتی پھر حضور نماز کوتشریف لے جاتے اوردھونے کا نشان اس میں ہوتا۔

("صحيح البخاري"، كتاب الوضوء، باب غسل المني..إلخ، الحديث:٢٣٠، ج١، ص٩٩)

حدیث۳: صحیح مُسلِم میں ہے فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کپڑے سے مَنی کو مَل ڈالتی، پھر حضوراس میں نماز پڑھتے۔

("صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب حكم المني، الحديث:٢٨٨، ص١٦٦)

حدیث۴: صحیح مُسلِم میں عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُما سے مروی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''چمڑا جب پکالیا جائے پاک ہوجائے گا۔''

("صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، الحديث:٣٦٦، ص١٩٤)

حدیث۵: اِمام مالک اُمُّ المومنین صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا سے راوی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم فرمایا کہ مُردار کی کھالیں جب پکالی جائیں تو انھیں

[1] ......بہارِ شریعت، حصہ۲، ج۱، ص۳۸۸۔

کام میں لایا جائے۔

(المؤطأ للإمام مالك، كتاب الصيد، باب ماجاء في جلود الميتة،الحديث:١١٠٧، ج٢، ص٥٤)

حدیث ٦: امام احمد وابُو داود ونَسائی نے روایت کی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے درندوں کی کھال سے منع فرمایا۔("سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في جلود النمور والسباع، الحديث:٤١٣٢، ج٤، ص٩٣)

حدیث ٧: دوسری روایت میں ہے ان کے پہننے اوران پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

("سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في جلود النمور والسباع، الحديث: ٤١٣١، ج٤، ص٩٣)

نَجاستوں کے متعلق احکام

نَجاست دوقسم ہے، ایک وہ جس کا حکم سخت ہے اس کو غَلِیظَہ کہتے ہیں، دوسری وہ جس کا حکم ہلکا ہے اس کو خَفِیفہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ا: نَجاستِ غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے، بے پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا اور اگر بہ نیتِ اِستخفاف ہے (یعنی ہلکا جانا) تو کفر ہوا اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہِ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا اِعادہ واجب ہے اور قصداً پڑھی تو گنہگار بھی ہوا اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنّت ہے کہ بے پاک کیے نماز ہوگئی مگر خلافِ سنّت ہوئی اور اس کا اِعادہ بہتر ہے۔

مسئلہ ۲: اگر نَجاست گاڑھی ہے جیسے پاخانہ، لِید، گوبر تو درہم کے برابر، یا کم، یا زیادہ کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں اس کے برابر یا کم یا زیادہ ہو اور درہم کا وزن شریعت میں

اس جگہ ساڑھے چار ماشے اور زکوٰۃ میں تین ماشہ $1\frac{1}{5}$ رتی ہے اور اگر پتلی ہو، جیسے آدمی کا پیشاب اور شراب تو درہم سے مراد اس کی لنبائی (لمبائی) چوڑائی ہے اور شریعت نے اس کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی نہ رک سکے، اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنا بڑا درہم سمجھا جائے اور اس کی مقدار تقریباً یہاں کے روپے کے برابر ہے۔

مسئلہ ۳: نجس تیل کپڑے پر گرا اور اسوقت درہم کے برابر نہ تھا، پھر پھیل کر درہم کے برابر ہو گیا تو اس میں علما کو بہت اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ اب پاک کرنا واجب ہو گیا۔(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج ١، ص ٤٧ ،وغيره)

مسئلہ ۴: نَجاستِ خفیفہ کا یہ حکم ہے کہ کپڑے کے حصہ یا بدن کے جس عُضْو میں لگی ہے، اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے [مثلاً دامن میں لگی ہے تو دامن کی چوتھائی سے کم، آستین میں اس کی چوتھائی سے کم۔ یوہیں ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہے] تو معاف ہے کہ اس سے نماز ہو جائے گی اور اگر پوری چوتھائی میں ہو تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج ١، ص ٤٦ و الدر المختار وردالمحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة..إلخ، ج ١، ص ٥٧٨)

مسئلہ ۵: نَجاستِ خفیفہ اور غلیظہ کے جو الگ الگ احکام بتائے گئے، یہ اُسی وقت ہیں کہ بدن یا کپڑے میں لگے اور اگر کسی پتلی چیز جیسے پانی یا سرکہ میں گرے تو چاہے غلیظہ ہو یا خفیفہ، کُل ناپاک ہو جائے گی اگرچہ ایک قطرہ گرے جب تک وہ پتلی چیز حدِ کثرت پر یعنی دَہ در دَہ نہ ہو۔(الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة..إلخ، ج ١، ص ٥٧٩ ،وغيره)

مسئلہ۶: انسان کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے کہ اس سے غُسل یا وُضو واجب ہو نَجاستِ غلیظہ ہے، جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، بھر منہ قے، حَیض و نِفاس و اِستحاضہ کا خون، مَنی، مَذی، وَدی۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج١، ص٤٦)

مسئلہ۷: شہیدِ فقہی[1] کا خون جب تک اس کے بدن سے جدا نہ ہو پاک ہے۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج١، ص٤٦)

مسئلہ۸: دُکھتی آنکھ سے جو پانی نکلے نَجاستِ غلیظہ ہے۔ یوہیں ناف یا پِستان سے درد کے ساتھ پانی نکلے نَجاستِ غلیظہ ہے۔ (الفتاوى الرضوية، ج١، ص٢٦٩، ٢٧٠)

مسئلہ۹: بلغمی رطوبت ناک یا مونھ (منہ) سے نکلے نَجس نہیں اگرچہ پیٹ سے چڑھے اگرچہ بیماری کے سبب ہو۔ (الفتاوى الرضوية، ج١، ص٢٦٣)

مسئلہ۱۰: دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نَجاستِ غلیظہ ہے۔ (الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج١، ص٤٦) یہ جو اکثر عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے محض غلط ہے۔

مسئلہ۱۱: شِیر خوار بچے نے دودھ ڈال دیا اگر بھر منہ ہے نَجاستِ غلیظہ ہے۔

(ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج١، ص٥٦١)

مسئلہ۱۲: خشکی کے ہر جانور کا بہتا خون، مردار کا گوشت اور چربی [یعنی وہ جانور جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے اگر بغیر ذبحِ شَرعی کے مر جائے مردار ہے اگرچہ ذبح کیا گیا ہو جیسے مجوسی یا بُت پرست یا مُرتَد کا ذبیحہ اگرچہ اس نے حلال جانور مثلاً بکری وغیرہ کو ذبح کیا ہو، اس کا

---

[1] ......یعنی وہ جسے غسل نہیں دیا جاتا اس کا بیان کتاب الجنائز باب الشہید میں آئے گا۔۱۲ منہ (صدر الشریعہ)
شہید کے بارے میں تفصیل کیلئے بہارِ شریعت، کتاب الجنائز، شہید کا بیان، حصہ۴، ج۱، ص۸۵۷ ملاحظہ فرمائیے۔ (العلمیۃ)

گوشت پوست سب ناپاک ہوگیا اور اگر حرام جانور ذبحِ شرعی سے ذبح کرلیا گیا تو اس کا گوشت پاک ہوگیا اگرچہ کھانا حرام ہے سوا خنزیر کے کہ وہ نَجس العین ہے کسی طرح پاک نہیں ہوسکتا] حرام چوپائے جیسے کتا، شیر، لومڑی، بلّی، چوہا، گدھا، خچر، ہاتھی، سوئر کا پاخانہ، پیشاب اور گھوڑے کی لِید اور ہر حلال چوپایہ کا پاخانہ جیسے گائے بھینس کا گوبر، بکری اونٹ کی مینگنی اور جو پرند کہ اونچا نہ اُڑے اس کی بِیٹ، جیسے مرغی اور بَط چھوٹی ہو خواہ بڑی اور ہر قسم کی شراب اور نشہ لانے والی تاڑی اور سیندھی اور سانپ کا پاخانہ پیشاب اور اُس جنگلی سانپ اور مینڈک کا گوشت جن میں بہتا خون ہوتا ہے اگرچہ ذبح کیے گئے ہوں۔ یوہیں ان کی کھال اگرچہ پکالی گئی ہو اور سُوئر کا گوشت اور ہڈّی اور بال اگرچہ ذبح کیا گیا ہو یہ سب نَجاستِ غلیظہ ہیں۔

مسئلہ ۱۳: چھپکلی یا گرگٹ کا خون نَجاستِ غلیظہ ہے۔

مسئلہ ۱۴: انگور کا شِیرہ کپڑے پر پڑا تو اگرچہ کئی دن گزر جائیں کپڑا پاک ہے۔

مسئلہ ۱۵: ہاتھی کے سُونڈ کی رُطوبَت اور شیر، کتّے، چیتے اور دوسرے درندے چوپایوں کا لُعاب نَجاستِ غلیظہ ہے۔(الفتاوی القاضی خان،کتاب الطھارۃ، فصل فی النجاسۃ، ج ۱، ص ۱۱، وغیرہ)

مسئلہ ۱٦: جن جانوروں کا گوشت حلال ہے [جیسے گائے، بیل، بھینس، بکری، اونٹ وغیرہا] ان کا پیشاب نیز گھوڑے کا پیشاب اور جس پرند کا گوشت حرام ہے، خواہ شکاری ہو یا نہیں، [جیسے کوّا، چیل، شِکرا، باز، بَہری] اس کی بِیٹ نَجاستِ خفیفہ ہے۔(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطھارۃ، الباب السابع في النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الثاني، ج ۱، ص ٤٨ و نور الإیضاح و مراقي الفلاح، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، ص ٣٧)

مسئلہ ۱۷: چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب دونوں پاک ہیں۔

(الدرالمختار، کتاب الطهارة، باب الانجاس ج ۱، ص ۷٤)

مسئلہ ۱۸: جو پرند حلال اُونچے اُڑتے ہیں جیسے کبوتر، مینا، مرغابی، قاز، ان کی بیٹ پاک ہے۔(الدرالمختار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج ۱، ص ٥٧٧)

مسئلہ ۱۹: ہر چوپائے کی جُگالی کا وہی حکم ہے جو اس کے پاخانہ کا۔

(البحر الرائق، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج ۱، ص ۳۹۹، وغیره)

مسئلہ ۲۰: ہر جانور کے پِتّے کا وہی حکم ہے جو اس کے پیشاب کا، حرام جانوروں کا پِتّا نَجاستِ غلیظہ اور حلال کا نَجاستِ خفیفہ ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، ج ۱، ص ٦٢٠)

مسئلہ ۲۱: نَجاستِ غلیظہ خفیفہ میں مِل جائے تو کُل غلیظہ ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة..إلخ، ج ۱، ص ٥٧٧)

مسئلہ ۲۲: مچھلی اور پانی کے دیگر جانوروں اور کھٹمل اور مچھر کا خون اور خچر اور گدھے کا لعاب اور پسینہ پاک ہے۔(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة..إلخ، ج ۱، ص ٥٧٩، وغیره)

مسئلہ ۲۳: پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی نوک برابر کی بدن یا کپڑے پر پڑ جائیں تو کپڑا اور بدن پاک رہے گا۔

(الفتاوى الهندية، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج ۱، ص ٤٦)

مسئلہ ۲۴: جس کپڑے پر پیشاب کی ایسی ہی باریک چھینٹیں پڑ گئیں، اگر وہ کپڑا پانی میں پڑ گیا تو پانی بھی ناپاک نہ ہوگا۔

مسئلہ۲۵: جوخون زخم سے بہانہ ہو پاک ہے۔("الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۲۸۰)

مسئلہ۲۶: گوشت، تِلّی، کلیجی میں جوخون باقی رہ گیا پاک ہے اوراگر یہ چیزیں بہتے خون میں سَن جائیں تو ناپاک ہیں بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گی۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص٤٦)

مسئلہ۲۷: جو بچہ مُردہ پیدا ہوا اس کو گود میں لے کر نماز پڑھی، اگرچہ اس کو غُسل دے لیا ہو نماز نہ ہوگی اور اگر زندہ پیدا ہو کر مر گیا اور بے نہلائے گود میں لے کر نماز پڑھی جب بھی نہ ہوگی، ہاں اگر اس کو غُسل دے کر گود میں لیا تھا تو ہو جائے گی مگر خلافِ مستحب ہے۔ یہ اَحکام اس وقت ہیں کہ مسلمان کا بچہ ہو اور کافر کا مُردہ بچہ ہے، تو کسی حال میں نماز نہ ہوگی غُسل دیا ہو یا نہیں۔(الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱، ص٤٠٨)

مسئلہ۲۸: اگر نماز پڑھی اور جیب وغیرہ میں شیشی ہے اور اس میں پیشاب یا خون یا شراب ہے تو نماز نہ ہوگی اور جیب میں انڈا ہے اور اس کی زردی خون ہو چکی ہے تو نماز ہو جائے گی۔(غنية المتملي، فصل في الآسار، ص۱۹۷)

مسئلہ۲۹: روئی کا کپڑا اُدھیڑا گیا اور اس کے اندر چوہا سوکھا ہوا ملا، تو اگر اس میں سوراخ ہے تو تین دن تین راتوں کی نمازوں کا اِعادہ کرلے اور سوراخ نہ ہو تو جتنی نمازیں اس سے پڑھی ہیں سب کا اِعادہ کرے۔

(الدرالمختارو ردالمحتار، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱، ص٤٢١)

مسئلہ۳۰: کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نَجاستِ غلیظہ لگی اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے، تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد،

نَجاستِ خَفِیفہ میں بھی مجموعہ ہی پر حکم دیا جائے گا۔

(الدرالمختارو ردالمحتار، کتاب الطهارة، مطلب: إذا صرح...إلخ، ج۱، ص۵۸۲)

مسئلہ ۳۱: حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے، البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر کھانا جائز نہیں۔("الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة،الفصل الثاني،ج۱، ص۴۶)

مسئلہ ۳۲: چُوہے کی مینگنی گیہوں میں مل کر پِس گئی یا تیل میں پڑ گئی تو آٹا اور تیل پاک ہے، ہاں اگر مزے میں فرق آجائے تو نجس ہے اور اگر روٹی کے اندر ملی تو اس کے آس پاس سے تھوڑی سی الگ کردیں باقی میں کچھ حَرَج نہیں۔(الفتاوی الهندية، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۶،۴۸)

مسئلہ ۳۳: ریشم کے کیڑے کی بیٹ اور اس کا پانی پاک ہے۔

(الفتاوی الهندية، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۶)

مسئلہ ۳۴: ناپاک کپڑے میں پاک کپڑا یا پاک میں ناپاک کپڑا لپیٹا اور اس ناپاک کپڑے سے یہ پاک کپڑا نَم ہو گیا تو ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ نَجاست کا رنگ یا بُو اِس پاک کپڑے میں ظاہر نہ ہو، ورنہ نم ہوجانے سے بھی ناپاک ہوجائے گا، ہاں اگر بھیگ جائے تو ناپاک ہوجائے گا اور یہ اسی صورت میں ہے کہ وہ ناپاک کپڑا پانی سے تر ہوا ہو اور اگر پیشاب یا شراب کی تری اس میں ہے تو وہ پاک کپڑا نم ہوجانے سے بھی نجس ہوجائے گا اور اگر ناپاک کپڑا سوکھا تھا اور پاک تر تھا اور اس پاک کی تری سے وہ ناپاک تر ہو گیا اور اس ناپاک کو اتنی تری پہنچی کہ اس سے چُھوٹ کر اس پاک کو لگی تو یہ ناپاک ہو گیا ورنہ نہیں۔(الدرالمختارو ردالمحتار، کتاب الطهارة،مطلب في الفرق بين الاستبراء..إلخ، ج۱، ص۶۱۷)

مسئلہ ۳۵: بھیگے ہوئے پاؤں نَجِس زمین یا بچھونے پر رکھے تو ناپاک نہ ہوں گے، اگرچہ پاؤں کی تری کا اس پر دھبّہ محسوس ہو، ہاں اگر اس زمین یا بچھونے کو اتنی تری

پہنچی کہ اس کی تری پاؤں کو لگی تو پاؤں نجس ہو جائیں گے۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۴۷)

مسئلہ ۳۶: بھیگی ہوئی ناپاک زمین یا نجس بچھونے پر سوکھے ہوئے پاؤں رکھے اور پاؤں میں تری آ گئی تو نجس ہو گئے اور سیل ہے تو نہیں۔(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۴۷)

مسئلہ ۳۷: جس جگہ کو گوبر سے لیسا اور وہ سُوکھ گئی بھیگا کپڑا اُس پر رکھنے سے نَجس نہ ہوگا، جب تک کپڑے کی تری اسے اتنی نہ پہنچے کہ اس سے چھوٹ کر کپڑے کو لگے۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۴۷)

مسئلہ ۳۸: نَجس کپڑا پہن کر یا نجس بچھونے پر سویا اور پسینہ آیا، اگر پسینہ سے وہ ناپاک جگہ بھیگ گئی پھر اُس سے بدن تر ہو گیا تو ناپاک ہو گیا ورنہ نہیں۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۴۷)

مسئلہ ۳۹: ناپاک چیز پر ہوا ہو کر گزری اور بدن یا کپڑے کو لگی تو ناپاک نہ ہوگا۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۴۷)

مسئلہ ۴۰: مِیانی تر تھی اور ہوا نکلی تو کپڑا نجس نہ ہوگا۔ (الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۴۷)

مسئلہ ۴۱: ناپاک چیز کا دھواں کپڑے یا بدن کو لگے تو ناپاک نہیں۔ یوہیں ناپاک چیز کے جلانے سے جو بخارات اُٹھیں ان سے بھی نجس نہ ہوگا اگرچہ ان سے پورا کپڑا بھیگ جائے، ہاں اگر نجاست کا اثر اس میں ظاہر ہو تو نجس ہو جائے گا۔(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۴۷)

مسئلہ۴۲: اُپلے کا دُھواں روٹی میں لگا تو روٹی ناپاک نہ ہوئی۔

مسئلہ۴۳: کوئی نجس چیز دَہ دردَہ پانی میں پھینکی اور اس پھینکنے کی وجہ سے پانی کی چھینٹیں کپڑے پر پڑیں کپڑا نجس نہ ہوگا، ہاں اگر معلوم ہو کہ یہ چھینٹیں اس نجس شے کی ہیں تو اس صورت میں نجس ہو جائے گا۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۷)

مسئلہ۴۴: پاخانہ پر سے مکھیاں اُڑ کر کپڑے پر بیٹھیں کپڑا نجس نہ ہوگا۔(المحيط البرهاني، كتاب الطهارات، الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، ج۱، ص۲۱۶ والفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۷)

مسئلہ۴۵: راستہ کی کیچڑ پاک ہے جب تک اس کا نجس ہونا معلوم نہ ہو، تو اگر پاؤں یا کپڑے میں لگی اور بے دھوئے نماز پڑھ لی ہوگئی مگر دھو لینا بہتر ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب في العفو عن طين الشارع، ج۱، ص۵۸۳)

مسئلہ۴۶: سڑک پر پانی چھڑ کا جا رہا تھا، زمین سے چھینٹیں اُڑ کر کپڑے پر پڑیں، کپڑا نجس نہ ہوا مگر دھو لینا بہتر ہے۔

مسئلہ۴۷: آدمی کی کھال اگرچہ ناخن برابر تھوڑے پانی [یعنی دَہ دردَہ سے کم] میں پڑ جائے، وہ پانی ناپاک ہو گیا اور خود ناخن گر جائے تو ناپاک نہیں۔(منية المصلي، بيان النجاسة، ص۱۰۸)

مسئلہ۴۸: بعد پاخانہ و پیشاب کے ڈھیلوں سے استنجا کرلیا، پھر اس جگہ سے پسینہ نکل کر کپڑے یا بدن میں لگا تو بدن اور کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۸)

مسئلہ۴۹: پاک مٹی میں ناپاک پانی مِلایا تو نجس ہوگئی۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۷)

مسئلہ۵۰: مٹی میں ناپاک بُھس ملایا، اگر تھوڑا ہو تو مُطلقاً پاک ہے اور جو زیادہ ہو تو جب تک خشک نہ ہو، ناپاک ہے۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۷)

مسئلہ۵۱: کتّا بدن یا کپڑے سے چھو جائے، تو اگرچہ اس کا جِسم تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے، ہاں اگر اس کے بدن پر نَجاست لگی ہو تو اور بات ہے یا اس کا لُعاب لگے تو ناپاک کردے گا۔(الفتاوی الرضوية، ج٤، ص٤٠١ والفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، ج۱، ص۴۸)

مسئلہ۵۲: کُتّے وغیرہ کسی ایسے جانور نے جس کا لُعاب ناپاک ہے آٹے میں منہ ڈالا، تو اگر گُندھا ہوا تھا تو جہاں اس کا منہ پڑا، اس کو علیحدہ کردے باقی پاک ہے اور سُوکھا تھا تو جتنا تر ہوگیا وہ پھینک دے۔

مسئلہ۵۳: آبِ مُستَعمَل (1) پاک ہے، نوشادر پاک ہے۔(نور الإيضاح، كتاب الطهارة، ص۳ وردالمحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في العرقيّ الذي يستقطر، ج۱، ص۵۸٤)

مسئلہ۵۴: سوا سُوئر کے تمام جانوروں کی وہ ہڈّی جس پر مردار کی چکنائی نہ لگی ہو اور بال اور دانت پاک ہیں۔(الدرالمختار و ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، ج۱، ص۳۹۸ والفتاوی الرضوية، ج٤، ص٤٧١)

---

(1)......اگر بے وُضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پَورا یا ناخن یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو وُضو میں دھویا جاتا ہو بقصد یا بلا قصد دَہ در دَہ سے کم پانی میں بے دھوئے ہوئے پڑ جائے تو وہ پانی وُضو اور غُسل کے لائق نہ رہا، ایسے پانی کو آبِ مستعمل کہتے ہیں۔

مسئلہ۵۵: عورت کے پیشاب کے مقام سے جو رُطوبت نکلے پاک ہے۔ کپڑے یا بدن میں لگے تو دھونا کچھ ضرور نہیں ہاں بہتر ہے۔(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص٥٦٦)

مسئلہ۵۶: جو گوشت سَڑ گیا، بدبُو لے آیا اس کا کھانا حرام ہے اگرچہ نجس نہیں۔ (الدر المختار وردالمحتار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء ..إلخ، ج۱، ص٦٢٠)

نجس چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ

جو چیزیں ایسی ہیں کہ وہ خود نجس ہیں [جن کو ناپاکی اور نَجاست کہتے ہیں] جیسے شراب یا غلیظ، ایسی چیزیں جب تک اپنی اصل کو چھوڑ کر کچھ اور نہ ہو جائیں پاک نہیں ہو سکتیں، شراب جب تک شراب ہے نجس ہی رہے گی اور سرکہ ہو جائے تو اب پاک ہے۔

مسئلہ۱: جس برتن میں شراب تھی اور سرکہ ہوگئی وہ برتن بھی اندر سے اتنا پاک ہو گیا جہاں تک اس وقت سرکہ ہے، اگر اُوپر شراب کی چھینٹیں پڑی تھیں، تو وہ شراب کے سرکہ ہونے سے پاک نہ ہوگی۔ یوہیں اگر شراب مثلاً منہ تک بھری تھی، پھر کچھ گِر گئی کہ برتن تھوڑا خالی ہوگیا اس کے بعد سرکہ ہوئی تو یہ اوپر کا حصہ جو پہلے ناپاک ہو چکا تھا پاک نہ ہوگا۔ اگر سرکہ اس سے انڈیلا جائے گا تو وہ سرکہ بھی ناپاک ہو جائے گا، ہاں اگر پَلی (یعنی ٹیڑھا چمچہ۔ تیل یا گھی نکالنے کا آلہ) وغیرہ سے نکال لیا جائے تو پاک ہے اور پیاز، لہسن شراب میں پڑ گئے تھے سرکہ ہونے کے بعد پاک ہو گئے۔

مسئلہ۲: شراب میں چوہا گِر کر پھول پَھٹ گیا تو سرکہ ہونے کے بعد بھی پاک نہ

ہوگا اور اگر پھولا پھٹا نہیں تھا تو اگر سرکہ ہونے سے پہلے نکال کر پھینک دیا اس کے بعد سرکہ ہوئی تو پاک ہے اور اگر سرکہ ہونے کے بعد نکال کر پھینکا تو سرکہ بھی ناپاک ہے۔

مسئلہ ۳: شراب میں پیشاب کا قطرہ گر گیا یا کتّے نے منہ ڈال دیا یا ناپاک سرکہ ملا دیا تو سرکہ ہونے کے بعد بھی حرام و نَجس ہے۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۵)

مسئلہ ۴: شراب کو خریدنا یا منگانا یا اُٹھانا یا رکھنا حرام ہے اگرچہ سرکہ کرنے کی نیّت سے ہو۔

مسئلہ ۵: نجس جانور نمک کی کان میں گر کر نمک ہو گیا تو وہ نمک پاک و حلال ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۵)

مسئلہ ۶: اُپلے کی راکھ پاک ہے (الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۴) اور اگر راکھ ہونے سے قبل بُجھ گیا تو ناپاک۔

مسئلہ ۷: جو چیزیں بِذاتِہٖ نجس نہیں بلکہ کسی نَجاست کے لگنے سے ناپاک ہوئیں، ان کے پاک کرنے کے مختلف طریقے ہیں پانی اور ہر رَقیق بہنے والی چیز سے [جس سے نَجاست دور ہو جائے] دھو کر نجس چیز کو پاک کر سکتے ہیں، مثلاً سرکہ اور گلاب کہ ان سے نَجاست کو دور کر سکتے ہیں تو بدن یا کپڑا ان سے دھو کر پاک کر سکتے ہیں۔

فائدہ: بغیر ضرورت گلاب اور سرکہ وغیرہ سے پاک کرنا ناجائز ہے کہ فضول خرچی ہے۔

مسئلہ ۸: مُستَعمَل پانی اور چائے سے دھوئیں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۹: تھوک سے اگر نَجاست دور ہو جائے پاک ہو جائے گا، جیسے بچے نے دودھ

پی کر پستان پر قے کی، پھر کئی بار دودھ پیا یہاں تک کہ اس کا اثر جاتا رہا پاک ہوگئی (الفتاوی الهندیة، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج ١، ص ٤٥) اور شرابی کے منہ کا مسئلہ اوپر گزرا۔

مسئلہ ۱۰: دودھ اور شوربا اور تیل سے دھونے سے پاک نہ ہوگا کہ ان سے نَجاست دور نہ ہوگی۔ (تبيين الحقائق، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج ١، ص ١٩٤)

مسئلہ ۱۱: نَجاست اگر دَلدار ہو [جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ] تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے، اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا (الفتاوی الهندیة، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج ١، ص ٤١) ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نَجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مُستَحَب ہے۔

مسئلہ ۱۲: اگر نَجاست دور ہو گئی مگر اس کا کچھ اثر رنگ یا بُو باقی ہے تو اسے بھی زائل کرنا لازم ہے، ہاں اگر اس کا اثر بِدِقّت جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں تین مرتبہ دھو لیا پاک ہو گیا، صابون یا کھٹائی یا گرم پانی سے دھونے کی حاجت نہیں۔

(الفتاوی الهندیة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج ١، ص ٤٢)

مسئلہ ۱۳: کپڑے یا ہاتھ میں نجس رنگ لگا، یا ناپاک مہندی لگائی تو اتنی مرتبہ دھوئیں کہ صاف پانی گرنے لگے، پاک ہو جائے گا اگر چہ کپڑے یا ہاتھ پر رنگ باقی ہو۔

(فتح القدير، کتاب الطهارات، باب الأنجاس و تطهيرها، ج ١، ص ١٨٤)

مسئلہ ۱۴: زعفران یا رنگ، کپڑا رنگنے کے لیے گھولا تھا اس میں کسی بچے نے پیشاب

کر دیا یا اَور کوئی نَجاست پڑ گئی اس سے اگر کپڑا رنگ لیا تو تین بار دھوڈالیں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۵: گُودنا کہ سوئی چبھو کر اس جگہ سرمہ بھر دیتے ہیں، تو اگر خون اتنا نکلا کہ بہنے کے قابل ہو تو ظاہر ہے کہ وہ خون ناپاک ہے اور سُرمہ کہ اس پر ڈالا گیا وہ بھی ناپاک ہو گیا، پھر اس جگہ کو دھوڈالیں پاک ہو جائے گی اگرچہ ناپاک سُرمہ کا رنگ بھی باقی رہے۔ یوہیں زخم میں راکھ بھر دی، پھر دھولیا پاک ہو گیا اگرچہ رنگ باقی ہو۔

مسئلہ ۱٦: کپڑے یا بدن میں ناپاک تیل لگا تھا، تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جائے گا۔(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الصبغ..إلخ، ج۱، ص ۵۹۱) اگرچہ تیل کی چکنائی موجود ہو، اس تکلُّف کی ضرورت نہیں کہ صابون یا گرم پانی سے دھوئے لیکن اگر مردار کی چربی لگی تھی، تو جب تک اس کی چکنائی نہ جائے پاک نہ ہو گا۔

مسئلہ ۱۷: اگر نَجاست رقیق ہو تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ بقُوَّت نچوڑنے سے پاک ہو گا اور قوّت کے ساتھ نچوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص اپنی طاقت بھر اس طرح نچوڑے کہ اگر پھر نچوڑے تو اس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے، اگر کپڑے کا خیال کر کے اچھی طرح نہیں نچوڑا تو پاک نہ ہو گا۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص ٤۲)

مسئلہ ۱۸: اگر دھونے والے نے اچھی طرح نچوڑ لیا مگر ابھی ایسا ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص جو طاقت میں اس سے زیادہ ہے نچوڑے تو دو ایک بوند ٹپک سکتی ہے، تو اس کے حق میں پاک اور دوسرے کے حق میں ناپاک ہے۔ اس دوسرے کی طاقت کا اعتبار

نہیں، ہاں اگر یہ دھوتا اور اسی قدر نچوڑتا تو پاک نہ ہوتا۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، ج۱، ص۵۹۴)

مسئلہ ۱۹: پہلی اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ پاک کر لینا بہتر ہے اور تیسری بار نچوڑنے سے کپڑا بھی پاک ہوگیا اور ہاتھ بھی اور جو کپڑے میں اتنی تری رہ گئی ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ بوند ٹپکے گی تو کپڑا اور ہاتھ دونوں ناپاک ہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطھارۃ،الباب السابع فی النجاسۃوأحکامھا، الفصل الأول،ج۱،ص۴۲)

مسئلہ ۲۰: پہلی یا دوسری بار ہاتھ پاک نہیں کیا اور اس کی تری سے کپڑے کا پاک حصہ بھیگ گیا تو یہ بھی ناپاک ہوگیا، پھر اگر پہلی بار کے نچوڑنے کے بعد بھیگا ہے تو اسے دو مرتبہ دھونا چاہیے اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ کی تری سے بھیگا ہے تو ایک مرتبہ دھویا جائے۔ یوہیں اگر اس کپڑے سے جو ایک مرتبہ دھو کر نچوڑ لیا گیا ہے، کوئی پاک کپڑا بھیگ جائے تو یہ دو بار دھویا جائے اور اگر دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد اس سے وہ کپڑا بھیگا تو ایک بار دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۱: کپڑے کو تین مرتبہ دھو کر ہر مرتبہ خوب نچوڑ لیا ہے کہ اب نچوڑنے سے نہ ٹپکے گا، پھر اس کو لٹکا دیا اور اس سے پانی ٹپکا تو یہ پانی پاک ہے اور اگر خوب نہیں نچوڑا تھا تو یہ پانی ناپاک ہے۔

مسئلہ ۲۲: دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا ایک ہی حکم ہے کہ ان کا پیشاب کپڑے یا بدن میں لگا ہے، تو تین بار دھونا اور نچوڑنا پڑے گا۔

مسئلہ ۲۳: جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں ہے [جیسے چٹائی، برتن، جُوتا وغیرہ] اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے، یوہیں دو مرتبہ اَور دھوئیں تیسری مرتبہ

جب پانی ٹپکنا بند ہوگیا وہ چیز پاک ہوگئی اسے ہر مرتبہ کے بعد سُوکھانا ضروری نہیں۔ یوہیں جو کپڑا اپنی نازکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اسے بھی یوہیں پاک کیا جائے۔

(البحر الرائق، کتاب الطھارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۴۱۳)

مسئلہ ۲۴: اگر ایسی چیز ہو کہ اس میں نَجاست جَذب نہ ہوئی، جیسے چینی کے برتن، یا مٹی کا پرانا استعمالی چکنا برتن یا لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں کی چیزیں تو اسے فقط تین بار دھولینا کافی ہے، اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہوجائے۔(البحر الرائق، کتاب الطھارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۴۱۴)

مسئلہ ۲۵: ناپاک برتن کو مٹی سے مانجھ لینا بہتر ہے۔

مسئلہ ۲۶: پکایا ہوا چمڑا ناپاک ہوگیا، تو اگر اسے نچوڑ سکتے ہیں تو نچوڑیں ورنہ تین مرتبہ دھوئیں اور ہر مرتبہ اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہوجائے۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الطھارة، الباب السابع في النجاسة وأحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص۴۳)

مسئلہ ۲۷: دَری یا ٹاٹ یا کوئی ناپاک کپڑا بہتے پانی میں رات بھر پڑا رہنے دیں پاک ہوجائے گا اور اصل یہ ہے کہ جتنی دیر میں یہ ظن غالب ہوجائے کہ پانی نَجاست کو بہالے گیا پاک ہوگیا، کہ بہتے پانی سے پاک کرنے میں نچوڑنا شرط نہیں۔

مسئلہ ۲۸: کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہوگیا اور یہ یاد نہیں کہ وہ کون سی جگہ ہے، تو بہتر یہی ہے کہ پورا ہی دھوڈالیں۔ [یعنی جب بالکل نہ معلوم ہو کہ کس حصہ میں ناپاکی لگی ہے اور اگر معلوم ہے کہ مثلاً آستین یا کلی نجس ہوگئی مگر یہ نہیں معلوم کہ آستین یا کلی کا کونسا حصہ ہے تو آستین یا کلی کا دھونا ہی پورے کپڑے کا دھونا ہے] اور اگر انداز سے سوچ کر اس کا کوئی حصہ دھولے جب بھی پاک ہوجائے گا اور جو بلا سوچے ہوئے کوئی ٹکڑا دھولیا جب بھی پاک ہے مگر

اس صورت میں اگر چند نمازیں پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ نجس حصہ نہیں دھویا گیا تو پھر دھوئے اور نمازوں کا اِعادہ کرے اور جو سوچ کر دھولیا تھا اور بعد کو غلطی معلوم ہوئی تو اب دھولے اور نمازوں کے اعادہ کی حاجت نہیں۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۳،وغیره)

مسئلہ ۲۹: یہ ضروری نہیں کہ ایک دم تینوں بار دھوئیں، بلکہ اگر مختلف وقتوں بلکہ مختلف دنوں میں یہ تعداد پوری کی جب بھی پاک ہوجائے گا۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۳،وغیره)

مسئلہ ۳۰: لوہے کی چیز جیسے چُھری، چاقو، تلوار وغیرہ جس میں نہ زنگ ہو نہ نقش و نگار نجس ہوجائے، تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہوجائے گی اور اس صورت میں نَجاست کے دَلدار یا پتلی ہونے میں کچھ فرق نہیں۔ یوہیں چاندی، سونے، پیتل، گلٹ اور ہر قسم کی دھات کی چیزیں پونچھنے سے پاک ہوجاتی ہیں بشرطیکہ نَقشی نہ ہوں اور اگر نقشی ہوں یا لوہے میں زنگ ہو تو دھونا ضروری ہے پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۳،وغیره)

مسئلہ ۳۱: آئینہ اور شیشے کی تمام چیزیں اور چینی کے برتن یا مٹی کے روغنی برتن یا پالش کی ہوئی لکڑی غرض وہ تمام چیزیں جن میں مَسام نہ ہوں کپڑے یا پتّے سے اس قدر پونچھ لی جائیں کہ اثر بالکل جاتا رہے پاک ہوجاتی ہیں۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۳،وغیره)

مسئلہ ۳۲: مَنی کپڑے میں لگ کر خشک ہوگئی تو فقط مَل کر جھاڑنے اور صاف کرنے

سے کپڑا پاک ہوجائے گا اگرچہ بعد مَلنے کے کچھ اس کا اثر کپڑے میں باقی رہ جائے۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة،الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول،ج١،ص ٤٤)

مسئلہ ۳۳: اس مسئلہ میں عورت ومرد اور انسان وحیوان وتندرست ومریضِ جریان سب کی مَنی کا ایک حکم ہے۔(الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج١، ص٥٦٧)

مسئلہ ۳۴: بدن میں اگر مَنی لگ جائے تو بھی اسی طرح پاک ہوجائے گا۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول،ج١،ص ٤٤)

مسئلہ ۳۵: پیشاب کر کے طہارت نہ کی پانی سے نہ ڈھیلے سے اور منی اس جگہ پر گزری جہاں پیشاب لگا ہوا ہے، تو یہ مَلنے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے اور اگر طہارت کر چکا تھا یا منی جَست کر کے نکلی کہ اس موضعِ نَجاست پر نہ گزری تو مَلنے سے پاک ہو جائے گی۔ (الدرالمختار و ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس،ج١، ص٥٦٥، وغيرهما)

مسئلہ ۳۶: جس کپڑے کو مَل کر پاک کرلیا، اگر وہ پانی سے بھیگ جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٤)

مسئلہ ۳۷: اگر منی کپڑے میں لگی ہے اور اب تک تر ہے، تو دھونے سے پاک ہوگا مَلنا کافی نہیں۔(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٤)

مسئلہ ۳۸: موزے یا جوتے میں دَلدار نَجاست لگی، جیسے پاخانہ، گوبر، مَنی تو اگرچہ وہ نَجاست تر ہو کھرَ چنے اور رگڑنے سے پاک ہوجائیں گے۔(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٤)

مسئلہ ۳۹: اور اگر مثل پیشاب کے کوئی پتلی نَجاست لگی ہو اور اس پر مٹی یا راکھ یا ریتا وغیرہ ڈال کر رگڑ ڈالیں جب بھی پاک ہو جائیں گے اور اگر ایسا نہ کیا یہاں تک کہ وہ نَجاست سُوکھ گئی تو اب بے دھوئے پاک نہ ہوں گے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۵٦۲)

مسئلہ ۴۰: ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نَجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے پاک ہوگئی، خواہ وہ ہوا سے سوکھی ہو یا دھوپ یا آگ سے مگر اس سے تَیَمُّم کرنا جائز نہیں نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔ (الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص٤٤)

مسئلہ ۴۱: جس کنویں میں ناپاک پانی ہو پھر وہ کنواں سُوکھ جائے تو پاک ہو گیا۔

مسئلہ ۴۲: درخت اور گھاس اور دیوار اور ایسی اینٹ جو زمین میں جڑی ہو، یہ سب خشک ہو جانے سے پاک ہو گئے اور اگر اینٹ جڑی ہوئی نہ ہو تو خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے۔ یوہیں درخت یا گھاس سوکھنے کے پیشتر کاٹ لیں تو طہارت کے لیے دھونا ضروری ہے۔ (الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص٤٤ والفتاوی الخانية، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التی تصيب الثوب..إلخ، ج۱، ص۱۲)

مسئلہ ۴۳: اگر پتھر ایسا ہو جو زمین سے جدا نہ ہو سکے تو خشک ہونے سے پاک ہے ورنہ دھونے کی ضرورت ہے۔ (الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص٤٤)

مسئلہ ۴۴: چکی کا پتھر خشک ہونے سے پاک ہو جائے گا۔ (النهر الفائق، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۱٤٤)

مسئلہ۴۵: کنکری جو زمین کے اوپر ہے خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی اور جو زمین میں وَصل ہے زمین کے حکم میں ہے۔(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة،الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج ۱، ص ٤٤)

مسئلہ۴۶: جو چیز زمین سے مُتَّصل تھی اور نجس ہوگئی، پھر خشک ہونے کے بعد الگ کی گئی تو اب بھی پاک ہی ہے۔

مسئلہ۴۷: ناپاک مٹی سے برتن بنائے تو جب تک کچے ہیں ناپاک ہیں، بعد پُختہ کرنے کے پاک ہوگئے۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة،الباب السابع في النجاسة وأحكامها،الفصل الأول،ج۱، ص٤٤)

مسئلہ۴۸: تنور یا توے پر ناپاک پانی کا چھینٹا ڈالا اور آنچ سے اس کی تری جاتی رہی اب جو روٹی لگائی گئی پاک ہے۔(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة،الباب السابع في النجاسة وأحكامها،الفصل الأول،ج۱، ص٤٤)

مسئلہ۴۹: اُپلے جلا کر کھانا پکانا جائز ہے۔(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة،الباب السابع في النجاسة وأحكامها،الفصل الأول،ج۱، ص٤٤)

مسئلہ۵۰: جو چیز سوکھنے یا رگڑنے وغیرہ سے پاک ہوگئی، اس کے بعد بھیگ گئی تو ناپاک نہ ہوگی۔(الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة،الباب السابع في النجاسة وأحكامها،الفصل الأول،ج۱، ص٤٤)

مسئلہ۵۱: سُوئر کے سوا ہر جانور حلال ہو یا حرام جبکہ ذبح کے قابل ہو اور **بسم اللّٰه** کہہ کر ذبح کیا گیا، تو اس کا گوشت اور کھال پاک ہے کہ نمازی کے پاس اگر وہ گوشت ہے یا اس کی کھال پر نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی مگر حرام جانور ذبح سے

حلال نہ ہوگا حرام ہی رہے گا۔

مسئلہ۵۲: سُوئر کے سوا ہر مردار جانور کی کھال سکھانے سے پاک ہو جاتی ہے، خواہ اس کو کھاری نمک وغیرہ کسی دوا سے پکایا ہو یا فقط دھوپ یا ہوا میں سُکھا لیا ہو اور اس کی تمام رُطوبت فنا ہو کر بد بو جاتی رہی ہو کہ دونوں صورتوں میں پاک ہو جائے گی اس پر **نماز درست** ہے۔(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الطهارة، باب المياه ،مطلب في أحكام الدباغة ،ج ۱،ص ۳۹۳۔۳۹۵،وغیرہ)

مسئلہ۵۳: درندے کی کھال اگرچہ پکالی گئی ہو نہ اس پر بیٹھنا چاہیے، نہ نماز پڑھنی چاہیے کہ مزاج میں سختی اور تکبر پیدا ہوتا ہے، بکری اور مینڈھے کی کھال پر بیٹھنے اور پہننے سے مزاج میں نرمی اور اِنکسار پیدا ہوتا ہے، کتّے کی کھال اگرچہ پکالی گئی ہو یا وہ ذبح کر لیا گیا ہو استعمال میں نہ لانا چاہیے کہ آئمہ کے اختلاف اور عوام کی نفرت سے بچنا مناسب ہے۔

مسئلہ۵۴: روئی کا اگر اتنا حصہ نَجِس ہے جس قدر دُھننے سے اُڑ جانے کا گمانِ صحیح ہو تو دُھننے سے پاک ہو جائے گی ورنہ بغیر دھوئے پاک نہ ہوگی، ہاں اگر معلوم نہ ہو کہ کتنی نجس ہے تو بھی دُھننے سے پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ۵۵: غلّہ جب پَیر (یعنی اناج صاف کرنے کی جگہ) میں ہو اور اس کی مالش کے وقت بیلوں نے اس پر پیشاب کیا، تو اگر چند شریکوں میں تقسیم ہوا یا اس میں سے مزدوری دی گئی یا خیرات کی گئی تو سب پاک ہو گیا اور اگر کل بِجِنْسِہٖ موجود ہے تو ناپاک ہے، اگر اس میں سے اس قدر جس میں احتمال ہو سکے کہ اس سے زیادہ نجس نہ ہوگا دھو کر پاک کر لیں تو سب پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ۵۶: رانگ، سیسہ پگھلانے سے پاک ہوجاتا ہے۔

مسئلہ۵۷: جمے ہوئے گھی میں چوہا ِگر کر مر گیا تو چوہے کے آس پاس سے نکال ڈالیں، باقی پاک ہے کھاسکتے ہیں اور اگر پتلا ہے تو سب ناپاک ہوگیا اس کا کھانا جائز نہیں، البتہ اس کام میں لا سکتے ہیں جس میں استعمالِ نَجاست ممنوع نہ ہو، تیل کا بھی یہی حکم ہے۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۵)

مسئلہ۵۸: شہد ناپاک ہوجائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے زِیادہ اس میں پانی ڈال کر اتنا جوش دیں کہ جتنا تھا اتنا ہی ہوجائے، تین مرتبہ یوہیں کریں پاک ہوجائے گا۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۲)

مسئلہ۵۹: ناپاک تیل کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اتنا ہی پانی اس میں ڈال کر خوب ہلائیں، پھر اوپر سے تیل نکال لیں اور پانی پھینک دیں، یوہیں تین بار کریں یا اس برتن میں نیچے سوراخ کر دیں کہ پانی بہ جائے اور تیل رہ جائے، یوں بھی تین مرتبہ میں پاک ہوجائے گا یا یوں کریں کہ اتنا ہی پانی ڈال کر اس تیل کو پکائیں یہاں تک کہ پانی جل جائے اور تیل رہ جائے ایسا ہی تین دفعہ میں پاک ہوجائے گا اور یوں بھی کہ پاک تیل یا پانی دوسرے برتن میں رکھ کر اس ناپاک اور اس پاک دونوں کی دھار ملا کر اوپر سے گرائیں مگر اس میں یہ ضرور خیال رکھیں کہ ناپاک کی دھار اس کی دھار سے کسی وقت جدا نہ ہو، نہ اس برتن میں کوئی قطرہ ناپاک کا پہلے سے پہنچا ہو نہ بعد کو ورنہ پھر ناپاک ہوجائے گا، بہتی ہوئی عام چیزیں، گھی وغیرہ کے پاک کرنے کے

بھی یہی طریقے ہیں اور اگر گھی جما ہو، اسے پگھلا کر انھیں طریقوں میں سے کسی طریقہ پر پاک کریں اور ایک طریقہ ان چیزوں کے پاک کرنے کا یہ بھی ہے کہ پرنالے کے نیچے کوئی برتن رکھیں اور چھت پر سے اسی جنس کی پاک چیز یا پانی کے ساتھ اس طرح ملا کر بہائیں کہ پرنالے سے دونوں دھاریں ایک ہو کر گریں سب پاک ہو جائے گا یا اسی جنس یا پانی سے اُبال لیں پاک ہو جائے گا۔(الفتاوی الرضوية، ج٤، ص٣٧٨۔٣٨٠)

مسئلہ ٦٠: جانماز میں ہاتھ، پاؤں، پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا نماز پڑھنے میں پاک ہونا ضروری ہے، باقی جگہ اگر نَجاست ہو نماز میں حَرَج نہیں، ہاں نماز میں نَجاست کے قرب سے بچنا چاہیے۔

مسئلہ ٦١: کسی کپڑے میں نَجاست لگی اور وہ نَجاست اسی طرف رہ گئی، دوسری جانب اس نے اثر نہیں کیا تو اس کو لوٹ کر دوسری طرف جدھر نَجاست نہیں لگی ہے نماز نہیں پڑھ سکتے اگرچہ کتنا ہی موٹا ہو مگر جبکہ وہ نَجاست مَواضِعِ سُجود سے الگ ہو۔

(غنية المتملي، شرائط الصلاة، الشرط الثاني،ص٢٠٢)

مسئلہ ٦٢: جو کپڑا دو تہ کا ہو اگر ایک تہ اس کی نجس ہو جائے تو اگر دونوں ملا کر سی لیے گئے ہوں، تو دوسری تہ پر نماز جائز نہیں اور اگر سِلے نہ ہوں تو جائز ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب في التشبه بأهل الكتاب، ج٢، ص٤٦٧)

مسئلہ ٦٣: لکڑی کا تختہ ایک رُخ سے نجس ہو گیا تو اگر اتنا موٹا ہے کہ موٹائی میں چِر سکے، تو لوٹ کر اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

(غنية المتملي، شرائط الصلاة، الشرط الثاني، ص٢٠٢)

مسئلہ۶۴: جو زمین گوبر سے لیسی گئی اگرچہ سُوکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں، ہاں اگر وہ سُوکھ گئی اور اس پر کوئی موٹا کپڑا اچھالیا، تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں اگرچہ کپڑے میں تری ہو مگر اتنی تری نہ ہو کہ زمین بھیگ کر اس کو تر کر دے کہ اس صورت میں یہ کپڑا نجس ہو جائے گا اور نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ۶۵: آنکھوں میں ناپاک سرمہ یا کاجل لگایا اور پھیل گیا تو دھونا واجب ہے اور اگر آنکھوں کے اندر ہی ہو باہر نہ لگا ہو تو معاف ہے۔

مسئلہ۶۶: کسی دوسرے مسلمان کے کپڑے میں نَجاست لگی دیکھی اور غالب گمان ہے کہ اس کو خبر کرے گا تو پاک کر لے گا تو خبر کرنا واجب ہے۔

(الدرالمختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس،فصل الاستنجاء، ج۱،ص۶۲۲)

مسئلہ۶۷: فاسقوں کے استعمالی کپڑے جن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو پاک سمجھے جائیں گے مگر بے نمازی کے پاجامے وغیرہ میں اِحتیاط یہی ہے کہ رومالی پاک کر لی جائے کہ اکثر بے نمازی پیشاب کر کے ویسے ہی پاجامہ باندھ لیتے ہیں اور کفّار کے ان کپڑوں کے پاک کر لینے میں تو بہت خیال کرنا چاہیے۔

شِکوہ کی تعریف

مصیبت کے وقت واوَیلا کرنے اور صَبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دینے کو شکوہ کہتے ہیں۔(الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية، ج۲،ص۹۸)

جُھوٹ کا بیان[1]

جُھوٹ ایسی بُری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں تمام اَدیان میں یہ حرام ہے اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی، قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت فرمائی اور جُھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی۔ حدیثوں میں بھی اس کی بُرائی ذکر کی گئی، اس کے متعلق بعض احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں **عبداللہ بن مسعود** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، کہ رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''صِدق کو لازم کرلو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے نزدیک صِدِّیق لکھ دیا جاتا ہے اور جُھوٹ سے بچو، کیونکہ جُھوٹ فُجور کی طرف لے جاتا ہے اور فُجور جَہنّم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جُھوٹ بولتا رہتا ہے اور جُھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے نزدیک کَذّاب لکھ دیا جاتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر...إلخ، باب قبح الکذب...إلخ، الحدیث:۲۶۰۷، ص۱۴۰۵)

حدیث ۲: تِرمذی نے اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور وہ باطل ہے [یعنی جھوٹ چھوڑنے کی چیز ہی ہے] اس کے لیے جنت کے کِنارے میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے جھگڑا کرنا چھوڑا اور وہ حق پر ہے یعنی باوجود حق پر ہونے کے جھگڑا نہیں کرتا، اس کے لیے وَسْطِ جنت میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے اپنے

[1] ...... بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ج ۳، ص ۵۱۵

اَخلاق اچھے کیے،اس کے لیے جنت کے اعلیٰ درجہ میں مکان بنایا جائے گا۔''

(جامع الترمذي، ابواب البر والصلة، باب ماجاء في المراء، الحديث: ۲۰۰۰، ج۳،ص ۴۰۰)

حدیث ۳: تِرْمِذی نے ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے،اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہوجاتا ہے۔'' (جامع الترمذي، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في الصدق و الكذب، الحديث: ۱۹۷۹، ج۳،ص ۳۹۲)

حدیث ۴: ابوداود نے سُفْیان بن اَسِید[1] حَضْرَمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ ''بڑی خِیانت کی یہ بات ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے اس بات میں سچا جان رہا ہے اور تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔'' (سنن أبي داود، كتاب الادب، باب في المعاريض، الحديث: ۴۹۷۱، ج۴،ص ۳۸۱)

حدیث ۵: امام احمد و بَیْہَقی نے ابواُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''مومن کی طبع میں تمام خصلتیں ہوسکتی ہیں مگر خِیانت اور جھوٹ۔'' (المسند للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ۲۲۲۳۲، ج۸، ص۲۷۶) یعنی یہ دونوں چیزیں ایمان کے خلاف ہیں، مومن کو ان سے دور رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

حدیث ۶: امام مالک و بَیْہَقی نے صَفْوان بن سُلَیم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا گیا، کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر

[1] ...... بہارِ شریعت میں اس مقام پر ''سفیان بن اسعد'' (رضی اللہ تعالٰی عنه) لکھا ہوا ہے جبکہ ''سنن ابی داود'' میں ''سفیان بن اَسِید'' (رضی اللہ تعالٰی عنه) مذکور ہے، لہٰذا متن میں تصحیح کر دی گئی ہے۔

عرض کی گئی، کیا مومن بخیل ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر کہا گیا، کیا مومن کذّاب (جھوٹا) ہوتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔

(الموطأ، كتاب الكلام، باب ماجاء في الصدق و الكذب، الحديث: ۱۹۱۳، ج۲، ص۴٦۸)

حدیث ۷: امام احمد نے حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ ایمان سے مُخالِف ہے۔'' (المسند للإمام أحمد بن حنبل،مسند أبي بكر الصديق، الحديث:١٦، ج١،ص٢٢ والسنن الكبرىٰ للبيهقى،كتاب الشهادات،باب من كان منكشف الكذب مظهره،الحديث:٢٠٨٢٦، ج١٠،ص٣٣٢)

حدیث ۸: امام احمد نے ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''بندہ پورا مومن نہیں ہوتا جب تک مذاق میں بھی جھوٹ کو نہ چھوڑ دے اور جھگڑا کرنا نہ چھوڑ دے، اگرچہ سچا ہو۔''

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٨٦٣٨،ج٣،ص٢٦٨)

حدیث ۹: امام احمد و ترمذی و ابوداود و دارمی نے بروایت بَہز بن حَکِیم عن اَبِیہ عن جَدّہ روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ہلاکت ہے اس کے لیے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔'' (جامع الترمذي، ابواب الزهد، باب ماجاء من تكلم بالكلمة ليضحك الناس، الحديث: ٢٣٢٢،ج٤،ص١٤٢)

حدیث ۱۰: بیہقی نے ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''بندہ بات کرتا ہے اور محض اس لیے کرتا ہے

کہ لوگوں کو ہَنسائے اس کی وجہ سے جَہَنَّم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان و زمین کے درمیان کے فاصلہ سے زیادہ ہے اور زبان کی وجہ سے جتنی لَغزِش ہوتی ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جتنی قدم سے لغزش ہوتی ہے۔'' (شعب الإیمان، باب في حفظ اللسان، الحدیث: ٤٨٣٢، ج٤، ص٢١٣ ومشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان..إلخ، الفصل الثاني، الحدیث: ٤٨٣٦، ج٣، ص٤١)

حدیث ۱۱: ابوداود و بَیہَقی نے عبد اللّٰہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہتے ہیں: رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے مکان میں تشریف فرما تھے۔ میری ماں نے مجھے بلایا کہ آ ؤ تمھیں دوں گی۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا: کیا چیز دینے کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا، کھجور دوں گی۔ ارشاد فرمایا: ''اگر تو کچھ نہیں دیتی تو یہ تیرے ذِمَّہ جھوٹ لکھا جاتا۔''

(سنن أبي داود، کتاب الادب، باب التشدید في الکذب، الحدیث: ٤٩٩١، ج٤، ص٣٨٧)

حدیث ۱۲: بَیہَقی نے ابوبَرزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جھوٹ سے منہ کالا ہوتا ہے اور چغلی سے قَبر کا عذاب ہے۔'' (شعب الإیمان، باب في حفظ اللسان، الحدیث: ٤٨١٣، ج٤، ص٢٠٨)

حدیث ۱۳: صحیح بخاری و مسلم میں اُمِّ کُلثوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان میں اِصلاح کرتا ہے، اچھی بات کہتا ہے اور اچھی بات پہنچاتا ہے۔''

("صحیح مسلم"، کتاب البر...إلخ، باب تحریم الکذب...إلخ، الحدیث: ٢٦٠٥، ص١٤٠٤)

یعنی ایک کی طرف سے دوسرے کے پاس اچھی بات کہتا ہے جو بات اس

نے نہیں کہی ہے وہ کہتا ہے، مثلاً اس نے تمھیں سلام کہا ہے، تمھاری تعریف کرتا تھا۔

حدیث ۱۴: ترمذی نے اَسما بنتِ یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت کی، کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جھوٹ کہیں ٹھیک نہیں مگر تین جگہوں میں، مرد اپنی عورت کو راضی کرنے کے لیے بات کرے اور لڑائی میں جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان میں صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا۔'' (جامع الترمذي، ابواب البر والصلة، باب ماجاء في اصلاح ذات البين، الحديث: ۱۹۴۵، ج۳، ص۳۷۷)

مسئلہ ۱: تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گناہ نہیں۔

ایک: جنگ کی صورت میں، کہ یہاں اپنے مُقابِل کو دھوکا دینا جائز ہے، اسی طرح جب ظالم ظُلم کرنا چاہتا ہو اس کے ظُلم سے بچنے کے لیے بھی جائز ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ دو مسلمانوں میں اختلاف ہے اور یہ ان دونوں میں صلح کرانا چاہتا ہے، مثلاً ایک کے سامنے یہ کہدے کہ وہ تمھیں اچھا جانتا ہے، تمھاری تعریف کرتا تھا یا اس نے تمھیں سلام کہلا بھیجا ہے اور دوسرے کے پاس بھی اسی قسم کی باتیں کرے تاکہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ بی بی کو خوش کرنے کے لیے کوئی بات خلاف واقع کہدے۔ (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج۵، ص۳۵۲)

مسئلہ ۲: توریہ یعنی لَفْظ کے جو ظاہر معنی ہیں وہ غلط ہیں مگر اس نے دوسرے معنی مراد لیے جو صحیح ہیں، ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ توریہ کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لیے بلایا وہ کہتا ہے میں نے کھانا کھالیا۔ اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اس وقت کا کھانا کھالیا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں

داخل ہے۔(الفتاوی الهندية، کتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج٥، ص٣٥٢)

مسئلہ ۳: اِحیائے حق کے لیے توریہ جائز ہے مثلاً شفیع کورات میں جائداد مَشفُوعہ کی بیع کا عِلم ہوا اوراس وقت لوگوں کو گواہ نہ بنا سکتا ہو تو صُبح کو گواہوں کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے بیع کا اس وقت عِلم ہوا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ لڑکی کورات کو حیض آیا اور اس نے خَیارِ بُلُوغ کے طور پر اپنے نَفس کو اختیار کیا مگر گواہ کوئی نہیں ہے تو صُبح کو لوگوں کے سامنے یہ کہہ سکتی ہے کہ میں نے اِس وقت خون دیکھا۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٧٠٤)

مسئلہ ۴: جس اچھے مقصد کو سچ بول کر بھی حاصل کیا جاسکتا ہو اور جھوٹ بول کر بھی حاصل کرسکتا ہو، اس کے حاصل کرنے کے لیے جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ سے حاصل کرسکتا ہو، سچ بولنے میں حاصل نہ ہوسکتا ہو تو بعض صورتوں میں کذب بھی مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے، جیسے کسی بے گناہ کو ظالم شخص قتل کرنا چاہتا ہے یا اِیذا دینا چاہتا ہے وہ ڈر سے چھپا ہوا ہے، ظالم نے کسی سے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے؟ یہ کہہ سکتا ہے مجھے معلوم نہیں اگرچہ جانتا ہو یا کسی کی اَمانت اس کے پاس ہے کوئی اسے چھیننا چاہتا ہے پوچھتا ہے کہ اَمانت کہاں ہے؟ یہ انکار کرسکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس اس کی اَمانت نہیں۔(ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٧٠٥)

مسئلہ ۵: کسی نے چھپ کر بے حیائی کا کام کیا ہے، اس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے یہ کام کیا؟ وہ انکار کرسکتا ہے کیونکہ ایسے کام کو لوگوں کے سامنے ظاہر کردینا یہ دوسرا گناہ ہوگا۔ اسی طرح اگر اپنے مسلم بھائی کے بھید پر مُطَّلع ہو تو اس کے بیان کرنے سے بھی انکار کرسکتا ہے۔(ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٧٠٥)

مسئلہ ٦: اگر سچ بولنے میں فساد پیدا ہوتا ہو تو اس صورت میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور اگر جھوٹ بولنے میں فساد ہوتا ہو تو حرام ہے اور اگر شک ہو معلوم نہیں کہ سچ بولنے میں فساد ہوگا یا جھوٹ بولنے میں، جب بھی جھوٹ بولنا حرام ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص ۷۰۵)

مسئلہ ۷: جس قسم کے مُبالَغہ کا عادۃً رواج ہے لوگ اسے مُبالَغہ ہی پر محمول کرتے ہیں اس کے حقیقی معنی مراد نہیں لیتے وہ جھوٹ میں داخل نہیں، مثلاً یہ کہا کہ میں تمھارے پاس ہزار مرتبہ آیا یا ہزار مرتبہ میں نے تم سے یہ کہا۔ یہاں ہزار کا عدد مراد نہیں بلکہ کئی مرتبہ آنا اور کہنا مراد ہے، یہ لَفظ ایسے موقع پر نہیں بولا جائے گا کہ ایک ہی مرتبہ آیا ہو یا ایک ہی مرتبہ کہا ہو اور اگر ایک مرتبہ آیا اور یہ کہہ دیا کہ ہزار مرتبہ آیا تو جھوٹا ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص ۷۰۵)

مسئلہ ۸: تَعْرِیض [1] کی بعض صورتیں جن میں لوگوں کا دل خوش کرنا اور مزاح مقصود ہو جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ ''جنت میں بُڑھیا نہیں جائے گی۔'' (جامع الترمذي، ابواب الشمائل، باب ماجاء في صفة... إلخ، الحدیث: ۲۳۹، ج۵، ص ۵٤٥)

یا ''میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔'' (جامع الترمذي، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في المزاح، الحدیث: ۱۹۹۱، ج۳، ص ۳۹۹ و ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص ۷۰٦)

---

1 ...... **تعریض:** ایسا کلام کرنا جس کی مراد سننے والا بغیر صراحت نہ سمجھ سکے۔ (التعریفات للجُرجانی)

غیبت اور چغلی (1)

حدیث۳۴: صحیح بخاری ومسلم میں ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''سب سے زیادہ بُرا قیامت کے دن اس کو پاؤ گے، جو ذوالوجہین ہو۔'' ("صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب ماقيل في ذي الوجهين، الحديث: ٦٠٥٨، ج٤، ص١١٥)

یعنی دو رُخا آدمی کہ ان کے پاس ایک منہ سے آتا ہے اور ان کے پاس دوسرے منہ سے آتا ہے یعنی منافقوں کی طرح کہیں کچھ کہتا ہے اور کہیں کچھ کہتا ہے، یہ نہیں کہ ایک طرح کی بات سب جگہ کہے۔

حدیث۳۵: دارمی نے عمار بن یاسر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما سے روایت کی، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں دو رُخا ہوگا، قیامت کے دن آگ کی زبان اس کے لیے ہوگی۔'' (سنن الدارمي، كتاب الرقائق، باب ما قيل في ذي الوجهين، الحديث: ٢٧٦٤، ج٢، ص٤٠٥) ابُو داود کی روایت میں ہے کہ ''اس کے لیے دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔''

("سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في ذي الوجهين، الحديث: ٤٨٧٣، ج٤، ص٣٥٢)

حدیث۳۶: صحیح بُخاری ومُسلِم میں حُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ ''جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔''

("صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب بيان غلظ تحريم النميمة، الحديث: ١٠٥، ص٦٧)

---

1 ...... بہار شریعت، حصہ ۱۶، ج ۳، ص ۵۲۵۔

حدیث ۳۷: بَیہَقی نے شُعَبُ الایمان میں عبدالرحمٰن بن غَنم واَسمابنتِ یزید رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہُمَا سے روایت کی کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نیک بندے وہ ہیں کہ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے بُرے بندے وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں، دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں اور جو شخص جرم سے بری ہے، اس پر تکلیف ڈالنا چاہتے ہیں۔'' (شعب الإيمان، باب في الاصلاح بين الناس.. إلخ، الحديث: ۱۱۱۰۸، ج۷، ص۴۹۴ و مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان.. إلخ، الحديث: ۴۸۷۱، ج۳، ص۴۶)

حدیث ۳۸: صحیح مُسلِم میں ابوہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہُ سے مروی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''تمھیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) ورسول (صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس چیز کے ساتھ ذکر کرے جو اسے بری لگے۔ کسی نے عرض کی، اگر میرے بھائی میں وہ موجود ہو جو میں کہتا ہوں (جب تو غیبت نہیں ہوگی)۔ فرمایا: ''جو کچھ تم کہتے ہو، اگر اس میں موجود ہے جب ہی تو غیبت ہے اور جب تم ایسی بات کہو جو اس میں ہو نہیں، یہ بہتان ہے۔'' (صحيح مسلم كتاب البر والصلة.. إلخ، باب تحريم الغيبة، الحديث: ۷۰-(۲۵۸۹)، ص۱۳۹۷)

حدیث ۳۹: امام احمد و ترمذی وابو داود نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہَا سے روایت کی، کہتی ہیں، میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا، صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہَا کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ایسی ہیں ایسی ہیں یعنی پستہ قد ہیں، حضور (صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا کہ ''تم نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر سمندر میں

ملایا جائے تو اس پر غالب آجائے۔'' (سنن أبي داود، كتاب الادب، باب في الغيبة، الحديث:٤٨٧٥،ج٤،ص٣٥٣)

یعنی کسی پستہ قد کو ناٹا ٹھگنا کہنا بھی غیبت میں داخل ہے، جبکہ بلا ضرورت ہو۔

حدیث ۴۰: بَیہقی نے ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا سے روایت کی، دوشخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور وہ دونوں روزہ دار تھے، جب نماز پڑھ چکے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''تم دونوں وضو کرو اور نماز کا اِعادہ کرو اور روزہ پورا کرو اور دوسرے دن اس روزہ کی قضا کرنا۔ انھوں نے عرض کی، یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ حکم کس لیے؟ ارشاد فرمایا: ''تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔'' (شعب الإيمان، باب في تحريم اعراض الناس، الحديث: ٦٧٢٩، ج٥، ص٣٠٣)

حدیث ۴۱: تِرمذی نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقل کروں، اگرچہ میرے لیے اتنا اتنا ہو۔'' (جامع الترمذي، ابواب صفة القيامة..إلخ، باب:١١٦،الحديث: ٢٥١٠،ج٤،ص٢٢٦) یعنی نقل کرنا دنیا کی کسی چیز کے مقابل میں درست نہیں ہوسکتا۔

حدیث ۴۲: بَیہقی نے شعب الایمان میں ابُوسعید و جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا سے روایت کی، کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسولَ اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) زنا سے زیادہ سخت غیبت کیونکر ہے۔ فرمایا کہ ''مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے، اللّٰہ تعالٰی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی، جب

تک وہ نہ معاف کردے جس کی غیبت کی ہے۔'' (شعب الإيمان، باب في تحريم اعراض الناس، الحديث: ٦٧٤١، ج٥، ص٣٠٦) اور اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی روایت میں ہے کہ ''زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کی توبہ نہیں ہے۔'' (شعب الإيمان، باب في تحريم اعراض الناس، الحديث: ٦٧٤٢، ج٥، ص٣٠٦)

حدیث ۴۳: بَیۡہَقی نے دعواتِ کبیر میں اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت کی، کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ غیبت کے کفارہ میں یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے، اس کے لیے اِستِغفار کرے، یہ کہے: اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لَنَا وَلَہٗ.

(مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان..إلخ، الفصل الثالث، الحديث: ٤٨٧٧، ج٣، ص٤٧) ''الٰہی! ہمیں اور اسے بخش دے۔''

حدیث ۴۴: ابُو داود نے ابوہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت کی، کہ ماعِز اَسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو جب رجم کیا گیا تھا، دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے، ایک نے دوسرے سے کہا، اسے تو دیکھو کہ **اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) نے اس کی پردہ پوشی کی تھی مگر اس کے نفس نے نہ چھوڑا، کتے کی طرح رجم کیا گیا۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے سن کر سکوت فرمایا۔ کچھ دیر تک چلتے رہے، راستہ میں مرا ہوا گدھا ملا جو پاؤں پھیلائے ہوئے تھا۔

حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ان دونوں شخصوں سے فرمایا: ''جاؤ اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔'' انھوں نے عرض کی، یا نبی **اللّٰہ**! اسے کون کھائے گا؟ ارشاد فرمایا: ''وہ جو تم نے اپنے بھائی کی آبروریزی کی، وہ اس گدھے کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ (ماعِز)

اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔''

(سنن أبي داود، كتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالك، الحديث:٤٤٢٨، ج٤، ص١٩٧)

حدیث۴۵: امام احمد ونَسائی وابنِ ماجہ وحاکم نے اُسامہ بن شَریک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ سے روایت کی، کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے **اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے بندو! **اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) نے حَرَج اٹھالیا، مگر جو شخص کسی مردِ مُسلِم کی بَطورِ ظلم آبرو ریزی کرے، وہ حرج میں ہے اور ہلاک ہوا۔''

(كنزالعمال، كتاب الاخلاق، قسم الاخلاق، الغيبة، الحديث:٨٠١٤، ج٣، ص٢٣٤)

حدیث۴۶: امام احمد وابُو داود وحاکم نے مُستَورِد بن شَدّاد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ سے روایت کی کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جس شخص کو کسی مردِ مسلم کی بُرائی کرنے کی وجہ سے کھانے کو ملا، **اللّٰہ** تعالیٰ اس کو اتنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جس کو مردِ مسلم کی بُرائی کی وجہ سے کپڑا پہننے کو ملا، **اللّٰہ** تعالیٰ اس کو جہنم کا اتنا ہی کپڑا پہنائے گا۔'' ("سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في الغيبة، الحديث:٤٨٨١، ج٤، ص٣٥٤)

حدیث۴۷: امام احمد وابُو داود نے ابُو بَرزہ اَسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ سے روایت کی، کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے وہ لوگ جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کرے گا، **اللّٰہ** تعالیٰ اس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کرے گا اور جس کی **اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) ٹٹول کرے گا اس کو رسوا کردے گا، اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔''

(سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في الغيبة الحديث: ٤٨٨٠، ج٤، ص٣٥٤)

حدیث ۴۸: امام احمد و ابُو داود نے انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب مجھے معراج ہوئی، ایک قوم پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے منہ اور سینے کو نوچتے تھے۔ میں نے کہا: جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے کہا، ''یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔'' (سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في الغيبة، الحديث:٤٨٧٨، ج٤،ص٣٥٣)

حدیث ۴۹: ابُو داود نے ابوہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں اس کا مال اور اس کی آبرو اور اس کا خون، آدمی کو بُرائی سے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔'' (سنن أبي داود، كتاب الادب، باب في الغيبة، الحديث:٤٨٨٢، ج٤،ص٣٥٤)

حدیث ۵۰: ابُو داود نے مُعاذ بن اَنس جُہَنِّی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جو شخص مسلمان پر کوئی بات کہے اس سے مقصد عیب لگانا ہو، اللّٰہ تعالٰی اس کو پل صراط پر روکے گا جب تک اس چیز سے نہ نکلے جو اس نے کہی۔''

(سنن أبي داود، كتاب الادب، باب من رد عن مسلم غيبة،الحديث:٤٨٨٣،ج٤،ص٣٥٥)

حدیث ۵۱: ابُو داود نے جابر بن عبداللّٰہ اور ابوطلحہ بن سَہل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُم سے روایت کی کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''جہاں مردِ مسلم کی ہَتکِ حُرمت کی جاتی ہو اور اس کی آبروریزی کی جاتی ہو ایسی جگہ جس نے اُس کی

مدد نہ کی ، یعنی یہ خاموش سنتا رہا اور اُن کو منع نہ کیا تو اللّٰہ تعالٰی اس کی مدد نہیں کرے گا جہاں اسے پسند ہو کہ مدد کی جائے اور جو شخص مردِ مسلم کی مدد کرے گا ایسے موقع پر جہاں اُس کی ہتکِ حُرمت اور آبروریزی کی جارہی ہو، اللّٰہ تعالٰی اس کی مدد فرمائے گا ایسے موقع پر جہاں اسے محبوب ہے کہ مدد کی جائے۔''

(سنن أبي داود، كتاب الادب، باب من رد عن مسلم غيبة، الحديث: ٤٨٨٤، ج٤، ص٣٥٥)

حدیث۵۲: شَرحِ سُنَّہ میں انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''جس کے سامنے اسکے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اسکی مدد پر قادر ہو اور مدد کی ، اللّٰہ تعالٰی دنیا اور آخرت میں اس کی مدد کرے گا اور اگر باوجودِ قدرت اس کی مدد نہیں کی تو اللّٰہ تعالٰی دنیا اور آخرت میں اسے پکڑے گا۔''

(مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الحديث: ٤٩٨٠، ج٣، ص٦٩)

حدیث۵۳: بَیہقی نے اَسما بنتِ یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے بھائی کے گوشت سے اس کی غیبت میں روکے یعنی مسلمان کی غیبت کی جارہی تھی، اس نے روکا تو اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) پر حق ہے کہ اُسے جہنم سے آزاد کردے۔''

(شعب الإيمان، باب في التعاون على البر والتقوى، الحديث: ٧٦٤٣، ج٦، ص١١٣)

حدیث۵۴: شَرحِ سُنَّہ میں ابُو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو سے روکے یعنی کسی مسلم کی آبروریزی ہوتی تھی اس نے منع کیا تو اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) پر حق ہے کہ

قیامت کے دن اس کوجہنم کی آگ سے بچائے۔اس کے بعد اِس آیت کی تلاوت کی۔" وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ [1] (شرح السنة، کتاب البر والصلة، باب الذب عن المسلمين، الحديث: ٣٤٢٢، ج٦، ص٤٩٤۔ پ٢١، الروم: ٤٧) "مسلمانوں کی مدد کرنا ہم پرحق ہے۔"

حدیث۵۵: ترمذی واَبوداود نے ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی ہے، اس کی چیزوں کو ہلاک ہونے سے بچائے اور غیبت میں اس کی حفاظت کرے۔" (سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في النصيحة و الحياطة، الحديث: ٤٩١٨، ج٤، ص٣٦٥)

حدیث۵۶: امام احمد وترمذی نے عُقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "جوشخص ایسی چیز دیکھے جس کو چھپانا چاہیے اور اس نے پردہ ڈال دیا یعنی چھپادی تو ایسا ہے جیسے مَوْءُودَہ (یعنی زندہ درگور) کو زندہ کیا۔"

(سنن أبي داود، کتاب الادب، باب في الستر على المسلم، الحديث: ٤٨٩١، ج٤، ص٣٥٧)

حدیث۵۷: ابُونُعَیم نے مَعرِفہ میں شَبِیب بن سعد بَلَوِی سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "بندہ کو قیامت کے دن اس کا دفتر کھلا ہوا ملے گا، وہ اس میں ایسی نیکیاں بھی دیکھے گا جن کو کیا نہیں ہے، عرض کرے گا، اے رب! یہ میرے لیے کہاں سے آئیں؟ میں نے تو انھیں کیا نہیں۔ اس سے کہا جائے گا

[1] ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ہمارے ذمّۂ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔ (پ٢١، الروم: ٤٧)

کہ یہ وہ ہیں جو تیری لاعلمی میں لوگوں نے تیری غیبت کی تھی۔''

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاخلاق، الغیبۃ، رقم: ۸۰۴۳، ج۳،ص۲۳۶)

حدیث ۵۸: ترمذی نے مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''جس نے اپنے بھائی کو ایسے گناہ پر عار دلایا جس سے وہ توبہ کر چکا ہے، تو مرنے سے پہلے وہ خود اس گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔''

(جامع الترمذي، کتاب صفۃ القیامۃ...إلخ، باب:۱۱۸،الحدیث:۲۵۱۳،ج٤،ص۲۲۶)

حدیث ۵۹: ترمذی نے واثلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''اپنے بھائی کی شَماتَت نہ کر یعنی اس کی مصیبت پر اظہارِ مَسَرَّت نہ کر کہ اللّٰہ تعالٰی اس پر رحم کرے گا اور تجھے اس میں مبتلا کر دے گا۔''

(جامع الترمذي، کتاب صفۃ القیامۃ..إلخ، باب:۱۱۹، الحدیث:۲۵۱٤، ج٤،ص۲۲۷)

حدیث ۶۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''میری ساری اُمت عافیت میں ہے مگر مُجاہِرین یعنی جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں یہ عافیت میں نہیں ان کی غیبت اور بُرائی کی جائے گی اور آدمی کی بے باکی سے یہ ہے کہ رات میں اس نے کوئی کام کیا یعنی گناہ کا کام اور خدا نے اس کو چھپایا اور یہ صبح کو خود کہتا ہے، کہ آج رات میں مَیں نے یہ کیا، خدا نے اس پر پردہ ڈالا تھا اور یہ شخص پردۂ الٰہی کو ہٹا دیتا ہے۔'' (صحیح البخاري، کتاب الادب، باب ستر المؤمن علی نفسہ، الحدیث: ۶۰۶۹، ج٤،ص۱۱۸ و صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب النھی عن ھتك الانسان ستر نفسہ، الحدیث:۵۲۔(۲۹۹۰)،ص۱۵۹۵)

حدیث ۶۱: طَبرانی و بیہقی نے بَروایتِ بَہز بن حکیم عَنْ اَبِیہِ عَنْ جَدِّہٖ روایت کی کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''کیا فاجر کے ذکر سے بچتے ہو

اسکو لوگ کب پہچانیں گے، فاجر کا ذکر اس چیز کے ساتھ کرو جو اُس میں ہے، تا کہ لوگ اس سے بچیں۔'' (السنن الکبری للبیهقی، کتاب الشهادات، باب الرجل من اهل الفقه...إلخ، الحدیث: ۲۰۹۱٤، ج۱۰، ص۳٥٤)

حدیث۶۲: بیہقی نے انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جس نے حیا کی چادر ڈال دی اس کی غیبت نہیں۔'' (السنن الکبری للبیهقی، کتاب الشهادات باب الرجل من اهل الفقه..إلخ، الحدیث: ۲۰۹۱٥، ج۱۰، ص۳٥٥) یعنی ایسوں کی بُرائی بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔

حدیث۶۳: طبرانی نے معاویہ بن حیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''فاسق کی غیبت نہیں ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۱۱، ج۱۹، ص٤۱۸)

حدیث۶۴: صحیح مُسلم میں مِقداد بن اَسوَد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''مُبالَغہ کے ساتھ مَدح کرنے والوں کو جب تم دیکھو، تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الزهد..إلخ، باب النهی عن المدح اذا کان فیه افراط..إلخ، الحدیث: ۳۰۰۲، ص۱٥۹۹)

حدیث۶۵: صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اَشعَری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو سنا کہ دوسرے کی تعریف کرتا ہے اور تعریف میں مُبالَغہ کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ''تم نے اسے ہلاک کر دیا یا اسکی پیٹھ توڑ دی۔'' (صحیح البخاري، کتاب الادب، باب ما یکره من التمادح، الحدیث: ٦۰٦۰، ج٤، ص۱۱٥)

حدیث۶۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو بَکْرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، کہتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف

کی، حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا: ''تجھے ہلاکت ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی اس کو تین مرتبہ فرمایا، جس شخص کو کسی کی تعریف کرنی ضروری ہی ہو تو یہ کہے کہ میرے گمان میں فلاں ایسا ہے اگر اس کے علم میں یہ ہو کہ وہ ایسا ہے اور اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) اس کو خوب جانتا ہے اور اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) پر کسی کا تزکیہ نہ کرے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزهد...إلخ، باب النهی عن المدح... إلخ، الحدیث: ۳۰۰۰، ص۱۵۹۹)

یعنی جزم اور یقین کے ساتھ کسی کی تعریف نہ کرے۔

حدیث ۶۷: بیہقی نے انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے، رب تعالٰی غضب فرماتا ہے اور عرشِ الٰہی جُنبش کرنے لگتا ہے۔'' (شعب الإیمان، باب في حفظ اللسان، الحدیث: ۴۸۸۶، ج۴، ص۲۳۰)

مسائلِ فقہیّہ

غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو [جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو] اسکی بُرائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے قرآن مجید میں فرمایا:

لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ[1] (پ۲۶، الحجرات: ۱۲)

تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم بُرا سمجھتے ہو۔

[1] ......ترجمۂ کنزالایمان: ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔ (پ۲۶، الحجرات: ۱۲)

اَحادیث میں بھی غیبت کی بہت بُرائی آئی ہے، چند حدیثیں ذکر کردی گئیں انھیں غور سے پڑھو، اس حرام سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ آج کل مسلمانوں میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے اس سے بچنے کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے، بہت کم مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جو چغلی اور غیبت سے محفوظ ہوں۔

مسئلہ ۱: ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہے اس کی اس ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں، کیونکہ اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کی اس حرکت سے واقف ہوجائیں اور اس سے بچتے رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی نماز اور روزے سے دھوکا کھاجائیں اور مصیبت میں مبتلا ہوجائیں۔ حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ''کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو جو خرابی کی بات اس میں ہے بیان کردو تاکہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور بچیں۔'' (الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۳ وشعب الإيمان، باب في الستر..إلخ،الحديث: ۹۶۶۶، ج۷،ص۱۰۹)

مسئلہ ۲: ایسے شخص کا حال جس کا ذکر اوپر گزرا اگر بادشاہ یا قاضی سے کہا تاکہ اسے سزا ملے اور اپنی حرکت سے باز آجائے یہ چغلی اور غیبت میں داخل نہیں۔ (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة،فصل في البيع، ج۹،ص۶۷۳) یہ حکم فاسق وفاجر کا ہے جس کے شر سے بچانے کے لیے لوگوں پر اس کی بُرائی کھول دینا جائز ہے اور غیبت نہیں۔ اب سمجھنا چاہیے کہ بدعقیدہ لوگوں کا ضَرر فاسق کے ضرر سے بہت زائد ہے فاسق سے جو ضرر پہنچے گا وہ اس سے بہت کم ہے، جو بدعقیدہ لوگوں سے پہنچتا ہے فاسق سے اکثر دنیا کا ضرر ہوتا ہے اور بدمذہب سے تو دین وایمان کی بربادی کا ضرر ہے اور بدمذہب اپنی بدمذہبی

پھیلانے کے لیے نماز روزہ کی بظاہر خوب پابندی کرتے ہیں، تاکہ ان کا وقار لوگوں میں قائم ہو پھر جو گمراہی کی بات کریں گے ان کا پورا اثر ہوگا، لہٰذا ایسوں کی بدمذہبی کا اظہار فاسق کے فِسق کے اظہار سے زیادہ اَہَم ہے اس کے بیان کرنے میں ہرگز دریغ نہ کریں۔

آج کل کے بعض صوفی اپنا تَقَدُّس یوں ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں کسی کی بُرائی نہیں کرنی چاہیے یہ شیطانی دھوکا ہے مخلوقِ خدا کو گمراہوں سے بچانا یہ کوئی معمولی بات نہیں، بلکہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے جس کو ناکارہ تاوِیلات سے چھوڑنا چاہتا ہے اور اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں ہر دل عزیز بنوں، کیوں کسی کو اپنا مخالف کروں۔

مسئلہ۳: یہ معلوم ہے کہ جس میں بُرائی پائی جاتی ہے اگر اس کے والد کو خبر ہو جائے گی تو وہ اس حرکت سے روک دے گا، تو اسکے باپ کو خبر کردے زبانی کہہ سکتا ہو تو زبانی کہے یا تحریر کے ذریعہ مُطَّلع کردے اور اگر معلوم ہے کہ اپنے باپ کا کہا بھی نہیں مانے گا اور باز نہیں آئے گا تو نہ کہے کہ بلاوجہ عداوت پیدا ہوگی۔ اسی طرح بیوی کی شکایت اس کے شوہر سے کی جاسکتی ہے اور رعایا کی بادشاہ سے کی جاسکتی ہے۔ (الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۳) مگر یہ ضرور ہے کہ ظاہر کرنے سے اس کی بُرائی کرنا مقصود نہ ہو بلکہ اصلی مقصد یہ ہو کہ وہ لوگ اس بُرائی کا اِنسِداد (یعنی بُرائی کی روک تھام) کریں اور اس کی یہ عادت چھوٹ جائے۔

مسئلہ۴: کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی بُرائی افسوس کے طور پر کی کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے یہ غیبت نہیں، کیونکہ جس کی بُرائی کی اگر اسے خبر بھی ہوگئی تو اس صورت میں وہ بُرا نہ مانے گا، برا اُس وقت مانے گا جب اسے معلوم ہو کہ اس کہنے والے کا مقصود ہی بُرائی کرنا ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ اس چیز کا اظہار اس نے

حسرت وافسوس ہی کی وجہ سے کیا ہو ورنہ یہ غیبت ہے بلکہ ایک قسم کا نِفاق اور ریا اور اپنی مَدح سَرائی ہے، کیونکہ اس نے مسلمان بھائی کی بُرائی کی اور ظاہر یہ کیا کہ بُرائی مقصود نہیں یہ نفاق ہوا اور لوگوں پر یہ ظاہر کیا کہ یہ کام میں اپنے لیے اور دوسروں کے لیے بُرا جانتا ہوں یہ ریا ہے اور چونکہ غیبت کو غیبت کے طور پر نہیں کیا، لہٰذا اپنے کو صُلَحا میں سے ہونا بتایا یہ تَزکِیَۂ نفس اور خود سَتائی ہوئی۔(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۳)

مسئلہ۵: کسی بستی یا شہر والوں کی بُرائی کی، مثلاً یہ کہا کہ وہاں کے لوگ ایسے ہیں، یہ غیبت نہیں کیونکہ ایسے کلام کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ وہاں کے سب ہی لوگ ایسے ہیں بلکہ بعض لوگ مراد ہوتے ہیں اور جن بعض کو کہا گیا وہ معلوم نہیں، غیبت اس صورت میں ہوتی ہے جب مُعَیَّن و معلوم اَشخاص کی بُرائی ذکر کی جائے اور اگر اس کا مقصود وہاں کے تمام لوگوں کی بُرائی کرنا ہے تو یہ غیبت ہے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۴)

مسئلہ۶: فَقِیہ ابُو اللَّیث نے فرمایا کہ غیبت چار قسم کی ہے:

ایک کفر اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص غیبت کر رہا ہے اس سے کہا گیا کہ غیبت نہ کرو۔ کہنے لگا یہ غیبت نہیں میں سچا ہوں، اس شخص نے ایک حرام قطعی کو حلال بتایا۔

دوسری صورت نفاق ہے کہ ایک شخص کی بُرائی کرتا ہے اور اس کا نام نہیں لیتا مگر جس کے سامنے بُرائی کرتا ہے، وہ اس کو جانتا پہچانتا ہے، لہٰذا یہ غیبت کرتا ہے اور اپنے کو پرہیزگار ظاہر کرتا ہے، یہ ایک قسم کا نِفاق ہے۔

تیسری صورت مَعصِیَت ہے وہ یہ کہ غیبت کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ حرام کام ہے ایسا شخص توبہ کرے۔

چوتھی صورت مُباح ہے وہ یہ کہ فاسقِ مُعلِن یا بدمذہب کی بُرائی بیان کرے، بلکہ جبکہ لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔

(ردالمحتار، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٧٤)

مسئلہ ۷: جو شخص عَلانِیَہ بُرا کام کرتا ہے اور اُس کو اِس کی کوئی پروا نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے، اس کی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں، مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''جس نے حیا کا حجاب اپنے چہرے سے ہٹا دیا، اس کی غیبت نہیں۔'' (ردالمحتار، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٧٤ و شعب الإيمان، باب في الستر..إلخ، الحديث: ٩٦٦٤، ج٧، ص١٠٨)

مسئلہ ۸: جس سے کسی بات کا مشورہ لیا گیا وہ اگر اس شخص کا عیب و بُرائی ظاہر کرے جس کے متعلق مشورہ ہے یہ غیبت نہیں۔ حدیث میں ہے، ''جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔'' (سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی ان المستشار مؤتمن، الحدیث: ٢٨٣١، ج٤، ص٣٧٥) لہٰذا اس کی بُرائی ظاہر نہ کرنا خیانت ہے، مثلاً کسی کے یہاں اپنا یا اپنی اولاد وغیرہ کا نکاح کرنا چاہتا ہے دوسرے سے اس کے متعلق تذکرہ کیا کہ میرا ارادہ ایسا ہے تمھاری کیا رائے ہے اس شخص کو جو کچھ معلومات ہیں بیان کر دینا غیبت نہیں۔

اسی طرح کسی کے ساتھ تجارت وغیرہ میں شرکت کرنا چاہتا ہے یا اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھنا چاہتا ہے یا کسی کے پڑوس میں سُکونَت کرنا چاہتا ہے اور اس

کے متعلق دوسرے سے مشورہ لیتا ہے یہ شخص اس کی بُرائی بیان کرے غیبت نہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۵)

مسئلہ۹: جو بدمذہب اپنی بدمذہبی چھپائے ہوئے ہے جیسا کہ رَوافِض کے یہاں تَقِیَّہ ہے یا آج کل کے بہت سے وہابی بھی اپنی وَہابیَت چھپاتے اور خود کو سُنّی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بدمذہبی کی آہستہ آہستہ تَبلیغ کرتے ہیں۔ انکی بدمذہبی کا اظہار غیبت نہیں کہ لوگوں کو ان کے مکر وشَر سے بچانا ہے اور اگر اپنی بدمذہبی کو چھپاتا نہیں بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے، جب بھی غیبت نہیں کہ وہ عَلانِیَہ بُرائی کرنے والوں میں داخل ہے۔(ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۵)وغیرہ

مسئلہ۱۰: کسی کے ظلم کی شکایت حاکم کے پاس کرنا بھی غیبت نہیں مثلاً یہ کہ فلاں شخص نے مجھ پر یہ ظلم وزیادتی کی ہے، تاکہ حاکم اس کا انصاف ودادرَسی کرے۔ اسی طرح مفتی کے سامنے اِستِفتا پیش کرنے میں کسی کی بُرائی کی کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ یہ کیا ہے اس سے بچنے کی کیا صورت ہے۔ مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ نام نہ لے، بلکہ یوں کہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ساتھ یہ کیا بلکہ زید وعَمْرو سے تعبیر کرے جیسا کہ اس زمانہ میں اِستِفتا کی عموماً یہی صورت ہوتی ہے پھر بھی اگر نام لے دیا جب بھی جائز ہے اس میں بھی قَباحَت نہیں۔

جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا، کہ ہِند نے ابوسُفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے متعلق حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ بخیل ہیں اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو مگر جبکہ میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے لوں، ارشاد فرمایا: کہ ''تم اتنا لے سکتی ہو جو معروف کے ساتھ تمھارے اور بچوں

کے لیے کافی ہو۔'' (ردالمحتار کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٧٥ و صحيح البخاري، كتاب النفقات، باب إذا لم ينفق الرجل...إلخ، الحديث:٥٣٦٤، ج٣،ص٥١٦)

مسئلہ ۱۱: ایک صورت اس کے جواز کی یہ ہے کہ اس سے مقصود مَبِیع کا عیب بیان کرنا ہو مثلاً غلام کو بیچنا چاہتا ہے اور اس غلام میں کوئی عیب ہے چور یا زانی ہے اس کا عیب مُشتَری کے سامنے بیان کر دینا جائز ہے۔ یوہیں کسی نے دیکھا کہ مشتری بائع کو خراب روپیہ دیتا ہے اس سے اس کی حرکت کو ظاہر کر سکتا ہے۔

(ردالمحتار، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٧٥)

مسئلہ ۱۲: ایک صورت جواز کی یہ بھی ہے کہ اس عیب کے ذکر سے مقصود اس کی بُرائی نہیں ہے، بلکہ اس شخص کی معرفت و شناخت مقصود ہے مثلاً جو شخص ان عُیوب کے ساتھ مُلَقَّب ہے تو مقصود معرفت ہے نہ بیانِ عیب۔ جیسے اَعْمیٰ، اَعْمَش، اَعرَج، اَحوَل، صحابۂ کرام میں عبداللّٰہ بن اُمِّ مَکتوم نابینا تھے اور رِوایتوں میں ان کے نام کے ساتھ اعمیٰ آتا ہے۔ مُحَدِّثین میں بڑے زبردست پایہ کے سلیمان اعمش ہیں اَعْمَش کے معنی چندھے کے ہیں یہ لفظ ان کے نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی بعض مرتبہ مَحض پہچاننے کے لیے کسی کو اندھا یا کانا یا ٹھگنا یا لمبا کہا جاتا ہے، یہ غیبت میں داخل نہیں۔ (ردالمحتار، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٧٥)

مسئلہ ۱۳: حدیث کے راوِیوں اور مُقَدَّمہ کے گواہوں اور مُصَنِّفِین پر جَرح کرنا اور ان کے عُیوب بیان کرنا جائز ہے اگر راویوں کی خرابیاں بیان نہ کی جائیں تو حدیثِ صحیح اور غیر صحیح میں اِمتیاز نہ ہو سکے گا۔ اسی طرح مصنفین کے حالات نہ بیان کیے جائیں تو کُتبِ مُعتَمَدَہ و غیر معتمدہ میں فرق نہ رہے گا۔ گواہوں پر جرح نہ کی جائے تو حُقوقِ

مُسلِمین کی نگہداشت نہ ہو سکے گی، اول سے آخر تک گیارہ صورتیں وہ ہیں، جو بظاہر غیبت ہیں اور حقیقت میں غیبت نہیں اور ان میں عیوب کا بیان کرنا جائز ہے، بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے۔(ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٥)

مسئلہ ۱۴: غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے فِعل سے بھی ہوتی ہے۔صَراحت کے ساتھ بُرائی کی جائے یا تَعرِیض و کِنایہ کے ساتھ ہو سب صورتیں حرام ہیں، بُرائی کو جس نَوعِیَت سے سمجھائے گا سب غیبت میں داخل ہے۔تعریض کی یہ صورت ہے کہ کسی کے ذکر کرتے وقت یہ کہا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں ایسا نہیں جس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے کسی کی بُرائی لکھ دی یہ بھی غیبت ہے سر وغیرہ کی حرکت بھی غیبت ہو سکتی ہے، مثلاً کسی کی خوبیوں کا تذکرہ تھا اس نے سر کے اشارہ سے یہ بتانا چاہا کہ اس میں جو کچھ بُرائیاں ہیں ان سے تم واقف نہیں، ہونٹوں اور آنکھوں اور بھوؤں اور زبان یا ہاتھ کے اشارہ سے بھی غیبت ہو سکتی ہے۔ایک حدیث میں ہے، حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں، ایک عورت ہمارے پاس آئی، جب وہ چلی گئی تو میں نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ وہ ٹھگنی ہے۔حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے ارشاد فرمایا کہ ''تم نے اس کی غیبت کی۔''

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٦ و انظر:المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند السيدة عائشة رضی اللّٰه عنها، الحديث: ٢٥١٠٣، ج٩، ص٤٦٣ و شعب الإيمان للبيهقي، باب في تحريم أعراض الناس، الحديث: ٦٧٦٧، ج٥، ص٣١٣)

مسئلہ ۱۵: ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور لنگڑا کر چلے یا جس چال سے کوئی چلتا ہے اس کی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے، بلکہ زبان

سے کہہ دینے سے یہ زیادہ بُرا ہے کیونکہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی اور بات کو سمجھانا پایا جاتا ہے کہ کہنے میں وہ بات نہیں ہوتی۔

(الدرالمختار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۶)

مسئلہ ۱۶: غیبت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کہا کہ ایک شخص ہمارے پاس اس قسم کا آیا تھا یا میں ایک شخص کے پاس گیا جو ایسا ہے اور مُخاطَب کو معلوم ہے کہ فلاں شخص کا ذکر کرتا ہے، اگرچہ مُتَکَلِّم نے کسی کا نام نہیں لیا مگر جب مُخاطَب کو ان لفظوں سے سمجھا دیا تو غیبت ہوگئی کیونکہ جب مخاطَب کو یہ معلوم ہے کہ اس کے پاس فلاں آیا تھا یا یہ فلاں کے پاس گیا تھا تو اب نام لینا نہ لینا دونوں کا ایک حکم ہے، ہاں اگر مخاطَب نے شخصِ مُعَیَّن کو نہیں سمجھا مثلاً اس کے پاس بہت سے لوگ آئے یا یہ بہتوں کے یہاں گیا تھا مخاطَب کو یہ پتا نہ چلا کہ یہ کس کے متعلق کہہ رہا ہے تو غیبت نہیں۔

(الدرالمختار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۶)

مسئلہ ۱۷: جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہوسکتی ہے مرے ہوئے مسلمان کو بُرائی کے ساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے، جبکہ وہ صورتیں نہ ہوں جن میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔ مسلم کی غیبت جس طرح حرام ہے کافرِ ذِمّی کی بھی ناجائز ہے (ذِمی اس کافر کو کہتے ہیں جس کے جان و مال کی حفاظت کا بادشاہ اسلام نے جِزیَہ کے بدلے ذمہ لیا ہو) کہ ان کے حقوق بھی مسلم کی طرح ہیں کافرِ حَربی کی بُرائی کرنا غیبت نہیں۔ (وہ کافر جس نے مسلمانوں سے جزیہ کے عوض عقد ذمّہ (یعنی اپنی جان و مال کی حفاظت کا عہد) نہ کیا ہو، حربی کہلاتا ہے)۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۶)

مسئلہ ۱۸: کسی کی بُرائی اس کے سامنے کرنا اگر غیبت میں داخل نہ بھی ہو جبکہ غیبت

میں پیٹھ پیچھے بُرائی کرنا مُعتَبر ہومگر یہ اس سے بڑھ کر حرام ہے کیونکہ غیبت میں جو وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایذاءِ مُسلم ہے وہ یہاں بَدَرجۂ اَولی پائی جاتی ہے غیبت میں تو یہ اِحتمال ہے کہ اسے اطلاع ملے یا نہ ملے اگر اسے اطلاع نہ ہوئی تو ایذا بھی نہ ہوئی، مگر اِحتمالِ ایذا کو یہاں اِیذا اقرار دے کر شَرعِ مُطَہَّر نے حرام کیا اور منہ پر اس کی مذمت کرنا تو حقیقۃً ایذا ہے پھر یہ کیوں حرام نہ ہو۔(ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۶)

بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں کرتے ہو، وہ نہایت دلیری کے ساتھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کا ڈر اپڑا ہے چلو میں اس کے منہ پر یہ باتیں کہہ دوں گا ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ پیٹھ پیچھے اس کی بُرائی کرنا غیبت وحرام ہے اور منہ پر کہو گے تو یہ دوسرا حرام ہوگا اگر تم اس کے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اس کی وجہ سے غیبت حلال نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۹: غیبت کے طور پر جو عُیوب بیان کیے جائیں وہ کئی قسم کے ہیں، اس کے بدن میں عیب ہو مثلاً اندھا، کانا، لنگڑا، لولا، ہونٹ کٹا، نک چپٹا وغیرہ یا نَسب کے اِعتبار سے وہ عیب سمجھا جاتا ہو مثلاً اس کے نسب میں یہ خرابی ہے اس کی دادی، نانی چَماری تھی، ہندوستان والوں نے پیشہ کو بھی نسب ہی کا حکم دے رکھا ہے، لہٰذا بطورِ عیب کسی کو دُھنا جُولاہا کہنا بھی غیبت وحرام ہے، اَخلاق واَفعال کی بُرائی یا اس کی بات چیت میں خرابی مثلاً ہکلا یا توتلا یا دین داری میں وہ ٹھیک نہ ہو یہ سب صورتیں غیبت میں داخل ہیں، یہاں تک کہ اس کے کپڑے اچھے نہ ہوں یا مکان اچھا نہ ہو ان چیزوں کو بھی اس طرح ذکر کرنا جو اسے بُرا معلوم ہو، ناجائز ہے۔(ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۶)

مسئلہ۲۰: جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے لازم ہے کہ زبان سے انکار کردے مثلاً کہہ دے کہ میرے سامنے اس کی بُرائی نہ کرو۔ اگر زبان سے انکار کرنے میں اس کو خوف واندیشہ ہے تو دل سے اسے بُرا جانے اور اگر ممکن ہو تو یہ شخص جس کے سامنے بُرائی کی جارہی ہے وہاں سے اٹھ جائے یا اس بات کو کاٹ کر کوئی دوسری بات شروع کردے ایسا نہ کرنے میں سننے والا بھی گناہ گار ہوگا، غیبت کا سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔ حدیث میں ہے، ''جس نے اپنے مسلم بھائی کی آبرو غیبت سے بچائی، **اللّٰہ** تعالیٰ کے ذمہ کرم پر یہ ہے کہ وہ اسے جہنم سے آزاد کردے۔''

(ردالمحتار، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٧ ومجمع الزوائد، كتاب الأدب، باب فيمن ذب..إلخ، الحديث: ١٣١٥٠، ج٨، ص١٧٩)

مسئلہ۲۱: جس کی غیبت کی اگر اس کو اس کی خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگنی ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے سامنے یہ کہے کہ میں نے تمہاری اس اس طرح غیبت یا بُرائی کی تم معاف کردو اس سے معاف کرائے اور توبہ کرے تب اس سے بریُ الذِّمہ ہوگا اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی ہو تو توبہ اور نَدامت کافی ہے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٧)

مسئلہ۲۲: جس کی غیبت کی ہے اسے خبر نہ ہوئی اور اس نے توبہ کرلی اس کے بعد اسے خبر ملی کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے آیا اس کی توبہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس میں علما کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ توبہ صحیح ہے **اللّٰہ** تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمادے گا، جس نے غیبت کی اس کی مغفرت توبہ سے ہوئی اور جس کی غیبت کی گئی اس کو جو تکلیف پہنچی اور اس نے درگزر کیا، اس وجہ سے اس کی مغفرت ہوجائے گی۔

اور بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ مُعلَّق رہے گی اگر وہ شخص جس کی غیبت ہوئی خبر پہنچنے سے پہلے ہی مرگیا تو توبہ صحیح ہے اور توبہ کے بعد اسے خبر پہنچ گئی تو صحیح نہیں، جب تک اس سے معاف نہ کرائے۔ بہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضرور ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۷)

مسئلہ ۲۳: معافی مانگنے میں یہ ضرور ہے کہ غیبت کے مقابل میں اُس کی ثناءِ حَسن کرے اور اس کے ساتھ اظہارِ محبت کرے کہ اس کے دل سے یہ بات جاتی رہے اور فرض کرو اس نے زبان سے معاف کردیا مگر اس کا دل اس سے خوش نہ ہوا تو اس کا معافی مانگنا اور اظہارِ محبت کرنا غیبت کی بُرائی کے مقابل ہوجائے گا اور آخرت میں مُؤاخَذَہ نہ ہوگا۔(ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۷)

مسئلہ ۲۴: اس نے معافی مانگی اور اس نے معاف کردیا مگر اس نے سچائی اور خُلوصِ دل سے معافی نہیں مانگی تھی محض ظاہری اور نمائشی یہ معافی تھی تو ہوسکتا ہے کہ آخرت میں مؤاخَذَہ ہو، کیونکہ اس نے یہ سمجھ کر معاف کیا تھا کہ یہ خلوص کے ساتھ معافی مانگ رہا ہے۔(ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۷)

مسئلہ ۲۵: امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی یہ فرماتے ہیں کہ جس کی غیبت کی وہ مرگیا یا کہیں غائب ہوگیا اس سے کیونکر معافی مانگے یہ معاملہ بہت دشوار ہوگیا، اس کو چاہیے کہ نیک کام کی کثرت کرے تاکہ اگر اس کی نیکیاں غیبت کے بدلے میں اسے دے دی جائیں، جب بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۷)

مسئلہ ۲۶: اگراس کی ایسی بُرائیاں بیان کی ہیں جن کووہ چھپاتا تھا یعنی یہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ ان پر مُطَّلع ہوں تو معافی مانگنے میں ان عیوب کی تفصیل نہ کرے، بلکہ مُبہَم طور پر یہ کہدے کہ میں نے تمھارے عیوب لوگوں کے سامنے ذکر کیے ہیں تم معاف کردو اور اگر ایسے عیوب نہ ہوں تو تفصیل کے ساتھ بیان کرے۔ اسی طرح اگر وہ باتیں ایسی ہوں جن کے ظاہر کرنے میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو ظاہر نہ کرے بعض علماء کا یہ قول ہے کہ حُقوقِ مَجْہُولَہ کو معاف کردینا بھی صحیح ہے اور اس طرح بھی معافی ہوسکتی ہے، لہٰذا اس قول پر بنا کی جائے اور ایسی خاص صورتوں میں تفصیل نہ کی جائے۔(ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص٦٧٧)

مسئلہ ۲۷: دو شخصوں میں جھگڑا تھا دونوں نے معذرت کے ساتھ مُصافَحہ کیا یہ بھی معافی کا ایک طریقہ ہے۔ جس کی غیبت کی ہے وہ مرگیا تو وَرَثہ کو یہ حق نہیں کہ معاف کریں ان کے معاف کرنے کا اعتبار نہیں۔(ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص٦٧٨)

مسئلہ ۲۸: کسی کے منہ پر اس کی تعریف کرنا منع ہے اور پیٹھ پیچھے تعریف کی مگر یہ جانتا ہے کہ میرے اس تعریف کرنے کی خبر اس کو پہنچ جائے گی یہ بھی منع ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ پسِ پُشت تعریف کرتا ہے اس کا خیال بھی نہیں کرتا کہ اسے خبر پہنچ جائے گی یا نہ پہنچے گی یہ جائز ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ تعریف میں جو خوبیاں بیان کرے وہ اس میں ہوں، شُعَراء کی طرح اَن ہوئی باتوں کے ساتھ تعریف نہ کرے کہ یہ نہایت درجہ قَبیح ہے۔(الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب الثالث والعشرون في الغیبة، ج٥، ص٣٦٣)

بُغض وحسد کا بیان[1]

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَافَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْــَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۳۲ [2]

(پ۵، النسآء: ۳۲)

اور اسکی آرزو مت کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی مردوں کے لیے انکی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵ [3]

(پ۳۰، الفلق: ۵)

''تم کہو! میں پناہ مانگتا ہوں حاسد کے شر سے، جب وہ حسد کرتا ہے۔''

حدیث۱: ابنِ ماجہ نے انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے اور صدقہ خطا کو بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔'' (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الحسد، الحديث: ۴۲۱۰، ج۴ ص۴۷۳) اسی کی مثل ابوداود نے ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی۔

---

1 ...... بہارِ شریعت، حصہ۱۶، ج۳، ص۵۳۹۔

2 ...... ترجمۂ کنزالایمان: اور اسکی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی مردوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

3 ...... ترجمۂ کنزالایمان: اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔

حدیث۲: دَیلَمی نے مُسنَدُ الفِردَوس میں مُعاوِیہ بن حَیدَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے، جس طرح ایلوا (ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رَس) شہد کو بگاڑتا ہے۔''

(الجامع الصغير للسيوطي، حرف الحاء، الحديث: ۳۸۱۹، ص ۲۳۲)

حدیث۳: امام احمد و ترمذی نے زُبیر بن عوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اگلی امت کی بیماری تمھاری طرف بھی آئی وہ بیماری حسد و بغض ہے، وہ مونڈنے والا ہے دین کو مونڈتا ہے بالوں کو نہیں مونڈتا، قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جان ہے! جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور مومن نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو، میں تمھیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب اسے کرو گے آپس میں محبت کرنے لگو گے، آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔'' (المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند الزبير بن العوام، الحديث: ۱۴۱۲، ج ۱، ص ۳۴۸، و جامع الترمذي، كتاب صفة القيامة...إلخ، باب: ۱۲۱، الحديث: ۲۵۱۸، ج ۴، ص ۲۲۸)

حدیث۴: طَبرانی نے عبد اللّٰہ بن بُسر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''حسد اور چغلی اور کہانت نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔'' (مجمع الزوائد، كتاب الادب، باب ماجاء في الغيبة والنميمة، الحديث: ۱۳۱۲۶، ج ۸، ص ۱۷۲) یعنی مسلمان کو ان چیزوں سے بالکل تعلق نہ ہونا چاہیے۔

حدیث۵: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے مروی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''آپس میں نہ حسد کرو، نہ بغض کرو، نہ پیٹھ پیچھے

بُرائی کرو اور اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے بندے بھائی بھائی ہو کر رہو۔'' (صحيح البخاري، كتاب الادب، باب يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ... إلخ، الحديث: ٦٠٦٦، ج٤، ص١١٧)

حدیث ۶: صحیح بخاری میں ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ ''حسد نہیں ہے مگر دو پر، ایک وہ شخص جسے خدا نے کتاب دی یعنی قرآن کا علم عطا فرمایا وہ اس کے ساتھ رات میں قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ کہ خدا نے اسے مال دیا وہ دن اور رات کے اوقات میں صدقہ کرتا ہے۔'' (صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب اغتباط صاحب القرآن، الحديث: ٥٠٢٥، ج٣، ص٤١٠)

حدیث ۷: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''حسد نہیں ہے مگر دو شخصوں پر ایک وہ شخص جسے خدا نے قرآن سکھایا وہ رات اور دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کرتا ہے، اس کے پڑوسی نے سنا تو کہنے لگا، کاش! مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جو فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اُس کی طرح عمل کرتا۔ دوسرا وہ شخص کہ خدا نے اسے مال دیا وہ حق میں مال کو خرچ کرتا ہے، کسی نے کہا، کاش! مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جیسا فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اسی کی طرح عمل کرتا۔'' (صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب اغتباط صاحب القرآن، الحديث: ٥٠٢٦، ج٣، ص٤١٠)

ان دونوں حدیثوں میں حسد سے مراد غِبطَہ ہے جس کو لوگ رشک کہتے ہیں، جس کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کو جو نعمت ملی ویسی مجھے بھی مل جائے اور یہ آرزو نہ ہو کہ اسے نہ ملتی یا اس سے جاتی رہے اور حسد میں یہ آرزو ہوتی ہے، اسی وجہ سے حسد

مَذمُوم ہے اور غبطہ مذموم نہیں۔ امام بخاری کے ترجمۃُ الباب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان حدیثوں میں غبطہ مراد ہے، لہٰذا ان حدیثوں کے یہ معنی ہوئے کہ یہی دو چیزیں غبطہ کرنے کی ہیں، کہ یہ دونوں خدا کی بہت بڑی نعمتیں ہیں غبطہ ان پر کرنا چاہیے نہ کہ دوسری نعمتوں پر، واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب.

حدیث ۸: بیہقی نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت کی، کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**اللّٰہ** تعالٰی شعبان کی پندرھویں شب میں اپنے بندوں پر خاص تجلی فرماتا ہے، جو استغفار کرتے ہیں ان کی مغفرت کرتا ہے اور جو رحم کی درخواست کرتے ہیں ان پر رحم کرتا ہے اور عداوت والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔'' (شعب الإيمان، باب في الصيام، ماجاء في ليلة النصف من شعبان، الحديث: ۳۸۳۵، ج۳، ص۳۸۳)

حدیث ۹: امام احمد نے ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ہر ہفتہ میں دو بار دوشنبہ اور پنج شنبہ کو لوگوں کے اعمال نامے پیش ہوتے ہیں، ہر بندے کی مغفرت ہوتی ہے مگر وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو ان کے متعلق یہ فرماتا ہے: ''انھیں چھوڑ دو اس وقت تک کہ باز آجائیں۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، باب الحقد والشحناء، الحديث: ۷۴۴۹، ج۳، ص۱۸۷)

حدیث ۱۰: طبرانی نے اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کی، کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''دوشنبہ اور پنج شنبہ کو **اللّٰہ** تعالٰی کے حضور لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں، سب کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر جو دو شخص

باہم عداوت رکھتے ہیں اور وہ شخص جو قطعِ رحم کرتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:٤٠٩، ج١، ص١٦٧)

حدیث١١: امام احمد وابوداود وترمذی ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے راوی، کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ'' دوشنبہ اور پنج شنبہ کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، جس بندہ نے شرک نہیں کیا ہے اسکی مغفرت کی جاتی ہے، مگر جو شخص ایسا ہے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہے، ان کے متعلق کہا جاتا ہے انھیں مہلت دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کرلیں۔'' (سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب فیمن یهجر أخاه المسلم، الحدیث:٤٩١٦، ج٤، ص٣٦٤ و جامع الترمذي، کتاب البر والصلة، باب ماجاء في المتهاجرین، الحدیث:٢٠٣٠، ج٣، ص٤١٢)

مسائلِ فقهیه

حسد حرام ہے، احادیث میں اس کی بہت مذمت وارد ہوئی۔ حسد کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص میں خوبی دیکھی اس کو اچھی حالت میں پایا اس کے دل میں یہ آرزو ہے کہ یہ نعمت اس سے جاتی رہے اور مجھے مل جائے اور اگر یہ تمنا ہے کہ میں بھی ویسا ہو جاؤں مجھے بھی وہ نعمت مل جائے یہ حسد نہیں اس کو غبطہ کہتے ہیں جس کو لوگ رشک سے تعبیر کرتے ہیں۔ (الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب الثالث والعشرون في الغیبة، ج٥، ص٣٦٢ ـ ٣٦٣)

مسئلہ١: یہ آرزو کہ جو نعمت فلاں کے پاس ہے وہ بِعَیْنِها (یعنی وہی) مجھے مل جائے یہ حسد ہے، کیونکہ بِعَیْنِہٖ وہی چیز اس کو جب ملے گی کہ اس سے جاتی رہے اور اگر یہ آرزو ہے کہ اس کی مثل مجھے ملے یہ غبطہ ہے کیونکہ اس سے زائل ہونے کی آرزو نہیں پائی گئی۔ (الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب الثالث والعشرون في الغیبة، ج٥، ص٣٦٣)

حدیث میں فرمایا ہے کہ ''حسد نہیں ہے مگر دو چیزوں میں، ایک وہ شخص جس کو خدا نے مال دیا ہے اور وہ راہِ حق میں صَرف کرتا ہے، دوسرا وہ شخص جس کو خدا نے علم دیا ہے، وہ لوگوں کو سکھاتا ہے اور علم کے مُوافِق فیصلہ کرتا ہے۔'' ("صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب الإغتباط فى العلم والحكمة،الحديث:۷۳،ج۱،ص۴۳)

اس حدیث سے بَظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دو چیزوں میں حسد جائز ہے مگر بغور دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی حسد حرام ہے، بعض علما نے یہ بتایا کہ اس حدیث میں حسد بمعنی غبطہ ہے۔ امام بخاری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْبَارِی کے ترجمۃ الباب سے بھی یہی پتا چلتا ہے۔

اور بعض نے کہا کہ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ اگر حسد جائز ہوتا تو ان میں جائز ہوتا مگر ان میں بھی ناجائز ہے۔ جیسا کہ حدیث لَا شُؤْمَ اِلَّا فِی الدَّارِ (الحديث) میں اسی قسم کی تاویل کی جاتی ہے۔ ("صحيح مسلم"، كتاب الأدب، باب لاعدویٰ ولاطيرة، الحديث:۲۲۲۵، ص۱۲۲۲، بالفاظٍ مختلفة)

اور بعض علما نے فرمایا کہ معنیٔ حدیث یہ ہیں کہ حسد انھیں دونوں میں ہوسکتا ہے اور چیزیں تو اس قابل ہی نہیں کہ ان میں حسد پایا جاسکے کہ حسد کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے میں کوئی نعمت دیکھے اور یہ آرزو کرے کہ وہ مجھے مل جائے اور دنیا کی چیزیں نعمت نہیں کہ جن کی تحصیل کی فکر ہو دنیا کی چیزوں کا مآل اللّٰہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور یہ چیزیں وہ ہیں کہ ان کا مآل اللّٰہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا ہے، لہٰذا نعمت جس کا نام ہے وہ یہی ہیں ان میں حسد ہوسکتا ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثالث والعشرون في الغيبة، ج۵، ص۳۶۲وغيره)

تکبّر کا بیان[1]

حدیث۱۱: میں تم کو جنت والوں کی خبر نہ دوں، وہ ضعیف ہیں جن کو لوگ ضعیف و حقیر جانتے ہیں۔[مگر ہے یہ کہ]اگر اللّٰہ(عَزَّوَجَلَّ) پر قسم کھا بیٹھے تو اللّٰہ(عَزَّوَجَلَّ) اس کو سچا کر دے اور کیا جہنم والوں کی خبر نہ دوں وہ سخت گو، سخت خُو، تکبر کرنے والے ہیں۔

(صحیح البخاري، کتاب التفسیر، باب ﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾، الحدیث:٤٩١٨، ج٣، ص٣٦٣)

حدیث۱۲: جس کسی کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور جس کسی کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانه، الحدیث: ٩١، ص ٦١) دونوں جملوں کی وہی تاویل ہے جو اس مقام میں مشہور ہے۔

حدیث۱۳: تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن نہ تو اللّٰہ تعالیٰ کلام کرے گا، نہ ان کو پاک کرے گا، نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، بوڑھا [۱] زناکار، بادشاہ [۲] کذّاب اور محتاج [۳] متکبر۔(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار...إلخ، الحدیث:١٠٧، ص٦٨)

حدیث۱۴: اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "کبریا اور عظمت میری صفتیں ہیں، جو شخص ان میں سے کسی ایک میں مجھ سے مُنازَعت کرے گا، اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔"

(مشکاۃ المصابیح ، کتاب الآداب، باب الغضب و الکبر، الفصل الاول، الحدیث : ٥١١٠، ج٣، ص٩٢ و سنن أبي داود ، کتاب اللباس، باب ماجاء في الکبر، الحدیث: ٤٠٩٠، ج٤، ص ٨١)

حدیث ۱۵: آدمی اپنے کو [اپنے مرتبہ سے اونچے مرتبہ کی طرف] لے جاتا رہتا ہے

---

1 ...... بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ج ۳، ص ۵۴۶۔

یہاں تک کہ جَبّارِین میں لکھ دیا جاتا ہے، پھر جو انھیں پہنچے گا اسے بھی پہنچے گا۔

(جامع الترمذي، كتاب البر و الصلة،باب ماجاء في الكبر،الحديث:٢٠٠٧،ج٣،ص٤٠٣)

حدیث ۱۶: متکبرین کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی برابر جسموں میں ہوگا اور ان کی صورتیں آدمیوں کی ہوں گی، ہر طرف سے ان پر ذلت چھائے ہوئے ہوگی اون کو کھینچ کر جہنم کے قید خانہ کی طرف لے جائیں گے جس کا نام بُولَس ہے، انکے اوپر آگوں کی آگ ہوگی، جہنمیوں کا نچوڑ انھیں پلایا جائے گا جس کو طِيْنَةُ الْخَبَال کہتے ہیں۔

(جامع الترمذي، كتاب صفة القيامة...إلخ،باب:١١٢،الحديث:٢٥٠٠،ج٤،ص٢٢١)

حدیث ۱۷: جو اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے لیے تواضُع کرتا ہے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) اس کو بلند کرتا ہے، وہ اپنے نفس میں چھوٹا مگر لوگوں کی نظروں میں بڑا ہے اور جو بڑائی کرتا ہے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) اس کو پست کرتا ہے، وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہے اور اپنے نفس میں بڑا ہے، وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سوئر سے بھی زیادہ حقیر ہے۔

(شعب الإيمان، باب في حسن الخلق، فصل في التواضع، الحديث:٨١٤٠،ج٦، ص٢٧٦)

حدیث ۱۸: تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں:

نجات والی چیزیں یہ ہیں: پوشیدہ[۱] اور ظاہر میں اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) سے تقویٰ، خوشی[۲] و ناخوشی میں حق بات بولنا، مالداری[۳] اور احتیاج کی حالت میں درمیانی چال چلنا۔

ہلاک کرنے والی یہ ہیں: خواہش[۱] نفسانی کی پیروی کرنا اور بخل[۲] کی اطاعت اور اپنے[۳] نفس کے ساتھ گھمنڈ کرنا، یہ سب میں سخت ہے۔

(شعب الإيمان، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، فصل في الطبع على القلب، الحديث: ٧٢٥٢، ج٥، ص٤٥٢)

والدین کے حقوق کا بیان[1]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۗ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ [2]

(پ ۱، البقرۃ: ۸۳)

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے سوا کسی کو نہ پوجنا اور ماں باپ اور رشتہ والوں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھلائی کرنا اور نماز قائم کرو اور زکاۃ دو۔

اور فرماتا ہے:

قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۲۱۵﴾ [3]

(پ ۲، البقرۃ: ۲۱۵)

تم فرماؤ! جو کچھ نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر کے لیے ہو اور جو کچھ بھلائی کرو گے، بیشک اللہ اس کو جانتا ہے۔

---

1 ...... بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ج ۳، ص ۵۴۸

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے اور جو بھلائی کرو بیشک اللہ اسے جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًاؕ ﴿۲۴﴾ (1)

(پ ۱۵، بنیۤ اسرآءیل: ۲۳ ـ ۲۴)

اور تمھارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان سے عزت کی بات کہنا اور ان کیلئے عاجزی کا بازو بچھادے نرم دلی سے اور یہ کہہ کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ انھوں نے بچپن میں مجھے پالا۔

اور فرماتا ہے:

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًاؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَاؕ (2)

(پ ۲۰، العنکبوت: ۸)

اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیّت کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا ایسے کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پُوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے چھٹپن میں پالا۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔

اور فرماتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ۗ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ (1)

(پ ۲۱، لقمٰن: ۱۴ـ ۱۵)

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ شکر کر میرا اور اپنے ماں باپ کا، میری ہی طرف تجھے آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا ایسے کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں بھلائی کے ساتھ ان کا ساتھ دے۔

اور فرماتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ (2)

(پ ۲٦، الاحقاف: ۱۵)

اور ہم نے آدمی کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا، اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اسے پیٹ میں رکھا اور تکلیف کے ساتھ اس کو جنا۔

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے۔

اور فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَ الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ یَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ (1) (پ۱۳، الرعد:۱۹-۲۵)

نصیحت وہی مانتے ہیں جنھیں عقل ہے وہ جو اللّٰہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور بات پختہ کر کے نہیں توڑتے اور جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اسے جوڑتے ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے ڈرتے رہتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ (2) (پ۱۳، الرعد: ۲۵)

اور جو لوگ اللّٰہ کے عہد کو مضبوطی کے بعد توڑتے ہیں اور اللّٰہ نے جس کے جوڑنے کا حکم دیا ہے، اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں، ان کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہے۔

اور فرماتا ہے:

---

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: نصیحت وہی مانتے ہیں جنہیں عقل ہے وہ جو اللّٰہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور قول باندھ کر پھرتے نہیں اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللّٰہ نے حکم دیا اور اپنے رب سے ڈرتے اور حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں۔

2 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اللّٰہ کا عہد اس کے پکّے ہونے کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کو اللّٰہ نے فرمایا اسے قطع کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کا حصّہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ برا گھر۔

وَاتَّقُوااللّٰهَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ ؕ (1) (پ ٤، النسآء: ١) اور اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) سے ڈرو جس سے تم سوال کرتے ہو اور رشتہ سے۔

حدیث۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡهُ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) سب سے زیادہ حسنِ صحبت یعنی احسان کا مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا: "تمھاری ماں یعنی ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔ انھوں نے پوچھا، پھر کون؟ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) نے پھر ماں کو بتایا۔ انھوں نے پھر پوچھا کہ پھر کون؟ ارشاد فرمایا: تمہارا والد۔" (صحیح البخاري، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، الحدیث: ٥٩٧١، ج٤ ص٩٣) اور ایک روایت میں ہے کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) نے فرمایا: "سب سے زیادہ ماں ہے، پھر ماں، پھر ماں، پھر باپ، پھر وہ جو زیادہ قریب، پھر وہ ہے جو زیادہ قریب ہے۔" (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة..إلخ، باب بر الوالدین..إلخ، الحدیث: ٢٥٤٨، ص١٣٧٨، ١٣٧٩) یعنی احسان کرنے میں ماں کا مرتبہ باپ سے بھی تین درجہ بلند ہے۔

حدیث۲: ابوداود و ترمذی بَرِوایتِ بَہز بن حکیم عن اَبِیۡهِ عن جَدِّہٖ راوی، کہتے ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) کس کے ساتھ احسان کروں؟ فرمایا: "اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا، پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا، پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا، پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنے باپ کے ساتھ، پھر اُس کے ساتھ جو زیادہ قریب ہو، پھر اس کے بعد جو زیادہ قریب ہو۔"

(جامع الترمذي، کتاب البر والصلة، باب ماجاء في بر الوالدین، الحدیث: ١٩٠٤، ج٣، ص٣٥٨)

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور اللّٰہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔

حدیث۳: صحیح مسلم میں ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ "زیادہ احسان کرنے والا وہ ہے جو اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں احسان کرے۔" (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة..إلخ، باب فضل صلة اصدقاء..إلخ، الحدیث:۲۵۵۲،ص۱۳۸۲) **یعنی** جب باپ مرگیا یا کہیں چلا گیا ہو۔

حدیث۴: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس کی ناک خاک میں ملے۔ [اس کو تین مرتبہ فرمایا] یعنی ذلیل ہو۔ کسی نے پوچھا، یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کون؟ یعنی یہ کس کے متعلق ارشاد ہے۔ فرمایا: "جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو بُڑھاپے کے وقت پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا۔" (صحیح مسلم، کتاب البر..إلخ، باب رغم من ادرك ابویه..إلخ، الحدیث: ۲۵۵۱،ص۱۳۸۱) **یعنی** ان کی خدمت نہ کی کہ جنت میں جاتا۔

حدیث۵: صحیح بخاری و مسلم میں اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی، کہتی ہیں: جس زمانہ میں قریش نے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے معاہدہ کیا تھا میری ماں جو مشرکہ تھی میرے پاس آئی، میں نے عرض کی، یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میری ماں آئی ہے اور وہ اسلام کی طرف راغب ہے یا وہ اسلام سے اِعراض کیے ہوئے ہے، کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں؟ ارشاد فرمایا: "اس کے ساتھ سلوک کرو۔" (صحیح البخاري، کتاب الجزیة والموادعة،باب اثم من عاهد ثم غدر، الحدیث: ۳۱۸۳، ج۲،ص۳۷۱و صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة...إلخ،

یعنی کافرہ ماں کے ساتھ بھی سلوک کیا جائے گا۔ (الحدیث:۱۰۰۳،ص۵۰۲)

حدیث ٦: صحیح بخاری و مسلم میں مُغیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں تم پر حرام کردی ہیں: {۱} ماؤں کی نافرمانی کرنا اور {۲} لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور {۳} دوسروں کا جو اپنے اوپر آتا ہوا سے نہ دینا اور اپنا مانگنا کہ لاؤ۔ اور یہ باتیں تمھارے لیے مکروہ کیں: {۱} قیل وقال یعنی فضول باتیں اور {۲} کثرت سوال اور {۳} اضاعت مال۔" (صحیح البخاري، کتاب الاستقراض والدیون، باب ما ینھی عن اضاعۃ المال، الحدیث: ۲۴۰۸،ج۲، ص۱۱۱)

حدیث ۷: صحیح مسلم و بخاری میں عبداللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی، کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "یہ بات کبیرہ گناہوں میں ہے کہ آدمی اپنے والدَین کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا: "ہاں، اس کی صورت یہ ہے کہ یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے، وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے، وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔" (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر و اکبرھا، الحدیث: ۹۰،ص۶۰)

صحابۂ کرام جنھوں نے عرب کا زمانۂ جاہلیت دیکھا تھا، ان کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اپنے ماں باپ کو کوئی کیوں کر گالی دے گا یعنی یہ بات ان کی سمجھ سے باہر تھی۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے بتایا کہ مراد دوسرے سے گالی دلوانا ہے اور اب وہ زمانہ آیا کہ بعض لوگ خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں اور کچھ لحاظ نہیں کرتے۔

حدیث۸: شَرحِ سُنَّہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت کی، کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں جنت میں گیا، اس میں قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا یہ کون پڑھتا ہے؟ فرشتوں نے کہا، حارثہ بن نعمان ہیں۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا: ''یہی حال ہے احسان کا، یہی حال ہے احسان کا، حارثہ اپنی ماں کے ساتھ بہت بھلائی کرتے تھے۔'' (شرح السنة، كتاب البر و الصلة، باب بر الوالدين، الحديث: ٣٣١٢، ٣٣١٣، ج٦، ص٤٢٦)

حدیث۹: ترمذی نے عبد **اللّٰہ** بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کی، کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناراضی میں ہے۔'' (جامع الترمذي، كتاب البر و الصلة، باب ماجاء من الفضل في رضا الوالدين، الحديث: ١٩٠٧، ج٣، ص٣٠٧)

حدیث۱۰: ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی، کہ ایک شخص ابوالدَّرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس آیا اور یہ کہا کہ میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دوں۔ ابوالدرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ میں نے رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا کہ ''والد جنت کے دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے، اب تیری خوشی ہے کہ اس دروازہ کی حفاظت کرے یا ضائع کر دے۔''

(جامع الترمذى ابواب البر و الصلة، باب ماجاء من الفضل في رضا الوالدين، الحديث: ١٩٠٦، ج٣، ص٣٥٩)

حدیث۱۱: ترمذی و ابوداود نے ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کی، کہتے

ہیں میں اپنی بی بی سے محبت رکھتا تھا اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس عورت سے کراہت کرتے تھے۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو، میں نے نہیں دی پھر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا، حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے مجھ سے فرمایا کہ ''اسے طلاق دے دو۔''

(سنن أبي داود، كتاب الادب، باب في بر الوالدين، الحديث: ٥١٣٨، ج٤، ص٤٣٣)

علما فرماتے ہیں کہ اگر والدین حق پر ہوں جب تو طلاق دینا واجب ہی ہے اور اگر بی بی حق پر ہو جب بھی والدین کی رضا مندی کے لیے طلاق دینا جائز ہے۔

حدیث ۱۲: ابن ماجہ نے ابواُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ ''وہ دونوں تیری جنت و دوزخ ہیں۔'' (سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب بر الوالدين، الحديث: ٣٦٦٢، ج٤، ص١٨٦) یعنی ان کو راضی رکھنے سے جنت ملے گی اور ناراض رکھنے سے دوزخ کے مستحق ہوگے۔

حدیث ۱۳: بیہقی نے ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے اس حال میں صبح کی کہ اپنے والدین کا فرمانبردار ہے، اس کے لیے صبح ہی کو جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہی ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے متعلق خدا کی نافرمانی کرتا ہے، اس کے لیے صبح ہی کو جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ ایک شخص نے کہا، اگرچہ ماں باپ اس

پر ظلم کریں؟ فرمایا: ''اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں۔'' (شعب الإيمان، باب في بر الوالدين، فصل في حفظ حق الوالدين بعد موتهما، الحديث: ٧٩١٦، ج٦، ص٢٠٦ و مشكاة المصابيح، كتاب الاداب، باب البر والصلة، الفصل الثالث، ص ٤٢١)

حدیث ۱۴: بیہقی نے ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُمَا سے روایت کی، کہ رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جب اولاد اپنے والدین کی طرف نظرِ رحمت کرے تو **اللہ** تعالیٰ اس کے لیے ہر نظر کے بدلے حجِ مبرور کا ثواب لکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا، اگرچہ دن میں سو۱۰۰ مرتبہ نظر کرے؟ فرمایا: ہاں **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) بڑا ہے اور اطیب ہے۔'' (شعب الإيمان، باب في برالوالدين، الحديث: ٧٨٥٦، ج٦، ص١٨٦) **یعنی** اُسے سب کچھ قدرت ہے، اس سے پاک ہے کہ اس کو اس کے دینے سے عاجز کہا جائے۔

حدیث ۱۵: امام احمد و نسائی و بیہقی نے مُعاوِیہ بن جاہِمہ سے روایت کی، کہ ان کے والد جاہمہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول **اللہ**! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے مشورہ لینے کو حاضر ہوا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تیری ماں ہے؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ''اس کی خدمت لازم کرلے کہ جنت اس کے قدم کے پاس ہے۔''

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، حديث معاوية بن جاهمة، الحديث: ١٥٥٣٨، ج٥، ص ٢٩٠)

حدیث ۱۶: بیہقی نے انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہ رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''کسی کے ماں باپ دونوں یا ایک کا انتقال ہوگیا اور یہ ان کی نافرمانی کرتا تھا، اب ان کے لیے ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے، یہاں تک

کہ اللّٰہ تعالٰی اس کو نیکوکار لکھ دیتا ہے۔'' (شعب الإيمان، باب في برالوالدين، فصل في حفظ حق الوالدين بعد موتهما، الحديث: ۷۹۰۲، ج۶، ص۲۰۲)

حدیث ۱۷: نسائی ودارمی نے عبداللّٰہ بن عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''مَنّان یعنی احسان جتانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور شراب خواری کی مُداوَمت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔''

(سنن النسائي، كتاب الاشربة، باب الرواية في المدمنين في الخمر، الحديث: ۵۶۸۲، ص۸۹۵)

حدیث ۱۸: ترمذی نے ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کی، کہ ایک شخص نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی، کہ یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے، آیا میری توبہ قبول ہوگی؟ فرمایا: کیا تیری ماں زندہ ہے۔ عرض کی نہیں، فرمایا: تیری کوئی خالہ ہے۔ عرض کی ہاں، فرمایا: ''اس کے ساتھ احسان کر۔''

(جامع الترمذي، كتاب البر والصلة، باب في بر الخالة، الحديث: ۱۹۱۱، ج۳، ص۳۶۲)

حدیث ۱۹: ابوداود وابن ماجہ نے اَبی اُسَید ساعِدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی، کہتے ہیں: ہم لوگ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بَنی سَلِمہ میں کا ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی، یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میرے والدین مرچکے ہیں اب بھی ان کے ساتھ احسان کا کوئی طریقہ باقی ہے؟ فرمایا: ''ہاں ان کے لیے دُعا واستغفار کرنا اور جو انھوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرنا اور جس رشتہ والے کے ساتھ انھیں کی وجہ سے سلوک کیا جاسکتا ہو اس کے

ساتھ سلوک کرنا اوران کے دوستوں کی عزت کرنا۔''

(سنن أبي داود، كتاب الادب،باب في بر الوالدين، الحديث:٥١٤٢،ج٤،ص٤٣٤)

حدیث۲۰: حاکم نے مُستَدرَک میں **کَعب بن عُجرہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ سے روایت کی، کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم لوگ منبر کے پاس حاضر ہوجاؤ۔ ہم سب حاضر ہوئے، جب حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے فرمایا: آمین، جب دوسرے پر چڑھے کہا: آمین، جب تیسرے درجہ پر چڑھے کہا: آمین۔ جب حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) منبر سے اُترے ہم نے عرض کی، حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے آج ایسی بات سنی کہ کبھی ایسی نہیں سنا کرتے تھے۔ فرمایا کہ ''جبرئیل میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ اسے رحمت الٰہی سے دوری ہو، جس نے رمضان کا مہینہ پایا اوراس کی مغفرت نہ ہوئی، اس پر میں نے آمین کہی۔ جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انھوں نے کہا، اس شخص کے لیے رحمت الٰہی سے دوری ہو، جس کے سامنے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا ذکر ہوا اور وہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر درود نہ پڑھے، اس پر میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے زینہ پر چڑھا انھوں نے کہا، اس کے لیے دوری ہو، جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آیا اور انھوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا، میں نے کہا آمین۔'' (المستدرك للحاكم، كتاب البر والصلة،باب لعن الله العاق لوالديه...إلخ،الحديث:٧٣٣٨، ج٥، ص٢١٢)

مُحَرَّمات کا بَیان[1]

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآىٕكُمْ وَرَبَآىٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَآىٕلُ اَبْنَآىٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ

اُن عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمھارے باپ دادا نے نکاح کیا ہو مگر جو گزر چکا بیشک یہ بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بُری راہ۔ تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا اور دُودھ کی بہنیں اور تمھاری عورتوں کی مائیں اور اُنکی بیٹیاں جو تمھاری گود میں ہیں، اُن بیبیوں سے جن سے تم جماع کر چکے ہو اور اگر تم نے اُن سے جماع نہ کیا ہو تو اُن کی بیٹیوں میں گناہ نہیں اور تمھارے نسلی بیٹوں کی بیبیاں اور دو بہنوں کو اکٹھا کرنا مگر جو ہو چکا بے شک اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) بخشنے والا مہربان ہے اور حرام ہیں شوہر والی عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمھاری مِلک میں آجائیں

---

1 ...... بہارِ شریعت، حصہ ۷، ج ۲، ص ۲۰۔

كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ (1)

(پ ٤، ٥ النساء: ٢٢ـ٢٤)

یہ اللّٰه (عَزَّوَجَلّ) کا نوشتہ ہے اور ان کے سوا جو رہیں وہ تم پر حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو پارسائی چاہتے نہ زنا کرتے۔

اور فرماتا ہے:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۟ؑ ﴿٢٢١﴾

(2) (پ ٢، البقرة: ٢٢١)

مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک ایمان نہ لائیں بیشک مسلمان باندی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ تمھیں یہ بھلی معلوم ہوتی ہو اور مشرکوں سے نکاح نہ کرو جب تک ایمان نہ لائیں بیشک مسلمان غلام مشرک سے بہتر ہے اگرچہ تمھیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہو، یہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللّٰه بلاتا ہے جنت و مغفرت کی طرف اپنے حکم سے اور لوگوں کے لیے اپنی نشانیاں ظاہر فرماتا ہے تا کہ لوگ نصیحت مانیں۔

---

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو مگر جو ہو گزرا وہ بیشک بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ۔ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں اُن بی بیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو انکی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیبییں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا بیشک اللّٰه بخشنے والا مہربان ہے اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آجائیں یہ اللّٰه کا نوشتہ ہے تم پر اور اُنکے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو قید لاتے نہ پانی گراتے۔

2 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک

حدیث۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''عورت اور اُس کی پھوپھی کو جمع نہ کیا جائے اور نہ عورت اور اُس کی خالہ کو۔''

(صحیح مسلم کتاب النکاح، باب تحریم الجمع بین المرأۃ..إلخ، الحدیث:۳۳۔(۱٤۰۸)،ص ۷۳۱)

حدیث۲: ابو داود و ترمذی و دارمی و نسائی کی روایت اُنھیں سے ہے، کہ حضور (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم) نے اِس سے منع فرمایا کہ پھوپی کے نکاح میں ہوتے اُس کی بھتیجی سے نکاح کیا جائے یا بھتیجی کے ہوتے اُس کی پھوپی سے یا خالہ کے ہوتے اُس کی بھانجی سے یا بھانجی کے ہوتے اُس کی خالہ سے۔'' (جامع الترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء لاتنکح المرأۃ علی عمتھا..إلخ، الحدیث: ۱۱۲۹، ج۲، ص۳٦۷)

حدیث۳: امام بخاری عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے راوی، رسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: ''جو عورتیں ولادت [نَسَب] سے حرام ہیں، وہ رَضَاعَت سے حرام ہیں۔'' (صحیح البخاري، کتاب النکاح، باب ما یحل من الدخول والنظر الی النساء في الرضاع، الحدیث: ۵۲۳۹، ج۳، ص٤٦٤)

حدیث٤: صحیح مسلم میں مولیٰ علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، رسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: ''بیشک اللّٰہ تعالٰی نے رَضَاعَت سے اُنھیں حرام کر دیا جنھیں نَسَب سے حرام فرمایا۔'' (صحیح مسلم کتاب الرضاع، باب تحریم ابنۃ الأخ من الرضاعۃ...إلخ، الحدیث:٦۱٤٤٦، ص ۷٦۱ و مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب المحرمات، الحدیث:۳۱٦۳، ج۲، ص۲۱۷)

وہ ایمان نہ لائیں اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللّٰہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔

مسائلِ فقهيه

مُحَرَّمات وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے اور حرام ہونے کے چند سبب ہیں، لہٰذا اس بیان کو نو قِسم پر مُنْقَسَم (یعنی تقسیم) کیا جاتا ہے:

قسم اوّل نسب: اس قِسم میں سات عورتیں ہیں:

{۱} ماں {۲} بیٹی {۳} بہن {۴} پھوپی

{۵} خالہ {۶} بھتیجی {۷} بھانجی

مسئلہ ۱: دادی، نانی، پردادی، پرنانی اگرچہ کتنی ہی اوپر کی ہوں سب حرام ہیں اور یہ سب ماں میں داخل ہیں کہ یہ باپ یا ماں یا دادا، دادی، نانا، نانی کی مائیں ہیں کہ ماں سے مراد وہ عورت ہے، جس کی اولاد میں یہ ہے بلا وَاسِطہ یا بالوَاسِطہ۔

مسئلہ ۲: بیٹی سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کی اولاد ہیں۔ لہٰذا پوتی، پرپوتی، نواسی، پرنواسی اگرچہ درمیان میں کتنی ہی پُشتوں کا فاصلہ ہو سب حرام ہیں۔

مسئلہ ۳: بہن خواہ حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے یا سوتیلی کہ باپ دونوں کا ایک ہے اور مائیں دو یا ماں ایک ہے اور باپ دو سب حرام ہیں۔

مسئلہ ۴: باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہم اُصول کی پھوپھیاں یا خالائیں اپنی پھوپھی اور خالہ کے حُکم میں ہیں۔ خواہ یہ حقیقی ہوں یا سوتیلی۔ یوہیں حقیقی یا علَّاتی پھوپھی کی پھوپھی یا حقیقی یا اَخیافی خالہ کی خالہ۔

مسئلہ ۵: بھتیجی، بھانجی سے بھائی، بہن کی اولادیں مراد ہیں، ان کی پوتیاں، نواسیاں بھی اسی میں شمار ہیں۔

مسئلہ ۶: زنا سے بیٹی، پوتی، بہن، بھتیجی، بھانجی بھی مُحَرَّمات میں ہیں۔

مسئلہ ۷: جس عورت سے اس کے شوہر نے لِعان کیا اگر چہ اس کی لڑکی اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگی مگر پھر بھی اس شخص پر وہ لڑکی حرام ہے۔

(ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٠٩)

قسم دوم مُصَاہَرَت: {۱} زَوْجَۂ مَوْطُوْءَہ (یعنی وہ عورت جس سے نکاح کے بعد صحبت کی گئی) کی لڑکیاں {۲} زوجہ کی ماں، دادیاں، نانیاں {۳} باپ، دادا وغیرہما اُصول کی بیبیاں {۴} بیٹے پوتے وغیرہما فُروع کی بیبیاں۔

مسئلہ ۸: جس عورت سے نکاح کیا اور وطی نہ کی تھی کہ جدائی ہوگئی اُس کی لڑکی اس پر حرام نہیں، نیز حرمت اس صورت میں ہے کہ وہ عورت مُشْتَہاۃ (یعنی نو سالہ یا اس سے زائد عمر کی عورت) ہو، اس لڑکی کا اس کی پرورش میں ہونا ضروری نہیں اور خلوتِ صحیحہ (یعنی میاں بیوی کا اس طرح تنہا ہونا کہ جماع سے کوئی مانع شَرْعی یا طَبْعی یا حِسی نہ ہو۔ مانعِ حِسی سے مراد زوجین سے کوئی ایسی بیماری میں ہو کہ صحبت نہیں کرسکتا ہو۔ مانعِ طَبْعی شوہر اور عورت کے درمیان کسی تیسرے کا ہونا۔ اور مانعِ شَرْعی کی مثال عورت کا حیض یا نِفاس کی حالت میں ہونا یا نماز فَرْض میں ہونا۔ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔) بھی وطی ہی کے حُکم میں ہے یعنی اگر خلوتِ صحیحہ عورت کے ساتھ ہوگئی، اس کی لڑکی حرام ہوگئی اگر چہ وطی نہ کی ہو۔

(ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٠)

مسئلہ ۹: نکاح فاسد سے حرمت مُصَاہَرَت ثابت نہیں ہوتی، جب تک وطی نہ ہو۔ لہٰذا اگر کسی عورت سے نکاح فاسد کیا تو عورت کی ماں اس پر حرام نہیں اور جب وطی ہوئی تو حرمت ثابت ہوگئی کہ وطی سے مطلقاً حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ خواہ وطی حلال ہو یا شبہہ و زِنا سے، مثلاً بیع فاسد سے خریدی ہوئی کنیز سے یا کنیزِ مُشْتَرک (ایسی

کنیز جس کے مالک دو یا زیادہ ہوں) یا مُکاتَبَہ (مکاتبہ اس کنیز کو کہتے ہیں جس نے اپنے آقا سے مال کی ادائیگی کے بدلے آزادی کا معاہدہ کیا ہوا ہو) یا جس عورت سے ظِہار کیا یا مَجوسیہ باندی یا اپنی زوجہ سے، حیض و نِفاس میں یا احرام و روزہ میں غرض کسی طور پر وطی ہو، حرمتِ مُصاہَرت ثابت ہوگئی لہٰذا جس عورت سے زِنا کیا، اس کی ماں اور لڑکیاں اس پر حرام ہیں۔ یوہیں وہ عورت زَانیہ اس شخص کے باپ، دادا اور بیٹوں پر حرام ہو جاتی ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في المحرمات، القسم الثاني، ج۱، ص۲۷٤ و ردالمحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص۱۱۳)

مسئلہ۱۰: حرمت مُصاہَرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے، یوہیں بشہوت (شہوت کے ساتھ) چھونے اور بوسہ لینے اور فَرْجِ داخل (عورت کی شرمگاہ کے اندرونی حصہ) کی طرف نَظَر کرنے اور گلے لگانے اور دانت سے کاٹنے اور مُباشَرت، یہاں تک کہ سر پر جو بال ہوں اُنھیں چھونے سے بھی حرمت ہو جاتی ہے اگرچہ کوئی کپڑا بھی حائل (آڑ، رکاوٹ) ہو مگر جب اتنا موٹا کپڑا حائل ہو کہ گرمی محسوس نہ ہو۔ یوہیں بوسہ لینے میں بھی اگر باریک نقاب حائل ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ خواہ یہ باتیں جائز طور پر ہوں، مثلاً منکوحہ کنیز ہے، یا ناجائز طور پر۔ جو بال سر سے لٹک رہے ہوں انھیں بشہوت چھوا تو حرمت مُصاہَرت ثابت نہ ہوئی۔

(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في المحرمات، القسم الثاني، ج۱، ص۲۷٤ و ردالمحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص۱۱٤، وغيره)

مسئلہ۱۱: فَرْجِ داخل کی طرف نَظَر کرنے کی صورت میں اگر شیشہ درمیان میں ہو یا عورت پانی میں تھی اس کی نَظَر وہاں تک پہنچی جب بھی حرمت ثابت ہوگئی، البتہ آئینہ یا

پانی میں عکس دکھائی دیا تو حرمت مُصَاہَرت نہیں۔(الدرالمختار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤،ص١١٤ و الفتاوی الهندية، کتاب النکاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثاني،ج١،ص٢٧٤)

مسئلہ ۱۲: چھونے اورنَظَر کے وقت شہوت نہ تھی بعد کو پیدا ہوئی یعنی جب ہاتھ لگایا اُس وقت نہ تھی، ہاتھ جدا کرنے کے بعد ہوئی تو اس سے حرمت نہیں ثابت ہوتی۔اس مقام پرشہوت کے معنی یہ ہیں کہ اس کی وجہ سے انتشار آلہ ہو جائے اور اگر پہلے سے انتشار موجود تھا تو اب زیادہ ہو جائے یہ جوان کے لیے ہے۔ بوڑھے اور عورت کے لیے شہوت کی حد یہ ہے کہ دل میں حرکت پیدا ہو اور پہلے سے ہو تو زیادہ ہو جائے، محض میلان نفس کا نام شہوت نہیں۔

(الدرالمختار ، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٥)

مسئلہ ۱۳: نَظَر اور چھونے میں حرمت جب ثابت ہوگی کہ اِنزال (یعنی منی کا نکلنا) نہ ہو اور اِنزال ہو گیا تو حرمت مُصَاہَرت نہ ہوگی۔

(الدرالمختار ،کتاب النکاح، فصل في المحرمات،ج٤،ص١١٥)

مسئلہ ۱۴: عورت نے شہوت کے ساتھ مرد (یعنی بارہ سال یا اس سے زائد عمر کا مرد ہو) کو چھوا یا بوسہ لیا یا اس کے آلہ کی طرف نَظَر کی تو اس سے بھی حرمت مُصَاہَرت ثابت ہوگئی۔(الدرالمختار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٤ والفتاوی الهندية، کتاب النکاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثاني،ج١، ص٢٧٤)

مسئلہ ۱۵: حرمت مُصَاہَرت کے لیے شَرط یہ ہے کہ عورت مُشْتَہاۃ ہو یعنی نو برس سے کم عمر کی نہ ہو، نیز یہ کہ زندہ ہو تو اگر نو برس سے کم عمر کی لڑکی یا مردہ عورت کو بشہوت

چھوا یا بوسہ لیا تو حرمت ثابت نہ ہوئی۔

(الدرالمختار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤،ص١١٧)

مسئلہ ۱۶: عورت سے جماع کیا مگر دُخُول نہ ہوا تو حرمت ثابت نہ ہوئی، ہاں اگر اس کوحَمل رہ جائے تو حرمت مُصَاہَرت ہوگئی۔(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح، القسم الثـاني، ج١، ص٢٧٤) بوڑھیا عورت کے ساتھ یہ افعال واقع ہوئے یا اس نے کیے تو مُصَاہَرت ہوگئی، اس کی لڑکی اس شخص پر حرام ہوگئی نیز وہ اس کے باپ، دادا پر۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج٤،ص١١٧)

مسئلہ ۱۷: وطی سے مُصَاہَرت میں یہ شرط ہے کہ آگے کے مقام میں ہو، اگر پیچھے میں ہوئی مُصَاہَرت نہ ہوگی۔(الدرالمختار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٧)

مسئلہ ۱۸: اِغلام (یعنی عورت سے پیچھے کے مقام میں وطی کرنے) سے مُصَاہَرت نہیں ثابت ہوتی۔(ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٧)

مسئلہ ۱۹: مُراہق یعنی وہ لڑکا کہ ہَنُوز (ابھی تک) بالغ نہ ہوا، مگر اسکے ہم عمر بالغ ہو گئے ہوں، اس کی مقدار بارہ برس کی عمر ہے، اس نے اگر وطی کی یا شہوت کے ساتھ چھوا یا بوسہ لیا تو مُصَاہَرت ہوگئی۔ (ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٨)

مسئلہ ۲۰: یہ افعال قصداً (یعنی جان بوجھ کر) ہوں یا بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً بہرحال مُصَاہَرت ثابت ہو جائے گی، مثلاً اندھیری رات میں مرد نے اپنی عورت کو جماع کے لیے اٹھانا چاہا، غلطی سے شہوت کے ساتھ مشتہاۃ لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا، اس کی ماں ہمیشہ کے لیے اُس پر حرام ہوگئی۔ یوہیں اگر عورت نے شوہر کو اٹھانا چاہا اور شہوت کے ساتھ ہاتھ لڑکے پر پڑ گیا، جو مُراہق تھا ہمیشہ کو اپنے اس شوہر پر حرام ہوگئی۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤،ص١١٨)

مسئلہ۲۱: منہ (یعنی لب) کا بوسہ لیا تو مطلقاً حرمت مُصَاہَرت ثابت ہو جائے گی اگرچہ کہتا ہو کہ شہوت سے نہ تھا۔ یو ہیں اگر انتشار آلہ تھا تو مطلقاً کسی جگہ کا بوسہ لیا حرمت ہو جائے گی اور اگر انتشار نہ تھا اور رخسار یا ٹھوڑی یا پیشانی یا مونھ کے علاوہ کسی اور جگہ کا بوسہ لیا اور کہتا ہے کہ شہوت نہ تھی تو اس کا قول مان لیا جائے گا۔ یو ہیں انتشار کی حالت میں گلے لگانا بھی حرمت ثابت کرتا ہے اگرچہ شہوت کا انکار کرے۔

(ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٨)

مسئلہ۲۲: چٹکی لینے، دانت کاٹنے کا بھی یہی حُکم ہے کہ شہوت سے ہوں تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ عورت کی شرمگاہ کو چھوا یا پستان کو اور کہتا ہے کہ شہوت نہ تھی تو اس کا قول معتبر نہیں۔(الفتاوی الهندية، کتاب النکاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثاني، ج١، ص٢٧٦ و الدرالمختار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١١٩-١٢١)

مسئلہ۲۳: زنا سے حرمت ثابت ہونے کے لیے زنا کرنے والے میں شہوت پائی جانا ضرور ہے اور بوسہ لینے، گلے لگانے، چھونے وغیرہ میں ان دونوں میں سے ایک کو شہوت ہو جانا کافی ہے اگرچہ دوسرے کو نہ ہو۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٢٠)

مسئلہ۲۴: مجنون اور نشہ والے سے یہ افعال ہوئے یا ان کے ساتھ کیے گئے، جب بھی وہی حُکم ہے کہ اور شرطیں پائی جائیں تو حرمت ہو جائے گی۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٢٠)

مسئلہ۲۵: کسی سے پوچھا گیا تو نے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا، جماع کیا۔ حرمت مُصَاہَرت ثابت ہوگئی، اب اگر کہے میں نے جھوٹ کہہ دیا تھا نہیں

مانا جائے گا بلکہ اگرچہ مذاق میں کہہ دیا ہو جب بھی یہی حُکم ہے۔(الفتاوی الهندية، کتاب النکاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الثاني،ج۱،ص۲۷۶، وغيره)

مسئلہ ۲۶: حرمت مُصاہَرت مثلاً شہوت سے بوسہ لینے یا چھونے یا نَظر کرنے کا اقرار کیا، تو حرمت ثابت ہوگئی اور اگر یہ کہے کہ اس عورت کے ساتھ نکاح سے پہلے اس کی ماں سے جماع کیا تھا جب بھی یہی حُکم رہے گا۔ مگر عورت کا مہر اس سے باطل نہ ہوگا وہ بدستور واجب۔(ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات،ج٤،ص۱۲۲)

مسئلہ ۲۷: کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے لڑکے نے عورت کی لڑکی سے کیا، جو دوسرے شوہر سے ہے تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر لڑکے نے عورت کی ماں سے نکاح کیا جب بھی یہی حُکم ہے۔

(الفتاوی الهندية، کتاب النکاح، الباب الثالث في بيان المحرمات،ج۱،ص۲۷۷)

مسئلہ ۲۸: عورت نے دعویٰ کیا کہ مرد نے اس کے اُصول یا فُروع کو بشہوت چھوا یا بوسہ لیا یا کوئی اور بات کی ہے، جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور مرد نے انکار کیا تو قول مرد کا لیا جائے گا یعنی جبکہ عورت گواہ نہ پیش کرسکے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات،ج٤،ص۱۲۱)

قسم سِوُم: جمع بین المحارم۔

مسئلہ ۲۹: وہ دو عورتیں کہ اُن میں جس ایک کو مرد فَرض کریں، دوسری اس کے لیے حرام ہو [مثلاً دو بہنیں کہ ایک کو مرد فَرض کرو تو بھائی بہن کا رشتہ ہوا یا پھوپھی بھتیجی کہ پھوپھی کو مرد فَرض کرو تو چچا بھتیجی کا رشتہ ہوا اور بھتیجی کو مرد فَرض کرو تو پھوپھی بھتیجے کا رشتہ ہوا یا خالہ بھانجی کہ خالہ کو مرد فَرض کرو تو ماموں بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد

فَرض کرو تو بھانجے خالہ کا رشتہ ہوا] ایسی دو۲ عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کرسکتا بلکہ اگر طلاق دے دی ہوا گرچہ تین طلاقیں تو جب تک عدّت نہ گزر لے، دوسری سے نکاح نہیں کرسکتا بلکہ اگر ایک باندی ہے اور اُس سے وطی کی تو دوسری سے نکاح نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر دونوں باندیاں ہیں اور ایک سے وطی کر لی تو دوسری سے وطی نہیں کرسکتا۔ (الدرالمختارو ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٢٢)

مسئلہ ۳۰: ایسی دو عورتیں جن میں اس قِسم کا رشتہ ہو جو اوپر مذکور ہوا وہ نَسَب کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دودھ کے ایسے رشتے ہوں جب بھی دونوں کا جمع کرنا حرام ہے، مثلاً عورت اوراس کی رَضاعی بہن یا خالہ یا پھوپھی۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث في بیان المحرمات، ج١، ص٢٧٧)

مسئلہ ۳۱: دو عورتوں میں اگر ایسا رشتہ پایا جائے کہ ایک کو مرد فَرض کریں تو دوسری اس کے لیے حرام ہو اور دوسری کو مرد فَرض کریں تو پہلی حرام نہ ہو تو ایسی دو۲ عورتوں کے جمع کرنے میں حرج نہیں، مثلاً عورت اوراس کے شوہر کی لڑکی کہ اس لڑکی کو مرد فَرض کریں تو وہ عورت اس پر حرام ہوگی، کہ اس کی سوتیلی ماں ہوئی اور عورت کو مرد فَرض کریں تو لڑکی سے کوئی رشتہ پیدا نہ ہوگا یوہیں عورت اوراس کی بہو۔

(الدرالمختار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٢٤)

مسئلہ ۳۲: باندی سے وطی کی پھر اس کی بہن سے نکاح کیا، تو یہ نکاح صحیح ہوگیا مگر اب دونوں میں سے کسی سے وطی نہیں کرسکتا، جب تک ایک کو اپنے اوپر کسی ذریعہ سے حرام نہ کر لے، مثلاً منکوحہ کو طلاق دیدے یا وہ خلع کرالے اور دونوں صورتوں میں عدّت گزر جائے یا باندی کو بیچ ڈالے یا آزاد کردے، خواہ پوری بیچی یا آزاد کی یا اُس کا کوئی حصہ

نصف وغیرہ یا اس کو ہبہ کر دے اور قبضہ بھی دلا دے یا اُسے مُکَاتَبَہ کر دے (یعنی مال کے بدلے اس سے آزادی کا معاہدہ کرلے) یا اُس کا کسی سے نکاح صحیح کر دے اور اگر نکاح فاسد کر دیا تو اس کی بہن یعنی منکوحہ سے وطی نہیں ہوسکتی مگر جبکہ نکاحِ فاسد میں اس کے شوہر نے وطی بھی کر لی تو چونکہ اب اس کی عدّت واجب ہوگی، لہٰذا مالک کے لیے حرام ہوگئی اور منکوحہ سے وطی جائز ہوگئی اور بیع (خرید وفروخت) وغیرہ کی صورت میں اگر وہ پھر اس کی مِلک میں واپس آئی، مثلاً بیع فَسْخ ہوگئی یا اس نے پھر خرید لی تو اب پھر بدستور دونوں سے وطی حرام ہو جائے گی، جب تک پھر سبب حرمت (حرام ہونے کا سبب) نہ پایا جائے۔ باندی کے احرام وروزہ وحیض ونفاس ورَہْن واِجارہ سے منکوحہ حلال نہ ہوگی اور اگر باندی سے وطی نہ کی ہو تو اس منکوحہ سے مطلقاً وطی جائز ہے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٢٥)

مسئلہ ۳۳: مُقدِّمَاتِ وطی مثلاً شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا چھوا یا اس باندی نے اپنے مولیٰ کو شہوت کے ساتھ چھوا یا بوسہ لیا تو یہ بھی وطی کے حُکْم میں ہیں، کہ ان افعال کے بعد اگر اس کی بہن سے نکاح کیا تو کسی سے جماع جائز نہیں۔

(الدرالمختارو ردالمحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٢٦)

مسئلہ ۳۴: ایسی دو عورتیں جن کو جمع کرنا حرام ہے اگر دونوں سے بیک عَقْد (یعنی ایک ہی ایجاب وقبول کے ساتھ) نکاح کیا تو کسی سے نکاح نہ ہوا، فَرْض ہے کہ دونوں کو فوراً جدا کر دے اور دُخول نہ ہوا ہو تو مہر بھی واجب نہ ہوا اور دُخول ہوا ہو تو مہرِ مِثْل اور بندھے ہوئے مہر میں جو کم ہو وہ دیا جائے، اگر دونوں کے ساتھ دُخول کیا تو دونوں کو دیا جائے اور ایک کے ساتھ کیا تو ایک کو۔ (الدرالمختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٢٦ والفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص٢٧٧)

مسئلہ ۳۵: اگر دونوں سے دو عَقد کے ساتھ نکاح کیا تو پہلی سے نکاح ہوا اور دوسری کا نکاح باطل، لہٰذا پہلی سے وطی جائز ہے مگر جبکہ دوسری سے وطی کرلی تو اب جب تک اس کی عدّت نہ گزر جائے پہلی سے بھی وطی حرام ہے۔ پھر اس صورت میں اگر یہ یاد نہ رہا کہ پہلے کس سے ہوا تو شوہر پر فَرض ہے کہ دونوں کو جدا کر دے اور اگر وہ خود جدا نہ کرے تو قاضی پر فَرض ہے کہ تفریق کر دے اور یہ تفریق طلاق شمار کی جائے گی پھر اگر دُخول سے پیشتر تفریق (جدائی) ہوئی تو نصف مہر میں دونوں برابر بانٹ لیں اگر دونوں کا برابر برابر مقرر ہوا اور اگر دونوں کے مہر برابر نہ ہوں اور معلوم ہے کہ فلانی کا اتنا تھا اور فلانی کا اتنا تو ہر ایک کو اس کے مہر کی چوتھائی ملے گی۔

اور اگر یہ معلوم ہے کہ ایک کا اِتنا ہے اور ایک کا اُتنا مگر یہ معلوم نہیں کہ کس کا اِتنا ہے اور کس کا اُتنا تو جو کم ہے، اس کے نصف میں دونوں برابر برابر تقسیم کرلیں اور اگر مہر مقرر ہی نہ ہوا تھا تو ایک متعہ (1)[اس کے معنی مَہر کے بیان میں آئیں گے۔۱۲ منہ] واجب ہوگا، جس میں دونوں بانٹ لیں اور اگر دُخول کے بعد تفریق ہوئی تو ہر ایک کو اس کا پورا مہر

(1)......جس عورت سے مہر کے بغیر نکاح کیا ہو اور اس کو وطی سے قبل طلاق دے دی ہو تو ایسی عورت کے لئے پورا جوڑا الباس دینا بطور متعہ واجب ہے اور وہ قمیص دوپٹہ اور بڑی چادر ہے (علامہ شامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْحَامِی فرماتے ہیں کہ ہر علاقے کا رواج وہاں کے لوگوں میں معتبر ہوگا یعنی جو لباس عورت باہر نکلتے وقت پہنتی ہو وہ دیا جائے گا) اور وہ جوڑا قیمت میں مہر مثل کے نصف سے زائد نہ ہو اگر خاوند امیر ہو اور اگر وہ غریب ہو تو پھر کم از کم پانچ درہم سے کم نہ ہو اور اس جوڑے میں خاوند بیوی کی حیثیت کا اعتبار ہوگا جیسا کہ نفقہ میں دونوں کا لحاظ کیا جاتا ہے، پھر اگر دونوں امیر ہیں تو عورت کو اس کا اعلیٰ لباس اور اگر دونوں فقیر ہوں تو ادنیٰ لباس، اگر دونوں کی حیثیت مختلف ہو تو پھر درمیانہ لباس دیا جائے گا۔ واللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم. (ردالمحتار والدرالمختار، کتاب النکاح، باب المهر، مطلب: فی الحکام المتعة، ج٤، ص٢٣٤، ٢٣٥ ملخصاً)

واجب ہوگا۔ یوہیں اگرایک سے دُخول ہواتواس کاپورامہر واجب ہوگااوردوسری کوچوتھائی۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ج٤، ص١٢٦۔١٣١)

مسئلہ ٣٦: ایسی دو[1] عورتوں سے ایک عَقْد کے ساتھ نکاح کیا تھا پھر دُخول سے قبل تفریق ہوگئی، اب اگران میں سے ایک کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو کرسکتا ہے اور دُخول کے بعد تفریق ہوئی تو جب تک عدّت نہ گزر جائے نکاح نہیں کرسکتا اور اگر ایک کی عدّت پوری ہوچکی دوسری کی نہیں تو دوسری سے کرسکتا ہے اور پہلی سے نہیں کرسکتا جب تک دوسری کی عدّت نہ گزر لے اور اگر ایک سے دُخول کیا ہے تو اس سے نکاح کرسکتا ہے اور دوسری سے نکاح نہیں کرسکتا جب تک مَدْخُولہ (ایسی عورت جس سے صحبت کی گئی ہو) کی عدّت نہ گزر لے اور اس کی عدّت گزرنے کے بعد جس ایک سے چاہے نکاح کرلے۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث في بیان المحرمات، ج١، ص٢٧٨)

مسئلہ ٣٧: ایسی دو عورتوں نے کسی شخص سے ایک ساتھ کہا، کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا، اس نے ایک کا نکاح قبول کیا تو اس کا نکاح ہوگیا اور اگر مرد نے ایسی دو عورتوں سے کہا، کہ میں نے تم دونوں سے نکاح کیا اور ایک نے قبول کیا، دوسری نے انکار کیا، تو جس نے قبول کیا اس کا نکاح بھی نہ ہوا۔ (الفتاوی الهندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث في بیان المحرمات، ج١، ص٢٧٨۔٢٧٩)

مسئلہ ٣٨: ایسی دو عورتوں سے نکاح کیا اور ان میں سے ایک عدّت میں تھی تو جو خالی ہے (یعنی عدت میں نہیں ہے) اسکا نکاح صحیح ہوگیا اور اگر وہ اسی کی عدّت میں تھی تو دوسری سے بھی صحیح نہ ہوا۔ (الفتاوی الهندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث في بیان المحرمات، ج١، ص٢٧٩)

قسم چہارُم: حرمت بالملک۔

مسئلہ۳۹: عورت اپنے غلام سے نکاح نہیں کرسکتی، خواہ وہ تنہا اسی کی مِلک میں ہو یا کوئی اور بھی اس میں شریک ہو۔

(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج ۱، ص ۲۸۲)

مسئلہ۴۰: مولیٰ (مالک) اپنی باندی سے نکاح نہیں کرسکتا، اگرچہ وہ اُمِّ وَلد (وہ لونڈی جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ (مالک) نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے) یا مُکَاتَبَہ (مکاتبہ اس کنیز کو کہتے ہیں جس نے اپنے آقا سے مال کی ادائیگی کے بدلے آزادی کا معاہدہ کیا ہوا ہو) یا مُدَبَّرَہ ہو (ایسی لونڈی جسے مالک نے یہ کہا ہو کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے یا ایسے الفاظ کہے ہوں جن سے مولیٰ کے مرنے کے بعد اس کا آزاد ہونا ثابت ہوتا ہو) یا اُس میں کوئی دوسرا بھی شریک ہو، مگر بغَرَضِ احتیاط متأخّرین نے باندی سے نکاح کرنا مستحسن بتایا ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح، القسم الثامن في المحرمات بالملك، ج ۱، ص ۲۸۲) مگر یہ نکاح صرف بر بنائے احتیاط ہے کہ اگر واقع میں کنیز نہیں جب بھی جماع جائز ہے، ولہٰذا ثَمَراتِ نکاح اس نکاح پر مُترتَّب نہیں، نہ مہر واجب ہوگا، نہ طلاق ہو سکے گی، نہ دیگر احکامِ نکاح جاری ہوں گے۔

مسئلہ۴۱: اگر زَن وشَو (یعنی میاں بیوی) میں سے ایک دوسرے کا یا اس کے کسی جُز کا مالک ہو گیا تو نکاح باطل ہو جائے گا۔

(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج ۱، ص ۲۸۲)

مسئلہ۴۲: ماذُون (یعنی وہ غلام جس کے آقا نے اسے تجارت وغیرہ کی عام اجازت دیدی ہو) یا مُدَبَّر (یعنی وہ غلام جس کی نسبت مولیٰ (مالک) نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے یا ایسے الفاظ کہے ہوں جن سے مولیٰ کے مرنے کے بعد اس کا آزاد ہونا ثابت ہوتا ہو) یا مُکَاتَب (یعنی

وہ غلام جس نے اپنے آقا سے مال کی ادائیگی کے بدلے آزادی کا معاہدہ کیا ہوا ہو) نے اپنی زوجہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہ ہوا۔ یو ہیں اگر کسی نے اپنی زَوجہ کو خریدا اور بیع میں اختیار رکھا کہ اگر چاہے گا تو واپس کردے گا تو نکاح فاسد نہ ہوگا۔ یو ہیں جس غلام کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہے وہ اگر اپنی منکوحہ کو خریدے تو نکاح فاسد نہ ہوا۔ (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج ١، ص ١٨٢ و ردالمحتار، كتاب النكاح، مطلب: مهم في وطء السراری...الخ، ج ٤، ص ١٣١)

مسئلہ ۴۳: مُکاتب یا ماذون کی کنیز سے مولیٰ نکاح نہیں کرسکتا۔

(الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج ١، ص ٢٨٢)

مسئلہ ۴۴: مُکاتب نے اپنی مالکہ سے نکاح کیا پھر آزاد ہوگیا تو وہ نکاح اب بھی صحیح نہ ہوا۔ ہاں اگر اب جدید نکاح کرے تو کرسکتا ہے۔ (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج ١، ص ٢٨٢)

مسئلہ ۴۵: غلام نے اپنے مولیٰ کی لڑکی سے اس کی اجازت سے نکاح کیا، تو نکاح صحیح ہوگیا مگر مولیٰ کے مرنے سے یہ نکاح جاتا رہے گا اور اگر مُکاتَب نے مولیٰ کی لڑکی سے نکاح کیا تھا تو مولیٰ کے مرنے سے فاسد نہ ہوگا۔ اگر بدْلِ کتابت ادا کر دے گا تو نکاح برقرار رہے گا اور اگر ادا نہ کرسکا اور پھر غلام ہوگیا تو اب نکاح فاسد ہوگیا۔ (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج ١، ص ٢٨٢)

قسم پنجم: حرمت بالشرک۔

مسئلہ ۴٦: مسلمان کا نکاح مجوسیہ (یعنی آگ کی پوجا کرنے والی)، بت پرست، آفتاب پرست (یعنی سورج کی پوجا کرنے والی)، ستارہ پرست عورت سے نہیں ہوسکتا خواہ یہ

عورتیں حرّہ ہوں یا باندیاں، غرض کتابیہ کے سوا کسی کافرہ عورت سے نکاح نہیں ہوسکتا۔(فتح القدير، كتاب النكاح، فصل في بيان المحرمات، ج٣،ص١٣٦ـ١٣٨،وغيره)

مسئلہ ۴۷: مُرْ تَد ومُرْ تَدّ ہ کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا، اگر چہ مرد وعورت دونوں ایک ہی مذہب کے ہوں۔

(الفتاوى الخانية، كتاب النكاح، باب في المحرمات، ج١، ص١٦٩، وغيره)

مسئلہ ۴۸: یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہوسکتا ہے مگر چاہیے نہیں کہ اس میں بہت سے مَفاسِد (یعنی خرابیاں مثلاً بچّے پر اندیشہ ہے کہ ماں کے زیرِ تربیت رہ کر اس کی عادتیں سیکھے وغیرہ) کا دروازہ کھلتا ہے۔(الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١،ص ٢٨١،وغيره) مگر یہ جواز اُسی وقت تک ہے جب کہ اپنے اُسی مذہبِ یہودیت یا نصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کی یہودی نصرانی ہوں اور حقیقۃً نیچری اور دَہْریہ مذہب رکھتی ہوں، جیسے آجکل کے عموماً نصاریٰ کا کوئی مذہب ہی نہیں تو اُن سے نکاح نہیں ہوسکتا، نہ ان کا ذَبیحہ جائز بلکہ ان کے یہاں تو ذَبیحہ ہوتا بھی نہیں۔

مسئلہ ۴۹: کتابیہ سے نکاح کیا تو اُسے گِرجا (عیسائیوں کے عبادت خانہ) جانے اور گھر میں شراب بنانے سے روک سکتا ہے۔(الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١،ص ٢٨١،وغيره)

مسئلہ ۵۰: کتابیہ سے دارُالحَرْب میں نکاح کر کے دارالاسلام میں لایا، تو نکاح باقی رہے گا اور خود چلا آیا اسے وہیں چھوڑ دیا تو نکاح ٹوٹ گیا۔

(الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١،ص ٢٨١)

مسئلہ ۵۱: مسلمان نے کتابیہ سے نکاح کیا تھا، پھر وہ مجوسیہ ہوگئی تو نکاح فَسْخ ہوگیا اور

مرد پر حرام ہوگئی اور اگر یہودیہ تھی اب نصرانیہ ہوگئی یا نصرانیہ تھی، یہودیہ ہوگئی تو نکاح باطل نہ ہوا۔(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص ٢٨١)

مسئلہ ۵۲: کتابی مرد کا نکاح مُرتدَّہ کے سوا ہر کافرہ سے ہوسکتا ہے اور اولاد کتابی کے حُکم میں ہے۔ مسلمان و کتابیہ سے اولاد ہوئی تو اولاد مسلمان کہلائے گی۔

(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص٢٨٢، وغيره)

مسئلہ ۵۳: مرد وعورت کافر تھے دونوں مسلمان ہوئے تو وہی نکاح سابق (یعنی پہلا نکاح) باقی ہے جدید نکاح کی حاجت نہیں اور اگر صرف مرد مسلمان ہوا تو عورت پر اسلام پیش کریں، اگر مسلمان ہوگئی فبہا (یعنی اگر وہ عورت مسلمان ہوگئی تو وہی پہلا نکاح باقی رہے گا) ورنہ تفریق کردیں۔ یوہیں اگر عورت پہلے مسلمان ہوئی تو مرد پر اسلام پیش کریں، اگر تین حیض آنے سے پہلے مسلمان ہوگیا تو نکاح باقی ہے، ورنہ بعد کو جس سے چاہے نکاح کرلے کوئی اسے منع نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۵۴: مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد کے سوا کسی مذہب والے سے نہیں ہوسکتا اور مسلمان کے نکاح میں کتابیہ ہے، اس کے بعد مسلمان عورت سے نکاح کیا یا مسلمان عورت نکاح میں تھی، اس کے ہوتے ہوئے کتابیہ سے نکاح صحیح ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص٢٨٢)

قسم ششم: حُرّہ (یعنی آزاد عورت جو کسی کی لونڈی نہ ہو) نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا۔

مسئلہ ۵۵: آزاد عورت نکاح میں ہے اور باندی سے نکاح کیا صحیح نہ ہوا۔ یوہیں ایک عَقد میں دونوں سے نکاح کیا، حرّہ کا صحیح ہوا، باندی سے نہ ہوا۔(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص٢٧٩)

مسئلہ ۵۶: ایک عَقد میں آزاد عورت اور باندی سے نکاح کیا اور کسی وجہ سے آزاد عورت کا نکاح صحیح نہ ہوا تو باندی سے نکاح ہو جائے گا۔

(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح،الباب الثالث في بيان المحرمات، ج۱،ص۲۷۹)

مسئلہ ۵۷: پہلے باندی سے نکاح کیا پھر آزاد سے تو دونوں نکاح ہو گئے اور اگر باندی سے بلا اجازت مالک نکاح کیا اور دُخول نہ کیا تھا پھر آزاد عورت سے نکاح کیا، اب اس کے مالک نے اجازت دی تو نکاح صحیح نہ ہوا۔ یوہیں اگر غلام نے بغیر اجازتِ مولیٰ حُرّہ سے نکاح کیا اور دُخول کیا پھر باندی سے نکاح کیا، اب مولیٰ نے دونوں نکاح کی اجازت دی تو باندی سے نکاح نہ ہوا۔(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج۱،ص۲۷۹۔۲۸۰ و ردالمحتار، كتاب النكاح، مطلب: مهم في وطء السراری اللاتی یوخذن غنیمة في زماننا، ج۴،ص۱۳۶)

مسئلہ ۵۸: آزاد عورت کو طلاق دے دی تو جب تک وہ عدّت میں ہے، باندی سے نکاح نہیں کر سکتا اگرچہ تین طلاقیں دے دی ہوں۔(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح، القسم الخامس الاماء المنكوحة على الحرة او معها، ج۱، ص۲۷۹)

مسئلہ ۵۹: اگر حُرّہ نکاح میں نہ ہو تو باندی سے نکاح جائز ہے اگرچہ اتنی اِستطاعت ہے کہ آزاد عورت سے نکاح کر لے۔(الدرالمختار، كتاب النكاح، ج۴،ص۱۳۵، وغیره)

مسئلہ ۶۰: باندی نکاح میں تھی اسے طلاق رجعی دے کر آزاد سے نکاح کیا، پھر رَجْعَت کر لی تو وہ باندی بدستور زَوْجہ ہو گئی۔(الدرالمختار، كتاب النكاح، ج۴،ص۱۳۷)

مسئلہ ۶۱: اگر چار باندیوں اور پانچ آزاد عورتوں سے ایک عَقد میں نکاح کیا تو باندیوں کا ہو گیا اور آزاد عورتوں کا نہ ہوا اور دونوں چار چار تھیں تو آزاد عورتوں کا ہوا،

باندیوں کا نہ ہوا۔(الدرالمختار، کتاب النکاح، ج٤، ص١٣٧)

قسم ہفتم: حرمت بوجہ تَعلُّق حقِ غیر۔

مسئلہ٦٢: دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہوسکتا بلکہ اگر دوسرے کی عدّت میں ہو جب بھی نہیں ہوسکتا۔ عدّت طلاق کی ہو یا موت کی یا شبہ نکاح یا نکاح فاسد میں دُخول کی وجہ سے۔(الفتاوی الھندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص٢٨٠)

مسئلہ٦٣: دوسرے کی منکوحہ سے نکاح کیا اور یہ معلوم نہ تھا کہ منکوحہ ہے تو عدّت واجب ہے اور معلوم تھا تو عدّت واجب نہیں۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص٢٨٠)

مسئلہ٦٤: جس عورت کو زنا کا حَمْل ہے اس سے نکاح ہوسکتا ہے، پھر اگر اسی کا وہ حَمْل ہے تو وطی بھی کرسکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ نہ پیدا ہولے وطی جائز نہیں۔(الفتاوی الھندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص٢٨٠ و الدرالمختار، کتاب النکاح، ج٤، ص١٣٨)

مسئلہ٦٥: جس عورت کا حَمْل ثابت النَّسَب ہے اُس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص٢٨٠)

مسئلہ٦٦: کسی نے اپنی اُمّ وَلَد حاملہ کا نکاح دوسرے سے کردیا تو صحیح نہ ہوا اور حَمْل نہ تھا تو صحیح ہوگیا۔(الفتاوی الھندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص٢٨٠)

مسئلہ٦٧: جس باندی سے وطی کرتا تھا اس کا نکاح کسی سے کردیا نکاح ہوگیا مگر مالک پر اِستِبرا واجب ہے یعنی جب اس کا نکاح کرنا چاہے تو وطی چھوڑ دے یہاں تک کہ

اُسے ایک حیض آجائے بعدِ حیض نکاح کر دے اور شوہر کے ذِمَّہ اِسْتِبْرا نہیں، لہٰذا اگر استبرا سے پہلے شوہر نے وطی کر لی تو جائز ہے مگر نہ چاہیے اور اگر مالک بیچنا چاہتا ہے تو استبرا مستحب ہے واجب نہیں۔ زانیہ سے نکاح کیا تو استبرا کی حاجت نہیں۔

(الدرالمختار، کتاب النکاح، ج٤، ص١٤٠)

مسئلہ ٦٨: باپ اپنے بیٹے کی کنیزِ شَرْعی سے نکاح کر سکتا ہے۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث في بیان المحرمات، ج١، ص٢٨١)

قسم ہَشتم: متعلق بہ عدد۔

مسئلہ ٦٩: آزاد شخص کو ایک وقت میں چار عورتوں اور غلام کو دو سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت نہیں اور آزاد مرد کو کنیز کا اختیار ہے اس کے لیے کوئی حد نہیں۔

(الدرالمختار، کتاب النکاح، ج٤، ص١٣٧ والفتاوی الھندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث في بیان المحرمات، ج١، ص٢٧٧)

مسئلہ ٧٠: غلام کو کنیز رکھنے کی اجازت نہیں اگرچہ اس کے مولیٰ نے اجازت دے دی ہو۔ (الدرالمختار، کتاب النکاح، ج٤، ص١٣٨)

مسئلہ ٧١: پانچ عورتوں سے ایک عَقْد کے ساتھ نکاح کیا، کسی سے نکاح نہ ہوا اور اگر ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ عَقْد کیا تو پانچویں کا نکاح باطل ہے، باقیوں کا صحیح۔ یوہیں غلام نے تین عورتوں سے نکاح کیا تو اس میں بھی وہی دو صورتیں ہیں۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث في بیان المحرمات، ج١، ص٢٧٧)

مسئلہ ٧٢: کافر حربی نے پانچ عورتوں سے نکاح کیا، پھر سب مسلمان ہوئے اگر آگے پیچھے نکاح ہوا تو چار پہلی باقی رکھی جائیں اور پانچویں کو جدا کر دے اور ایک عَقْد تھا تو سب

کو علیحدہ کردے۔(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح،الباب الثالث في بيان المحرمات،ج١، ص٢٧٧)

مسئلہ ۷۳: دو عورتوں سے ایک عَقْد میں نکاح کیا اوران میں ایک ایسی ہے جس سے نکاح نہیں ہوسکتا تو دوسری کا ہو گیا اور جو مہر مذکور ہوا وہ سب اسی کو ملے گا۔

(الدرالمختار، كتاب النكاح، ج٤، ص١٤٢)

مسئلہ ۷۴: مُتعہ حرام ہے۔ [1] یوہیں اگر کسی خاص وقت تک کے لیے نکاح کیا تو یہ نکاح بھی نہ ہوا اگرچہ دو سو برس کے لیے کرے۔ (الدرالمختار، كتاب النكاح، ج٤،ص١٤٣)

مسئلہ ۷۵: کسی عورت سے نکاح کیا کہ اتنے دنوں کے بعد طلاق دے دے گا، تو یہ نکاح صحیح ہے یا اپنے ذہن میں کوئی مدّت ٹھہرالی ہو کہ اتنے دنوں کے لیے نکاح کرتا ہوں مگر زبان سے کچھ نہ کہا تو یہ نکاح بھی ہو گیا۔(الدرالمختار، كتاب النكاح، ج٤،ص١٤٣)

مسئلہ ۷۶: حالتِ احرام میں نکاح کرسکتا ہے مگر نہ چاہیے۔ یوہیں مُحرِم (یعنی جو حالت احرام میں ہو) اُس لڑکی کا بھی نکاح کرسکتا ہے جو اس کی ولایت (سرپرستی) میں ہے۔(الفتاوی الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، ج١، ص٢٨٣)

قسم نہم: رَضاعت [2]

---

1 ......متعہ سے مراد وہ نکاح ہے جو وقتی طور پر شہوت دور کرنے کے لئے کچھ رقم دے کر کیا جائے۔ فتاویٰ رضویہ مخرجہ، ج۱۱،ص ۲۳۶ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں ''متعہ کی حرمت صحیح حدیثوں سے ثابت ہے امیر المؤمنین مولیٰ علی كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ الْكَرِيْم کے ارشادوں سے ثابت ہے، صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان کے اقوال شریفہ سے ثابت ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ...الخ ''

(پ١٨،المؤمنون:٥-٧)

2 ......رضاعت کا تفصیلی بیان بہار شریعت (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) ج۲ صفحہ ۳۶ پر ملاحظہ فرمائیں۔

حُقوقُ الزَّوجَین[1]

آج کل عام شکایت ہے کہ زن وشَو (میاں بیوی) میں نا اتفاقی ہے۔ مرد کو عورت کی شکایت ہے تو عورت کو مرد کی، ہر ایک دوسرے کے لیے بلائے جان (مصیبت) ہے اور جب اتفاق نہ ہو تو زندگی تلخ (بدمزہ) اور نتائج نہایت خراب۔ آپس کی نا اتفاقی علاوہ دنیا کی خرابی کے دین بھی برباد کرنے والی ہوتی ہے اور اس نا اتفاقی کا اثرِ بد (برا اثر) اِنھیں تک محدود نہیں رہتا بلکہ اولاد پر بھی اثر پڑتا ہے اولاد کے دل میں نہ باپ کا ادب رہتا ہے نہ ماں کی عزت اس نا اتفاقی کا بڑا سبب یہ ہے کہ طَرَفَین (میاں بیوی) میں ہر ایک دوسرے کے حُقُوق کا لحاظ نہیں رکھتے اور باہم رواداری سے کام نہیں لیتے مرد چاہتا ہے کہ عورت کو باندی سے بدتر کر کے رکھے اور عورت چاہتی ہے کہ مرد میرا غلام رہے جو میں چاہوں وہ ہو، چاہے کچھ ہو جائے مگر بات میں فَرق نہ آئے جب ایسے خیالاتِ فاسدہ طَرَفَین (یعنی میاں بیوی) میں پیدا ہوں گے تو کیونکر نبھ سکے۔ دن رات کی لڑائی اور ہر ایک کے اَخلاق و عادات میں برائی اور گھر کی بربادی اسی کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید میں جس طرح یہ حکم آیا کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ[2] (پ٥، النساء:٣٤) جس سے مردوں کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ[3] (پ٤، النساء:١٩) جس کا صاف یہ مطلب ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھی مُعاشَرت کرو۔

اس موقع پر ہم بعض حدیثیں ذکر کریں جن سے ہر ایک کے حُقُوق کی مَعْرِفت حاصل ہو مگر مرد کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کے ذمہ عورت کے کیا حُقُوق ہیں انھیں ادا کرے

---

1 ...... بہارِ شریعت، حصہ ٧، ج٢، ص٩٩۔

2 ......ترجمۂ کنزالایمان: مرد افسر ہیں عورتوں پر۔

3 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور ان سے اچھا برتاؤ۔

اورعورت شوہر کے حُقُوق دیکھے اور پورے کرے، یہ نہ ہو کہ ہرایک اپنے حُقُوق کا مطالبہ کرے اور دوسرے کے حُقُوق سے سروکار نہ رکھے اور یہی فَساد کی جڑ ہے اور یہ بہت ضرور ہے کہ ہرایک دوسرے کی بیجا باتوں کا تَحَمُّل (برداشت) کرے اور اگر کسی موقع پر دوسری طرف سے زیادتی ہو تو آمادہ بفساد (یعنی لڑائی جھگڑے کے لئے تیار) نہ ہو کہ ایسی جگہ ضد پیدا ہو جاتی ہے اور سُلجھی ہوئی بات اُلجھ جاتی ہے۔

حدیث ۱: حاکم نے امّ المومنین صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت کی، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر اس کی ماں کا۔'' (المستدرك للحاكم، كتاب البر والصلة، باب اعظم الناس حقا...إلخ، الحديث: ۷۴۱۸، ج۵، ص۲۴۴ وكنزالعمال، كتاب النكاح، رقم: ۴۴۷۶۴، ج۱٦، ص۱۴۱)

حدیث ۲ تا ۵: نَسائی ابوہریرہ سے اور امام احمد مُعاذ سے اور حاکم بُرَیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم سے راوی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اگر میں کسی شخص کو کسی مخلوق کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔'' (المستدرك للحاكم، كتاب البر والصلة، باب حق الزوجة، الحديث: ۷۴۰٦، ج۵، ص۲۴۰) اسی کے مثل ابوداود اور حاکم کی روایت قیس بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہے، اس میں سجدہ کی وجہ بھی بیان فرمائی کہ اللّٰہ تعالٰی نے مردوں کا حق عورتوں کے ذِمّہ کر دیا ہے۔

(سنن أبي داود، كتاب النكاح، باب في حق الزوج على المرأة، الحديث: ۲۱۴۰، ج۲، ص۳۳۵)

حدیث ٦: امام احمد و ابن ماجہ و ابن حَبان عبداللّٰہ بن اَبی اَوْفٰی سے راوی، کہ فرماتے

ہیں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ''اگر میں کسی کو حُکم کرتا کہ غیر خدا کے لیے سجدہ کرے تو حُکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے، قَسَم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی جان ہے! عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک شوہر کے کُل حق ادا نہ کرے۔

(سنن ابن ماجه، كتاب النكاح،باب حق الزوج على المرأة، الحديث:۱۸۵۳،ج۲، ص ۴۱۱)

حدیث ۷: امام احمد انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے راوی، فرماتے ہیں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: اگر آدمی کا آدمی کے لیے سجدہ کرنا درست ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کہ اس کا اس کے ذِمَّہ بہت بڑا حق ہے قَسَم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر قَدَم سے سر تک شوہر کے تمام جِسْم میں زخم ہوں جن سے پیپ اور کچ لہو بہتا ہو پھر عورت اسے چاٹے تو حقِ شوہر ادا نہ کیا۔

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند انس بن مالك، الحديث: ۱۲۶۱۴،ج۴،ص۳۱۷)

حدیث ۸: صحیحین میں ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''شوہر نے عورت کو بلایا اس نے انکار کر دیا اور غصہ میں اس نے رات گزاری تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' (صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق باب اذا قال احدكم آمين..إلخ، الحديث: ۳۲۳۷،ج۲، ص۳۸۸) اور دوسری روایت میں ہے کہ ''جب تک شوہر اس سے راضی نہ ہو، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُس عورت سے ناراض رہتا ہے۔

(صحيح مسلم، كتاب النكاح،باب تحريم امتناعها من فراش زوجها، الحديث:۱۴۳۶، ص۷۵۳)

حدیث ۹: امام احمد و تِرْمِذی و ابن ماجہ مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے راوی، کہ حضورِ

اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جب عورت اپنے شوہر کو دنیا میں ایذا دیتی ہے تو حور عین کہتی ہیں خدا تجھے قتل کرے، اِسے ایذا نہ دے یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے گا۔''

(جامع الترمذی، کتاب الرضاع، ۱۹باب ، الحدیث: ۱۱۷۷، ج۲، ص۳۹۲)

حدیث۱۰: طَبَرانی مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے راوی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''عورت ایمان کا مزہ نہ پائے گی جب تک حقِ شوہر ادا نہ کرے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۰، ج۲۰، ص۵۲)

حدیث۱۱: طَبَرانی میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے راوی کہ فرمایا: ''جو عورت خدا کی اطاعت کرے اور شوہر کا حق ادا کرے اور اسے نیک کام کی یاد دلائے اور اپنی عِصْمت اور اس کے مال میں خِیانت نہ کرے تو اس کے اور شہیدوں کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا، پھر اس کا شوہر باایمان نیک خو ہے تو جنت میں وہ اس کی بی بی ہے، ورنہ شہدا میں سے کوئی اس کا شوہر ہوگا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأۃ، الحدیث: ۷۶۴۴، ج۴، ص۵۶۶)

حدیث۱۲: ابوداود وطَیالِسی وابن عَساکر ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے راوی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بغیر اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا یعنی بغیر اجازت روزہ رکھ لیا تو گنہگار ہوئی اور بدُونِ اجازت (بغیر اجازت) اس کا کوئی عَمَل مقبول نہیں اگر عورت نے کرلیا تو شوہر کو ثواب ہے اور عورت پر گناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے، اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے

اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ عرض کی گئی اگرچہ شوہر ظالم ہو۔ فرمایا: اگرچہ ظالم ہو۔'' (کنزالعمال ، کتاب النکاح، رقم: ۴۴۸۰۱، ج۱۶، ص۱۴۴)

حدیث ۱۳: طَبَر انی تمیم داری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے راوی کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے بچھونے کو نہ چھوڑے اور اسکی قسم کو سچا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے اور ایسے شخص کو مکان میں آنے نہ دے جس کا آنا شوہر کو پسند نہ ہو۔'' (المعجم الکبیر، باب التاء، الحدیث: ۱۲۵۸، ج۲، ص۵۲)

حدیث ۱۴: ابُونُعیم علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے راوی کہ فرمایا: ''اے عورتو! خدا سے ڈرو اور شوہر کی رَضامندی کی تلاش میں رہو، اس لیے کہ عورت کو اگر معلوم ہوتا کہ شوہر کا کیا حق ہے تو جب تک اس کے پاس کھانا حاضر رہتا یہ کھڑی رہتی۔''

(کنزالعمال، کتاب النکاح، رقم: ۴۴۸۰۹، ج۱۶، ص۱۴۵)

حدیث ۱۵: ابُونُعیم حِلْیَہ میں انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے راوی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے اور ماہِ رَمَضان کے روزے رکھے اور اپنی عِفَّت کی مُحافَظَت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔'' (حلیۃ الاولیاء، رقم: ۸۸۳۰، ج۶، ص۳۳۶)

حدیث ۱۶: تِرْمِذی ام المومنین ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے راوی، کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''جو عورت اس حال میں مری کہ شوہر راضی تھا، وہ جنت میں داخل ہوگی۔'' (جامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ، الحدیث: ۱۱۶۴، ج۲، ص۳۸۶)

حدیث ۱۷: بیہقی شُعَبُ الایمان میں جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعالٰی عَنۡہُ سے راوی، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اوران کی کوئی نیکی بلند نہیں ہوتی (۱) بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے آقاؤں کے پاس لوٹ نہ آئے اوراپنے کوان کے قابو میں نہ دے دے۔ اور (۲) وہ عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور (۳) نشہ والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔

(شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والأهلین،الحدیث:۸۷۲۷،ج٦،ص۴۱۷)

یہ چند حدیثیں حقوقِ شوہر کی ذکر کی گئیں عورتوں پر لازم ہے کہ حقوقِ شوہر کا تحفظ کریں اورشوہر کو ناراض کرکے **اللّٰہ تعالٰی** کی ناراضگی کا وبال اپنے سر نہ لیں کہ اس میں دنیاوآخرت دونوں کی بربادی ہے نہ دنیا میں چین نہ آخرت میں راحت۔

اب بعض وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں کہ مردوں کو عورتوں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے، مردوں پر ضرور ہے کہ ان کا لحاظ کریں اوران ارشاداتِ عالیہ کی پابندی کریں۔

حدیث ۱۸: بخاری ومسلم ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے راوی، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''عورتوں کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت فرماتا ہوں تم میری اس وصیت کو قبول کرو۔ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپروالی ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے چلے تو توڑ دے گا اوراگر ویسی ہی رہنے دے تو ٹیڑھی باقی رہے گی۔''

(صحیح البخاري، کتاب النکاح، باب الوصاة بالنساء، الحدیث: ۵۱۸٦،ج۳،ص۴۵۷)

اور مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ ''عورت پسلی سے پیدا کی گئی، وہ تیرے لیے کبھی سیدھی نہیں ہوسکتی اگر تو اسے برتنا چاہے تو اسی حالت میں برت سکتا

ہےاور سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور توڑنا طلاق دینا ہے۔''

(صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء، الحديث: ٦١-(١٤٦٨)، ص٧٧٥)

حدیث۱۹: صحیح مسلم میں انھیں سے مروی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''مسلمان مرد عورتِ مومنہ کو مَبْغُوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بُری معلوم ہوتی ہے دوسری پسند ہوگی۔'' (صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء، الحديث:٦٣-(١٤٦٩)، ص٧٧٥) یعنی تمام عادتیں خراب نہیں ہوں گی جبکہ اچھی بُری ہر قسم کی باتیں ہوں گی تو مرد کو یہ نہ چاہیے کہ خراب ہی عادت کو دیکھتا رہے بلکہ بُری عادت سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے۔

حدیث۲۰: حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں۔''

(سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب حسن معاشرة النساء، الحديث:١٩٧٨، ج٢، ص٤٧٨)

حدیث۲۱: صحیحین میں عبداللہ بن زَمْعَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے مُجامَعت کرے گا۔''

(صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب مايكره من ضرب النساء، الحديث:٥٢٠٤، ج٣، ص٤٦٥)

دوسری روایت میں ہے، ''عورت کو غلام کی طرح مارنے کا قَصد کرتا ہے [یعنی ایسا نہ کرے] کہ شاید دوسرے وقت اسے اپنا ہم خواب کرے۔'' (صحيح البخاري، كتاب التفسير، سورة (والشمس وضحها)، الحديث: ٤٩٤٢، ج٣، ص٣٧٨) یعنی زَوجیَّت کے تعلقات اس قِسم کے ہیں کہ ہر ایک کو دوسرے کی حاجت اور باہم ایسے مَراسم کہ ان کو چھوڑنا دشوار لہٰذا جو ان باتوں کا خیال کرے گا مارنے کا ہرگز قَصد نہ کرے گا۔

بچہ کی پرورش کا بیان[1]

حدیث۱: امام احمد و ابوداود عبد اللّٰہ بن عَمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا سے راوی، کہ ایک عورت نے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے عرض کی، یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میرا یہ لڑکا ہے میرا پیٹ اس کے لیے ظرف تھا اور میرے پستان اس کے لیے مَشک اور میری گود اس کی مُحافِظ تھی اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی اور اب اسکو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا: ''تو زیادہ حقدار ہے، جب تک تو نکاح نہ کرے۔'' (سنن أبي داود، کتاب الطلاق، باب من احق بالولد، الحدیث: ۲۲۷٦، ج۲، ص۴۱۳)

حدیث۲: صحیحین میں براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے مروی، کہ صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے سال میں جب حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عُمرۂ قضا سے فارغ ہو کر مکہ معظّمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی صاحبزادی چچا چچا کہتی پیچھے ہولیں۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے اُنھیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ لیا پھر حضرت علی و زید بن حارثہ و جعفر طیّار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم میں ہر ایک نے اپنے پاس رکھنا چاہا۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے کہا، میں نے ہی اسے لیا اور میرے چچا کی لڑکی ہے اور حضرت جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے کہا، میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میری بی بی ہے اور حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے کہا، میرے (رضاعی) بھائی کی لڑکی ہے۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لڑکی خالہ کو دلوائی اور فرمایا کہ ''خالہ بمنزلہ ماں کے ہے'' اور حضرت علی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

[1]...... بہارِشریعت، حصہ ۸، ج۲، ص۲۵۲

عَنۡہُ) سے فرمایا: کہ ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے'' اور حضرت جعفر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ) سے فرمایا کہ ''تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو'' اور حضرت زید (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ) سے فرمایا کہ ''تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ ہو۔''

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء، الحدیث: ٤٢٥١، ج٣، ص٩٤)

مسائل فقهيّه

مسئلہ ا: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لیے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو ہاں اگر وہ مرتدہ ہوگئی تو پرورش نہیں کرسکتی یا کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے مثلاً زانیہ یا چور یا نوحہ کرنے والی ہے تو اُس کی پرورش میں نہ دیا جائے بلکہ بعض فُقَہا نے فرمایا اگر وہ نماز کی پابند نہیں تو اُسکی پرورش میں بھی نہ دیا جائے مگر اَصَح یہ ہے کہ اُس کی پرورش میں اُس وقت تک رہے گا کہ ناسمجھ ہو جب کچھ سمجھنے لگے تو علیحدہ کرلیں کہ بچہ ماں کو دیکھ کر وہی عادت اختیار کریگا جو اُس کی ہے۔ یوہیں ماں کی پرورش میں اُسوقت بھی نہ دیا جائے جبکہ بکثرت بچہ کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر چلی جاتی ہو اگرچہ اُسکا جانا کسی گناہ کے لیے نہ ہو مثلاً وہ عورت مُردے نہلاتی ہے یا جَنائی ہے یا اور کوئی ایسا کام کرتی ہے جس کی وجہ سے اُسے اکثر گھر سے باہَر جانا پڑتا ہے یا وہ عورت کنیز یا اُمِّ وَلَد یا مدبرہ ہو یا مکاتبہ ہو جس سے قبل عَقۡدِ کِتابت بچہ پیدا ہوا جبکہ وہ بچہ آزاد ہو اور اگر آزاد نہ ہو تو حقِ پرورش مولیٰ کے لیے ہے کہ اُس کی مِلک ہے مگر اپنی ماں سے جُدا نہ کیا جائے۔ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج٥، ص٢٥٩۔٢٦١ و الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب السادس عشر في الحضانۃ، ج١، ص٥٤١، وغیرھا)

مسئلہ۲: اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر مَحْرَم سے نکاح کرلیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا اوراس کے مِحْرَم سے نکاح کیا تو حقِ پرورش باطل نہ ہوا۔غیر مَحْرَم سے مراد وہ شخص ہے کہ نَسَب کی جہت سے بچہ کے لیے مَحْرَم نہ ہو اگر چہ رضاع کی جہت سے مَحْرَم ہو جیسے اس کی ماں نے اس کے رضاعی چچا سے شادی کرلی تو اب ماں کی پرورش میں نہ رہے گا کہ اگر چہ رضاع کے لحاظ سے بچہ کا چچا ہے مگر نَسَباً اجنبی ہے اور نَسَبی چچا سے نکاح کیا تو باطل نہیں۔(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق،مطلب:شروط الحاضنة ،ج٥، ص ٢٦١)

مسئلہ۳: ماں اگر مفت پرورش کرنا نہیں چاہتی اور باپ اُجرت دے سکتا ہے تو اُجرت دے اور تنگ دست ہے تو ماں کے بعد جن کو حقِ پرورش ہے اگر اُن میں کوئی مفت پرورش کرے تو اُس کی پرورش میں دیا جائے بشرطیکہ بچہ کے غیر مَحْرَم سے اُس نے نکاح نہ کیا ہو اور ماں سے کہہ دیا جائے کہ یا مفت پرورش کر یا بچہ فلاں کو دیدے مگر ماں اگر بچہ کو دیکھنا چاہے یا اُس کی دیکھ بھال کرنا چاہے تو منع نہیں کرسکتے اور اگر کوئی دوسری عورت ایسی نہ ہو جس کو حق پرورش ہے مگر کوئی اجنبی شخص یا رشتہ دار مرد مفت پرورش کرنا چاہتا ہے تو ماں ہی کو دیں گے اگر چہ اُس نے اجنبی سے نکاح کیا ہو اگر چہ اُجرت مانگتی ہو۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق،مطلب: شروط الحاضنة ،ج٥، ص ٢٦١)

مسئلہ۴: جس کے لیے حقِ پرورش ہے اگر وہ انکار کرے اور کوئی دوسری نہ ہو جو پرورش کرے تو پرورش کرنے پر مجبور کی جائے گی۔یو ہیں اگر بچہ کی ماں دودھ پلانے سے انکار کرے اور بچہ دوسری عورت کا دودھ نہ لیتا ہو یا مفت کوئی دودھ نہیں پلاتی اور

بچہ یا اُس کے باپ کے پاس مال نہیں تو ماں دودھ پلانے پر مجبور کی جائے گی۔

(ردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب: شروط الحاضنة، ج٥،ص٢٦٥)

مسئلہ۵: ماں کی پرورش میں بچہ ہو اور وہ اس کے باپ کے نکاح یا عدت میں ہو تو پرورش کا مُعاوَضہ نہیں پائے گی ورنہ اسکا بھی حق لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اُجرت اور بچہ کا نَفَقَہ بھی اور اگر اُس کے پاس رہنے کا مکان نہ ہو تو یہ بھی اور بچہ کو خادم کی ضرورت ہو تو یہ بھی اور یہ سب اَخراجات اگر بچہ کا مال ہو تو اُس سے دیئے جائیں ورنہ جس پر بچہ کا نفقہ ہے اُسی کے ذِمّہ یہ سب بھی ہیں۔

(الدرالمختار، کتاب الطلاق،باب الحضانة،ج٥، ص٢٦٦-٢٦٨)

مسئلہ٦: ماں نے اگر پرورش سے انکار کر دیا پھر یہ چاہتی ہے کہ پرورش کرے تو رُجوع کرسکتی ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الطلاق،باب الحضانة،مطلب:فی لزوم اجرة مسکن الحضانة ،ج٥،ص٢٦٤)

مسئلہ۷: ماں اگر نہ ہو یا پرورش کی اہل نہ ہو یا انکار کر دیا یا اجنبی سے نکاح کیا تو اب حق پرورش نانی کے لیے ہے یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں اس کے بعد دادی پردادی بشرائط مذکورۂ بالا پھر حقیقی بہن پھر اَخیافی بہن پھر سوتیلی بہن پھر حقیقی بہن کی بیٹی پھر اَخیافی بہن کی بیٹی پھر خالہ یعنی ماں کی حقیقی بہن پھر اَخیافی پھر سوتیلی پھر سوتیلی بہن کی بیٹی پھر حقیقی بھتیجی پھر اَخیافی بھائی کی بیٹی پھر سوتیلے بھائی کی بیٹی پھر اسی ترتیب سے پھوپھیاں پھر ماں کی خالہ پھر باپ کی خالہ پھر ماں کی پھوپھیاں پھر باپ کی پھوپھیاں اوران سب میں وہی ترتیب ملحوظ ہے کہ حقیقی پھر اخیافی پھر سوتیلی۔اور اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا ہو مگر اسکا حق ساقط ہو تو عصبات بہ ترتیبِ

اِرث یعنی باپ پھر دادا پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا پھر بھتیجے پھر چچا پھر اس کے بیٹے مگر لڑکی کو چچا زاد بھائی کی پرورش میں نہ دیں خصوصاً جبکہ مُشتَہاۃ ہو اور اگر عَصَبات بھی نہ ہوں تو ذَوِی الارحام کی پرورش میں دیں مثلاً اخیافی بھائی پھر اُسکا بیٹا پھر ماں کا چچا پھر حقیقی ماموں۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیوں کو لڑکے کی پرورش کا حق نہیں۔(الد رالمختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، مطلب: فی لزوم اجرۃ مسکن الحضانۃ، ج۵، ص۲٦٩۔۲٧١)

مسئلہ۸: اگر چند شخص ایک دَرَجہ کے ہوں تو اُن میں جو زیادہ بہتر ہو پھر وہ کہ زیادہ پرہیز گار ہو پھر وہ کہ اُن میں بڑا ہو حقدار ہے۔(الد رالمختار، کتاب الطلاق، ج۵، ص۲٧١)

مسئلہ۹: بچہ کی ماں اگر ایسے مکان میں رہتی ہے کہ گھر والے بچہ سے بُغض رکھتے ہیں تو باپ اپنے بچہ کو اُس سے لے لے گا یا عورت وہ مکان چھوڑ دے اور اگر ماں نے بچہ کے کسی رشتہ دار سے نکاح کیا مگر وہ مَحرَم نہیں جب بھی حق ساقط ہو جائیگا مثلاً اُس کے چچازاد بھائی سے ہاں اگر ماں کے بعد اُسی چچا کے لڑکے کا حق ہے یا بچہ لڑکا ہے تو ساقط نہ ہوگا۔

(ردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب: فی لزوم اجرۃ مسکن الحضانۃ، ج۵، ص۲٧٢)

مسئلہ۱۰: اجنبی کے ساتھ نکاح کرنے سے حقِ پرورش ساقط ہو گیا تھا پھر اُس نے طلاق بائن دیدی یا رجعی دی مگر عدّت پوری ہوگئی تو حقِ پرورش عود کرآئیگا (یعنی دوبارہ پرورش کا حق حاصل ہو جائے گا)۔

(الهداية، کتاب الطلاق، باب الولد من أحق به، ج۲، ص۲۸٤، وغيرها)

مسئلہ۱۱: پاگل اور بوہرے کو حقِ پرورش حاصل نہیں اور اچھے ہوگئے تو حق حاصل ہو

جائیگا۔ یوہیں مُرتد تھا، اب مسلمان ہوگیا تو پرورش کا حق اسے ملے گا۔

(ردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب:لو کانت الاخوۃ..إلخ، ج٥، ص٢٧٣)

مسئلہ۱۲: بچہ نانی یا دادی کے پاس ہے اور وہ خیانت کرتی ہے تو پھوپھی کو اختیار ہے کہ اُس سے لے لے۔ (الفتاوی الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس عشر، ج١، ص٥٤١)

مسئلہ۱۳: بچہ کا باپ کہتا ہے کہ اُس کی ماں نے کسی سے نکاح کرلیا اور ماں انکار کرتی ہے تو ماں کا قول معتبر ہے اور اگر یہ کہتی ہے کہ نکاح تو کیا تھا مگر اُس نے طلاق دیدی اور میرا حق عود کرآیا تو اگر اتنا ہی کہا اور یہ نہ بتایا کہ کس سے نکاح کیا جب بھی ماں کا قول معتبر ہے اور اگر یہ بھی بتایا کہ فلاں سے نکاح کیا تھا تو اب جب تک وہ شخص طلاق کا اقرار نہ کرے محض اس عورت کا کہنا کافی نہیں۔

(الفتاوی الخانية، كتاب النكاح، فصل في الحضانة، ج١، ص١٩٤)

مسئلہ۱۴: جس عورت کیلئے حقِ پرورش ہے اُسکے پاس لڑکے کو اُس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اُس کی حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھاتا پیتا، پہنتا، استنجا کرلیتا ہو، اسکی مقدار سات برس کی عمر ہے اور اگر عمر میں اختلاف ہو تو اگر یہ سب کام خود کرلیتا ہو تو اُسکے پاس سے علیٰحدہ کرلیا جائے ورنہ نہیں اور اگر باپ لینے سے انکار کرے تو جبراً اُس کے حوالے کیا جائے اور لڑکی اُس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حدِ شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے اور اگر اس عمر سے کم میں لڑکی کا نکاح کردیا گیا جب بھی اُسی کی پرورش میں رہے گی جس کی پرورش میں ہے نکاح کردینے سے حقِ پرورش باطل نہ ہوگا، جب تک مرد کے قابل نہ ہو۔(الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٢٧٣ والبحرالرائق، كتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٤، ص٢٨٧، وغيرهما)

مسئلہ ۱۵: سات برس کی عمر سے بُلوغ تک لڑکا اپنے باپ یا دادا یا کسی اور ولی کے پاس رہے گا پھر جب بالغ ہوگیا اور سمجھ وال ہے کہ فتنہ یا بدنامی کا اندیشہ نہ ہو اور تادیب (اصلاح، تربیت) کی ضرورت نہ ہو تو جہاں چاہے وہاں رہے اور اگر اِن باتوں کا اندیشہ ہو اور تادیب کی ضرورت ہو تو باپ دادا وغیرہ کے پاس رہے گا خود مختار نہ ہوگا مگر بالغ ہونے کے بعد باپ پر نَفَقَہ واجب نہیں اب اگر اَخراجات کا مُتَکَفِّل ہو تو تبرُّع واحسان ہے۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس عشر في الحضانة، ج١، ص٥٤٢ والدر المختار، كتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٢٧٧)

یہ حکمِ فِقہی ہے مگر نظر بحالِ زمانہ خود مختار نہ رکھا جائے، جب تک چال چلن اچھی طرح درست نہ ہولیں اور پورا وُثوق نہ ہولے کہ اب اس کی وجہ سے فتنہ و عار نہ ہوگا کہ آج کل اکثر صحبتیں مُخَرِّبِ اَخلاق (اخلاق کو بگاڑنے والی) ہوتی ہیں اور نوعمری میں فساد بہت جلد سرایت کرتا ہے۔

مسئلہ ۱۶: لڑکی نو برس کے بعد سے جب تک کنواری ہے باپ دادا بھائی وغیرہم کے یہاں رہے گی مگر جبکہ عمر رسیدہ ہو جائے اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اُسے اختیار ہے جہاں چاہے رہے اور لڑکی ثَیِّب ہے مثلاً بیوہ ہے اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اُسے اختیار ہے، ورنہ باپ دادا وغیرہ کے یہاں رہے اور یہ ہم پہلے بیان کر چکے کہ چچا کے بیٹے کو لڑکی کے لیے حقِ پرورش نہیں یہی حکم اب بھی ہے کہ وہ مَحْرَم نہیں بلکہ ضرور ہے کہ مَحْرَم کے پاس رہے اور مَحْرَم نہ ہو تو کسی ثِقہ اَمانت دار عورت کے پاس رہے جو اُس کی عِفَّت کی حفاظت کر سکے اور اگر لڑکی ایسی ہو کہ فساد کا اندیشہ نہ ہو تو اختیار ہے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، كتاب الطلاق، مطلب: لو كانت الاخوة...الخ، ج٥، ص٢٧٧ و الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس عشر في الحضانة، ج١، ص٥٤٢)

مسئلہ ۱۷: لڑکا بالغ نہ ہوا مگر کام کے قابل ہو گیا ہے تو باپ اُسے کسی کام میں لگا دے جو کام سکھانا چاہے اُسکے جاننے والوں کے پاس بھیج دے کہ اُن سے کام سیکھے نوکری یا مزدوری کے قابل ہو اور باپ اُس سے نوکری یا مزدوری کرانا چاہے تو نوکری یا مزدوری کرائے اور جو کمائے اُس پر صرف کرے اور بچ رہے تو اُسکے لیے جمع کرتا رہے اور اگر باپ جانتا ہے کہ میرے پاس خرچ ہو جائے گا تو کسی اور کے پاس اَمانت رکھ دے۔ (الد رالمختار، کتاب الطلاق، باب الحضانة، ج۵، ص۲۷۸) مگر سب سے مُقدَّم یہ ہے کہ بچوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور دین کی ضروری باتیں سکھائی جائیں روزہ و نماز و طہارت اور بیع و اِجارہ و دیگر معاملات کے مسائل جن کی روز مرّہ حاجت پڑتی ہے اور ناواقفی سے خلافِ شرع عمل کرنے کے جرم میں مبتلا ہوتے ہیں اُن کی تعلیم ہو اگر دیکھیں کہ بچہ کو عِلم کی طرف رجحان ہے اور سمجھ دار ہے تو عِلمِ دین کی خدمت سے بڑھ کر کیا کام ہے اور اگر اِستطاعت نہ ہو تو تصحیح و تعلیمِ عقائد اور ضروری مسائل کی تعلیم کے بعد جس جائز کام میں لگائیں اختیار ہے۔

مسئلہ ۱۸: لڑکی کو بھی عقائد و ضروری مسائل سکھانے کے بعد کسی عورت سے سلائی اور نقش و نگار وغیرہ ایسے کام سکھائیں جن کی عورتوں کو اکثر ضرورت پڑتی ہے اور کھانا پکانے اور دیگر امورِ خانہ داری میں اُسکو سلیقہ ہونے کی کوشش کریں کہ سلیقہ والی عورت جس خوبی سے زندگی بسر کرسکتی ہے بد سلیقہ نہیں کرسکتی۔

(ردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب: لو کانت... الخ، ج۵، ص۲۷۹)

مسئلہ ۱۹: لڑکی کو نوکر نہ رکھائیں کہ جس کے پاس نوکر رہے گی کبھی ایسا بھی ہوگا کہ مرد کے پاس تنہا رہے اور یہ بڑے عیب کی بات ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب: لو کانت الاخوة.. إلخ، ج۵، ص۲۷۹)

مسئلہ ۲۰: زمانۂ پرورش میں باپ یہ چاہتا ہے کہ عورت سے بچہ لے کر کہیں دوسری جگہ چلا جائے تو اُس کو یہ اختیار حاصل نہیں اور اگر عورت چاہتی ہے کہ بچہ کو لے کر دوسرے

شہر کو چلی جائے اور دونوں شہروں میں اتنا فاصلہ ہے کہ باپ اگر بچہ کو دیکھنا چاہے تو دیکھ کر رات آنے سے پہلے واپس آسکتا ہے تو لے جاسکتی ہے اور اس سے زیادہ فاصلہ ہے تو خود بھی نہیں جاسکتی۔ یہی حکم ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں یا گاؤں سے شہر میں جانے کا ہے کہ قریب ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور شہر سے گاؤں میں بغیر اجازت نہیں لے جاسکتی، ہاں اگر جہاں جانا چاہتی ہے وہاں اُس کا میکا ہے اور وہیں اُس کا نکاح ہوا ہے تو لے جاسکتی ہے اور اگر اُس کا میکا ہے مگر وہاں نکاح نہیں ہوا بلکہ نکاح کہیں اور ہوا ہے تو نہ میکے لے جاسکتی ہے، نہ وہاں جہاں نکاح ہوا، ماں کے علاوہ کوئی اور پرورش کرنے والی لے جانا چاہتی ہو تو باپ کی اجازت سے لے جاسکتی ہے۔ مسلمان یا ذِمّی عورت بچہ کو **دَارُ الْحَرْب** میں مطلقاً نہیں لیجاسکتی، اگرچہ وہیں نکاح ہوا ہو۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب: لو کانت الاخوة ..إلخ، ج٥، ص٢٧٩، وغیرہ)

مسئلہ۲۱: عورت کو طلاق دیدی اُس نے کسی اجنبی سے نکاح کرلیا تو باپ بچہ کو اُس سے لے کر سفر میں لے جاسکتا ہے جبکہ کوئی اور پرورش کا حقدار نہ ہو ورنہ نہیں۔

(الد رالمختار، کتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٢٨١)

مسئلہ۲۲: جب پرورش کا زمانہ پورا ہو چکا اور بچہ باپ کے پاس آگیا تو باپ پر یہ واجب نہیں کہ بچہ کو اُس کی ماں کے پاس بھیجے نہ پرورش کے زمانہ میں ماں پر باپ کے پاس بھیجنا لازم تھا ہاں اگر ایک کے پاس ہے اور دوسرا اُسے دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھنے سے منع نہیں کیا جاسکتا۔ (الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٢٧٢)

مسئلہ۲۳: عورت بچہ کو گہوارے میں لٹا کر باہَر چلی گئی گہوارہ گرا اور بچہ مر گیا تو عورت پر تاوان نہیں کہ اُس نے خود ضائِع نہیں کیا۔

(الفتاوی الخانیة، کتاب النکاح، فصل في الحضانة، ج١، ص١٩٤)

طلاق کا بیان[1]

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍؕ[2]

(پ ۲ ،البقرة:۲۲۹)

طلاق (جسکے بعد رَجْعَت ہو سکے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا۔

اور فرماتا ہے:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ یُّقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یُبَیِّنُهَا لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝۲۳۰

(پ ۲، البقرة: ۲۳۰)[3]

پھر اگر تیسری طلاق دی تو اسکے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے پھر اگر دوسرے شوہر نے طلاق دے دی تو اُن دونوں پر گناہ نہیں کہ دونوں آپس میں نکاح کرلیں اگر یہ گمان ہو کہ اللّٰہ کے حُدُود کو قائم رکھیں گے اور یہ اللّٰہ کی حدیں ہیں، اُن لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے جو سمجھ دار ہیں۔

---

1 ...... بہارِ شریعت، حصہ ۸، ج ۲، ص ۱۰۷۔

2 ...... ترجمۂ کنز الایمان: یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

3 ...... ترجمۂ کنز الایمان: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہوں کہ اللّٰہ کی حدیں نباہیں گے اور یہ اللّٰہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لئے۔

اور فرماتا ہے:

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۫ وَّ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ مَاۤ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝۲۳۱ (1)

(پ ۲، البقرۃ : ۲۳۱)

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہونے لگے تو اُنہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا خوبی کے ساتھ چھوڑ دو اور اُنہیں ضرر دینے کے لیے نہ روکو کہ حد سے گزر جاؤ اور جو ایسا کرے گا اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللّٰہ کی آیتوں کو ٹھٹا نہ بناؤ اور اللّٰہ کی نعمت جو تم پر ہے اُسے یاد کرو اور وہ جو اُس نے کتاب و حکمت تم پر اُتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللّٰہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللّٰہ ہر شے کو جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ

اور جب عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو!

---

(1) ......ترجمۂ کنزالایمان: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آ لگے تو اس وقت تک یا بھلائی کے ساتھ روک لو یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دو اور انہیں ضرر دینے کے لئے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور اللّٰہ کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بنالو اور یاد کرو اللّٰہ کا احسان جو تم پر ہے اور وہ جو تم پر کتاب و حکمت اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللّٰہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللّٰہ سب کچھ جانتا ہے۔

یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا	اُنہیں شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ
بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ	روکو جب کہ آپس میں مُوافِقِ شرع رضا
بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ	مند ہو جائیں یہ اُس کو نصیحت کی جاتی ہے
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ	جو تم میں سے اللّٰہ اور قیامت کے دن پر
اَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا	ایمان رکھتا ہو یہ تمہارے لیے زیادہ سُتھرا اور
تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ (پ۲،البقرۃ ۲۳۲)[1]	پاکیزہ ہے اور اللّٰہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

احادیث

حدیث۱: دارقطنی معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے راوی، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے معاذ! کوئی چیز اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) نے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ روئے زمین پر پیدا نہیں کی اور کوئی شے روئے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ پیدا نہ کی۔'' (سنن الدار قطنی، کتاب الطلاق،الحدیث:۳۹۳۹،ج٤،ص٤٠)

حدیث۲: ابوداود نے ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کی کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا کہ ''تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔''

(سنن أبي داود، کتاب الطلاق، باب کراھیة الطلاق، الحدیث: ۲۱۷۸،ج۲،ص۳۷۰)

حدیث۳: امام احمد جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے راوی کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

---

[1] ......ترجمۂ کنزالایمان: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اوران کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو انہیں نہ روکو اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں جب کہ آپس میں موافق شرع رضامند ہو جائیں یہ نصیحت اسے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللّٰہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ تمہارے لئے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے اور اللّٰہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

وَالِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے اور اپنے لشکر کو بھیجتا ہے اور سب سے زیادہ مرتبہ والا اُس کے نزدیک وہ ہے جس کا فتنہ بڑا ہوتا ہے۔ اُن میں ایک آکر کہتا ہے میں نے یہ کیا، یہ کیا۔ ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے میں نے مرد اور عورت میں جُدائی ڈال دی۔ اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے، ہاں تو ہے۔(المسند للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللّٰہ، الحدیث:١٤٣٨٤، ج٥،ص٥٢)

حدیث۴: ترمذی نے ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا کہ ''ہر طلاق واقع ہے مگر معتوہ [یعنی بوہرے] کی اور اُس کی جس کی عقل جاتی رہی یعنی مجنون کی۔(جامع الترمذي، کتاب الطلاق...إلخ، باب ماجاء في طلاق المعتوہ، الحدیث: ١١٩٥،ج٢،ص٤٠٤)

حدیث۵: امام احمد و ترمذی و ابوداود و ابن ماجہ و دارمی ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے راوی، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جو عورت بغیر کسی حرج کے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اُس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔'' (جامع الترمذي، کتاب الطلاق...إلخ، باب ماجاء في المختلعات، الحدیث: ١١٩٠،ج٢ ص٤٠٢)

حدیث۶: بخاری و مسلم عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنی زَوجہ کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم سے اس واقعہ کو ذکر کیا حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم) نے اس پر غضب فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اُس سے رَجْعَت کر لے اور روکے رکھے یہاں تک کہ پاک ہو جائے۔ پھر حیض آئے اور

پاک ہوجائے۔اس کے بعد اگر طلاق دینا چاہے تو طہارت کی حالت میں جماع سے پہلے طلاق دے۔

(صحیح البخاري، کتاب التفسیر،سورة الطلاق، الحدیث:٤٩٠٨،ج٣،ص٣٥٧)

حدیث ۷: نسائی نے محمود بن لبید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت کی کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ خبر پہنچی کہ ایک شخص نے اپنی زَوجہ کو تین طلاقیں ایک ساتھ دے دیں اس کو سُن کر غصّہ میں کھڑے ہوگئے اور یہ فرمایا کہ کتابُ **اللّٰہ** سے کھیل کرتا ہے حالانکہ میں تمہارے اندر ابھی موجود ہوں۔

(سنن النسائي، کتاب الطلاق،الثلاث المجموعة ومافیه من التغلیظ،الحدیث:٣٣٩٨،ص٥٥٤)

حدیث ۸: امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ مؤطا میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت **عبداللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا سے کہا میں نے اپنی عورت کو سَو طلاقیں دے دیں آپ کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ تیری عورت تین طلاقوں سے بائن ہوگئی اور ستّا نوے طلاق کے ساتھ تو نے **اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) کی آیتوں سے ٹھٹا کیا۔

(الموطأ لإمام مالك، کتاب الطلاق،باب ماجاء في البتة،الحدیث:١١٩٢،ج٢،ص٩٨)

احکام فقہیّہ

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہوجاتی ہے۔اس پابندی کے اُٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں اور اس کے لیے کچھ الفاظ مقرر ہیں جن کا بیان آگے آئے گا۔اس کی دو۲ صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسی وقت نکاح سے باہَر ہوجائے اسے بائن کہتے ہیں۔دوم یہ کہ عدّت گزرنے پر باہَر ہوگی، اسے رَجعی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شَرعی ممنوع ہے (یعنی جب تک کوئی شرعی عذر نہ

ہوتو طلاق دینا منع ہے) اور وجہ شَرعی ہو تو مباح (جائز) بلکہ بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے۔ **عبداللّٰہ بن مسعود** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ بے نمازی عورت کو طلاق دے دوں اور اُس کا مہر میرے ذِمّہ باقی ہو، اس حالت کے ساتھ دربارِ خدا میں میری پیشی ہو تو یہ اُس سے بہتر ہے کہ اُس کے ساتھ زندگی بسر کروں۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے۔ (الدرالمختار، کتاب الطلاق، ج٤، ص٤١٤۔٤١٧، وغیرہ)

مسئلہ۲: طلاق کی تین قسمیں ہیں: (۱) حسن۔ (۲) اَحسن۔ (۳) بِدعی۔

جس طُہر (پاکی کی حالت) میں وطی نہ کی ہو اُس میں ایک طلاق رَجعی دے اور چھوڑے رہے یہاں تک کہ عدّت گزر جائے، یہ احسن ہے۔

اور غیر مَوْطُوْءَہ کو طلاق دی اگرچہ حیض کے دنوں میں دی ہو یا مَوْطُوْءَہ (ایسی عورت جس سے صحبت کی گئی ہو اُس) کو تین طُہر میں تین طلاقیں دیں۔ بشرطیکہ نہ ان طُہروں میں وطی کی ہو نہ حیض میں یا تین مہینے میں تین طلاقیں اُس عورت کو دیں جسے حیض نہیں آتا مثلاً نابالغہ یا حمل والی ہے یا ایاس کی عمر کو پہنچ گئی تو یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں۔ حَمل والی یا سنِ اِیاس والی (ایسی عمر جس میں حیض آنا بند ہو جائے اس) کو وطی کے بعد طلاق دینے میں کراہت نہیں۔ یوہیں اگر اُس کی عمر نو سال سے کم کی ہو تو کراہت نہیں اور نو برس یا زیادہ کی عمر ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو افضل یہ ہے کہ وطی و طلاق میں ایک مہینے کا فاصلہ ہو۔

بدعی یہ کہ ایک طُہر میں دو یا تین طلاق دیدے، تین دفعہ میں یا [2] دو دفعہ یا ایک ہی دفعہ میں خواہ تین بار لفظ کہے یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں یا ایک ہی طلاق دی مگر اُس طُہر میں وطی کر چکا ہے یا مَوْطُوْءَہ کو حیض میں طلاق دی یا طُہر ہی میں طلاق دی مگر اُس سے پہلے جو حیض آیا تھا اُس میں وطی کی تھی یا اُس حیض میں طلاق دی تھی یا یہ سب باتیں نہیں مگر طُہر میں طلاق بائن دی۔ (الدر المختار، کتاب الطلاق، ج ٤، ص ٤١٩ ـ ٤٢٤، وغیرہ)

مسئلہ ۳: حیض میں طلاق دی تو رَجْعَت (عدت کے اندر رجوع کرنا) واجب ہے کہ اس حالت میں طلاق دینا گناہ تھا اگر طلاق دینا ہی ہے تو اس حیض کے بعد طُہر گزر جائے پھر حیض آ کر پاک ہو اب دے سکتا ہے۔ یہ اُس وقت ہے کہ جماع سے رَجْعَت کی ہو اور اگر قول یا بوسہ لینے یا چُھونے سے رَجْعَت کی ہو تو اس حیض کے بعد جو طُہر ہے اس میں بھی طلاق دے سکتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے طُہر کے انتظار کی حاجت نہیں۔

(الجوھرة النیرة، کتاب الطلاق، الجزء الثاني، ص ٤١، وغیرھا)

مسئلہ ۴: مَوْطُوْءَہ سے کہا تجھے سنت کے مُوافق دو یا تین طلاقیں۔ اگر اُسے حیض آتا ہے تو ہر طُہر میں ایک واقع ہوگی پہلی اُس طُہر میں پڑے گی جس میں وطی نہ کی ہو اور اگر یہ کلام اُس وقت کہا کہ پاک تھی اور اس طُہر میں وطی بھی نہیں کی ہے تو ایک فوراً واقع ہوگی۔ اور اگر اس وقت اُسے حیض ہے یا پاک ہے مگر اس طُہر میں وطی کر چکا ہے تو اب حیض کے بعد پاک ہونے پر پہلی طلاق واقع ہوگی اور غیر مَوْطُوْءَہ ہے یا اُسے حیض نہیں آتا تو ایک فوراً واقع ہوگی، اگرچہ غیر مَوْطُوْءَہ کو اس وقت حیض ہو پھر اگر غیر مَوْطُوْءَہ ہے تو باقی اُس وقت واقع ہوگی کہ اُس سے نکاح کرے کیونکہ پہلی ہی طلاق سے بائن ہوگئی اور نکاح سے نکل گئی دوسری کے لیے محل نہ رہی اور اگر مَوْطُوْءَہ

ہے مگر حیض نہیں آتا تو دوسرے مہینے میں دوسری اور تیسرے مہینے میں تیسری واقع ہوگی اور اگر اس کلام سے یہ نیت کی کہ تینوں ابھی پڑ جائیں یا ہر مہینے کے شروع میں ایک واقع ہو تو یہ نیت بھی صحیح ہے۔(الدرالمختار، کتاب الطلاق، ج٤، ص٤٢٦) مگر غیر مَوْطُوْءَہ میں یہ نیت کہ ہر ماہ کے شروع میں ایک واقع ہو، بیکار ہے کہ وہ پہلی ہی سے بائن ہو جائے گی (یعنی نکاح سے نکل جائے گی) اور محل نہ رہے گی (یعنی طلاق کا محل نہ رہے گی)۔

مسئلہ۵: طلاق کے لیے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو، نابالغ یا مجنون نہ خود طلاق دے سکتا ہے، نہ اُس کی طرف سے اُس کا ولی۔ مگر نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بنگ وغیرہ کسی اور چیز سے۔ افیون کی پینک میں طلاق دے دی جب بھی واقع ہو جائے گی طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں نابالغہ ہو یا مجنونہ، بہرحال طلاق واقع ہوگی۔

(الدرالمختار، کتاب الطلاق، ج٤، ص٤٢٧۔٤٣٨ و الفتاوی الھندیة، کتاب الطلاق، الباب الاول، فصل فیمن یقع طلاقه، ج١، ص٣٥٣)

مسئلہ۶: کسی نے مجبور کر کے اسے نشہ پلا دیا یا حالتِ اِضْطِرار میں پیا (مثلاً پیاس سے مر رہا تھا اور پانی نہ تھا) اور نشہ میں طلاق دے دی تو صحیح یہ ہے کہ واقع نہ ہوگی۔

(ردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب: في الحشیشة و الأفیون و البنج، ج٤، ص٤٣٣)

مسئلہ۷: یہ شرط نہیں کہ مرد آزاد ہو غلام بھی اپنی زَوجہ کو طلاق دے سکتا ہے اور مولیٰ اُس کی زَوجہ کو طلاق نہیں دے سکتا۔ اور یہ بھی شرط نہیں کہ خوشی سے طلاق دی جائے بلکہ اکراہِ شرعی (یعنی کوئی شخص کسی کو صحیح دھمکی دے کہ اگر تو نے طلاق نہ دی تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا یا ناک، کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا یا سخت مار ماروں گا اور یہ سمجھتا ہو

کہ یہ کہنے والا جو کچھ کہتا ہے کر گزرے گا) کی صورت میں بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔(الجوهرة النيرة، كتاب الطلاق،الجزء الثاني،ص ٤١)

مسئلہ۸: الفاظِ طلاق بطورِ ہَزْل کہے یعنی اُن سے دوسرے معنی کا ارادہ کیا جو نہیں بن سکتے جب بھی طلاق ہوگئی۔ یو ہیں خَفِيفُ الْعَقْل (کم عقل) کی طلاق بھی واقع ہے اور بوہرا مجنون کے حکم میں ہے۔(الدرالمختار و ردالمحتار، كتاب الطلاق، مطلب: في المسائل التي تصح مع الاكراه، ج٤، ص ٤٣١۔٤٣٨)

مسئلہ۹: گونگے نے اشارہ سے طلاق دی ہوگئی جبکہ لکھنا نہ جانتا ہو، اور لکھنا جانتا ہو تو اشارہ سے نہ ہوگی بلکہ لکھنے سے ہوگی۔

(فتح القدير، كتاب الطلاق، فصل ويقع طلاق كل زوج ...إلخ، ج٣، ص٣٤٨)

مسئلہ۱۰: کوئی اور لَفْظ کہنا چاہتا ہے، زبان سے لَفْظ طلاق نکل گیا یا لَفْظ طلاق بولا مگر اس کے معنی نہیں جانتا یا سہواً (بھول کر) یا غفلت میں کہا ان سب صورتوں میں طلاق واقع ہوگئی۔(الدرالمختار، كتاب الطلاق، ج٤، ص ٤٣٥)

مسئلہ۱۱: مریض جس کا مرض اس حد کو نہ پہنچا ہو کہ عَقْل جاتی رہے اُس کی طلاق واقع ہے۔ کافر کی طلاق واقع ہے یعنی جب کہ مسلمان کے پاس مُقَدَّمَہ پیش ہو تو طلاق کا حکم دے گا۔(الدرالمختار، كتاب الطلاق، ج٤، ص٤٣٦)

مسئلہ۱۲: مجنون نے ہوش کے زمانہ میں کسی شرط پر طلاق مُعَلَّق کی تھی اور وہ شرط زمانۂ جنون میں پائی گئی تو طلاق ہوگئی۔ مثلاً یہ کہا تھا کہ اگر میں اس گھر میں جاؤں تو تجھے طلاق ہے اور اب جنون کی حالت میں اُس گھر میں گیا تو طلاق ہوگئی ہاں اگر ہوش کے زمانہ میں یہ کہا تھا کہ میں مجنون ہو جاؤں تو تجھے طلاق ہے تو مجنون ہونے

سے طلاق نہ ہوگی۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب:في الحشیشة والأفیون والبنج، ج٤، ص٤٣٧)

مسئلہ ۱۳: مجنون نامرد ہے یا اُس کا عُضوِ تناسُل کٹا ہوا ہے یا عورت مسلمان ہوگئی اور مجنون کے والدین اسلام سے منکر ہیں تو ان صورتوں میں قاضی تفریق (جدا) کردے گا اور یہ تفریق طلاق ہوگی۔(الدر المختار، کتاب الطلاق، ج٤، ص٤٣٧)

مسئلہ ۱۴: سَرسَام (ایک بیماری جس سے دماغ میں وَرَم آجاتا ہے) و بَرسَام (ایک بیماری جس سے پھیپھڑوں میں ورم آجاتا ہے اور سینے میں درد ہوتا ہے) یا کسی اور بیماری میں جس میں عَقْل جاتی رہی یا غشی کی حالت میں یا سوتے میں طلاق دے دی تو واقع نہ ہوگی۔ یوہیں اگر غصّہ اس حد کا ہو کہ عَقْل جاتی رہے تو واقع نہ ہوگی۔

(الدر المختار وردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب: في طلاق المدهوش، ج٤، ص٤٣٨)

آج کل اکثر لوگ طلاق دے بیٹھتے ہیں بعد کو افسوس کرتے اور طرح طرح کے حیلہ سے یہ فتویٰ لیا چاہتے ہیں کہ طلاق واقع نہ ہو۔ ایک عذر اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ غصّہ میں طلاق دی تھی۔ مفتی کو چاہیے یہ امر ملحوظ رکھے کہ مطلقاً غصّہ کا اعتبار نہیں۔ معمولی غصّہ میں طلاق ہوجاتی ہے۔ وہ صورت کہ عقل غصّہ سے جاتی رہے بہت نادر ہے، لہٰذا جب تک اس کا ثبوت نہ ہو محض سائل کے کہہ دینے پر اعتماد نہ کرے۔

مسئلہ ۱۵: عددِ طلاق میں عورت کا لحاظ کیا جائے گا یعنی عورت آزاد ہو تو تین طلاقیں ہوسکتی ہیں اگرچہ اُس کا شوہر غلام ہو اور باندی ہو تو اُسے دو ہی طلاقیں دی جاسکتی ہیں اگرچہ شوہر آزاد ہو۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الاول، فصل فیمن یقع طلاقه...إلخ، ج١، ص٣٥٤)

مسئلہ ۱۶: نابالغ کی عورت مسلمان ہوگئی اور شوہر پر قاضی نے اسلام پیش کیا۔ اگر وہ سمجھدار ہے اور اسلام سے انکار کرے تو طلاق ہوگئی۔

(ردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب: في الحشيشة والأفيون والبنج، ج٤، ص٤٣٨)

مسئلہ ۱۷: زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے مگر کسی ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز نہ ہوتے ہوں (یعنی سمجھ نہ آتے ہوں) مثلاً پانی یا ہوا پر تو طلاق نہ ہوگی اور اگر ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز ہوتے ہوں مثلاً کاغذ یا تختہ وغیرہ پر اور طلاق کی نیت سے لکھے تو ہو جائے گی اور اگر لکھ کر بھیجا یعنی اُس طرح لکھا جس طرح خطوط لکھے جاتے ہیں کہ معمولی القاب وآداب کے بعد اپنا مطلب لکھتے ہیں جب بھی ہوگئی بلکہ اگر نہ بھی بھیجے جب بھی اس صورت میں ہو جائے گی۔ اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی اور اُسی وقت سے عدّت شمار ہوگی۔ اور اگر یوں لکھا کہ میرا یہ خط جب تجھے پہنچے تجھے طلاق ہے تو عورت کو جب تحریر پہنچے گی اُس وقت طلاق ہوگی عورت چاہے پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض کیجئے کہ عورت کو تحریر پہنچی ہی نہیں مثلاً اُس نے نہ بھیجی یا راستہ میں گُم ہوگئی تو طلاق نہ ہوگی اور اگر یہ تحریر عورت کے باپ کو ملی اُس نے چاک کردی (پھاڑ دی) لڑکی کو نہ دی تو اگر لڑکی کے تمام کاموں میں یہ تصرف کرتا ہے اور وہ تحریر اُس شہر میں اُسکو ملی جہاں لڑکی رہتی ہے تو طلاق ہوگئی ورنہ نہیں مگر جبکہ تحریر آنے کی لڑکی کو خبر دی اور وہ پھٹی ہوئی تحریر بھی اُسے دی اور وہ پڑھنے میں آتی ہے تو واقع ہو جائے گی۔

(الدرالمختار، کتاب الطلاق، ج٤، ص٤٤٢ والفتاوی الهندية، کتاب الطلاق، الباب الثاني، الفصل السادس في الطلاق بالکتابة، ج١، ص٣٧٨، وغيرهما)

مسئلہ ۱۸: کسی پرچہ پر طلاق لکھی اور کہتا ہے کہ میں نے مَشْق کے طور پر لکھی ہے تو قضاءً

اس کا قول معتبر نہیں۔(ردالمحتار، کتاب الطلاق،مطلب: في الطلاق بالکتابة،ج٤،ص٤٤٢)

مسئلہ ۱۹: دو پرچوں پر یہ لکھا کہ جب میری یہ تحریر تجھے پہنچے تجھے طلاق ہے اور عورت کو دونوں پرچے پہنچے تو قاضی دو۲ طلاقوں کا حکم دے گا۔(ردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب: في الطلاق بالکتابة،ج٤،ص٤٤٢)

مسئلہ ۲۰: دوسرے سے طلاق لکھوا کر بھیجی تو طلاق ہو جائے گی۔ لکھنے والے سے کہا میری عورت کو طلاق لکھ دے تو یہ اقرار طلاق ہے یعنی طلاق ہو جائے گی اگرچہ وہ نہ لکھے۔(ردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب: في الطلاق بالکتابة،ج٤،ص٤٤٣)

مسئلہ ۲۱: عورت کو بذریعۂ تحریر طلاقِ سنت دینا چاہتا ہے تو اگر ایک طلاق دینی ہے۔ یوں لکھے کہ جب میری یہ تحریر تجھے پہنچے اس کے بعد حیض سے پاک ہونے پر تجھے طلاق ہے۔ اور تین دینی ہوں تو یوں لکھے میری تحریر پہنچنے کے بعد جب تو حیض سے پاک ہو تجھے طلاق پھر جب حیض سے پاک ہو تو طلاق پھر جب حیض سے پاک ہو تو طلاق یا یوں لکھ دے میری تحریر پہنچنے پر تجھے سنت کے مُوافق تین طلاقیں تو یہ بھی اُسی ترتیب سے واقع ہوں گی یعنی ہر حیض سے پاک ہونے پر ایک ایک طلاق پڑے گی اور اگر عورت کو حیض نہ آتا ہو تو لکھ دے جب چاند ہو جائے تجھے طلاق پھر دوسرے مہینے میں طلاق پھر تیسرے مہینے میں طلاق یا وہی لَفْظ لکھ دے کہ سنت کے مُوافق تین طلاقیں۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الاول في تفسیره ورکنه..إلخ، وامّا البدعی، ج١،ص٣٥٢)

مسئلہ ۲۲: شوہر نے عورت کو خط لکھا اُس میں ضرورت کی جو باتیں لکھنی تھیں لکھیں آخر میں یہ لکھ دیا کہ جب میرا یہ خط تجھے پہنچے تجھے طلاق پھر یہ طلاق کا جملہ مٹا کر خط بھیج دیا تو عورت کو خط پہنچتے ہی طلاق ہو گئی اور اگر خط کا تمام مضمون مٹا دیا اور طلاق کا

جملہ باقی رکھا اور بھیج دیا تو طلاق نہ ہوئی اور اگر پہلے یہ لکھا کہ جب میرا یہ خط پہنچے تجھے طلاق اور اُس کے بعد اور مطلب کی باتیں لکھیں تو حکم بالعکس ہے یعنی الفاظ طلاق مٹا دیے تو طلاق نہ ہوئی اور باقی رکھے تو ہوگئی۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الطلاق،الباب الثاني،الفصل السادس في الطلاق بالکتابة، ج ۱،ص ۳۷۸)

مسئلہ ۲۳: خط میں طلاق لکھی اور اُس کے بعد مُتَّصِلاً (ساتھ ملا کر) انشاء اللہ تعالٰی لکھا تو طلاق نہ ہوئی اور اگر فَصْل کے ساتھ (کچھ فاصلہ کے بعد) لکھا تو ہوگئی۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الطلاق،الباب الثاني،الفصل السادس في الطلاق بالکتابة، ج ۱،ص ۳۷۸)

مسئلہ ۲۴: تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضرور ہے کہ شوہر اقرار کرے کہ میں نے لکھی یا لکھوائی یا عورت اس پر گواہ پیش کرے محض اُس کے خط سے مشابہ ہونا یا اُس کے سے دستخط ہونا یا اُس کی سی مُہر ہونا کافی نہیں۔ ہاں اگر عورت کو اطمینان اور غالب گمان ہے کہ یہ تحریر اُسی کی ہے تو اس پر عمل کرنے کی عورت کو اجازت ہے مگر جب شوہر انکار کرے تو بغیر شہادت چارہ نہیں۔

(الفتاوی الخانیة، کتاب الحظر والاباحة، باب مایکرہ من الثیاب...الخ، ج ٤،ص ۳۷٦،وغیرھا)

مسئلہ ۲۵: کسی نے شوہر کو طلاق نامہ لکھنے پر مجبور کیا اُس نے لکھ دیا، مگر نہ دل میں ارادہ ہے، نہ زبان سے طلاق کا لَفْظ کہا تو طلاق نہ ہوگی۔ مجبوری سے مراد شرعی مجبوری ہے محض کسی کے اصرار کرنے پر لکھ دینا یا بڑا ہے اُس کی بات کیسے ٹالی جائے، یہ مجبوری نہیں۔(ردالمحتار ، کتاب الطلاق، مطلب: في الاکراہ علی التوکیل...إلخ، ج ٤،ص ٤۲۸)

مسئلہ ۲٦: طلاق دو۲ قسم ہے صریح و کِنایہ۔ صریح وہ جس سے طلاق مراد ہونا ظاہر ہو، اکثر طلاق میں اس کا استعمال ہو، اگرچہ وہ کسی زبان کا لَفْظ ہو۔

(الجوھرة النیرة، کتاب الطلاق،الجزء الثاني،ص ٤۲،وغیرھا)

ظِہار کا بیان[1]

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْؕ-اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـىٴْ وَلَدْنَهُمْؕ-وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًاؕ-وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ(۲) [1]

(پ ۲۸،المجادلة : ۲)

جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظِہار کرتے ہیں (اُنھیں ماں کی مِثْل کہہ دیتے) وہ اُن کی مائیں نہیں، اُنکی مائیں تو وہی ہیں جن سے پیدا ہوئے اور وہ بیشک بُری اور نِری جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور مُعاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔

مسائلِ فِقہِیَّہ

مسئلہ۱: ظِہار کے یہ معنی ہیں کہ اپنی زَوجہ یا اُس کے کسی جُزوِ شائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اسکے کسی ایسے عُضْو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مِثْل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نِصف میری ماں کی پیٹھ کی مِثْل ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الظهار، ج۵،ص ۱۲۵، ۱۲۹ والفتاوی الهندية، كتاب الطلاق،الباب التاسع في الظهار، ج۱،ص ۵۰۵)

---

1 ...... بہارِ شریعت، حصہ ۸، ج۲،ص ۲۰۵۔

2 ...... ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو تم میں اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور وہ بیشک بُری اور نِری جھوٹ بات کہتے ہیں اور بیشک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

مسئلہ۲: ظِہار کے لیے اسلام وعَقْل وبُلُوغ شرط ہے کافر نے اگر کہا تو ظِہار نہ ہوا یعنی اگر کہنے کے بعد مشرف با سلام ہوا تو اُس پر کَفَّارہ لازم نہیں۔ یوہیں نابالغ و مجنون یابوہرے یامدہوش یا سرسام وبرسام کے بیمار نے یا بیہوش یا سونے والے نے ظِہار کیا تو ظِہار نہ ہوا اور ہنسی مذاق میں یا نشہ میں یا مجبور کیا گیا اس حالت میں یا زبان سے غلطی میں ظِہار کا لفظ نکل گیا تو ظِہار رہے۔(الدرالمختار، کتاب الطلاق،باب الظهار،ج٥، ص١٢٦ و الفتاوی الهندية، كتاب الطلاق،الباب التاسع في الظهار،ج١،ص٥٠٨)

مسئلہ۳: زَوْجہ کی جانب سے کوئی شرط نہیں، آزاد ہو یا باندی، مَدَبَّرہ یامَکاتَبہ یا اُمِّ وَلد، مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، مسلمہ ہو یا کتابیہ، نابالغہ ہو یا بالغہ، بلکہ اگر عورت غیر کتابیہ ہے اور اُسکا شوہر اسلام لایا مگر ابھی عورت پر اسلام پیش نہیں کیا گیا تھا کہ شوہر نے ظِہار کیا تو ظِہار ہوگیا عورت مسلمان ہوئی تو شوہر پر کَفَّارہ دینا ہوگا۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطلاق،الباب التاسع في الظهار،ج١،ص٥٠٥ وردالمحتار،كتاب الطلاق، باب الظهار، ج٥،ص١٢٦)

مسئلہ۴: اپنی باندی سے ظِہار نہیں ہوسکتا مَوطُوءَہ ہو (جس سے وطی کی گئی ہو) یا غیر مَوطُوءَہ، یوہیں اگر کسی عورت سے بغیر اِذْن لیے نکاح کیا اور ظِہار کیا پھر عورت نے نکاح کو جائز کر دیا تو ظِہار نہ ہوا کہ وقتِ ظِہار وہ زَوْجہ نہ تھی۔ یوہیں جس عورت کو طلاق بائن دے چکا ہے یا ظِہار کو کسی شرط پر مُعلَّق کیا اور وہ شرط اُس وقت پائی گئی کہ عورت کو بائن طلاق دیدی تو ان صورتوں میں ظِہار نہیں۔

(رد المحتار، كتاب الطلاق،باب الظهار،ج٥،ص١٢٦)

مسئلہ۵: جس عورت سے تشبیہ دی اگر اُس کی حرمت عارضی ہے ہمیشہ کے لیے نہیں تو

ظِہار نہیں مثلاً زَوْجہ کی بہن یا جس کو تین طلاقیں دی ہیں یا مجوسی یا بُت پرست عورت کہ یہ مسلمان یا کتابیہ ہوسکتی ہیں اوراُنکی حرمت دائمی نہ ہونا ظاہر۔

(الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الظهار، ج٥، ص١٢٧)

مسئلہ۶: اجنبیہ سے کہا کہ اگر تو میری عورت ہو یا میں تجھ سے نکاح کروں تو تُو ایسی ہے توظِہار ہوجائیگا کہ مِلک یا سببِ مِلک کی طرف اِضافت ہوئی اور یہ کافی ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الظهار، ج٥، ص١٢٨)

مسئلہ۷: عورت مرد سے ظِہار کے الفاظ کہے توظِہار نہیں بلکہ لَغو ہیں۔

(الجوهرة النيرة، کتاب الظهار، الجزء الثانی، ص٨٣)

مسئلہ۸: عورت کے سر یا چہرہ یا گردن یا شَرْمگاہ کو محارِم سے تشبیہ دی توظِہار ہےاور اگرعورت کی پیٹھ یا پیٹ یا ہاتھ یا پاؤں یا ران کوتشبیہ دی تو نہیں۔ یو ہیں اگر محارم کے ایسے عُضْو سے تشبیہ دی جسکی طرف نَظَر کرنا حرام نہ ہو مثلاً سر یا چہرہ یا ہاتھ یا پاؤں یا بال توظِہار نہیں اور گھٹنے سے تشبیہ دی تو ہے۔(الجوهرة النيرة، كتاب الظهار، الجزء الثانی، ص ٨٤ والفتاوی الخانية، كتاب الطلاق، باب الظهار، ج٢، ص٢٦٥، وغيرهما)

مسئلہ۹: محارِم سے مراد عام ہے نَسَبی ہوں یا رَضاعی یا سُسرالی رشتہ سے لہٰذا ماں بہن پھوپھی لڑکی اور رَضاعی ماں اور بہن وغیرہما اور زَوْجہ کی ماں اور لڑکی جبکہ زَوْجہ مدخولہ ہو اور مدخولہ نہ ہو تو اُس کی لڑکی سے تشبیہ دینے میں ظِہار نہیں کہ وہ محارم میں نہیں۔ یو ہیں جس عورت سے اُس کے باپ یا بیٹے نے **معاذاللہ** زنا کیا ہے اُس سے تشبیہ دی یا جس عورت سے اس نے زنا کیا ہے اُس کی ماں یا لڑکی سے تشبیہ دی تو ظِہار ہے۔(الفتاوی الهندية، کتاب الطلاق، الباب التاسع في الظهار، ج١، ص٥٠٥، ٥٠٦)

مسئلہ۱۰: محارم کی پیٹھ یا پیٹ یا ران سے تشبیہ دی یا کہا میں نے تجھ سے ظِہار کیا تو یہ الفاظ صریح ہیں ان میں نِیَّت کی کچھ حاجت نہیں کچھ بھی نِیَّت نہ ہو یا طلاق کی نِیَّت ہو یا اکرام کی نِیَّت ہو، ہر حالت میں ظِہار ہی ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ مقصود جھوٹی خبر دینا تھا یا زمانۂ گزشتہ کی خبر دینا ہے تو قضاءً تصدیق نہ کرینگے اور عورت بھی تصدیق نہیں کر سکتی۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الطلاق، الباب التاسع في الظهار، ج١،ص٥٠٧)

مسئلہ۱۱: عورت کو ماں یا بیٹی یا بہن کہا تو ظِہار نہیں، مگر ایسا کہنا مکروہ ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الطلاق،الباب التاسع في الظهار، ج١،ص٥٠٧)

مسئلہ۱۲: عورت سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی مِثْل ہے تو نِیَّت دریافت کی جائے اگر اُس کے اعزاز (عزت واحترام) کے لیے کہا تو کچھ نہیں اور طلاق کی نِیَّت ہے تو بائن طلاق واقع ہوگی اور ظِہار کی نِیَّت ہے تو ظِہار ہے اور تحریم (حرام کرنے) کی نِیَّت ہے تو اِیلا ہے اور کچھ نِیَّت نہ ہو تو کچھ نہیں۔

(الجوهرة النيرة، كتاب الظهار، الجزء الثانی، ص٨٤)

مسئلہ۱۳: اپنی چند عورتوں کو ایک مجلس یا متعدد مجالس میں محارِم کے ساتھ تشبیہ دی تو سب سے ظِہار ہو گیا ہر ایک کے لیے الگ الگ کَفّارہ دینا ہوگا۔

(الجوهرة النيرة، كتاب الظهار، الجزء الثانی، ص٨٥)

مسئلہ۱۴: کسی نے اپنی عورت سے ظِہار کیا تھا دوسرے نے اپنی عورت سے کہا تو مجھ پر ویسی ہے جیسی فلاں کی عورت تو یہ بھی ظِہار ہو گیا یا ایک عورت سے ظِہار کیا تھا دوسری سے کہا تو مجھ پر اس کی مِثْل ہے یا کہا میں نے تجھے اُسکے ساتھ شریک کر دیا تو دوسری

سے بھی ظِہار رہو گیا۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطلاق،الباب التاسع في الظهار،ج ۱، ص۵۰۹)

مسئلہ ۱۵: ظِہار کی تَعلِیق بھی ہوسکتی ہے مثلاً اگر فلاں کے گھر گئی تو ایسی ہے تو ظِہار رہو جائے گا۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطلاق،الباب التاسع في الظهار،ج ۱،ص۵۰۹)

مسئلہ ۱۶: ظِہار کا حُکم یہ ہے کہ جب تک کفّارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اُس کا بوسہ لینا یا اُس کو چھونا یا اُس کی شَرمگاہ کی طرف نَظَر کرنا حرام ہے اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں کفّارہ سے پہلے جماع کرلیا تو توبہ کرے اور اُس کے لیے کوئی دوسرا کفّارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قُربت کرنے دے۔(الجوهرة النيرة، كتاب الظهار،الجزء الثانی،ص۸۲ و الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب الظهار، ج۵،ص ۱۳۰)

مسئلہ ۱۷: ظِہار کے بعد عورت کو طلاق دی پھر اُس سے نکاح کیا تو اب بھی وہ چیزیں حرام ہیں اگرچہ دوسرے شوہر کے بعد اسکے نکاح میں آئی بلکہ اگرچہ اُسے تین طلاقیں دی ہوں۔ یوہیں اگر زَوجہ کسی کی کنیز تھی ظِہار کے بعد خرید لی اور اب نکاح باطل ہوگیا مگر بغیر کفّارہ وطی وغیرہ نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر عورت مُرتدّہ ہوگئی اور دارالحَرب کو چلی گئی پھر قید کر کے لائی گئی اور شوہر نے خریدی یا شوہر مُرتد ہوگیا غرض کسی طرح کفّارہ سے بچاؤ نہیں۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطلاق،الباب التاسع في الظهار، ج ۱،ص۵۰٦،وغيره)

مسئلہ ۱۸: اگر ظِہار کسی خاص وقت تک کے لیے ہے مثلاً ایک ماہ یا ایک سال اور اس مدت کے اندر جماع کرنا چاہے تو کفّارہ دے اور اگر مدت گزر گئی اور قربت نہ کی

تو کَفَّارہ ساقط اور ظِہار باطل۔(الجوهرة النيرة، كتاب الظهار، الجزء الثانی، ص۸۲)

مسئلہ۱۹: شوہر کَفَّارہ نہیں دیتا تو عورت کو یہ حق ہے کہ قاضی کے پاس دعویٰ کرے قاضی مجبور کرے گا کہ یا کَفَّارہ دیکر قربت کرے یا عورت کو طلاق دے اور اگر کہتا ہے کہ میں نے کَفَّارہ دے دیا ہے تو اُس کا کہنا مان لیں جبکہ اُس کا جھوٹا ہونا معروف نہ ہو۔(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب التاسع في الظهار، ج۱، ص۵۰۷)

مسئلہ۲۰: ایک عورت سے چند بار ظِہار کیا تو اُتنے ہی کفارے دے اگرچہ ایک ہی مجلس میں متعدد بار الفاظ ظِہار کہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ بار بار لفظ بولنے سے متعدد ظِہار مقصود نہ تھے بلکہ تاکید مقصود تھی تو اگر ایک ہی مجلس میں ایسا ہوا مان لیں گے ورنہ نہیں۔

(الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الظهار، ج۵، ص۱۳٤)

مسئلہ۲۱: پورے رجب اور پورے رَمَضان کے لیے ظِہار کیا تو ایک ہی کَفَّارہ واجب ہوگا خواہ رجب میں کَفَّارہ دے یا رَمَضان میں، شعبان میں نہیں دے سکتا کہ شعبان میں ظِہار رہی نہیں۔ یوہیں اگر ظِہار کیا اور کسی دن کا استثنا کیا تو اُس دن کَفَّارہ نہیں دے سکتا اُس کے علاوہ جس دن چاہے دے سکتا ہے۔(الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الظهار، ج۵، ص۱۳۵)

کفّارہ کا بیان(1)

اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَ الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۳ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴

(پ۲۸، المجادلة:۳)

جولوگ اپنی عورتوں سے ظِہار کریں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر یہ بات کہہ چکے تو اُن پر جماع سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ضرور ہے یہ وہ بات ہے جس کی تمہیں نصیحت دی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس سے خبردار ہے پھر جو غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لگاتار دو مہینے کے روزے جماع سے پہلے رکھے پھر جو اس کی بھی استطاعت نہ رکھے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ اس لیے کہ تم اللہ و رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب۔

1 ......بہارِ شریعت، حصہ۸، ج۲، ص۲۰۹

2 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو ان پر لازم ہے ایک بردہ (غلام) آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ پھر جسے بردہ نہ ملے تو لگاتار دو مہینے کے روزے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکیں تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدّیں ہیں اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حدیث۱: ترمذی وابوداود وابن ماجہ نے روایت کی کہ سَلمہ بن صَخر بیاضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی زَوجہ سے رَمَضان گزرنے تک کے لیےظِہار کیا تھا اورآدھا رَمَضان گزرا کہ شب میں اُنھوں نے جماع کرلیا پھرحضوراقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوکرعرض کی،ارشادفرمایا:''ایک غلام آزادکرو۔''عرض کی، مجھے میسرنہیں۔ارشادفرمایا:''تو دو۲ ماہ کے لگاتارروزے رکھو۔''عرض کی،اس کی بھی طاقت نہیں۔ارشادفرمایا:''توساٹھ مسکینوں کوکھاناکھلاؤ۔''عرض کی،میرے پاس اتنانہیں۔حضور(صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)نے فَرْوَہ بن عمروسےفرمایا کہ''وہ زنبیل (کھجور کے پتوں سے بنا ہوا ایسا ٹوکرا جس میں پندرہ یا سولہ صاع کھجوریں آجاتی ہیں) دیدو کہ مساکین کوکھلائے۔'' (جامع الترمذي، كتاب الطلاق... إلخ، باب ماجاء في كفارة الظهار، الحديث:١٢٠٤، ج٢،ص٤٠٨)

مسائل فِقہیّہ

مسئلہ۱: ظِہار کرنے والا جماع کاارادہ کرے تو کَفّارہ واجب ہےاوراگر یہ چاہے کہ وطی نہ کرے اورعورت اُس پرحرام ہی رہے تو کَفّارہ واجب نہیں اوراگرارادۂ جماع تھامگرزَوجہ مرگئی تو واجب نہ رہا۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق،الباب العاشرفي الكفارة،ج١،ص٥٠٩)

مسئلہ۲: ظِہار کا کَفّارہ غلام یا کنیز آزاد کرنا ہے مسلمان ہو یا کافر، بالغ ہو یا نابالغ یہاں تک کہ اگر دودھ پیتے بچہ کوآزاد کیا کَفّارہ ادا ہوگیا۔(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب العاشرفي الكفارة،ج١،ص٥٠٩، ٥١٠)

مسئلہ۳: پہلے نِصف غلام کوآزاد کیا اور جماع سے پہلے پھر نِصف باقی کوآزاد کیا تو

کَفّارہ ادا ہوگیا اور اگر درمیان میں جماع کرلیا تو ادا نہ ہوا اور اگر غلام مُشتَرَک ہے(یعنی ایسا غلام جس کے مالک دو یا دو سے زیادہ ہوں) اور اس نے اپنا حصہ آزاد کردیا تو ادا نہ ہوا، اگرچہ یہ مالدار ہو یعنی جب غلام مشترک کو آزاد کرے اور مالدار ہو تو حُکم یہ ہے کہ اپنے شریک کو اُس کے حصہ کی قدر دے اور کُل غلام اسکی طرف سے آزاد ہوگا مگر کَفّارہ ادا نہ ہوگا۔ یوہیں دو غلاموں میں آدھے آدھے کا مالک ہے اور دونوں کے نِصف نِصف کو آزاد کیا تو کَفّارہ ادا نہ ہوا۔(الفتاوی الهندية، كتاب الطلاق،الباب العاشرفي الكفارة، ج ١، ص ٥١٠ و الجوهرة النيرة كتاب الظهار،الجزء الثاني،ص ٨٥)

مسئلہ ۴: آدھا غلام آزاد کیا اور ایک مہینے کے روزے رکھ لیے یا تیس مسکین کو کھانا کھلا دیا تو کَفّارہ ادا نہ ہوا۔ (الجوهرة النيرة، كتاب الظهار،الجزء الثاني،ص ٨٥)

مسئلہ ۵: غلام آزاد کرنے میں شرط یہ ہے کہ کَفّارہ کی نِیّت سے آزاد کیا ہو بغیر نِیّتِ کَفّارہ آزاد کرنے سے کَفّارہ ادا نہ ہوگا اگرچہ آزاد کرنے کی نِیّت کیا کرے۔

(الجوهرة النيرة، كتاب الظهار،الجزء الثاني،ص ٨٥)

مسئلہ ٦: اسکا قریبی رشتہ دار یعنی وہ کہ اگر ان میں سے ایک مرد ہوتا دوسرا عورت تو نکاح باہم حرام ہوتا مثلاً اس کا بھائی یا باپ یا بیٹا یا چچا یا بھتیجا ایسے رشتہ دار کا جب مالک ہوگا تو آزاد ہو جائیگا خواہ کسی طرح مالک ہو مثلاً اس نے خرید لیا یا کسی نے ہبہ یا تصدُّق کیا (یعنی صدقہ کردیا) یا وراثت میں ملا پھر ایسا غلام اگر بلا اختیار اسکی مِلک میں آیا مثلاً وراثت میں ملا اور آزاد ہوگیا تو اگرچہ اس نے کَفّارہ کی نِیّت کی ادا نہ ہوا اور اگر باختیار خود اپنی مِلک میں لایا (مثلاً خریدا) اور جس عَمَل کے ذریعہ سے مِلک میں آیا اُس کے پائے جانے کے وقت (مثلاً خریدتے وقت) کَفّارہ کی نِیّت کی تو کَفّارہ ادا ہوگیا۔ (الجوهرة النيرة، كتاب الطلاق، كتاب الظهار،الجزء الثاني،ص ٨٥، وغيرها)

مسئلہ۷: جو غلام گروی یا مَدْیُون ہے اُسے آزاد کیا تو کَفَّارہ ادا ہوگیا۔ یوہیں اگر بھاگا ہوا ہے اور یہ معلوم ہے کہ زندہ ہے تو آزاد کرنے سے کَفّارہ ادا ہوجائیگا اور اگر بالکل اُس کا پتا نہ معلوم ہو، نہ یہ معلوم کہ زندہ ہے یا مرگیا تو نہ ہوگا۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الطلاق،الباب العاشرفي الکفارة،ج۱،ص ۵۱۱۔۵۱۰)

مسئلہ۸: اگر غلام میں کسی قِسْم کا عیب ہے تو اس کی دو ۲ صورتیں ہیں، **ایک** یہ کہ وہ عیب اس قِسْم کا ہو جس سے جنسِ مَنْفِعت فوت ہوتی ہے یعنی دیکھنے، سُننے، بولنے، پکڑنے، چلنے کی اُس کو قدرت نہ ہو یا عاقل نہ ہو تو کَفَّارہ ادا نہ ہوگا اور **دوسرے** یہ کہ اس حد کا نقصان نہیں تو ہوجائے گا، لہٰذا اتنا بہرا کہ چیخنے سے بھی نہ سُنے یا گونگا یا اندھا یا مجنون کہ کسی وقت اُسکو افاقہ نہ ہوتا ہو یا بوہرا یا وہ بیمار جس کے اچھے ہونے کی اُمید نہ ہو یا جس کے سب دانت گر گئے ہوں اور کھانے سے بالکل عاجز ہو یا جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوں یا ہاتھ کے دونوں انگوٹھے کٹے ہوں یا علاوہ انگوٹھے کے ہر ہاتھ کی تین تین اُنگلیاں یا دونوں پاؤں یا ایک جانب کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں نہ ہو یا لُنجھا (ہاتھ پاؤں سے معذور) یا فالج کا مارا ہو یا دونوں ہاتھ بیکار ہوں تو ان سب کے آزاد کرنے سے **کَفَّارہ ادا نہ ہوا۔** (الدرالمختار، کتاب الطلاق،باب الکفارة،ج۵، ص۱۳۷و الجوھرة النیرة، کتاب الظھار، الجزء الثانی،ص۸۵)

مسئلہ۹: اگر ایسا بہرا ہے کہ چیخنے سے سُن لیتا ہے یا مجنون ہے مگر کبھی افاقہ بھی ہوتا ہے اور اسی حالت افاقہ میں آزاد کیا یا اُس کا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں یا ایک ہاتھ ایک پاؤں خلاف سے کٹا ہو یعنی ایک دہنا دوسرا بایاں یا ایک ہاتھ کا انگوٹھا یا پاؤں کے دونوں

انگوٹھے یا ہر ہاتھ کی دو،دو اُنگلیاں یا دونوں ہونٹ یا دونوں کان یا ناک کٹی ہو یا اُنْثَیَین (خصیے ،فوطے)، یا عُضْوِ تناسُل کٹ گیا ہو یا لونڈی کا آگے کا مقام بند ہو یا بھوں یا داڑھی یا سر کے بال نہ ہوں یا کانا یا چندھا (کمزور بینائی والا) ہو یا ایسا بیمار ہو جس کے اچھے ہونے کی امید ہے اگرچہ موت کا خوف ہو یا سپید داغ کی بیماری (برص کی بیماری) ہو یا نامرد ہو تو ان کے آزاد کرنے سے کَفّارہ ادا ہو جائیگا۔

(الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، ج٥، ص١٣٧ ـ ٣٩ و الفتاوی الهندية، کتاب الطلاق، الباب العاشرفي الکفارة، ج١،ص٥١٠)

مسئلہ۱۰: لونڈی کے شِکَم میں بچہ ہے اُس کو کَفّارہ میں آزاد کیا تو نہ ہوا۔ اس کے غلام کو کسی نے غَصَب کیا اِس مالک نے آزاد کر دیا تو ہو گیا اور اُمّ وَلد و مُدَبَّر و مُکاتَب جس نے بدل کتابت (وہ مال جو غلام یا لونڈی اپنی آزادی کیلئے مالک کو ادا کریں) کچھ ادا نہ کیا ہو یا کچھ ادا کیا مگر پورا ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تو اُسے آزاد کرنے سے کَفّارہ ادا ہو گیا۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، ج٥،ص١٣٧، ١٣٩)

مسئلہ۱۱: اپنا غلام دوسرے کے کَفّارہ میں آزاد کر دیا اگر اُس کے بغیر حُکم ہے تو ادا نہ ہوا اور اگر اُس کے کہنے سے مَثَلاً اُس نے کہا اپنا غلام میری طرف سے آزاد کر دے اور کوئی عوض ذکر نہ کیا جب بھی ادا نہ ہوا اور اگر عوض کا ذکر ہے مثلاً اپنا غلام میری طرف سے اتنے پر آزاد کر دے تو ہو جائیگا۔

(الفتاوی الهندية، کتاب الطلاق، الباب العاشرفي الکفارة، ج١، ص٥١١)

مسئلہ ۱۲: ظِہار کے دو۲ کفّارے اس کے ذِمّے تھے، اس نے دو۲ غلام آزاد کیے اور یہ نِیَّت نہ کی کہ فلاں غلام فلاں کفّارہ میں آزاد کیا تو دونوں ادا ہو گئے۔(الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب العاشرفي الکفارة، ج۱، ص ۵۱۱)

مسئلہ ۱۳: کسی غلام کو کہا اگر میں تجھے خریدوں تو تُو آزاد ہے پھر اُسے کفّارۂ ظِہار کی نِیَّت سے خریدا تو آزاد ہو گا مگر کفّارہ ادا نہ ہوا اور اگر پہلے کہہ دیا تھا کہ اگر تجھے خریدوں تو میرے ظِہار کے کفّارہ میں آزاد ہے تو ہو جائیگا۔(الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب العاشرفي الکفارة، ج۱، ص ۵۱۱)

مسئلہ ۱۴: جب غلام پر قدرت ہے اگرچہ وہ خدمت کا غلام ہو تو کفّارہ آزاد کرنے ہی سے ہو گا اور اگر غلام کی استطاعت نہ ہو خواہ ملتا نہیں یا اسکے پاس دام (قیمت، نقدی) نہیں تو کفّارہ میں پے در پے (لگاتار، مسلسل) دو۲ مہینے کے روزے رکھے اور اگر اُس کے پاس خدمت کا غلام ہے یا مَدْیُون (مقروض) ہے اور دَین ادا کرنے کے لیے غلام کے سوا کچھ نہیں تو ان صورتوں میں بھی روزے وغیرہ سے کفّارہ ادا نہیں کر سکتا بلکہ غلام ہی آزاد کرنا ہو گا۔(الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، ج۵، ص۱۳۹)

مسئلہ ۱۵: روزے سے کفّارہ ادا کرنے میں یہ شرط ہے کہ نہ اِس مدت کے اندر ماہ رمضان ہو، نہ عیدُ الفِطر، نہ عیدُ الاضحیٰ نہ ایّامِ تشریق۔ ہاں اگر مسافر ہے تو ماہ رَمضان میں کفّارہ کی نِیَّت سے روزہ رکھ سکتا ہے، مگر ایّامِ مَنْہِیَّہ (وہ ایّام جن میں روزہ رکھنا منع ہے یعنی عید الفِطر، عید الاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذِی الحِجہ کے دن) میں اسے بھی اجازت نہیں۔(الجوهرة النیرة، کتاب الظهار، الجزء الثاني، ص۸۷ والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الکفارة، مطلب: لااستحالة...الخ، ج۵، ص۱۴۱)

مسئلہ ۱۶: روزے اگر پہلی تاریخ سے رکھے تو دوسرے مہینہ کے ختم پر کَفّارہ ادا ہو گیا اگرچہ دونوں مہینے ۲۹ کے ہوں اور اگر پہلی تاریخ سے نہ رکھے ہوں تو ساٹھ پورے رکھنے ہونگے اور اگر پندرہ روزے رکھنے کے بعد چاند ہوا پھر اس مہینے کے روزے رکھ لیے اور یہ ۲۹ دن کا مہینہ ہوا اس کے بعد پندرہ دن اور رکھ لیے کہ ۵۹ دن ہوئے جب بھی کَفّارہ ادا ہو جائیگا۔(الدرالمختار ورد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، مطلب: لااستحالۃ في جعل......إلخ، ج۵، ص۱٤۱)

مسئلہ ۱۷: روزوں سے کَفّارہ ادا ہونے میں شرط یہ ہے کہ پچھلے روزے کے خَتْم تک غلام آزاد کرنے پر قدرت نہ ہو یہاں تک کہ پچھلے روزے کی آخر ساعت میں بھی اگر قدرت پائی گئی تو روزے ناکافی ہیں بلکہ غلام آزاد کرنا ہوگا اور اب یہ روزۂ نفل ہوا اس کا پورا کرنا مستحب رہے گا اگر فوراً توڑ دیگا تو اسکی قضا نہیں البتہ اگر کچھ دیر بعد توڑیگا تو قضا لازم ہے۔(الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، ج۵، ص۱٤۱، وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: کَفّارہ کا روزہ توڑ دیا خواہ سفر وغیرہ کسی عذر سے توڑا یا بغیر عذر یا ظِہار کرنے والے نے جس عورت سے ظِہار کیا ان ۲ دو مہینوں کے اندر دن یا رات میں اُس سے وطی کی قصداً کی ہو یا بھول کر تو سرے سے روزے رکھے کہ شرط یہ ہے کہ جماع سے پہلے دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے اور ان صورتوں میں یہ شرط پائی نہ گئی۔(الدرالمختار ورد المحتار، باب الکفارۃ، ج۵، ص۱٤۲)

مسئلہ ۱۹: یہ احکام جو کَفّارہ کے متعلق بیان کیے گئے یعنی غلام آزاد کرنے اور روزے رکھنے کے متعلق یہ ظِہار کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر کَفّارہ کے یِہی اَحکام ہیں۔ مَثَلاً قَتْل کا کَفّارہ یا روزۂ رَمَضان توڑنے کا کَفّارہ، قَسَم کا کَفّارہ مگر قَسَم کے

کَفّارہ میں تین روزے ہیں۔ اور یہ حُکم کہ روزہ توڑ دیا تو سرے سے رکھنے ہونگے کَفّارہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جہاں پے درپے کی شرط ہو مَثَلاً پے درپے روزوں کی منت مانی تو یہاں بھی یہی حُکم ہے البتہ اگر عورت نے رَمَضان کا روزہ توڑ دیا اور کَفّارہ میں روزے رکھ رہی تھی اور حیض آ گیا تو سرے سے رکھنے کا حُکم نہیں بلکہ جتنے باقی ہیں اُن کا رکھنا کافی ہے۔ ہاں اگر اس حیض کے بعد آئسہ ہوگئی یعنی اب ایسی عمر ہوگئی کہ حیض نہ آئے گا تو سرے سے رکھنے کا حُکم دیا جائے گا کہ اب وہ پے در پے دو مہینے کے روزے رکھ سکتی ہے اور اگر اثنائے کَفّارہ میں (کَفّارہ کے روزے رکھنے کے دوران) عورت کے بچہ ہوا تو سرے سے رکھے۔ ظِہار وغیر ظِہار کے کَفّارُوں میں ایک اور فرق ہے وہ یہ کہ غیر ظِہار کے کفارے میں اگر رات میں وطی کی یا دن میں بھول کر کی تو سرے سے روزے رکھنے کی حاجت نہیں۔ یوہیں ظِہار کے روزوں میں اگر بھول کر کھا لیا یا دوسری عورت سے بھول کر جماع کیا یا رات میں قصداً جماع کیا تو سرے سے رکھنے کی حاجت نہیں۔

(الدرالمختار ورد المحتار، باب الكفارة، ج٥، ص١٤٢ وغيرهما)

مسئلہ ۲۰: غلام نے اگر اپنی عورت سے ظِہار کیا اگرچہ مُکاتَب ہو یا اُسکا کچھ حصہ آزاد ہو چکا باقی کے لیے سَعایت کرتا ہو (یعنی غلام کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہو اور بقیہ کی آزادی کے لئے محنت مزدوری کر کے مالک کو ثَمَن ادا کر رہا ہو) یا آزاد نے ظِہار کیا مگر بوجہ کم عقلی کے اُس کے تصرفات روک دیے گئے ہوں تو ان سب کے لیے کَفّارے میں روزے رکھنا مُعَیَّن ہے ان کے لیے غلام آزاد کرنا یا کھانا کھلانا نہیں لہٰذا اگر غلام کے آقا نے اُس کی طرف سے غلام آزاد کر دیا یا کھانا کھلا دیا تو یہ کافی نہیں اگرچہ غلام کی اجازت

سے ہوا اور کَفَّارہ کے روزوں سے اُسکا آقا منع نہیں کرسکتا اور اگر غلام نے کَفَّارہ کے روزے اب تک نہیں رکھے اور اب آزاد ہو گیا تو اگر غلام آزاد کرنے پر قدرت ہو تو آزاد کرے ورنہ روزے رکھے۔(الفتاوی الهندية، کتاب الطلاق،الباب العاشرفي الكفارة،ج۱، ص۵۱۲-۵۱۳)

مسئلہ۲۱: روزے رکھنے پر بھی اگر قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے یا مُتَفَرِّق طور پر، مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزے پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھلانا صَدَقۂ نفل ہوگا اور کَفَّارہ میں روزے رکھنے ہونگے۔ اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا دوسرے وقت ان کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔(الدرالمختارو ردالمحتار، کتاب الطلاق،باب الكفارة،مطلب:أی حرليس له..إلخ، ج۵،ص۱۴۴ والفتاوی الهندية، کتاب الطلاق،الباب العاشرفي الكفارة،ج۱،ص۵۱۳)

مسئلہ۲۲: شرط یہ ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو اُن میں کوئی نابالغ غیرمُراہق نہ ہو ہاں اگر ایک جوان کی پوری خوراک کا اُسے مالک کر دیا تو کافی ہے۔

(الدرالمختارو ردالمحتار، کتاب الطلاق،باب الكفارة،مطلب:أی حرليس له...الخ،ج۵، ص۱۴۴)

مسئلہ۲۳: یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدرِ صَدَقۂ فِطْر یعنی نِصْف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے مگر اِباحت کافی نہیں اور اُنھیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جنھیں صَدَقۂ فِطْر دے سکتے ہیں جن کی تفصیل صَدَقۂ فِطْر کے بیان میں مذکور ہوئی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صبح کو کھلا دے اور شام کے لیے قیمت دیدے یا

شام کو کھلا دے اور صبح کے کھانے کی قیمت دیدے یا دو۲ دن صبح کو یا شام کو کھلا دے یا تیس کو کھلائے اور تیس کو دیدے غرض یہ کہ ساٹھ کی تعداد جس طرح چاہے پوری کرے اس کا اختیار ہے یا پاؤ صاع گیہوں اور نِصف صاع جو دیدے یا کچھ گیہوں یا جو دے باقی کی قیمت ہر طرح اختیار ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق،باب الکفارۃ،مطلب:أی حرلیس له...الخ،ج٥، ص١٤٤ـ١٤٦)

مسئلہ ۲۴: کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے اگرچہ تھوڑے ہی کھانے میں آسودہ ہو جائیں (یعنی پیٹ بھر جائے، سَیر ہو جائیں) اور اگر پہلے ہی سے کوئی آسودہ تھا تو اُس کا کھانا کافی نہیں اور بہتر یہ ہے کہ گیہوں کی روٹی اور سالن کھلائے اور اس سے اچھا کھانا ہو تو اور بہتر اور جو کی روٹی ہو تو سالن ضروری ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق،باب الکفارۃ،مطلب:أی حرلیس له...الخ،ج٥، ص١٤٦)

مسئلہ ۲۵: ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلایا یا ہر روز بقدر صَدَقۂ فِطر اُسے دیدیا جب بھی ادا ہو گیا اور اگر ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب دیدیا ایک دفعہ میں یا ساٹھ دفعہ کر کے یا اُس کو سب بطورِ اباحت دیا تو صرف اُس ایک دن کا ادا ہوا۔ یوہیں اگر تیس مساکین کو ایک ایک صاع گیہوں دیے یا دو دو صاع جَو تو صرف تیس کو دینا قرار پائے گا یعنی تیس مساکین کو پھر دینا پڑے گا یہ اُس صورت میں ہے کہ ایک دن میں دیے ہوں اور دو دنوں میں دیے تو جائز ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق،الباب العاشرفي الکفارۃ،ج١،ص٥١٣،وغیرہ)

مسئلہ ۲۶: ساٹھ مساکین کو پاؤ پاؤ صاع گیہوں دیے تو ضرور ہے کہ ان میں ہر ایک کو اور پاؤ پاؤ صاع دے اور اگر ان کی عوض میں اور ساٹھ مساکین کو پاؤ پاؤ صاع

دیے تو کَفّارہ ادا نہ ہوا۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الطلاق،الباب العاشرفي الكفارة،ج١،ص٥١٣،وغيره)

مسئلہ ۲۷: ایک سوبیس مساکین کوایک وقت کھانا کھلا دیا تو کَفّارہ ادانہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ ان میں سے ساٹھ کو پھر ایک وقت کھلائے خواہ اُسی دن یا کسی دوسرے دن اور اگر وہ نہ ملیں تو دوسرے ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کھلائے۔

(الدرالمختار، كتاب الطلاق،باب الكفارة، ج٥،ص ١٥٠)

مسئلہ ۲۸: اس کے ذمہ دو ظِہار تھے خواہ ایک ہی عورت سے دونوں ظِہار کیے یا دو عورتوں سے اور دونوں کے کَفّارہ میں ساٹھ مسکین کوایک ایک صاع گیہوں دیدیے تو صرف ایک کَفّارہ ادا ہوا اور اگر پہلے نِصْف نِصْف صاع ایک کَفّارہ میں دیے پھر اُنھیں کو نِصْف نِصْف صاع دوسرے کَفّارہ میں دیے تو دونوں ادا ہو گئے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الطلاق،الباب العاشرفي الكفارة، ج١،ص٥١٤)

مسئلہ ۲۹: دو ظِہار کے کفاروں میں دو غلام آزاد کردیے یا چار مہینے کے روزے رکھ لیے یا ایک سوبیس مسکینوں کو کھانا کھلا دیا تو دونوں کفارے ادا ہو گئے اگرچہ مُعیّن نہ کیا ہو کہ یہ فلاں کا کَفّارہ ہے اور یہ فلاں کا۔ اور اگر دونوں دو قِسْم کے کَفّارے ہوں تو کوئی ادا نہ ہوا مگر جبکہ یہ نِیّت ہو کہ ایک کَفّارہ میں یہ اور ایک میں وہ اگرچہ مُعیّن نہ کیا ہو کہ کون سے کَفّارہ میں یہ اور کس میں وہ۔ اور اگر دونوں کی طرف سے ایک غلام آزاد کیا یا دو ماہ کے روزے رکھے تو ایک ادا ہوا اور اُسے اختیار ہے کہ جس کے لیے چاہے مُعیّن کرے اور اگر دونوں کَفّارے دو قِسْم کے ہیں مثلاً ایک ظِہار کا ہے دوسرا قَتْل کا تو کوئی کَفّارہ ادا نہ ہوا مگر جبکہ کافر کو آزاد کیا ہو تو یہ ظِہار کے لیے مُتعیّن

ہے کہ قتل کے کَفَّارہ میں مسلمان کا آزاد کرنا شرط ہے۔(الدرالمختار، کتاب الطلاق،باب الکفارۃ،ج۵،ص۱٤۸)

مسئلہ ۳۰: دو۲ قِسم کے دو کَفَّارے ہیں اور ساٹھ مسکین کو ایک ایک صاع گیہوں دونوں کفاروں میں دیدیے تو دونوں ادا ہو گئے اگرچہ پورا پورا صاع ایک مرتبہ دیا ہو۔

(الدرالمختار، کتاب الطلاق،باب الکفارۃ،ج۵،ص۱٤۸)

مسئلہ ۳۱: نِصف غلام آزاد کیا اور ایک مہینے کے روزے رکھے یا تیس مسکینوں کو کھانا کھلایا تو کَفَّارہ ادا نہ ہوا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق،الباب العاشرفي الکفارۃ،ج۱،ص٥١٤)

مسئلہ ۳۲: ظِہار میں یہ ضروری ہے کہ قربت سے پہلے ساٹھ مساکین کو کھلادے اور اگر ابھی پورے ساٹھ مساکین کو کھلا نہیں چکا ہے اور درمیان میں وطی کرلی تو اگرچہ یہ حرام ہے مگر جتنوں کو کھلا چکا ہے وہ باطل نہ ہوا، باقیوں کو کھلادے، سرے سے پھر ساٹھ کو کھلانا ضرور نہیں۔(الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الظھار،الجزء الثانی،ص۸۹)

مسئلہ ۳۳: دوسرے نے بغیر اس کے حُکم کے کھلا دیا تو کَفَّارہ ادا نہ ہوا اور اس کے حُکم سے ہے تو صحیح ہے مگر جو صَرف ہوا ہے وہ اس سے نہیں لے سکتا ہاں اگر اس نے حُکم کرتے وقت یہ کہہ دیا ہو کہ جو صَرف ہوگا میں دوں گا تو لے سکتا ہے۔

(الدرالمختارو ردالمحتار، کتاب الطلاق،باب الکفارۃ،مطلب:لااستحالۃ في جعل...إلخ،ج۵،ص۱٤۷)

مسئلہ ۳۴: جس کے ذِمّہ کَفَّارہ تھا اُس کا انتقال ہوگیا وارث نے اُس کی طرف سے کھانا کھلادیا یا قسم کے کَفَّارہ میں کپڑے پہنا دیے تو ہوجائے گا اور غلام آزاد کیا تو نہیں۔(رد المحتار، کتاب الطلاق،باب الکفارۃ،مطلب:لااستحالۃ في جعل...إلخ،ج۵،ص۱٤۷)

کنایہ کا بیان[1]

کنایۂ طلاق وہ الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد ہونا ظاہر نہ ہو طلاق کے علاوہ اور معنوں میں بھی اُن کا استعمال ہوتا ہو۔

مسئلہ ۱: کنایہ سے طلاق واقع ہونے میں یہ شرط ہے کہ نِیَّت طلاق ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے یعنی پیشتر طلاق کا ذکر تھا یا غصہ میں کہا۔ کنایہ کے الفاظ تین طرح کے ہیں۔ بعض میں سُوال رد کرنے کا احتمال ہے، بعض میں گالی کا احتمال ہے اور بعض میں نہ یہ ہے نہ وہ، (یعنی نہ گالی کا احتمال ہے نہ سوال رد کرنے کا احتمال) بلکہ جواب کے لیے مُتَعَیَّن ہیں۔ اگر رد کا احتمال ہے تو مطلقاً ہر حال میں نِیَّت کی حاجت ہے بغیر نِیَّتِ طلاق نہیں اور جن میں گالی کا احتمال ہے اُن سے طلاق ہونا خوشی اور غضب میں نِیَّت پر موقوف ہے اور طلاق کا ذکر تھا تو نِیَّت کی ضرورت نہیں اور تیسری صورت یعنی جو فقط جواب ہو تو خوشی میں نِیَّت ضروری ہے اور غضب و مُذاکرہ کے وقت بغیر نِیَّت بھی طلاق واقع ہے۔ (الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج٤، ص٥١٦۔٥٢٢ وغیرہ)

کنایہ کے بعض الفاظ یہ ہیں

(۱) جا (۲) نکل (۳) چل (۴) روانہ ہو (۵) اُٹھ (۶) کھڑی ہو (۷) پردہ کر (۸) دوپٹہ اوڑھ (۹) نقاب ڈال (۱۰) ہٹ سرک (۱۱) جگہ چھوڑ (۱۲) گھر خالی کر (۱۳) دُور ہو (۱۴) چل دُور (۱۵) اے خالی (۱۶) اے بَری (۱۷) اے جُدا (۱۸) تو جُدا ہے (۱۹) تو مجھ سے جُدا ہے (۲۰) میں نے تجھے بے قید کیا (۲۱) میں نے تجھ سے مُفارَقت کی (جدائی اختیار کی) (۲۲) راستہ ناپ (۲۳) اپنی راہ لے (۲۴) کالا منہ کر

[1] ...... بہارِشریعت، حصہ ۸، ج ۲، ص ۱۲۸

(۲۵) چال دکھا (۲۶) چلتی بن (۲۷) چلتی نَظر آ (۲۸) دفع ہو (۲۹) دال فے عین ہو (۳۰) رفو چکر ہو (۳۱) پنجرا خالی کر (۳۲) ہٹ کے سڑ (۳۳) اپنی صورت گما (۳۴) بستر اُٹھا (۳۵) اپنا سوجھتا دیکھ (۳۶) اپنی گٹھری باندھ (۳۷) اپنی نَجاست الگ پھیلا (۳۸) تشریف لیجائیے (۳۹) تشریف کا ٹوکرا لیجائیے (۴۰) جہاں سینگ سمائے جا (۴۱) اپنا مانگ کھا (۴۲) بہت ہو چکی اب مہربانی فرمائیے (۴۳) اے بے علاقہ (۴۴) منہ چھپا (۴۵) جَہَنَّم میں جا (۴۶) چولھے میں جا (۴۷) بھاڑ میں پڑ (۴۸) میرے پاس سے چل (۴۹) اپنی مُراد پر فتح مند ہو (۵۰) میں نے نکاح فَسخ کیا (۵۱) تو مجھ پر مِثل مُردار (۵۲) یا سوئر یا (۵۳) شراب کے ہے [نہ مِثل بنگ یا افیون یا مالِ فلاں یا زوجہ فلاں کے] (۵۴) تو مِثل میری ماں یا بہن یا بیٹی کے ہے [اور یوں کہا کہ تو ماں بہن بیٹی ہے تو گناہ کے سوا کچھ نہیں] (۵۵) تو خَلاص ہے (۵۶) تیری گلو خلاصی ہوئی (۵۷) تو خالص ہوئی (۵۸) حلال خدا یا (۵۹) حلال مسلمانان یا (۶۰) ہر حلال مجھ پر حرام (۶۱) تو میرے ساتھ حرام میں ہے (۶۲) میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا اگرچہ کسی عوض کا ذکر نہ آئے اگرچہ عورت نے یہ نہ کہا کہ میں نے خریدا (۶۳) میں تجھ سے باز آیا (۶۴) میں تجھ سے درگزرا (۶۵) تو میرے کام کی نہیں (۶۶) میرے مطلب کی نہیں (۶۷) میرے مصرف کی نہیں (۶۸) مجھے تجھ پر کوئی راہ نہیں (۶۹) کچھ قابو نہیں (۷۰) مِلک نہیں (۷۱) میں نے تیری راہ خالی کر دی (۷۲) تو میری مِلک سے نکل گئی (۷۳) میں نے تجھ سے خلع کیا (۷۴) اپنے میکے بیٹھ (۷۵) تیری باگ ڈھیلی کی (۷۶) تیری رسّی چھوڑ دی (۷۷) تیری لگام اُتار لی (۷۸) اپنے رفیقوں سے جا مل (۷۹) مجھے تجھ پر کچھ اختیار نہیں (۸۰) میں تجھ سے لا دعویٰ ہوتا ہوں (۸۱) میرا تجھ پر کچھ دعویٰ نہیں (۸۲) خاوَند تلاش کر (۸۳) میں تجھ سے جُدا ہوں یا ہوا [فقط میں

جُدا ہوں یا ہوا کافی نہیں اگرچہ بہ نِیَّت طلاق کہا] (۸۴) میں نے تجھے جُدا کر دیا (۸۵) میں نے تجھ سے جُدائی کی (۸۶) تو خود مختار ہے (۸۷) تو آزاد ہے (۸۸) مجھ میں تجھ میں نکاح نہیں (۸۹) مجھ میں تجھ میں نکاح باقی نہ رہا (۹۰) میں نے تجھے تیرے گھر والوں یا (۹۱) باپ یا (۹۲) ماں یا (۹۳) خاوَندوں کو دیا یا (۹۴) خود تجھ کو دیا [اور تیرے بھائی یا ماموں یا چچا یا کسی اجنبی کو دینا کہا تو کچھ نہیں] (۹۵) مجھ میں تجھ میں کچھ مُعامَلہ نہ رہا یا نہیں (۹۶) میں تیرے نکاح سے بیزار ہوں (۹۷) بَری ہوں (۹۸) مجھ سے دُور ہو (۹۹) مجھے صورت نہ دکھا (۱۰۰) کنارے ہو (۱۰۱) تو نے مجھ سے نجات پائی (۱۰۲) الگ ہو (۱۰۳) میں نے تیرا پاؤں کھول دیا (۱۰۴) میں نے تجھے آزاد کیا (۱۰۵) آزاد ہو جا (۱۰۶) تیری بندکٹی (۱۰۷) تو بے قید ہے (۱۰۸) میں تجھ سے بَری ہوں (۱۰۹) اپنا نکاح کر (۱۱۰) جس سے چاہے نکاح کر لے (۱۱۱) میں تجھ سے بیزار ہوا (۱۱۲) میرے لیے تجھ پر نکاح نہیں (۱۱۳) میں نے تیرا نکاح فَسخ کیا (۱۱۴) چاروں راہیں تجھ پر کھول دیں [اور اگر یوں کہا کہ چاروں راہیں تجھ پر کُھلی ہیں تو کچھ نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ (۱۱۵) جو راستہ چاہے اختیار کر] (۱۱۶) میں تجھ سے دست بردار ہوا (۱۱۷) میں نے تجھے تیرے گھر والوں یا باپ یا ماں کو واپس دیا (۱۱۸) تو میری عَصمت سے نکل گئی (۱۱۹) میں نے تیری مِلک سے شَرعی طور پر اپنا نام اُتار دیا (۱۲۰) تو قیامت تک یا عمر بھر میرے لائق نہیں (۱۲۱) تو مجھ سے ایسی دور ہے جیسے مکہ معظّمہ مدینہ طیّبہ سے یا دہلی لکھنؤ سے۔ (الفتاوی الرضویة، کتاب الطلاق، باب الکنایة، ج ۱۲، ص ۵۱۵۔۵۲۷)

مسئلہ ا: ان الفاظ سے طلاق نہ ہوگی اگرچہ نِیَّت کرے، مجھے تیری حاجت نہیں، مجھے تجھ سے سروکار نہیں، تجھ سے مجھے کام نہیں، غرض نہیں، مطلب نہیں، تو مجھے درکار نہیں۔ تجھ سے مجھے رغبت نہیں، میں تجھے نہیں چاہتا۔ (الفتاوی الرضویة، کتاب الطلاق، باب الکنایة، ج ۱۲، ص ۵۲۰)

مسئلہ۲: کنایہ کے اِن الفاظ سے ایک بائن طلاق ہوگی اگر بہ نِیَّت طلاق بولے گئے اگرچہ بائن کی نِیَّت نہ ہو اور دو۲ کی نِیَّت کی جب بھی وہی ایک واقع ہوگی مگر جبکہ زَوجہ باندی ہو تو دو۲ کی نِیَّت صحیح ہے اور تین کی نِیَّت کی تو تین واقع ہونگی۔

(الد رالمختا ر و ردالمحتار، کتاب الطلا ق، باب الکنایات، مطلب: لا اعتبار بالاعراب هنا ، ج ٤، ص ٥٢٤)

مسئلہ۳: مدخولہ (جس سے جماع کیا گیا ہو اس) کو ایک طلاق دی تھی پھر عدّت میں کہا کہ میں نے اُسے بائن کردیا یا تین تو بائن یا تین واقع ہو جائیں گی اور اگر عدّت یا رَجْعَت کے بعد ایسا کہا تو کچھ نہیں۔

(الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج ٤، ص٥٢٨)

مسئلہ۴: صریح صریح کو لاحق ہوتی ہے یعنی پہلے صریح لفظوں سے طلاق دی پھر عدّت کے اندر دوسری مرتبہ طلاق کے صریح لفظ کہے تو اس سے دوسری واقع ہوگی۔ یوہیں بائن کے بعد بھی صریح لفظ سے واقع کرسکتا ہے جبکہ عورت عدّت میں ہو اور صریح سے مراد یہاں وہ ہے جس میں نِیَّت کی ضرورت نہ ہو اگرچہ اُس سے طلاق بائن پڑے اور عدّت میں صریح کے بعد بائن طلاق دے سکتا ہے۔ اور بائن بائن کو لاحق نہیں ہوتی جبکہ یہ ممکن ہو کہ دوسری کو پہلی کی خبر دینا کہہ سکیں مثلاً پہلے کہا تھا کہ تو بائن ہے اس کے بعد پھر یہی لفظ کہا تو اس سے دوسری واقع نہ ہوگی کہ یہ پہلی طلاق کی خبر ہے یا دوبارہ کہا میں نے تجھے بائن کردیا اور اگر دوسری کو پہلی سے خبر دینا نہ کہہ سکیں مثلاً پہلے طلاق بائن دی پھر کہا میں نے دوسری بائن دی تو اب دوسری پڑے گی۔ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الکنایات، مطلب: الصریح یلحق... إلخ، ج ٤، ص٥٢٨-٥٣٣) یوہیں پہلی

صورت میں بھی دو۲ واقع ہونگی جبکہ دوسری سے دوسری طلاق کی نِیَّت ہو۔ (1)

مسئلہ۵: بائن کوکسی شرط پر مُعلَّق کیا یا کسی وقت کی طرف مُضاف کیا اور اُس شرط یا وقت کے پائے جانے سے پہلے طلاق بائن دیدی مثلاً یہ کہا اگر تو آج گھر میں گئی تو بائن ہے یا کل تجھے طلاق بائن ہے پھر گھر میں جانے اور کل آنے سے پہلے ہی طلاق بائن دیدی تو طلاق ہوگئی پھر عدّت کے اندر شرط پائی جانے اور کل آنے سے ایک طلاق اور پڑے گی۔ (الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج٤، ص٥٣٤)

مسئلہ٦: اگر عورت کو طلاق بائن دی یا اُس سے خلع کیا اسکے بعد کہا تو گھر میں گئی تو بائن ہے تو اب طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر دو شرطوں پر طلاق بائن مُعلَّق کی مثلاً کہا اگر تو گھر میں جائے تو بائن ہے اور اگر میں فلاں سے کلام کروں تو تُو بائن ہے اِن دونوں باتوں کے کہنے کے بعد اب وہ گھر میں گئی تو ایک طلاق پڑی پھر اگر اُس شخص سے عدت میں شوہر نے کلام کیا تو دوسری پڑی۔ یوہیں اگر پہلے کلام کیا پھر گھر میں گئی جب بھی دو واقع ہونگی اور اگر پہلے ایک شرط پر مُعلَّق کی پھر اس کے پائے جانے کے بعد دوسری شرط پر معلق کی دوسری کے پائے جانے پر طلاق نہ ہوگی۔

(الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الکنایات، مطلب: الصریح یلحق الصریح والبائن، ج٤، ص٥٣٥ والفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الثاني، الفصل الخامس في الکنایات، ج١، ص٣٧٧)

مسئلہ۷: قَسَم کھائی کہ عورت کے پاس نہ جائے گا پھر چار مہینے گزرنے سے پہلے بہ نِیَّت طلاق اُسے بائن کہا یا اُس سے خلع کیا تو طلاق واقع ہوگئی پھر قَسَم کھانے سے چار مہینے تک اُسکے پاس نہ گیا تو یہ دوسری طلاق ہوئی اور اگر پہلے خلع کیا پھر کہا تو بائن ہے

(1) ......بشرطیکہ اس نیت پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ بھی مذکور ہو۔...عِلْمِیه، انظر منحة الخالق، ج٣، ص٥٣٢ والفتاویٰ الرضویة (المخرجة)، ج١٢، ص٥٧٨س، ٥٨٢، ٥٨٥۔

تو واقع نہ ہوگی۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الطلاق،الباب الثاني،الفصل الخامس في الکنایات، ج۱، ص۳۷۷)

مسئلہ ۸: یہ کہا کہ میری ہر عورت کو طلاق ہے یا اگر یہ کام کروں تو میری عورت کو طلاق ہے تو جس عورت سے خلع کیا ہے یا جو طلاق بائن کی عدّت میں ہے ان لفظوں سے اُسے طلاق نہ ہوگی۔(الدرالمختار، کتاب الطلاق،باب الکنایات، ج٤، ص٥٣٦)

مسئلہ ۹: جو فرقت (جدائی) ہمیشہ کے لیے ہو یعنی جس کی وجہ سے اُس سے کبھی نکاح نہ ہوسکتا ہو جیسے حرمتِ مُصاہَرت (سسرالی رشتوں کی وجہ سے نکاح کا حرام ہونا) وحرمت رضاع (دودھ کے رشتے کی وجہ سے نکاح کا حرام ہونا)، تو اس عورت پر عدّت میں بھی طلاق نہیں ہوسکتی۔ یو ہیں اگر اس کی عورت کنیز تھی اُس کو خرید لیا تو اب اُسے طلاق نہیں دے سکتا کہ وہ نکاح سے بالکل نکل گئی۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الطلاق،الباب الثاني،الفصل الخامس في الکنایات، ج۱، ص۳۷۸)

مسئلہ ۱۰: زن وشوہر میں سے کوئی معاذ اللّٰہ مُرتد ہوا مگر دارالاسلام میں رہا تو طلاق ہوسکتی ہے اور اگر دارالحرب کو چلا گیا تو اب طلاق نہیں ہوسکتی اور مرد مرتد ہو کر دارُالحَرب کو چلا گیا تھا پھر مسلمان ہو کر واپس آیا اور عورت ابھی عدّت میں ہے تو طلاق دے سکتا ہے اور عورت اگر چہ واپس آجائے طلاق نہیں ہوسکتی۔

(ردالمحتار، کتاب الطلاق،باب الکنایات،مطلب: المختلعة و المبانة..إلخ، ج٤، ص٥٣٧)

مسئلہ ۱۱: خیارِ بُلوغ یعنی بالغ ہوتے ہی نکاح سے ناراضی ظاہر کی اور خیارِ عتق کہ آزاد ہو کر تفریق (جدائی) چاہی ان دونوں کے بعد طلاق نہیں ہوسکتی۔

(الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الکنایات، ج٤، ص٥٣٨)

مِنۡہَاج العابدِین

کے

منتخب اَبواب

توبہ کا بیان

اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عِبادت کے طَلَب گار! عِبادت میں مشغول ہونے سے پہلے گُناہوں سے توبہ بے حد ضَرُوری ہے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ گُناہوں سے توبہ کرنا ان دو وَجہ سے لازمی ہے:

پہلی وَجہ: توبہ سے عِبادت کی توفیق نصیب ہوتی ہے کیونکہ گُناہوں کی نُحُوسَت بندے کو عِبادات سے مَحرُوم کر کے اس پر ذِلَّت ورُسوائی مُسلَّط کر دیتی ہے، گُناہ ایک ایسی زنجیر ہے جو بندے کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عِبادت اور نیکی کی راہ پر چلنے سے روک دیتی ہے گُناہوں سے دل بوجھل ہو جاتا ہے اور اس میں عِبادت کی لَذَّت و حَلاوَت پیدا نہیں ہو پاتی، گُناہوں کی عادت دل کو سِیاہ کر دیتی ہے جس سے دل سَخت ہو جاتا ہے، نہ اس میں خُلُوص پیدا ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کا تزکِیَہ، جس کی وَجہ سے عِبادت میں سُرُور واطمینان نہیں مل سکتا، جو شخص گُناہوں سے تائِب نہیں ہوگا اگر خدا کا فَضل اس کے شاملِ حال نہ ہوا تو رفتہ رفتہ یہ گُناہ اُسے کُفر تک پہنچا دیں گے۔ ایسے شخص پر شَقاوَت اور بدبختی غالب آ جائے گی، تو ایسے شخص پر تَعَجُّب ہے کہ اس نُحُوسَت وقَساوَت کے ہوتے ہوئے اسے عِبادتِ الٰہی کی توفیق کس طرح مل سکتی ہے اور گُناہوں پر اَڑنے والا شخص اِطاعتِ باری تعالٰی کا دعوٰی کیسے کر سکتا ہے، اور خلافِ شرع اُمور کو اپناتے ہوئے وہ عِبادت کیسے بجا لا سکتا ہے؟ اسی طرح جو شخص گُناہوں کی گَندَگی سے آلودہ ہو وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے مُناجات کا شَرَف کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ اسی لیے حضورِ اَکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم نے فرمایا:

''اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَنَحَّى عَنْهُ الْمَلَكَانِ مِنْ نَتْنِ مَا يَخْرُجُ مِنْ فِيْهِ''

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلة ،باب ماجاء الفحش والتفحش،الحدیث:۱۹۷۹،ج۳، ص۳۹۲، الکامل لابن عدی، مقدمة المصنف، الباب السادس، ج۱،ص۸۸)

''جب انسان جھوٹ بولتا ہےتو کِرَاماً کاتِبِین جھوٹ کی بدبو کی وَجہ سے اس سے علیحدہ ہوجاتے ہیں۔'' تو ایسی زبان ذکرِ الٰہی کے لائق کیسے ہوسکتی ہے۔ گُناہوں میں شب وروز بَسَر کرنے والے آدمی کو نیک کام کی توفیق ملنا اور عِبادَت کی طرف مائل ہونا بَہُت مشکل ہے،ایسا شخص اگر کچھ عِبادَت کربھی لےتو دل میں اس عِبادَت کی حَلاوَت ورُوحانِیَّت نہیں پاتا۔ یہ سب کچھ گُناہوں کی نُحُوسَت اور توبہ نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔کسی نے سچ کہاہے کہ''اگرتو رات کو قیام کرنے اور دن کو روزہ رکھنے کی قوت نہیں رکھتا تو سمجھ لے کہ تو منحوس ہوچکا ہےاور گُناہوں کی نُحُوسَت تجھ پر مُسلَّط ہوچکی ہے۔''

دوسری وَجہ: توبہ کے ضَرُوری ہونے کی دوسری وَجہ یہ ہے کہ بغیر توبہ کے عِبادَات قبول نہیں ہوتیں۔جس طرح قَرض خواہ کا قَرض ادا کرنے سے پہلے اس کے سامنے ہدیے اور تحفے کوئی اہمیت نہیں رکھتے اور نہ وہ انہیں قبول کرتا ہے،اسی طرح پہلے گُناہوں سے توبہ لازم ہےاس کے بعد عام عِبادَاتِ نافِلہ ،اور جب فرائض کسی کے ذِمّے لازم ہوں تو اس کے نوافل وغیرہ کیسے قبول ہوسکتے ہیں۔ یوں ہی اگر کوئی شخص حرام وممنوع کام تو ترک نہ کرے مگر مُبَاح وحلال اَشیاء میں پرہیز واِحْتِیاط کرے،تو اس کا ایسا پرہیز کیا وَقْعَت رکھ سکتا ہےاور وہ شخص خدا تعالیٰ سے مناجات اس کی درگاہ میں پسندیدہ اوراس کی ثناء کرنے کے لائق کیسے ہوسکتا ہےجس پر خدا تعالیٰ ناراض

ہو، گُناہوں پر اِصرار کرنے والوں کا اکثر یہی حال ہے۔

سوال: تَوبَۃُ النُّصُوح کے کیا معنیٰ ہیں، اس کی تعریف کیا ہے اور بندے کو کیا کرنا چاہیے جس سے اس کے تمام گُناہ مُعاف ہو جائیں۔

جواب: دل کے کاموں میں سے ایک کام توبہ ہے، عام علُما ء نے اس کی تعریف یہ کی ہے: تَنْزِیۡہُ الْقَلْبِ عَنِ الذَّنْبِ دل کو گُناہوں سے پاک کرنا۔

اور ہمارے شیخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ تعریف کی ہے:

اِنَّہ تَرْکُ اِختِیَارِ ذَنْبٍ سَبَقَ مِثلُہ عَنْہُ مَنْزِلَۃً لَا صُوْرَۃً تَعْظِیماً لِلّٰہِ تَعَالٰی وَحَذْرًا مِّن سَخَطِہٖ. آئندہ کے لیے ایسے گُناہوں کو ترک کر دینے کا قَصد کرنا جس دَرَجے کا پہلے گُناہ ہو چکا ہو اور یہ تَرْک مَحْض خدا کی تعظیم اور اس کی ناراضگی کے ڈر کے باعث ہو۔

شیخ کی تعریف کے مطابق توبہ کی چار شَرطیں ہیں:

پہلی شَرط: گُناہ تَرْک کر دینے کا ارادہ، اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دل کو اس بات پر پُختہ اور مضبوط کر لے کہ آئندہ کبھی گُناہوں کی طرف رُجوع نہیں کروں گا، لیکن اگر کوئی شَخْص بِالْفِعْل گُناہ چھوڑ دے مگر دل میں خیال ہو کہ پھر کبھی کروں گا، یا ابتدا سے گُناہ چھوڑنے کا ارادہ ہی پُختہ نہ ہو تو ایسا شخص بعض اَوقات پھر گُناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، ایسا شخص اگرچہ وَقتی طور پر گُناہوں سے رُک جاتا ہے مگر اسے تائِب نہیں کہا جا سکتا۔

دوسری شَرط: یہ ہے کہ جس گُناہ سے توبہ کر رہا ہو اُس مرتبہ کا گُناہ پہلے کہیں اس سے صادِر ہو چکا ہو، کیونکہ اگر پہلے ایسا گُناہ صادِر نہیں ہوا، صِرف آئندہ کے لیے

اس سے بچتا ہے تو ایسے شخص کو تائب نہیں کہیں گے بلکہ مُتَّقِی کہیں گے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کُفر سے بچنے والا تو کہہ سکتے ہیں مگر کُفر سے توبہ کرنے والا نہیں کہہ سکتے کیونکہ کُفر تو معاذَ اللّٰہ کبھی بھی آپ سے صادر نہیں ہوا، اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کو کُفر سے تائب کہیں گے کیوں کہ آپ پہلے حالتِ کُفر میں رہ چکے تھے۔

تیسری شرط: یہ ہے کہ جو گُناہ پہلے وہ کر چکا ہے اس دَرَجہ اور مَنْزِلَت کے گُناہ کو اپنے اِخْتِیَار سے تَرْک کرے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جس پُرانے بوڑھے نے جوانی کے زمانے میں زِنا یا ڈاکہ زَنی کا اِرْتِکاب کیا ہو، وہ اب بُڑھاپے میں توبہ تو کرسکتا ہے، کیونکہ توبہ کا دروازہ بند نہیں، مگر اب اسے زِنا یا ڈاکہ زَنی کے تَرْک کا اِخْتِیَار نہیں کیونکہ اب وہ عملی طور پر یہ گُناہ نہیں کرسکتا۔ تو چونکہ اب وہ زِنا یا ڈاکہ زَنی پر قادِر نہیں، اس لیے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اپنے اِخْتِیَار سے انہیں چھوڑ رہا ہے، یا ان سے رُک رہا ہے کیونکہ اب وہ عاجز ہو چکا ہے اور اسے اب ان پر قدرت نہیں رہی، مگر وہ اس وقت بھی زِنا یا ڈاکہ زَنی جیسے دوسرے حرام و ممنوع اَفعال پر قادِر ہے۔ جیسے جھوٹ بولنا، کسی پر زِنا کی تہمت لگانا، کسی کی غیبت یا چغلی کرنا وغیرہ اُمور یہ سب گُناہ ہیں اگرچہ ہر ایک میں اپنی اپنی نَوعِیَّت کے اِعتبار سے فرق ہے لیکن یہ تمام گُناہ ایک ہی رُتبہ کے شمار ہوتے ہیں اور یہ مرتبہ بدعت کے مرتبے سے کم ہے اور بدعت کا رُتبہ کُفر سے کم ہے بہرحال ایسا شخص جو اَب زِنا اور ڈاکہ زَنی جیسے اَفعال پر قادِر نہیں اس کا توبہ کرنا دُرُست ہوگا کہ وہ دَرَجے اور مَنْزِلت میں ان جیسے اَفعال کے تَرْک پر قادِر ہے۔

چوتھی شرط: یہ ہے کہ گُناہوں سے توبہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی تعظیم کے لیے اور اس

کے دَرْدناک عذاب سے ڈر کر ہو کسی دُنیوی غَرَض یا لوگوں سے ڈر یا ان سے دَادْ و تحسین یا اپنی شہرت ہونے یا جسمانی ضُعف یا محتاجی یا کسی اور رکاوٹ کی وَجہ سے نہ ہو۔ جب توبہ کے یہ اَرکان و شرائط پائے جائیں گے تب اسے حقیقی اور سچی توبہ کہا جائے گا۔

توبہ کے مُقَدَّمات یعنی جن چیزوں کا توبہ سے پہلے ہونا ضَرُوری ہے وہ تین ہیں:

اوّل: یہ کہ اپنے گُناہوں کو نہایت قبیح اَفعال تَصَوُّر کرے۔

دُوُم: یہ کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب کی شدت اور اس کے قَہر و غَضَب کو دل میں حاضر کرے جسے برداشت کرنے کی طاقت اس میں نہیں ہے۔

سِوُم: یہ کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے غَضَب و قَہر کے سامنے اپنی کمزوری اور بے بسی کو مَدِنظر رکھے۔ کیونکہ جو شخص سورج کی تیز دھوپ، سپاہی کے تھپڑ اور چیونٹی کے ڈنگ کو برداشت نہیں کرسکتا وہ دوزخ کی شدید گرمی، جَہَنَّم کے فرشتوں کی مار اور اِنْتِہائی زہریلے سانپوں کے ڈنگ کیسے برداشت کرسکتا ہے۔ دوزخ میں بچھو خچر جتنے بڑے اور وہاں کے سانپ اونٹ کی گردن جتنے موٹے ہوں گے اور یہ سانپ اور بچھو وغیرہ دوزخ کی آگ کے ہوں گے۔ اس وقت وہ غَضَب اور عذاب کے مکان میں رکھے ہوئے ہیں۔ ہم بار بار خدا کے غَضَب اور عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

تم اگر ان دہشت ناک اُمور کو یاد رکھو گے اور ہر دن رات کسی وقت میں ان کی یاد تازہ کرتے رہو گے تو ضَرُور تمہیں گُناہوں سے خالص توبہ نصیب ہو جائے گی۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہر ایک کو اپنے فَضْل سے توبہ کی توفیق دے۔

سُوال: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تو توبہ کے متعلق صِرف یہ فرمایا ہے کہ اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ. (سنن ابن ماجه ، كتاب الزهد ، باب ذكر التوبة، الحديث:٤٢٥٢، ج٤،ص٤٩٢) یعنی گُناہوں پر پشیمان ہونے کا نام توبہ ہے اور جو اَرکان وشرائطِ توبہ کے آپ نے بیان کیے ہیں ان کا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تو کوئی ذِکْر نہیں فرمایا۔

جواب: صِرْف نَدَامَت کو توبہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ گُناہوں پر پشیمانی بندہ کے اِخْتِیَار و قدرت میں نہیں، تم اس چیز کو محسوس کرتے ہو کہ بسا اوقات بندہ اپنے ایک فعل پر نادم وپشیمان ہو رہا ہوتا ہے حالانکہ دل سے وہ اس نَدَامَت و پشیمانی کو پسند نہیں کر رہا ہوتا تو معلوم ہوا کہ نَدَامَت و پشیمانی بندہ کے اِخْتِیَار میں نہیں اور توبہ تو اِخْتِیَاری چیز ہے، اسی لیے توبہ کا حکم دیا گیا ہے، تو اس تشریح سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ نَدَامَت و پشیمانی یقیناً عین توبہ نہیں، اس لیے مذکورہ حدیث کے وہ معنی نہیں جو ظاہراً سمجھ میں آتے ہیں، بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عَظَمَت وہیبت کا تَصَوُّر کرکے اور اس کے دردناک عذاب کے خوف سے جو نَدَامَت اور پشیمانی بندہ کے دل میں پیدا ہوتی ہے وہ بندے کو خالص توبہ کرنے پر اُبھارتی ہے اور ایسی نَدَامَت و پشیمانی صحیح تائبین کا حال اور ان کی صِفَت ہے، کیونکہ بندہ جب مُنْدَرَجہ بالا توبہ کے مُقَدَّمات کو بار بار خیال میں لائے گا تو اسے اپنے گُناہوں پر نَدَامَت محسوس ہوگی، اور یہی نَدَامَت اس کو ترکِ مَعاصی (گُناہ چھوڑنے) پر اُبھارے گی اور ایسی نَدَامَت آئندہ کے لیے بھی تائب کے دل میں قائم رہے گی اور خداوند تعالیٰ کے دربار میں عاجزی اور گریہ وزاری پر اُکسائے گی تو چونکہ ایسی نَدَامَت توبہ کا سبب اور تائب کی صِفَتوں میں سے ہے اس لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ایسی نَدامَت کوتوبہ فرمایا۔اس معنی کواچھی طرح سمجھ لو،اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں سمجھنے کی توفیق دے۔

سُوال: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ انسان ایسا ہو جائے کہ اس سے کوئی صَغِیرہ یا کَبِیرہ گُناہ صادِر ہی نہ ہو؟ حالانکہ انبیاءِ کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام جوتمام مخلوقات سے قَطعی طور پر اَشرَف و اَعلیٰ تھےان کے متعلق بھی اہلِ عِلْم میں اِختلاف ہے کہ وہ اس مرتبہ پر پہنچے یا نہیں۔

جواب: ایسے دَرَجہ پر پہنچ جانا کہ کوئی صَغِیرہ یا کَبِیرہ گُناہ صادِر نہ ہو،ممکن ہے مُحَال نہیں، بلکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی توفیق جس کے شامل حال ہو جائے اس کے لیے آسان ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جس کو چاہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے۔

پھر یہ بھی توبہ کے شرائط میں سے ہے کہ قصداً گُناہ صادِر نہ ہو، ہاں اگر بھول چوک سے کوئی لغزش ہو جائے تو خدا تعالیٰ رَءُوف ورَحیم اُسے مُعَاف کر دے گا اور جسے خدا کی توفیق حاصل ہوگئی ہو وہ گُناہوں سے باآسانی محفوظ رہ سکتا ہے۔

اگرتم توبہ نہ کرنے کا یہ بہانہ کرو کہ ہمیں اپنے نَفْس پر اِعتِماد نہیں، شاید توبہ کے بعد گُناہوں سے باز رہے یا نہ رہے، اور شاید ہم توبہ پر ثابت ومضبوط رہیں، یا نہ رہیں، اس لیے توبہ کرنے سے کیا فائدہ، تو اس بہانے کا جواب سن لو کہ ایسا خیال شیطان کا سراسر دھوکا اور فریب ہے کیونکہ تمہیں کیسے معلوم ہے کہ توبہ کے بعد ضَرُور تم سے گُناہ ہو جائے گا۔ ہوسکتا ہے توبہ کے بعد فوراً ہی تمہیں موت آ جائے اور گُناہ کرنے کا موقع نہ ملے، باقی یہ وَہم کہ شاید گُناہ ہو جائے تو ایسے وَہم کا کوئی اِعتِبار نہیں، تم پر صِرف یہ لازِم ہے کہ توبہ کے وَقْت آئندہ گُناہ تَرک کر دینے کا ارادہ پکا اور سچا ہو، باقی اس ارادے پر تمہیں اِستِقَامت دینا خدا کا کام ہے پس اگر اس ارادے پر تم خدا کے فَضْل

سے قائم رہے تو یہی مقصود ہے، اور اگر خُدا نخَواسْتہ تم اس ارادے پر قائم نہ رہے تو بھی تمہارے گُزَشْتہ گُناہ تو مُعاف ہو گئے، ان کے عذاب اور آلُودَگی سے تو تمہیں خَلاصی مل گئی توبہ کے بعد اگر کوئی گُناہ ہوا تو بس وہی تمہارے ذِمّے ہے۔ تو سابقہ گُناہوں کا مُعاف ہو جانا کیا کوئی کم نَفْع ہے؟ اس لیے صِرْف اس وَسْوَسہ سے توبہ کرنے سے نہ رُکو کہ کہیں پھر گُناہ نہ ہو جائے کیونکہ خالص توبہ کرنے سے تمہیں دو بڑے فائدوں سے ایک فائدہ تو یقیناً ہوگا کہ یا تو ہمیشہ کے لیے تَوبَۃُ النَّصُوح مُیَسَّر آ جائے گی، یا سابِقہ گُناہ مُعاف ہو جائیں گے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی توفیق و ہدایت کا مالک ہے۔

گُناہوں کے متعلق یہ یاد رکھو کہ گُناہوں کی نَوْعِیَّت مختلف ہے، کیونکہ گُناہ تین قِسْم کے ہیں۔

ایک یہ کہ تم نے خدا کے فَرْض کردہ اَحکام کو ادا نہ کیا ہو اور ان کی ادائیگی تمہارے ذِمَّہ ہو جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور کَفَّارہ وغیرہ، تو یہ محض زبانی توبہ سے مُعاف نہیں ہوں گے بلکہ حتّی الامکان ان کی قضا لازم ہے۔

دوسری قِسْم وہ گُناہ جن کی اب قضا تو نہیں ہو سکتی مگر ہوں وہ بھی تمہارے اور خدا کے درمیان ہی جیسے کبھی شراب نوشی کی ہو، یا راگ رنگ کی محفل سجائی ہو یا سود کھایا ہو تو (1) اس قِسْم کے گُناہوں کی مُعافی کی صورت یہ ہے کہ گُزَشْتہ گُناہوں پر

---

(1)...... جو مال رشوت یا تَغَنّی (گانے) یا چوری سے حاصل ہوا اس پر فَرْض ہے کہ جس جس سے لیا ان پر وَاپس کر دے وہ نہ رہے ہوں تو وَرَثہ کو دے پتا نہ چلے تو فقیروں پر تَصَدُّق کرے یہی حکم سود وغیرہ عقودِ فاسدہ کا ہے فرق صِرْف اتنا ہے کہ جس سے لیا بالخصوص انہیں وَاپس کرنا فَرْض نہیں بلکہ اسے اِخْتِیَار رہے کہ (جس سے لیا) اسے وَاپس کر دے خواہ ابتداءً تَصَدُّق (خیرات) کر دے۔ (چندے کے بارے میں سوال جواب، ص ۴٦ بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۵۵۲)

نَدَامَت و پشیمانی کی جائے اور آئندہ کے لیے انہیں تَرک کر دینے کا مصمم ارادہ کرلیا جائے۔

تیسری قِسم وہ گُناہ ہیں جو تمہارے اور مخلوق کے درمیان ہیں، تمام گُناہوں سے زیادہ سَنگین گُناہ یہ تیسری قِسم کے گُناہ ہیں، ان کی نَوعِیَّت مختلف ہوتی ہے، بعض کسی کے مال سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض کسی کی ذات سے، اسی طرح بعض وہ ہوتے ہیں جن کا تعلق کسی کی عزت وحُرمَت سے ہوتا ہے اور بعض وہ ہوتے ہیں جن کا تعلق کسی کو دینی نقصان پہنچانے سے ہوتا ہے۔ تو جن کا تعلق مال سے ہے، ان کے متعلق ضَروری ہے کہ اگر ہو سکے تو وہ مال وَاپَس کر دیا جائے اگر غُربَت واِفلاس کے باعث وَاپَس کرنے سے معذور ہے تو صاحبِ مال سے جائز وحلال کروالے، اگر صاحبِ مال مر چکا ہے یا وہاں موجود نہیں تو مال کی مقدار کے مطابق کوئی چیز صَدَقہ کر دے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اَعمالِ صَالِحہ کی کثرت کرے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے دربار میں گِریہ وزاری کرے، تا کہ روزِ قیامت اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس صاحبِ مال کو راضی کر دے۔ اور وہ گُناہ جن کا تعلق کسی کی جان یا ذات سے ہو جیسے کسی کو قتل کیا ہو تو اس کے عِوَض قِصَاص دینا لازِم ہے یا مَقتُول کے وارِثوں سے مُعَاف کرانا ضَروری ہے اور اگر وارِث موجود نہیں تو دَرْبارِ اِیزَدی میں گریہ وزاری ضَروری ہے اور خدا سے اس کی مُعَافی چاہنا لازِم ہے تا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس مقتول کو تم سے راضی کر دے۔ اور کسی کی وعِزَّت و آبرو سے متعلق یہ گُناہ ہے کہ کسی کی غیبت کی جائے (اور اسے معلوم ہو جائے) یا کسی پر بہتان لگایا جائے، یا کسی کو گالیاں دی جائیں تو اس قِسم کے گُناہ کی مُعَافی کی صورت یہ ہے کہ اس کے سامنے اپنے آپ کو جھوٹا کہا جائے اور اپنی زیادتی اور

خَطا کا اِعتراف کیا جائے اور اگر اس کے سامنے اپنی زِیادَتی وغَلَطی کا اِعتراف کرنے میں فتنہ اور جھگڑے کا صحیح اَندیشہ ہو تو اس صورت میں بھی مُعَافی کے لیے خدا کے دربار میں ہی گریہ وزاری کرے تاکہ مُعَافی ہو جائے۔ اور کسی کی آبرو سے متعلق یہ گُناہ ہے کہ کسی کے اَہل وعِیال سے خِیانت کی جائے یا کوئی اور حرکتِ بد کی جائے تو ایسے گُناہ کو نہ تو اس کے سامنے ظاہر کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی مُعَاف کروایا جاسکتا ہے تو اس کی مُعافی کے لیے بھی دربارِ ایزدی میں ہی گریہ وزاری کرنی چاہیے۔ ہاں اگر فتنہ کا خوف نہ ہو، اگرچہ یہ نادِر ہے تو اس کے سامنے ظاہر کر کے مُعَاف کرالیا جائے۔ اور وہ گُناہ جن کا تعلق کسی کے دین سے ہو، یہ ہیں کہ کسی کو کافِر یا بِدْعَتی یا گمراہ کہا جائے تو یہ بھی سَخت گُناہ ہے، ایسے گُناہوں کی مُعَافی بھی اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ اس کے سامنے اپنی خطا اور غلَطی کا اِعتراف کیا جائے۔ اور اگر وہ موجود نہ ہو تو دربارِ الٰہی میں گڑگڑائے اور اِسْتِغْفار کرے، اور اپنے آپ پر مَلامت کرے، تاکہ روزِ قِیامت خدا تعالٰی اس شخص کو راضی کردے۔

خلاصہ یہ کہ جہاں تم گُناہ کے ساتھ تکلیف دینے والوں کو راضی بھی کرسکو وہاں ان کو راضی بھی کرو، ورنہ مُعَافی اور بخشش کے لیے خدا تعالٰی کی طرف رجوع کرو، اس کے دربار میں گریہ وزاری کرو اور صَدَقہ وخیرات کرو، تاکہ روزِ قیامت اللّٰه عَزَّوَجَلَّ تمہارے درمیان رضا مندی کرادے۔ اس لیے کہ خدا کے فَضل وکرم سے یہ اُمید ہے کہ وہ تمہاری سچی گریہ وزاری دیکھ کر اسے اپنے خزانوں سے عطا کر کے تمہاری طرف سے راضی کردے۔

توبہ کے ارکان وشرائط جو ہم نے بیان کیے ہیں، جب تم ان پر پوری طرح

عمل پیرا ہو جاؤ گے اور آئندہ کے لیے اپنے دل کو ہر قِسم کے گُناہوں سے پاک رکھنے کا عَہد کرلو گے تو تمہارے گُزَشتہ گُناہ مُعاف ہو جائیں گے۔ اب آئندہ اگر اس عَہد پر تو تم قائم رہے مگر گُزَشتہ قضائیں ادا نہ کر سکے، یا ناراض لوگوں کو راضی نہ کر سکے تو یہ سابقہ گُناہ ہی تمہارے ذمہ رہے، باقی تمام بخش دیئے جائیں گے۔ اور اس باب التوبۃ کی شرح بَہُت طویل ہے جسکی گنجائش یہ مختصر کتاب نہیں رکھتی، اگر اسکی زیادہ شرح مطلوب ہو تو کتاب احیاء العلوم کے بَابُ التَّوْبَة یا اَلْقُرْبَةُ اِلَی اللّٰه یا کتاب اَلْغَایَةُ الْقُصْوٰی کا مطالعہ کرو، یہاں صِرف اسی قدَر بیان کیا ہے جس کی اَشَد ضَرورت تھی۔

پھر تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ توبہ کی گھاٹی بَہُت سَخت گھاٹی ہے، اس کی اہمیت بَہُت زیادہ ہے اور اس سے غفلت شدید نقصان کا باعث ہے، توبہ کی اہمیت و ضَرورت اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے جو استاد ابو اسحاق اِسفرائنی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه سے منقول ہے، استاد موصوف باعمل اور راسخ فی العلم عُلَماء میں سے تھے۔ آپ فرماتے ہیں: میں نے تیس برس اللّٰه عَزَّوَجَلَّ سے تَوبَةُ النُّصُوح نصیب ہونے کی التجا کی تیس برس کے بعد میں اپنے دل میں مُتَعَجِّب ہوا اور دربار خداوندی میں عرض کیا: اے اللّٰه عَزَّوَجَلَّ ! تو پاک اور بے عیب ہے، تیس برس سے میں تیری بارگاہ میں ایک حاجت کے لیے عَرض گزار ہوں، میری حاجت برنہیں آئی، جب میں سویا تو خواب میں ایک شخص دیکھا جو مجھ سے کہہ رہا تھا: تو اپنی تیس سالہ دُعا پر تَعَجُّب کرتا ہے، تجھے یہ معلوم نہیں کہ تو کتنی بڑی چیز کا مطالَبہ کر رہا ہے؟ تو اس چیز کا مطالَبہ کر رہا ہے کہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ تجھے اپنا دوست بنالے، کیا تو نے اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ (پ ۲،البقرة: ۲۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللّٰہ پسند رکھتا ہے بَہُت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے سُتھروں کو۔

تو کیا تو توبہ کو معمولی شے خیال کرتا ہے؟

اے غافل مسلمانو! ذرا ان آئمہ دین کے حالات پر تو نظر کرو کہ وہ توبہ کے لیے کتنا اہتمام کرتے تھے اور اصلاحِ قلوب کے لیے کس طرح مسلسل تگ ودَو میں لگے رہتے تھے اور توشۂ آخرت تیار کرنے کی خاطر کس طرح جانفشانی سے مصروف رہتے تھے۔ توبہ میں تاخیر کرنا سَخْت نقصان دہ ہے، کیونکہ گُناہ سے ابتداءً قَساوتِ قلبی پیدا ہوتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ انسان کُفر وگمراہی تک جا پہنچتا ہے، کیا تمھیں اِبْلِیس اور بَلْعَم بَاعُور کا واقعہ یادنہیں؟ ان سے ابتدا میں ایک ہی گُناہ صادر ہوا، مگر وہ بعد میں کُفر و گمراہی تک پہنچ گئے اور ہمیشہ کے لیے تباہ حال لوگوں میں شامل ہوگئے، اس لیے توبہ کے بارے میں تم پر بیداری وکوشش لازم ہے۔ اگر تم جلد توبہ کرو گے تو اُمید ہے کہ عنقریب گُناہوں پر اصرار کرنے کے مرض کا تمہارے دل سے قلع قمع ہو جائے اور گُناہوں کی نُحُوسَت کا بوجھ تمہاری گردن سے اُتر جائے۔ گُناہوں کی وَجْہ سے جو قساوتِ قلبی پیدا ہوتی ہے اس سے ہرگز بے خوف نہ ہو۔ بلکہ ہر وَقْت اپنے دل پر نگاہ رکھو، کیونکہ بعض صالحین نے فرمایا ہے:

اِنَّ سَوَادَ الْقَلْبِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَعَلَامَةُ سَوَادِ الْقَلْبِ اَنْ لَّا تَجِدَ مِنَ الذُّنُوْبِ مَفْزَعًا وَّلَا لِلطَّاعَةِ مَوْقِعًا وَّلَا لِلْمَوْعِظَةِ مَنْجَعًا وَّلَا تَسْتَحْقِرَنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ شَيْئًا فَتَحْسِبَ نَفْسَكَ تَآئِباً وَّاَنْتَ مُصِرٌّ عَلَى الْكَبَائِر. بے شک گُناہ

کرنے سے دل سیاہ ہوجاتا ہے، اور دل کی سیاہی کی علامت یہ ہوتی ہے کہ گناہوں سے گھبراہٹ نہیں ہوتی، طاعت کے لیے موقع نہیں ملتا، نصیحت سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، اے عزیز کسی گُناہ کو معمولی نہ خیال کر، اور کبیرہ گُناہوں پر اِصرار کرنے کے باوجود اپنے آپ کو تائِب گمان نہ کر۔

حضرت کَہْمَس بن الحَسَن رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے ایک گُناہ سرزد ہوا تو میں اس پر چالیس برس روتا رہا۔ لوگوں نے پوچھا۔ اے ابوعبداللّٰہ! وہ کون سا گُناہ تھا؟ تو آپ نے فرمایا۔ ایک دفعہ میرا ایک دوست میری ملاقات کو آیا تو میں نے اس کے لیے مچھلی پکائی، جب وہ کھانا کھا چکا تو میں نے اٹھ کر اپنے پڑوسی کی دیوار سے مٹی لے کر اپنے مہمان کے ہاتھ دُھلائے۔

(حلیة الاولیاء، کھمس الدعا، الرقم: ۸۳۸۹، ج۶، ص۲۲۸)

پس اے لوگو! نفس کو گُناہوں پر ٹوکتے رہو، اس کا مُحاسَبہ کرتے رہو اور توبہ کرنے میں سُستی اور تاخیر نہ کرو، کیونکہ موت کا وقت پوشیدہ ہے، اور دنیا دھوکے وفریب میں ڈال رہی ہے، اور نفس وشیطان دو خطرناک دشمن تمہیں گمراہ کرنے کی تاک میں ہیں۔ اس لیے ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دربار میں گریہ وزاری کرتے رہو، اور اپنے والد ماجد حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا حال اکثر ذہن میں دوہراتے رہو جن کو رب تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور ان میں اپنی روح پھونکی اور پھر فرشتے انہیں اُٹھا کر جنت میں لے گئے۔ آپ سے صِرف ایک لَغزِش سرزد ہوئی تو آپ کو جنت سے زمین پر تشریف لانا پڑا۔ اس لَغزِش کی وَجہ سے ایک طویل عرصہ تک گریہ وزاری اور اپنے رب کی بارگاہ میں توبہ کرتے رہے بالآخر آپ کی توبہ مقبول

ہوئی اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی لَغزِش مُعاف فرمادی۔لہٰذا غور کرو کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ایک نبی اپنی لَغزِش پر اس قدر گریہ وزاری کرے تو گُناہوں پر اصرار کرنے والے غافل کو کس قدر زیادہ گریہ وزاری کی ضَرُورت ہوگی؟ ایک شاعر نے اسی چیز کو کتنے اچھے انداز میں ادا کیا ہے

یَخَافُ عَلٰی نَفْسِہٖ مَنْ یَّتُوْبُ فَکَیْفَ تَرٰی حَالَ مَنْ لَا یَتُوْبُ

(العقد الفرید، کتاب الزمردة فی المواعظ والزھد، باب من کلام الزھاد...الخ، ج۳،ص ۱۴۰)

وہ ڈر رہے ہیں جو ہر وقت توبہ واستغفار میں مصروف رہتے ہیں،تو ان کا کیا حال ہوگا جو سرے سے توبہ ہی سے غافل ہیں۔

اور توبہ کرنے کے بعد اگر توبہ توڑ ڈالو اور پھر گُناہ شروع کردو تو جلد توبہ کی طرف لوٹو اور نفس کو توبہ پر رَاغِب کرنے کے لیے یہ کہو: اے نفس !اب دوبارہ خُلُوص سے توبہ کرلے، شاید یہ تیری آخری توبہ ہو اور اس کے بعد اِرْتِکاب گُناہ کے بغیر ہی تو مرجائے۔اسی طرح گُناہ کے بعد توبہ کرتے رہو اور جس طرح تم نے گُناہ کرنا دستور بنالیا ہے، گُناہ کے بعد توبہ کو بھی پیشہ بنالو،اور گُناہ کرکے توبہ سے عاجز نہ ہوجاؤ اور کبھی توبہ سے منہ نہ موڑو اور شیطانی دھوکہ میں آکر توبہ سے ہرگز نہ رُکو، کیونکہ توبہ کرنا نیک ہونے کی علامت ہے،کیا تم نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد نہیں سنا،آپ فرماتے ہیں:خِیَارُکُم کُلُّ مُفَتَّنٍ تَوَّابٍ.(شعب الایمان، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، الحدیث:۷۱۲۱،ج۵،ص۴۱۸) تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس سے گُناہ سرزد ہوجائے تو فوراً توبہ کرلے۔

اور خدا کی طرف زیادہ رجوع کرے اور گُناہوں پر پشیمان زیادہ ہو،اور خدا

تعالیٰ سے ڈر کر اِسْتِغْفار زیادہ کرے، تم اس آیتِ قرآنی کے معنی پر تو غور کرو:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کوئی بُرائی یا اپنی جان پر ظُلم کرے پھر اللّٰہ سے بخشش چاہے تو اللّٰہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

(پ ۵، النساء: ۱۱۰)

فصل

اَلغَرَض جب تم توبہ واِسْتِغْفار کے ذَرِیعہ اپنے دل کو تمام گُناہوں سے صاف کرلو اور آئندہ کے لیے اپنے دل کو گُناہوں سے دور رہنے پر مضبوط کرلو اور اس خُلُوص سے توبہ کرلو کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے دل کو توبہ میں سچا اور خالص بنادے اور جہاں تک ہوسکے لوگوں کو راضی کرلو جنہیں تم نے مالی، بَدَنی، یا دِینی قِسم کی اَذِیَّتیں پہنچائی ہوں اور گُزَشْتہ زمانے کی چُھوٹی ہوئی نمازیں اور روزے وغیرہ بھی حتّی الامکان قضا کرلو۔ اور جو قضا نہیں کرسکتے ان کی مُعافی کے لیے دربارِ خداوندی میں گریہ وزاری بھی کر چکو جس کے ذرِیعہ تمہارے باقی ماندہ گُناہ اور لغزشیں مُعاف ہوجائیں تو پھر تم غسل کرو، اور پاک کپڑے پہنو اور وضو کرکے پورے خُشُوع وخُضُوع سے چار رَکْعت نماز ادا کرو، اور اپنی پیشانی کو ایسی جگہ زمین پر رکھو جہاں تمہیں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سِوا کوئی نہ دیکھ رہا ہو، پھر تم اپنے چہرے پر خاک ڈالو، اور اپنے چہرے کو جو تمام اَعضاء سے اَعلیٰ عُضْو ہے، خاک سے آلودہ کرو، اور حالت یہ ہوجائے کہ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں، دل غم کے دریا میں ڈوبا ہوا ہو اور شِدَّتِ خوف کے باعث تمہارے

رونے کی آواز بے ساختہ بلند ہو رہی ہو، ایک ایک کر کے تمہارے گُناہ آنکھوں کے سامنے پھر رہے ہوں، تو اپنے گُناہوں کو یاد کرتے ہوئے اپنے نفس کو ڈانٹتے ہوئے اس سے یوں خطاب کرو: اَمَاتَستَحِیْنَ یَانَفْسُ اَمَا اٰنَ لَكِ اَنْ تَتُوْبِی اَلَكِ طَاقَةٌ بِعَذَابِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ اَلَكِ حَاجَةٌ بِسَخَطِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ.

اے نفس کیا تجھے خدا سے شرم نہیں آتی؟ کیا تیری توبہ کا وقت ابھی قریب نہیں آیا؟ کیا تجھ میں قہّار و جبّار کے دردناک عذاب برداشت کرنے کی سَکَت ہے؟ کیا تو اپنے اوپر خدا کو ناراض کرنے کا خواہش مند ہے؟

اسی طرح چند بار گُناہوں کو یاد کر کے ان الفاظ کا تکرار کرو اور پورے سوز و گداز سے روؤ اور گریہ و زاری کرو، پھر سجدے سے سر اٹھاؤ اور اپنے مہربان خدا کے آگے دعا کے لیے ہاتھ پھیلا دو اور یہ دُعا کرو:

اِلٰهِیْ عَبْدُكَ الْاٰبِقُ رَجَعَ اِلٰی بَابِكَ وَعَبْدُكَ العَاصِیْ رَجَعَ اِلَی الصُّلْحِ وَعَبْدُكَ الْمُذْنِبُ اَتَاكَ بِالْعُذْرِ فَاعْفُ عَنِّیْ بِجُوْدِكَ وَتَقَبَّلْنِیْ بِفَضْلِكَ وَانْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا سَلَفَ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ اعْصِمْنِیْ فِیْمَا بَقِیَ مِن الْاَجَلِ فَاِنَّ الْخَیْرَ كُلَّهٗ بِیَدِكَ وَاَنْتَ بِنَا رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

مولیٰ! تیرا بھاگا ہوا بندہ تیرے در پر وَاپَس آگیا ہے، تیرا نافرمان بندہ صُلح کی طرف لوٹ آیا ہے اور تیرا گنہگار بندہ مُعافی کے لیے تیرے دربار میں حاضر ہے، مجھے اپنے کرم سے بخش دے اور مجھے قبول فرما لے اور مجھ پر نظرِ رحمت فرما، یاالٰہی میرے گُزَشتہ تمام گُناہ بخش دے اور باقی عُمر میں ہر گُناہ سے مجھے محفوظ رکھ، تو ہی ہر بھلائی کا مالک ہے اور تو ہی ہم پر مہربان اور نَرمی فرمانے والا ہے۔

پھر یہ دُعا کرے، جسے دعائے شدت کہتے ہیں:

یَا مُجْلِیَ عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ یَا مُنْتَهِی هِمَّةِ الْمَهْمُوْمِیْنَ یَا مَنْ اِذَا اَرَادَ اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ اَحَاطَتْ بِنَا ذُنُوْبُنَا اَنْتَ الْمَذْخُوْرُ لَهَا یَا مَذْخُوْرًا لِكُلِّ شِدَّةٍ كُنْتُ اَدَّخِرُكَ لِهٰذِهِ السَّاعَةِ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم.

اے تمام عظیم الشان کاموں کے ظاہر کرنے والے،اے مشکلات کو حل کرنے والے،اے غمناک اور پریشان حال لوگوں کی جائے پناہ!اے وہ قادِر ذات جس کی شان یہ ہے کہ جب کسی چیز کا ارادہ فرمائے تو لفظ کُنْ فرمانے سے وہ شے وجود میں آجاتی ہے، ہمارا حال یہ ہے کہ کثرتِ مَعاصی نے ہم کو گھیر لیا ہے،تو ہی تمام گُناہوں کا اِحاطہ فرمانے والا ہے اے تمام کاموں کے اِحاطہ کرنے والے! میں ان تمام گُناہوں کو لے کر تیرے دربار میں حاضر ہوں،تو مجھے مُعاف فرمادے، بے شک تو ہی توبہ قبول فرمانے والا اور مہربان ہے۔

پھر جتنا زیادہ روسکو رووا ور اپنی ذِلّت و عاجزی کا اِظہار کرو اور زبان سے یہ دُعا کرو:

یَامَنْ لَّا یَشْغَلُهٗ شَاْنٌ عَنْ شَاْنٍ وَّلَا سَمْعٌ عَنْ سَمْعٍ یَا مَنْ لَا تُغَالِطُهٗ كَثْرَةُ الْمَسَائِلِ یَا مَنْ لَا یُبْرِمُهٗ اِلْحَاحُ الْمُلِحِّیْنَ اَذِقْنَا بَرْدَ عَفْوِكَ وَحَلَاوَةَ مَغْفِرَتِكَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

اے وہ ذات جس کو ایک کام دوسرے کام سے باز و مشغول نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی ایک بات کا سننا دوسری بات سننے سے باز رکھ سکتا ہے،اے وہ ذات جسے مسائل

کی کثرت مُغالطے میں نہیں ڈال سکتی اور نہ دُعا میں اِصرار کرنے والوں کا اِصرار اسے رُکاوٹ میں ڈال سکتا ہے ہمیں اپنی مُعافی کی راحت وٹھنڈک پہنچا اور بخشش کی حلاوت وچاشنی عطا فرما۔ اے سب سے بہتر رحم فرمانے والے ہم پہ رحم فرما، بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے۔ اس دُعا کے بعد حضور عَلیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام پر درود شریف بھیجو اور تمام مومنین و مومنات کے لیے دُعائے مغفرت کرو، اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کرو۔

جب یہ تمام مندرجہ بالا دعائیں، دربارِ خداوندی میں گریہ وزاری اور توبہ و اِستِغفار وغیرہ پوری طرح کرلو تو بے شک تمہیں تَوبَۃُ النَّصُوح حاصل ہوگئی اور تم گُناہوں سے ایسے پاک ہوگئے جیسے آج ہی پیدا ہوئے۔ اب تمہیں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دوست بنالے گا اور تمہیں بَہُت اجر وثواب عطا کرے گا اور تم پر اتنی رحمت و برکت نازل فرمائے گا جس کا بیان نہیں ہوسکتا۔ اب تمہیں حقیقی اَمن وخَلاصی حاصل ہوگئی اور تم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے غَضَب اور گُناہوں کی سزا سے نَجات پاگئے اور دنیا و آخرت میں گُناہوں کی آفت سے چُھوٹ گئے اور تمہاری توبہ کی گھاٹی باِذنِ الٰہی عُبور ہوگئی اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی اپنے فَضل واحسان سے ہدایت کا مالک ہے۔

مُعَزَّز کون؟

حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے عرض کی: اے ربِّ اعلیٰ! عَزَّوَجَلَّ تیرے نزدیک کون سا بندہ زیادہ عزّت والا ہے؟ فرمایا: وہ جو بدلہ لینے کی قدرت کے باوُجود مُعاف کردے۔

(شُعَبُ الْاِیمان ج۶ ص۳۱۹ حدیث ۸۳۲۷)

تقویٰ کا بیان

اے عزیز! اوّل تمہیں یہ جاننا چاہیے کہ تقویٰ ایک نادِر خزانہ ہے اگر تم اس خزانے کو پالینے میں کامیاب ہوگئے تو تمہیں اس میں بیش قیمت موتی و جواہرات ملیں گے اور علم و دولتِ روحانی کا بہت بڑا خزانہ ہاتھ لگے گا، رزقِ کریم تمہارے ہاتھ آ جائے گا۔ تم بہت بڑی کامیابی حاصل کرلو گے، بہت بڑی غنیمت پالو گے، اور ملکِ عظیم (جنّت) کے حق دار بن جاؤ گے، یوں سمجھو کہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں تقویٰ میں جمع کر دی گئی ہیں۔ تم ذرا قرآن حکیم میں تو غور کرو کہ کہیں ارشاد فرمایا اگر تم تقویٰ اِختیار کرو گے تو ہر قسم کی خیر و برکت کو پالو گے۔ کہیں تقویٰ اِختیار کرنے پر اجر و ثواب کے وعدے فرمائے گئے ہیں اور کہیں فرمایا گیا کہ سعادت کا ذریعہ تقویٰ و پرہیز گاری اِختیار کرنا ہے۔ میں یہاں قرآنِ حکیم سے تقویٰ کے بارہ فوائد بیان کرتا ہوں۔

(۱) متقی شخص کی رب تعالیٰ تعریف فرماتا ہے، ارشادِ ربّانی ہے:

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ (پ ٤، ال عمران: ۱۸٦)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

(۲) متقی شخص دشمنوں سے مامون و محفوظ رہتا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْــٴًـا (پ ٤، ال عمران: ۱۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم صبر اور پرہیز گاری کئے رہو تو اُن کا داؤں تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا۔

(۳) متقی شخص کی اللہ عَزَّوَجَلَّ تائید و امداد فرماتا ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ (پ ۱٤، النحل: ۱۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔

ایک جگہ فرمایا:

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ (پ ۲۵، الجاثیۃ:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ڈر والوں کا دوست اللّٰہ۔

(۴) اہلِ تقویٰ آخرت کی ہولنا کیوں اور سختیوں سے نَجات میں رہیں گے اور دنیا میں انہیں رزقِ حلال نصیب ہوگا چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴿۲﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (پ ۲۸، الطلاق:۲۔۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللّٰہ سے ڈرے اللّٰہ اسکے لئے نَجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

(۵) اس کے اعمال کی اصلاح ہوجائے گی۔ قرآنِ پاک میں وارد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ (پ ۲۲، الاحزاب: ۷۰۔۷۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللّٰہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو تمہارے اعمال تمہارے لئے سنوار دے گا۔

(۶) تقویٰ کی برکت سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں، قرآن مجید میں ہے:

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (پ ۲۲، الاحزاب: ۷۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

(۷) متقی شخص اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا دوست بن جاتا ہے، جیسا کہ کلام اللّٰہ شریف میں آیا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۴﴾ (پ ۱۰، التوبۃ:۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللّٰہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

(۸) تقویٰ سے اعمال دَرَجۂ قبولیت کو پہنچتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۷﴾ (پ٦، المائدۃ: ٢٧)

ترجمۂ کنز الایمان: اللّٰہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔

(۹) تقویٰ کے باعث انسان خدا تعالیٰ کے ہاں اِعزاز واِکرام کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ (پ٢٦، الحجرات: ١٣)

ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اللّٰہ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

(۱۰) متقی لوگوں کو بوقتِ موت دیدارِ الٰہی اور آخرت میں نَجات کی خوشخبری دی جاتی ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ (پ١١، یونس: ٦٣، ٦٤)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

(۱۱) اہلِ تقویٰ جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں گے، رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا (پ١٦، مریم: ٧٢)

ترجمۂ کنز الایمان: پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ (پ٣٠، اللیل: ١٧)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بہت جلد اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار

(۱۲) اہلِ تقویٰ کو ہمیشہ کے لیے جنت میں رہنے کی سعادت نصیب ہوگی، جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ ترجمۂ کنزالایمان: پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہے۔ (پ ٤، آل عمران: ۱۳۳)

تو خلاصہ یہ نکلا کہ دنیا وآخرت کی سعادتیں اور بھلائیاں اس ایک تقویٰ میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اس لیے اے عزیز! تو بھی راہِ تقویٰ اختیار کر اور حسبِ اِستطاعت اس سے حصہ حاصل کر۔ پھر بیان کردہ تقویٰ کے فوائد میں سے یہ تین اُمور خاص کر عبادت سے تعلق رکھتے ہیں۔

اوّل: عبادت کی توفیق اور اس میں اِعانت و مدد، جیسے فرمایا گیا:

اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے۔ (پ ۲، البقرة: ۱۹٤)

دوم: اعمال کی اصلاح و درستی اور عبادت کی خامیوں کو پورا کرنا۔ یہ چیز بھی تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ فرمایا:

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ترجمۂ کنزالایمان: تمہارے اعمال تمہارے لئے سنوار دے گا۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۷۱)

سوم: قبولیتِ اعمال، قبولیت اعمال کی یہ فضیلت بھی اہلِ تقویٰ ہی کو نصیب ہوتی ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔ (پ ٦، المائدة: ۲۷)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اہلِ تقویٰ کے اعمال ہی مقبول ہوتے ہیں اور عبادت کا دارومدار بھی ان تین امور پر ہے، اوّلاً توفیق عبادت، تاکہ اس کی بندگی کی جاسکے، پھر اس میں جو کمی رہ جائے اس کی اصلاح، اور پھر اس عبادت کا بارگاہ حق تعالیٰ میں مقبول ہونا یہ تین امور یعنی توفیق عبادت، اصلاح اعمال، اور قبول اعمال، وہ چیزیں ہیں، جنہیں عابد لوگ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے رورو کر مانگتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔

رَبَّنَا وَفِّقْنَا لِطَاعَتِكَ وَاَتِمِمْ تَقْصِيْرَنَا وَتَقَبَّلْ مِنَّا . اے ہمارے پروردگار ہمیں عبادت کی توفیق دے اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما اور ہماری اس اطاعت کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرما۔

لیکن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اصحابِ تقویٰ کا اعزاز واکرام فرماتے ہوئے بغیر ان کے عرض کیئے خود ہی ان تین امور کا وعدہ فرمالیا ہے۔ اس لیے اگر رب تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرنا چاہتے ہو، بلکہ دنیا وآخرت کی تمام سعادات سمیٹنا چاہتے ہو تو اپنے میں صفت تقویٰ پیدا کرو۔ ایک شاعر نے تقویٰ کی کیا ہی عمدہ انداز میں تعریف کی ہے۔

مَنِ اتَّقَی اللّٰهَ فَذَاكَ الَّذِی سِيْقَ اِلَيْهِ الْمُتَجَرُ الرَّابِحُ
لَا يَتْبَعُ الْمَرْءَ اِلَی قَبْرِهِ غَيْرُ التُّقَی وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ

(۱) جو شخص اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہے وہی نفع والی شے حاصل کرتا ہے۔
(۲) قبر میں انسان کے ساتھ صرف تقویٰ اور عمل صالح ہی جاتے ہیں۔

تقویٰ کی شان بعض دوسرے شعراء نے اس طرح بیان کی ہے۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ فَلَمْ تُغْنِهِ مَعْرِفَةُ اللّٰهِ فَذَالِكَ الشَّقِی
مَا يَصْنَعُ الْعَبْدُ بِعِزِّ الْغِنَی وَالْعِزُّ كُلُّ الْعِزِّ لِلْمُتَّقِی

مَا ضَرَّ ذَا الطَّاعَةِ مَا نَالَهُ   فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَ مَاذَا لَقِی

(۴) جس شخص کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت حاصل ہوا اور وہ اس معرفت کو کافی نہ جانے تو ایسا شخص بدبخت ہے۔

(۵) دولت سے انسان کو کیا عزت حاصل ہوسکتی ہے، عزت تو سب تقویٰ سے وابستہ ہے۔

(٦) متقی شخص کو جو چیزیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں حاصل ہوتی ہیں وہ مُضِر نہیں بلکہ مفید ہی مفید ہیں۔

بعض لوگوں نے کسی کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر یہ شعر لکھا:

لَیْسَ زَادٌ سِوَی التُّقَا   خُذِیْ مِنْهُ اَوْ دَعِی

تقویٰ ہی آخرت کا توشہ ہے، اب تیری مرضی ہے کہ اسے حاصل کرے یا چھوڑ دے۔

پھر اس بات پر بھی غور کرو کہ تم ساری عمر عبادت کے لیے مشقتیں اُٹھاتے اور مجاہدے وریاضتیں کرتے ہو، یہاں تک کہ اپنی تمنا اور آرزو کو پالیتے ہو لیکن خدانخواستہ وہ عبادت اگر دربارِ الٰہی میں مقبول نہ ہو تو ساری کوششیں اور مجاہدے ضائع ہوگئے۔ تمہیں معلوم ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۷﴾ ترجمۂ کنز الایمان: **اللّٰہ** اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔ (پ٦، المائدة:۲۷)

تو ظاہر ہوا کہ تمام معاملہ تقویٰ ہی سے متعلق ہے اسی لیے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا فرماتی ہیں کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم دنیا کی کسی شے یا انسان کو پسند نہیں فرماتے تھے مگر صاحبِ تقویٰ کو (المسند للامام احمد، مسند عائشة رضی اللّٰه

تعالٰی عنہا،الحدیث:۲٤٤٥۷،ج۹،ص۳٤۱) **اور حضرت قتادہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ **سے مروی ہے کہ تورات شریف میں مذکور ہے۔اے انسان! تو متقی بن جا، پھر جہاں چاہے سو۔**

(الزھد الکبیر للبیہقی، الحدیث:۹٦۲،ص۳٥۰)

حضرت عامر بن قیس رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے متعلق سُنا ہے کہ آپ بوقت موت رو پڑے حالانکہ زندگی میں آپکی حالت یہ تھی کہ ہر دن اور رات میں ایک ہزار رکعت نفل پڑھتے، پھر اپنے بستر پر آتے اور بستر کو مخاطب ہو کر فرماتے: اے ہر بُرائی کی جگہ! قسم خدا کی میں نے تجھے ایک لمحہ بھر بھی پسند نہیں کیا، جب آپ روئے تو کسی نے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: میں رب تعالٰی کے اس قول کو یاد کر کے روتا ہوں۔

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۷﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اللّٰہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔ (پ٦،المائدۃ:۲۷)

پھر ایک اور نکتے پر بھی غور کرو، جو تمام باتوں کی بنیاد ہے، وہ یہ کہ بعض صالحین نے اپنے کسی شیخ کی خدمت میں عرض کیا: مجھے کوئی وصیت کیجئے، تو شیخ نے فرمایا: میں تجھے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی وہ وصیت کرتا ہوں جو اس نے تمام اولین وآخرین کو کی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِیَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللّٰہ سے ڈرتے رہو (پ٥،النساء:۱۳۱)

میں کہتا ہوں بندے کی بہتری اور بھلائی کا علم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا اور کسے ہو سکتا ہے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے کا سب سے بڑھ کر بھلائی چاہنے اور رحم کرنے والا

مہربان ہے تو جہاں میں بندے کے لیے تقویٰ کے علاوہ اگر کوئی اور شے مفید ہوتی، اس میں زیادہ بھلائی ہوتی، اس کا زیادہ ثواب ہوتا عبادت میں اس کی زیادہ ضرورت ہوتی، شان میں تقویٰ سے اوپر ہوتی اور دنیا وآخرت میں تقویٰ سے زیادہ وَقْعَت رکھتی تو اللّٰه عَزَّوَجَلَّ تقویٰ کے بجائے اپنے بندوں کو اس کی وصیت اور اس کا حکم دیتا، اور اپنے خواص کو اسی کی تاکید فرماتا، کیونکہ وہ کامل حکمت اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔ تو جب رب تعالیٰ نے تقویٰ کی تاکید فرمائی اور تمام اولین وآخرین کو اسی کا حکم دیا تو ثابت ہو گیا کہ تقویٰ ہی سب سے اعلیٰ چیز ہے، اور اس کے سوا کچھ اور مقصود نہیں۔ اس تقریر سے تم پر یہ بھی واضح ہو گیا کہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ نے ہر بھلائی، ہر راہ نُمائی، ہر اِرشاد، ہر تَنْبِیہ و تادیب، ہر تعلیم و تہذِیب کو تقویٰ ہی سے متعلق کیا ہے اور یہ اس نے اپنی حکمت و رحمت کے عین مطابق کیا ہے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تقویٰ ہی دینی و دنیوی بھلائیوں کا جامع اور بندگی و عبادت کو دَرَجاتِ قبولیت پر پہنچانے کا ضامن ہے، ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اَلا اِنَّمَا التَّقْوَى هِيَ الْعِزُّ وَ الْكَرَمُ وَ حُبُّكَ لِلدُّنيَا هُوَ الذُّلُّ وَ الْعَدَمُ

وَ لَيْسَ عَلَى عَبْدٍ تَقِيٍّ نَقِيصَةٌ اِذَا صَحَّحَ التَّقْوَى وَاِنْ حَاكَ اَوْ حَجَم

(۱) سُن لو کہ تقویٰ ہی عزت و بزرگی ہے، دنیا کی مَحبت تو ذِلّت و رسوائی ہے۔

(۲) جب کوئی شخص اپنے اندر وَصفِ تقویٰ پیدا کر لے تو وہ اگر جُولا ہے (کپڑا بننے والے) کا پیشہ یا حجام (نائی) کا پیشہ اِختیار کر لے تو اس میں کوئی عیب نہیں۔

یہ آخری نکتہ وہ بات ہے کہ اس سے اعلیٰ کوئی بات نہیں اور نور و ہدایت والے کے لیے یہ کافی ہے چاہیے کہ اس پر عمل کرے اور دوسری چیزوں سے بے نیاز ہو جائے۔

واللّٰه تعالٰی ولی الهداية والتوفيق بفضله.

سوال: آپ کی بیان کردہ اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ کا مقام بہت بلند و بالا ہے اور دنیا و آخرت میں اس کی شدید ضَرورت ہے، چنانچہ اس کی پہچان کرنا بے حد ضَروری ہے، لہٰذا ہمیں تفصیل کے ساتھ اس کی حقیقت بتائی جائے۔

جواب: بات یوں ہی ہے کہ تقویٰ ایک نہایت ہی عظیم شے ہے، اس کی تحصیل ضَروری ہے اور اس کی معرفت حاصل کیے بغیر چارہ کار نہیں لیکن تمہیں معلوم ہے کہ جس قدر کوئی شے اعلیٰ و مفید ہوتی ہے اسی قدر اس کا حُصول دشوار ہوتا ہے اور اس کا حصول اتنی ہی زیادہ محنت و مشقت اور بلند ہمّتی چاہتا ہے لہٰذا جس طرح یہ تقویٰ ایک نفیس و اعلیٰ چیز ہے اسی طرح اس کے حصول کے لیے عظیم مُجاہَدے اور شدید جِدّ وجُہد کی ضَرورت ہے، نیز اس کے حقوق و آداب کا بھی لحاظ رکھنا اشد ضَروری ہے، کیونکہ دَرَجات حسبِ مُجاہَدہ عطا ہوتے ہیں اور جس دَرَجے کی کوشش کی جاتی ہے اسی دَرَجے کا ثمرہ اور پھل ملتا ہے، قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۶۹﴾

(پ ۲۱، العنکبوت: ۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضَرور ہم اُنہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بے شک اللّٰہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

اور خدا تعالیٰ رؤف و رحیم ہے، ہر مشکل کو آسان کرنا اس کے دستِ قدرت میں ہے، اب تم ہماری باتیں توجہ سے سنو اور ان کو ذہن نشین کرنے کے لیے بیدار ہو جاؤ اور تقویٰ کی ماہِیَّت و حقیقت کو پورے غور سے سمجھو تا کہ اس کی حقیقت سے واقف ہونے کے بعد اس کو حاصل کرنے کے لیے کمر بستہ ہو سکو اور اس کی حقیقت کو جان لینے کے

بعد اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے رب تعالیٰ سے مدد طلب کرو کیونکہ عبادت کی شان اسی تقویٰ میں پنہاں ہے۔اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی سب کو اپنے فضل وکرم سے ہدایت وتوفیق دیتا ہے۔

اے عزیز! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تیرے دن میں برکت اور تیرے یقین میں اضافہ فرمائے، تقویٰ کے جو معنی مشائخ کرام نے بیان فرمائے ہیں، پہلے وہ جان لو چنانچہ بعض مشائخ نے تقویٰ کے یہ معنی کیے ہیں: تَنْزِیْهُ الْقَلْبِ عَنْ ذَنْبٍ لَمْ یَسْبِقْ عَنْكَ مِثْلُهٗ.

دل کو اس گناہ سے بچائے رکھنا کہ جیسا گناہ تم سے پہلے صادر نہ ہوا ہو۔

مطلب یہ کہ تم گناہوں کو ترک کرنے کا پُختہ عَزْم کرلو کہ یہ عَزْم وارادہ تمہارا گناہوں سے محافظ ونگہبان بن جائے۔میرے شیخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه نے تقویٰ کی یہی تعریف کی ہے، کیوں کہ لفظ تَقْوٰی لُغَتِ عَرَب میں اَصل میں وَقْوٰی تھا اور لفظ وقویٰ وِقَایَۃ کی طرح مصدر ہے۔کہا جاتا ہے وَقٰی یَقِی وِقَایَۃً وَ وَقْوٰی پھر واوٗ کو تاء سے تبدیل کیا گیا جیسے وُکلان سے تُکلان بنا دیا گیا اور وِقَایَۃ کے معنی ہیں بچاوٗ وحفاظت کا ذَرِیعہ، جب بندہ گناہ چھوڑنے کا پُختہ عَزم کرلیتا ہے اور دل کو گناہ چھوڑنے پر مضبوط کرلیتا ہے تو ایسے عَزْم وارادے والے شخص کو مُتَّقِی اور اس عَزْم ومضبوطی کو تقویٰ کہتے ہیں۔پھر تقویٰ کا اِطلاق قرآنِ حکیم میں تین اَشیاء پر ہوا ہے، ایک خوف وہیبتِ خُداوَندی جیسے

وَ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ (پ۱، البقرۃ:۴۱) ترجمۂ کنز الایمان: اور مجھی سے ڈرو۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَ اتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ﱚ (پ۳،البقرۃ:۲۸۱) ترجمۂ کنزالایمان: اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے۔

اور تقویٰ کا لفظ اطاعت وعبادت کے معنٰی میں بھی استعمال ہوا ہے، چنانچہ رب تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (پ٤،آل عمران:۱۰۲) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے۔

یہاں ڈرنے سے مُراد اِطاعت و عِبادت ہے، حضرتِ سیّدنا ابنِ عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہی معنی کیے ہیں چنانچہ آپ نے ترجمہ کرتے ہوئے یوں فرمایا ہے: اَطِیْعُوا اللّٰهَ حَقَّ اِطَاعَتِه . فرمانبرداری کرو اللہ کی جیسا اُس کا حق ہے اور حضرت مُجاہِد رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نے اس آیت کی یوں تفسیر فرمائی ہے:

هُوَ اَنْ یُّطَاعَ فَلَا یُعْصٰی، وَاَنْ یُّذْکَرَ فَلَا یُنْسٰی وَاَنْ یُّشْکَرَ فَلَا یُکْفَرَ

(تفسیر البحر المحیط ،سورۃ آل عمران،تحت الآیۃ:۱۰۲،ج۳،ص۱۹ بتغیر)

یعنی رب تعالیٰ کی ایسی اطاعت کرنا کہ پھر نافرمانی نہ ہو اور اس کا ذکر اس طرح ہو کہ پھر فراموشی نہ ہو اور اس کی اس طرح شکر گزاری کی جائے کہ پھر ہرگز ناشکری کا صدور نہ ہو۔

اور لفظ تقویٰ قرآنِ حکیم میں تیسرے اس معنی میں استعمال ہوا ہے، تَنْزِیْهُ الْقَلْبِ عَنِ الذُّنُوْبِ. دل کو گناہوں سے دور رکھنا۔

اور تقویٰ کے حقیقی معنی یہی تیسرے معنی ہیں، پہلے دونوں معنی مجازی ہیں، کیا تم نے قرآن مجید میں یہ آیتِ کریمہ نہیں پڑھی!

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَخۡشَ اللّٰهَ وَيَتَّقۡهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۵۲﴾ (پ۱۸، النور: ۵۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو حکم مانے اللّٰہ اور اسکے رسول کا اور اللّٰہ سے ڈرے اور پرہیز گاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اس آیۂ کریمہ میں پہلے اِطاعت اور خوف کا ذِکر فرمایا پھر تقویٰ کا، تو معلوم ہوا کہ تقویٰ اِطاعت وخشیّت کے سوا کسی تیسری شے کا نام ہے، اور یہ تیسری شے " تَنْزِیْهُ الْقَلْبِ عَنِ الذُّنُوْبِ" ہے۔

پھر علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ تقویٰ کے تین مراتب ہیں: (۱) شرک سے تقویٰ (بچنا) (۲) بدعت سے تقویٰ (بچنا) (۳) گناہوں سے تقویٰ (بچنا) اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ تینوں مرتبے اس ایک آیت میں ذکر فرما دیئے ہیں، وہ آیہ مبارکہ یہ ہے:

لَيۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيۡمَا طَعِمُوۡۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوۡا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحۡسَنُوۡا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۹۳﴾ (پ۷، المائدة: ۹۳)

ترجمۂ کنزالایمان: جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر کچھ گناہ نہیں ہے جو کچھ انہوں نے چکھا جب کہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اور اللّٰہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

اس آیت میں پہلے تقویٰ سے شرک سے پرہیز اور ایمان سے توحید مراد ہے۔ دوسرے سے بدعت سے پرہیز اور اس کے مقابل ایمان سے اہلِ سنت و جماعت کے عقائد ونظریات کا اِقرار و اِعتراف مراد ہے اور تیسرے تقویٰ سے صغیرہ گناہوں سے

پرہیز اوراس کے مقابل احسان سے اطاعت واستقامت مراد ہے، تواس وضاحت سے ظاہرہوا کہ اس آیت میں تقویٰ کے تینوں مرتبے بیان کردیئے گئے ہیں، یعنی مرتبہ ایمان، مرتبہ سنت، اوراطاعتِ خداوندی پراستقامت کا مرتبہ۔ یہ ہے وہ تفصیل جو ہمارے علمائے کرام نے تقویٰ کے معنی بیان کرتے ہوئے ارشادفرمائی ہے۔

(امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ میں نے تقویٰ کا ایک اورمعنی بھی پایا ہے اور یہ معنی حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ایک مشہورحدیث میں مروی ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: اِنَّمَا سُمِّیَ الْمُتَّقُوْنَ مُتَّقِیْنَ، لِتَرْکِھِمْ مَالَا بَأْسَ بِہٖ حَذَراً عَمَّا بِہٖ بَأْسٌ. یعنی مُتَّقِیّوں کومتقی اس لیے کہا گیا کہ انہوں نے اس کام کوبھی ترک کردیا جس میں شرعاً کوئی حرج نہیں، یہ احتیاط کرتے ہوئے کہ اسکے ذریعہ ایسے کام میں نہ پڑ جائیں جس میں حرج اور گناہ ہو۔

میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ علماء کرام کے بیان کردہ معنی اوراس حدیث میں تقویٰ کے واردشدہ معنوں کوجمع کردوں تا کہ تقویٰ کے مکمل اور پورے معنی بیان ہو جائیں۔تو تقویٰ کے جامع ترین معنٰی یہ ہوئے کہ ہراس شے اورکام سے اجتناب کرنا جس سے دین کونقصان پہنچنے کا خوف ہو۔تمہیں معلوم نہیں کہ بخار میں مبتلاشخص کو جب وہ ہراس چیز سے پرہیزکرے جواس کی صِحَّت کے لیے مُضِر ہو، جیسے کھانا، پینا، اورپھل وغیرہ، تو اسے حقیقی پرہیزکرنے والا کہتے ہیں۔اسی طرح جوشخص ہرخِلافِ شرع اَمر سے اِجتناب کرے تو ایسا ہی شخص درحقیقت متقی کہلانے کا حقدار ہے۔پھر وہ چیزیں جن سے دین کونقصان پہنچنے کا خوف ہے دوطرح کی ہیں۔

(۱) حرام ومَعْصِیَت (۲) حلال مگرضَرورت سے زائد، کیونکہ ضَرورت سے

زائد حلال اَشیاء میں مَشغولیت اور اِنہماک بھی رفتہ رفتہ گناہ وحرام میں مبتلا ہونے کا باعث بن جاتا ہے۔اور وہ اس طرح کہ زائد از ضَرورت حلال اَشیاء کے استعمال سے اور ان کی عادت ڈالنے سے نفس کی حِرص، اس کی سرکشی اور شَہوات زور پکڑ جاتی ہیں اور بندہ گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔تو جو شخص اپنے دین کو مکمل طور پر محفوظ کرنا چاہتا ہو، اس کے لیے ضَروری ہے کہ حرام اور فُضول حلال سے اِجتناب کرے، تاکہ حلال کی زیادتی سے حرام تک نہ پہنچ جائے۔اسی اَمر کو رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس ارشادِ مبارک میں بیان فرمایا ہے: لِتَرْکِھِمْ مَالَا بَأْسَ بِهٖ حَذَرًا عَمَّا بِهٖ بَأْسٌ.

یعنی فضول حلال سے بھی پرہیز کرتے ہیں تاکہ حرام میں نہ پڑ جائیں، تو تقویٰ کی جامع ترین تعریف یہ ہوئی کہ دین میں ہر نقصان دہ چیز سے اجتناب وپرہیز کرنا۔ یہ ہے تقویٰ کی حقیقت وماہِیَّت کا مُفَصَّل بیان، وَالْحَمْدُ لِلّٰہ

اور علمِ سِرّ کے اعتبار سے تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ ہر اُس بُرائی سے دل کو دُور رکھنا جس کی مثل بندے نے پہلے بُرائی نہ کی ہو تاکہ گناہوں سے دور رہنے کا عَزْم ان سے حفاظت کا ذَرِیعہ بن جائے۔ پھر شر دو قسم ہے۔

ایک شَرِّ اَصلی: اور یہ وہ ہے جس سے شرع نے صراحۃً روکا ہو، جیسے گناہ اور معاصی۔

دوسرا شَرِّ غیر اَصلی: اس سے وہ شر مُراد ہے جس سے شرع نے تادیباً روکا ہو اور وہ فُضول اور زائد از ضَرورت حلال ہے۔ جیسے عام مُباح چیزیں، جن سے شَہوت کو تَقوِیَت ملتی ہے۔

شَرِّ اَصلی سے بچنا فرض ہے اور نہ بچنے کی صورت میں مستحق عذاب ہوگا۔

شَرِّ غیر اَصلی سے اِجتناب بہتر ومستحب ہے اور اِجتناب نہ کرنے پر روزِ قیامت حشر میں حساب کے لیے روکا جائے گا اور اس سے ہر شے کا حساب لیا جائے گا اور دنیا میں بِلاضَرورت اُمور کے اِرتِکاب پر اسے عار وندامت دلائی جائے گی۔ شرِ اصلی سے بچنے والے کا تقویٰ کم دَرَجے کا ہے اور یہ اِطاعت پر اِستِقامَت کا دَرَجہ ہے۔ اور شَرِّ غیر اَصلی سے بچنے والوں کا دَرَجہ بلند ہے اور یہ ترکِ مباح زائد از ضَرورت کا دَرَجہ ہے، اور جو شخص دونوں قسم کا تقویٰ اپنے اندر پیدا کرلے وہ کامِل متقی ہے اور یہی وہ شخص ہے جس نے تقویٰ کے پورے حقوق ملحوظ رکھے، ایسا شخص ہی تقویٰ کے پورے فوائد حاصل کرتا ہے اور اسی کا نام کامِل وَرَع ہے جس پر دین کے کمال کا دار و مدار ہے۔ دربارِ الٰہی میں حاضری کے لیے جن آداب کی ضَرورت ہے وہ اسی تقویٰ سے حاصل ہوتے ہیں تقویٰ کے ان معنوں کو خوب سمجھو اور پھر ان پر عمل کرو۔

سُوال: یہ بیان فرمایئے کہ اس تقویٰ کے حصُول کا کیا طریقہ اور کیا ذَرِیعہ ہے اور ہم اپنے نفس کو اس کا کیسے عامِل بناسکتے ہیں تا کہ یہ علم ہو جائے کہ نفس کو اس تقویٰ کا عادی کیسے بنایا جائے؟

جواب: اس کی صورت یہ ہے کہ نفس کو پورے عَزْم و اِستِقامَت سے ہر مَعْصِیَت سے روکا جائے اور ہر طرح کے فُضُول حلال سے دور رکھا جائے۔ ایسا کرنے سے بدن کے ظاہری و باطنی اَعضا صِفَتِ تقویٰ سے موصوف ہو جائیں گے آنکھ، کان، زبان، دل، پیٹ، شرمگاہ اور باقی جملہ اَعضاء اور اجزاءِ بدن میں تقویٰ پیدا ہو جائے گا اور نفس تقویٰ کی صِفَت سے مُتَّصِف ہو جائے گا۔

کان کی حفاظت کا بیان

کان کو بھی بُری اور فُضُول باتوں کے سننے سے محفوظ رکھنا ضَروری ہے اور اس کا ضَروری ہونا دو وجہ سے ہے۔ایک تو اس لیے کہ روایت میں آیا ہے کہ سننے والا بھی کلام کرنے والے کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔

(الزهد لابن مبارك، باب من طلب العلم...الخ، الرقم:٤٨، ص١٦)

کسی شاعر نے اسی بات کو ان درج ذیل اشعار میں بیان کیا ہے:

تَحَرَّ مِنَ الطُّرُقِ اَوْسَاطَهَا وَعَدِّ عَنِ الْجَانِبِ الْمُشْتَبِهِ
وَسَمْعَكَ صُنْ عَنْ سَمَاعِ الْقَبِيْحِ كَصَوْنِ اللِّسَانِ عَنِ النُّطْقِ بِهِ
فَاِنَّكَ عِنْدَ اِسْتِمَاعِ الْقَبِيْحِ شَرِيْكٌ لِقَائِلِهٖ فَانْتَبِهِ

اِفراط وتفریط سے بچ کر درمیانی راہ اختیار کرو اور شُبہات سے دُور رہو۔
اپنے کانوں کو بُری باتیں سُننے سے روکے رکھو جس طرح زبان کو بُری گفتگو سے روکتے ہو۔
کیونکہ اگر تم خلافِ شرع باتیں سنو گے تو یاد رکھو کہ تم بھی کہنے والے کے ساتھ شریک سمجھے جاؤ گے۔

بُری باتیں سننے سے پرہیز کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر تم انہیں سنو گے تو دل میں وَسْوَسے اور خیالات پیدا ہوں گے اس طرح تم خیالات میں مستغرق ہو جاؤ گے اور اس صورت میں لازماً عبادت میں غیر معمولی رُکاوَٹ پیدا ہوگی۔

پھر اے عزیز! تو جان کہ جو گفتگو انسان کے دل اور زَبان تک پہنچتی ہے اس کی خاصیت ایسی ہے جیسے پیٹ میں طعام اور سب جانتے ہیں کہ بعض کھانے نقصان دہ اور بعض نفع دینے والے ہوتے ہیں، بعض کھانے جسم کی غذا بنتے ہیں اور بعض زہر

کی مانند بُرا اثر کرتے ہیں، ٹھیک اسی طرح اچھی اور پاکیزہ گفتگو سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور بُری گفتگو سے دل مُردہ ہوجاتا ہے، بلکہ طعام کی نسبت کلام کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور زیادہ دیر باقی رہتا ہے، اس لیے کہ نقصان دہ طعام مِعدَہ سے نیند وغیرہ کے ذَرِیعہ زائل ہوجاتا ہے اور بسا اوقات اس کا اثر کچھ وقت باقی رہنے کے بعد ختم ہوجاتا ہے، اگر اثر زائل نہ بھی ہوتو دوا کے ذَرِیعہ زائل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن بعض باتیں بسا اوقات انسان کے دل میں اس طرح بیٹھ جاتی ہیں کہ بھولتی ہی نہیں، اگر وہ خراب اور ناروا ہوں تو ان باتوں کی برائی بھی دل میں جمی رہتی ہے جن کی وجہ سے دل وسوسوں کی آماج گاہ بنا رہتا ہے، حالانکہ ان خیالات سے دل کو پاک رکھنا ضَروری ہوتا ہے، ایسے وَساوِس سے دل کو محفوظ رکھنے کے لیے حق تعالیٰ کی مدد طلب کرنی چاہیے، کیونکہ بسا اوقات یہ وَسْوَسے کسی بَلا اور آفت میں مبتلا کردیتے ہیں اور انسان کے احساسات کو خوامخواہ حرکت دیتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ بندہ ان کے سبب کسی بڑی آفت میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر انسان اپنے کانوں کو فُضُول ولا یعنی باتوں کے سننے سے محفوظ رکھے تو بہت سی آفات سے آرام میں رہتا ہے عَقْل مند کو چاہیے کہ اس میں غور کرے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق.

شُماتَت کی تعریف

دوسروں کی تکلیفوں اور مصیبتوں پر خوشی کا اظہار کرنے کو شُماتَت کہتے ہیں۔ (الحديقة الندية شرح الطريقه المحمديه ج ۱ ص ٦٣١)

فصل

تم پر اِن چار اَعضاء کی حفاظت کرنا لازِم وضَروری ہے کیونکہ جسم میں یہی چار عُضْو بڑے اور اَصْل ہیں۔

آنکھ کی حفاظت

اوّل: آنکھ، اس کی نگہداشت اس لیے ضَروری اور لازمی ہے کہ دین ودنیا کے کاموں کا دارومدار دل پر ہے اور دل کی خرابی اور اس میں وَسْوَسے وغیرہ اکثر و بیشتر آنکھ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، اسی لیے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی آنکھ کی حفاظت نہیں کرتا اس کا دل بے قَدَر و قیمت ہوتا ہے، یعنی اس میں کوئی کمال یا نور وغیرہ نہیں آ سکتا۔

زَبان کی حفاظت

دوسرا عضو: زَبان، اس کی حفاظت اور نگہداشت اس لیے ضَروری اور اہم ہے کہ تمہاری عِبادت واِطاعت کا نفع، پھل اور صلہ اسی کی نگہداشت سے وابستہ ہے، نیز عِبادت میں وسوسے اور عِبادت کا خراب ہونا بھی اکثر اسی زَبان کے باعث ہوتا ہے کیونکہ بناوٹ اور سجا کر گفتگو اور غیبت وغیرہ اگرچہ ایک لفظ ہی ہو، تمہاری سال بھر کی بلکہ پندرہ سال کی عِبادت و رِیاضت کو تباہ اور برباد کر دیتی ہے، اسی لیے بعض بُزُرگوں نے فرمایا ہے کہ مَاشَیْءٌ اَحَقَّ بِطُوْلِ السِّجْنِ مِنَ اللِّسَانِ. (شعب الایمان، الباب الرابع والثلاثون فی حفظ اللسان، الرقم: ۵۰۰۳، ج۳، ص۲۵۹) سب سے زیادہ جس چیز کو قید و بند میں رکھنا ضَروری ہے وہ زَبان ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے روایت ہے کہ سات عابدوں میں سے ایک عابد نے حضرتِ یونس عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بارگاہ میں عرض کیا: ''اے یونس! (عَلَیْہِ السَّلَام) جولوگ پوری محنت اور کوشش سے عبادت میں مَشْغول رہتے ہیں ان کو عبادت پر جو اِستِقامت نصیب ہوتی ہے وہ زَبان کی پوری طرح نگہداشت کا نتیجہ ہے'' پھر اس عابد نے کہا: ''زَبان کی حفاظت سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں کیونکہ دل کو ہر قسم کے وسوسوں سے پاک رکھنے کا ذَرِیعہ یہی ہے۔''

پھر تو ذرا زندگی کے وہ قیمتی لمحات تو یاد کر جو تو نے بے ہودہ اور فُضُول گفتگو میں ضائع کیے ہیں اگر تو ان قیمتی لمحات میں توبہ واِستِغْفار کرتا تو شاید کسی مبارک ساعت میں تیری توبہ قبول ہو جاتی اور تیرے گناہ بخش دیئے جاتے اور تجھے نفع ہوتا یا ان لمحات میں **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ** کا وِرد کرتا رہتا تو تجھے بے حساب اجروثواب ملتا، یا ان لمحات میں یہ دعا کرتا! اَسْـاَلُ اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے عافیت وسلامتی کا سوال کرتا ہوں شاید کسی مبارک ساعت میں یہ الفاظ تیرے منہ سے نکلتے اور تیری دعا قبول ہو جاتی۔ اس طرح تو دنیا وآخرت کی آفات سے نَجات پا جاتا۔ تو کیا فُضُول اور بے ہودہ کلام میں لمحاتِ زندگی کو ضائع کرنا واضح اور بَیِّن خسارہ نہیں! ان اوقات میں اگر زَبان کو اَوراد و وَظائف میں مَشْغول رکھتا تو بڑے بڑے فائدے حاصل ہوتے۔ تو خود کو فُضُول کاموں میں نہ لگا تاکہ روزِ قیامت تجھے ملامت نہ ہو اور میدانِ محشر میں حساب کے لیے زیادہ دیر نہ رکنا پڑے، اس مضمون کو ایک شاعر نے اچھے پیرائے میں ادا کیا ہے

وَ اِذَا مَا ھَمَمْتَ بِالنُّطْقِ فِی الْبَاطِلِ فَاجْعَلْ مَکَانَہٗ تَسْبِیْحَا

جب تو زَبان سے کوئی باطل بات کہنے کا قصد کرے تو اس سے زَبان کو روک اور اسکی جگہ خدا کی تسبیح کر۔

پیٹ کی حفاظت

تیسرا عضو: جس کی حفاظت اور نگہداشت ضَروری ہے وہ پیٹ ہے، اس کی نگہداشت اس لئے ضَروری ہے کہ بندہ دنیا میں عِبادت کے لیے آیا ہے اور غذا عمل کے لیے بیج اور پانی کی طرح ہے۔ جیسا بیج اور جس تناسب سے اسے پانی دیا جائے گا ویسا ہی درخت نکلے گا اور جب بیج خراب ہو تو اس سے کھیتی اچھی نہیں ہوگی۔ بلکہ ایسے بیج سے یہ خطرہ ہے کہ شاید وہ تیری زمین ہی ہمیشہ کے لیے خراب کر دے اور آئندہ زراعت کے قابل نہ رہے۔ اسی لیے حضرت مَعْرُوف کرخی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا ہے:

جب تو روزہ رکھے تو اس بات کا خیال رکھ کہ کس چیز سے افطار کرتا ہے اور کس کے پاس افطار کرتا ہے اور کس کے کھانے سے افطار کرتا ہے۔ کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ صرف ایک خراب لقمے سے دل کی کیفیت خراب ہو جاتی ہے اور پھر ساری عمر وہ اپنی پہلی حالت پر نہیں آ سکتا اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ صرف ایک خراب لقمہ پیٹ میں جانے سے ایک سال تک نمازِ تہجد ادا کرنے سے انسان محروم ہو جاتا ہے، اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ صرف ایک دفعہ بدنگاہی کرنے سے بندہ ایک عرصہ تک تلاوتِ قرآن پاک سے محروم ہو جاتا ہے۔ (قوت القلوب، الفصل الثامن والاربعون فيه كتاب تفصيل الحلال والحرام... الخ، ج۲، ص ۴۷۲ باختصار)

اس لیے اے عزیز! اگر تو اِصلاحِ قلب اور توفیقِ عِبادت چاہتا ہے تو تجھ پر لازم ہے کہ اپنی غذا کے بارے میں سخت احتیاط کرے، یہ اَصل غِذا کے متعلق حکم ہے پھر اس میں دَرَجۂ اِستحباب پر نگاہ رکھنا بھی ضَروری ہے ورنہ تو غِذا اُٹھانے والا ٹٹو (خچر) بن جائے

گا اور تمہارا شمار وقت ضائع کرنے والوں میں ہوگا کیونکہ ہمیں یقین ہے بلکہ ہم نے کئی بار مشاہدہ کیا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے سے عِبادت قطعاً نہیں ہو سکتی اور اگر نفس کو مجبور کر کے اور حیلے بہانے سے عِبادت کی طرف لگایا بھی جائے تو ایسی عِبادت میں بالکل لَذّت و حلاوت نہیں ہوتی اسی لیے بعض صالحین نے فرمایا ہے: لَا تَطْمَعْ بِحَلَاوَةِ الْعِبَادَةِ مَعَ كَثْرَةِ الْاَكْلِ (فیض القدیر للمناوی، حرف الهمزة، ج۱، ص۳۷۷) اگر تو پیٹ بھر کے کھانے کا عادی ہے تو حَلاوَتِ عبادت کی امید نہ رکھ، اور دل میں بغیر عِبادت نور کیسے آ سکتا ہے، یا اس عِبادت سے بھی کیسے نور آ سکتا ہے جو بے لَذّت اور بے ذوق ہے۔ اسی لیے حضرت اِبراہیم بن اَدہم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے فرمایا ہے کہ میں کوہِ لبنان میں بہت سے اہل اللّٰہ کی صحبت میں رہا ہوں، ان میں سے ہر ایک مجھے یہی وصیت کیا کرتا تھا کہ اے ابراہیم! جب تو اہلِ دنیا کے پاس جائے تو اُن کو ان چار باتوں کی نصیحت کرنا۔

(۱) جو پیٹ بھر کر کھائے گا اسے عِبادت میں لَذّت نصیب نہیں ہوگی۔

(۲) جو زیادہ سوئے گا اس کی عمر میں بَرَکت نہیں ہوگی۔

(۳) جو لوگوں کی خوشنودی چاہے وہ اللّٰہ کی خوشنودی سے نا امید ہو جائے۔

(۴) جو غیبت اور فُضُول گوئی زیادہ کرے گا وہ دینِ اسلام پر نہیں مرے گا۔

حضرت سَہل بن عبد اللّٰہ تُستَری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے فرمایا ہے کہ تمام نیکیاں انہی چار باتوں میں بند ہیں۔

(۱) پیٹ کو خالی رکھنا (۲) خاموشی (۳) مخلوق سے کَنارہ کَشی اور (۴) شب بیداری

(قوت القلوب، الفصل السابع والعشرون فيه كتاب اساس المريدين... الخ، ج۱، ص۱۷۰ باختصار)

بعض صالحین نے فرمایا ہے: اَلْجُوْعُ رَاْسُ مَالِنَا بھوک ہمارا سرمایہ ہے۔

اس قول کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں جو فراغت، سلامتی، عِبادت، حَلاوَت، علم اور عمل نافع وغیرہ نصیب ہوتا ہے وہ سب بھوک کے سبب اور صَبْر کی برکت سے ہوتا ہے۔

دل کی حفاظت

چوتھا عُضْو: جس کی حفاظت اور نگہداشت از حد ضَروری ہے وہ دل ہے، کیونکہ یہ تمام جسم کی اَصْل ہے چنانچہ اگر تیرا دل خراب ہو تو تیرے تمام اَعضاء خراب ہوں گے اور اگر تو اس کی اِصْلاح کر لے تو باقی سب اَعضاء کی اِصْلاح ہو جائے گی، کیونکہ دل درخت کے تنے کی مانند ہے اور باقی اَعضاء شاخوں کی طرح اور شاخوں کی اِصْلاح یا خرابی درخت کے تنے پر موقوف ہے، اسی طرح اگر تیری آنکھ، زَبان، پیٹ وغیرہ درست ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تیرا دل درست اور اِصْلاح یافتہ ہے اور اگر آنکھ، زَبان، شکم وغیرہ گناہوں کی طرف راغب ہوں تو سمجھ لے کر تیرا دل خراب ہے۔

پھر تجھے یقین کرنا چاہیے کہ دل کا فساد زیادہ اور سنگین ہے، اس لیے اِصْلاح قلب کی طرف پوری توجہ دے تا کہ تمام اَعضاء کی اِصْلاح ہو جائے اور تا کہ تو روحانی راحت محسوس کرے۔

پھر قلب کی اِصْلاح نہایت مشکل اور دشوار ہے کیونکہ اس کی خرابی خطرات و وساوس پر مبنی ہے، جن کا پیدا ہونا بندے کے اختیار میں نہیں، اس لیے اس کی اِصْلاح میں پوری ہوشیاری بیداری اور بہت زیادہ جِدّ وجُہد کی ضَرورت ہے، انہی وُجوہات کی بنا پر اَصحابِ مُجاہَدہ و رِیاضَت اِصْلاحِ قلب کو زیادہ دشوار خیال کرتے ہیں اور اربابِ بصیرت اسکی اِصْلاح کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں، چنانچہ حضرت بایزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: عَالَجْتُ قَلْبِی عَشْرًا وَلِسَانِی عَشْرًا وَنَفْسِی عَشْرًا

فَکَانَ قَلْبِی اَصْعَبَ الثَّلَاثَۃِ. میں نے اپنے دل، زَبان اور نفس کی اِصلاح پر دس دس برس صرف کیے، ان میں دل کی اِصلاح مجھے سب سے زیادہ دشوار معلوم ہوئی۔

پھر اِصلاحِ قلب کے سلسلے میں چار امور جو ہم پیچھے ذکر کرآئے ہیں یعنی لمبی امیدوں، اعمال میں جلد بازی، حسد اور تکبر سے بچنا اور اِحتراز کرنا لازِم ہے۔اس مقام پر اِن چار اُمور سے اِجتناب کرنے کی تخصیص ہم نے اس لیے کی ہے کہ اگر چہ عام لوگ بھی اِن اُمور میں مبتلا ہیں، مگر عِبادت گزار لوگ خاص طور پر اِن میں مبتلا ہیں، اس لیے یہ چار اُمور زیادہ قبیح اور بُرے ہیں، ایسا عام ہوتا ہے کہ عِبادت کرنے والا کسی لمبی امید میں مبتلا رہتا ہے، اور وہ اسے ایک اچھی نیت خیال کر رہا ہوتا ہے اور آخرالامر وہ اس کے باعث عمل میں سستی اور کاہلی میں گرفتار ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ بلند رتبہ حاصل کرنے میں جلد بازی سے کام لیتا ہے جس کی بناء پر وہ اسے حاصل نہیں کر پاتا، اسی طرح بعض دفعہ کسی بزرگ سے دُعا کراتا ہے مگر جلدی مچانے کی وجہ سے محروم کر دیا جاتا ہے یا بعض دفعہ کسی کے حق میں بددُعاء کرتا ہے اور بعد میں پشیمان ہوتا ہے اور بعض دفعہ اپنے ہم عمروں سے مال واولاد وغیرہ پر حسد کرتا ہے اور بعض اوقات آفتِ حسد میں گرفتار ہو کر ایسے ایسے قبیح اور بُرے اَفعال کر گزرتا ہے جن کے کرنے کی ایک فاسق وفاجر آدمی کو بھی جراءت نہیں ہوتی، اسی بنا پر حضرت سُفیان ثَوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا ہے: مجھے اپنی جان کے متعلق سب سے زیادہ خطرہ عُلماء اور عِبادت گزار لوگوں سے ہے۔

لوگوں نے آپ کی اس بات کو بُرا منایا تو آپ نے جواب دیا، یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ یہ حضرت ابراہیم نَخَعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا ہے۔

(فیض القدیر للمناوی، حرف الھمزۃ، ج۲، ص۱۰۳)

حضرت عطاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت سُفیان ثَوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا: عِبادت گزار لوگوں سے خطرے میں رہو اور ان کی طرح مجھ سے بھی خطرے میں رہو کیونکہ بسا اوقات میں ایک اَنار کے مُتعلِّق کہوں گا یہ میٹھا ہے دوسرا کہے گا نہیں یہ ترش ہے، اسی معمولی بات سے ہمارا تکرار بڑھ جائے گا اور کوئی بعید نہیں کہ ایک دوسرے کے قتل تک نوبت پہنچ جائے۔

(فیض القدیر للمناوی، حرف الهمزة، ج٢، ص١٠٣)

حضرت مالِک بن دِینار رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں عِبادت گزار لوگوں کی گواہی دوسروں کے حق میں تو قبول کرنے کو تیار ہوں، لیکن ان کے اپنے اندر ایک دوسرے کے متعلق ان کی شہادت قبول کرنے کو تیار نہیں ہوں کیونکہ میں نے انہیں ایک دوسرے کے متعلق حسد سے بھرا ہوا پایا ہے۔

(المجالسة و جواهر العلم،الجزء الحادی و العشرون،الرقم:٢٩٦٨،ج٣،ص٩٥)

مذکور ہے کہ حضرت فُضَیل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے لڑکے کو فرمایا کہ مجھے عِبادت گزار اور رسمی صوفیوں سے دُور کوئی مکان خرید دے کیونکہ مجھے اس قوم میں رہنے سے کیا فائدہ جو میری لغزش دیکھ کر اس کا چرچا کریں اور مجھے آرام و آسائش میں دیکھ کر حسد کریں۔ (فیض القدیر للمناوی، حرف الهمزة، ج٢، ص١٠٣)

تم نے خود بھی دیکھا ہو گا کہ خشک عابد اور رسمی صوفی تکبر سے پیش آتے ہیں، دوسروں کو حقیر خیال کرتے ہیں، تکبر کی وجہ سے اپنے رخسارے کو ٹیڑھا رکھتے ہیں اور لوگوں سے منہ بسورے رکھتے ہیں، گویا کہ دو رکعت نماز زیادہ پڑھ کر لوگوں پر احسان کرتے ہیں یا شاید انہیں دوزخ سے نَجات اور جنت کے داخلے کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہے یا ان کو

یقین ہو چکا ہے کہ صرف ہم ہی نیک بخت ہیں باقی سب لوگ بد بخت اور شقی ہیں، پھر وہ ان تمام برائیوں کے ہوتے ہوئے لباس عاجز اور متواضع لوگوں جیسا پہنتے ہیں جیسے صوف وغیرہ اور بناوٹ سے خموشی اور کمزوری کا اظہار کرتے ہیں، حالانکہ ایسے لباس اور خموشی وغیرہ کا تکبر اور غرور سے کیا تعلق بلکہ یہ چیزیں تو تکبر اور غرور کے منافی ہیں، لیکن ان اندھوں کو سمجھ نہیں۔

مذکور ہے کہ ایک دفعہ فَرقَد سَنجِی حضرت حسن رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کے پاس آیا وہ اس وقت ایک دَرْ ویشانہ گودَڑی پہنے ہوئے تھا اور حضرت نیا جوڑا پہنے ہوئے تھے وہ بار بار حضرت حسن رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کے کپڑوں کو دیکھتا تھا اور ہاتھ لگاتا تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے فرمایا: تو بار بار میرے لباس کو کیا دیکھتا ہے سُن لے میرا لباس اہلِ جنت کا لباس ہے اور تیرا لباس دوزخیوں کا لباس ہے۔ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ اکثر اہل دوزخ گودڑی پہنے ہوں گے، پھر فرمایا ان لوگوں نے کپڑوں میں تو زُہد اختیار کیا ہے مگر سینوں میں تکبر اور غرور کو جگہ دے رکھی ہے، قسم خدا کی خوش پوش مگر صاف دل لوگ رسمی گودَڑی پہننے والوں سے ہزار درجے بہتر ہیں۔

(فیض القدیر للمناوی، حرف الھمزۃ، ج۲، ص۱۰۳)

حضرت ذوالنون مصری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کے مندرجہ ذیل اَشعار بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

تَصَوَّفَ فَازْدَھٰی بِالصُّوفِ جَھْلًا　　وَ بَعْضُ النَّاسِ یَلْبَسُهٗ مَجَانَه

یُرِیْكَ مَھَانَةً وَیُرِیْكَ كِبْرًا　　وَلَیْسَ الْكِبْرُ مِن شَكْلِ الْمَھَانَه

تَصَوَّفَ كَی یُقَالَ لَهٗ اَمِیْنٌ　　وَمَا مَعْنٰی تَصَوُّفِهِ الْاَمَانَه

وَلَمْ یُرِدِ الْاِلٰهَ بِهٖ وَلٰكِنْ اَرَادَ بِهِ الطَّرِيْقَ اِلَى الْخِيَانَه

(فیض القدیر للمناوی، حرف الهمزة، ج۲، ص۴۰۶)

بعض لوگ صوفیوں کا سا لباس پہنتے ہیں اور از راہِ جہالت دوسروں کو نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں اور بعض لوگ تو فُضُول ہی صوف کا لباس پہنتے ہیں۔

ایسے جاہل صوفی دوسروں کے سامنے اپنے آپ کو کمزور و ناتواں ظاہر کرتے ہیں اور دوسروں کو تکبر سے دیکھتے ہیں، حالانکہ عاجزی کرنے والوں میں تکبر نہیں ہوتا۔

ایسے صوفی یہ لباس صرف اس غرض سے پہنتے ہیں تا کہ عوام انہیں امین اور نیک خیال کریں مگر درحقیقت ان کی اس صوفیائی کا مقصد نیکی اور شرافت نہیں ہوتا۔

دَرْ ویشانہ لباس سے ان کا مقصود اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا نہیں بلکہ وہ اس طرح عوام کے ساتھ دھوکا دہی اور خِیانَت کی راہ ہموار کرتے ہیں۔

تو اے عزیز! تو ان چار مُہلکات (ہلاک کرنے والوں) سے بچ، خاص کر تکبر سے، اس لیے کہ دوسری تین آفتیں تو ایسی آفتیں ہیں جن سے تو صرف گناہ اور نافرمانی میں مبتلا ہوگا مگر تکبر ایسا خطرناک مَرَض ہے جو بسا اوقات انسان کو کفر اور گمراہی تک پہنچا دیتا ہے۔ تکبر کے سلسلے میں تُو ابلیس اور اُس کی گمراہی کو ہرگز نہ بھول، اُس کی گمراہی کا آغاز اِسی سے ہوا کہ اُس نے تکبر کیا اور خدا کے حکم کا اِنکار کیا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی درگاہِ بےکس پناہ میں دعا کرنی چاہیے کہ ہمیں اپنے فَضْل سے ہر گمراہی اور لغزش سے بچائے۔

رَجاء وخوف کا بیان

رَجاء کا شُعور وعِلم حاصل کرنا دو وجہ سے ضَروری ہے: ایک تو اس لیے کہ عبادات اور نیک کاموں کا جذبہ پیدا ہو کیونکہ نیک عَمَل کی اَنجام دہی نفس پر گراں ہوتی ہے شیطان بھی نیکی کی طرف رُخ نہیں کرنے دیتا، اور نفسانی خواہشات بدی کی طرف کھینچتی ہیں اور انسان اہلِ غفلت کے حالات کا زیادہ اثر قبول کرتا ہے۔ جو نیک کاموں کو بالکل ترک کر کے سراسر دنیا کی پَرَستِش میں مصروف ہیں، اور آخرت میں نیکیوں پر جو ثواب عطا ہوگا، وہ اس وقت آنکھوں سے پوشیدہ ہے، اور اس ثواب کو پالینے کا معاملہ بعید ہے، جب صورتِ حال یہ ہو تو نیک کاموں کی طرف نفس کا مُتَوَجِّہ ہونا اور پوری طرح راغب ہونا اور حرکت کرنا ایک مشکل اَمر ہے، تو ایسی شے کا ساتھ ہونا ضروری ہے جو ان رکاوٹوں کا مقابلہ کر کے انہیں دور کر سکے بلکہ ایسی قوی ہو کہ نیکیوں کی رغبت بڑھائے اور وہ شے رَجاء ہے، یعنی رحمتِ خداوندی کی قوی امید، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے نیکوں کے لئے جو بہترین اَجر تیار کر رکھا ہے اس کی جانب مضبوط یقین کے ساتھ رغبت۔ ہمارے پیر ومرشد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: "اَلْحُزْنُ یَمْنَعُ عَنِ الطَّعَامِ، وَ الْخَوْفُ یَمْنَعُ عَنِ الذُّنُوْبِ، وَ الرَّجَاءُ یُقَوِّیْ عَلَى الطَّاعَاتِ، وَ ذِكْرُ الْمَوْتِ یُزَهِّدُ فِی الْفُضُوْلِ (تفسیر روح البیان، تحت الاسراء:٥٧، ج٥، ص١٧٥) غم وفِکْر کھانے کی رغبت خَتْم کر دیتا ہے، خوفِ الٰہی گناہوں سے روک دیتا ہے اور رحمتِ خداوندی کی امید نیک کاموں کی رغبت پیدا کرتی ہے اور موت کی یاد فُضُول اور لَغْو کاموں سے مُتَنفِّر کر دیتی ہے۔"

دوسرے اس لیے رَجاء کا شُعور وعِلم حاصل کرنا ضروری ہے کہ اس سے عبادت

کی راہ میں آنے والی مشقتیں اور دشواریاں آسان ہوجاتی ہیں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص اپنی مطلوبہ شے کی اَہَمِّیت وضرورت پہچان لیتا ہے اس پر اس شے کے حصول کے لیے اپنی ہر چیز قربان کردینا آسان ہوجاتا ہے اور جسے کوئی چیز پسند آجاتی ہے اور دل وجان سے اس کی چاہت ورغبت رکھتا ہے وہ اس کی شِدَّت ومَشَقَّت کو برداشت کرلیتا ہے اور اس کے حصول میں جو مِحنَت ومَشَقَّت اسے اُٹھانی پڑتی ہے وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور جسے کسی چیز سے پورے طور پر پیار ہو جاتا ہے تو وہ اس کے لیے ہر مشکل ودشواری برداشت کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے بلکہ اپنی محبوب شے کی خاطر مشکلات وتکالیف برداشت کرنے میں ایک قِسم کی لَذَّت و فرحت محسوس کرتا ہے۔ تم دیکھتے نہیں کہ شہد فروخت کرنے والا نفع کی خاطر مکھیوں کے ڈنک مارنے کی تکلیف کی پرواہ نہیں کرتا اور مزدور انسان گرمیوں کے لمبے لمبے دنوں میں کَڑَاکے کی دھوپ کے اندر سارا سارا دن دو درہم کی خاطر بھاری بوجھ سر پر اٹھا کر بڑی اونچی اونچی سیڑھیوں پر چڑھتا رہتا ہے۔ اسی طرح کسان اناج کمانے کی خاطر گرمی اور سردی کی تکلیف اور سارا سال مَشَقَّت ومِحنَت اٹھانے کو آسان جانتا ہے۔ اسی طرح اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ان صاحبِ کوشش بندوں نے جب جنت میں حاصل ہونے والے آرام وآسائش، کھانے پینے، حُور وقُصُور، خوشنما زیور ولباس اور ان نعمتوں پر جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے جنتیوں کے لئے تیار کی ہیں یقین کیا اور انکی یاد ذہن میں رکھی تو ان پر حق تعالٰی کی عبادت واطاعت میں پیش آنے والی مشقتیں آسان ہوگئیں اور دنیا کی لَذَّتیں اور نعمتیں فوت ہوجانے پر انہیں رنج اور کوفت محسوس نہ ہوئی، اور جنت کی خاطر دنیا میں ہر طرح کے ضرر، خستہ حالی، بے چینی اور مَشَقَّت کو انہوں نے خوشی خوشی برداشت کیا۔

حضرت سُفیان ثَوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھیوں نے آپ کے خوفِ الٰہی ،عبادت میں انتہا درجے کی کوشش ومِحْنَت اور آخرت کے ڈر کی وجہ سے آپ کی پریشاں حالی کو دیکھ کر عرض کیا: اے استاذ محترم! آپ اس سے کم درجے کی کوشش کے ذَرِیعہ بھی اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی مُراد پالیں گے۔ آپ نے جواب دیا: میں کیوں کوشش نہ کروں، حالانکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اہلِ جنت اپنے مَنَازِل ومکانات میں تشریف فرما ہوں گے کہ اچانک ان پر نور کی ایک تَجَلِّی پڑے گی جس سے آٹھوں جنتیں جگمگا اٹھیں گی۔ جَنَّتی گمان کریں گے یہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات کا نور ہے تو سجدے میں گر پڑیں گے۔ انہیں نِدا ہو گی اپنے سر سجدے سے اٹھالو، یہ وہ نہیں ہے جس کا تمہیں گمان ہوا ہے، یہ تو جَنَّتی عورت کے تَبَسُّم کا نور ہے جو اس نے اپنے خاوَند کے سامنے کیا ہے۔

پھر حضرت سُفیان ثَوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہ نے یہ اشعار پڑھے

مَاضَرَّمَنْ کَانَتِ الْفِرْدَوْسُ مَسْکَنَہُ مَـاذَا تَـحَـمَّـلَ مِـنْ بُؤْسٍ وَاِقْتَـارِ

تَـرَاہُ یَمْشِیْ کَئِیْبًا خَائِفاً وَجِلاً اِلَی الْمَسَاجِدِ یَمْشِیْ بَیْنَ اَطْمَارِ

یَا نَفْسُ مَالَکِ مِنْ صَبْرٍعَلَی لَھَبٍ قَـدْ حَـانَ اَنْ تُـقْبِلِی مِنْ بَعْدِ اِدْبَارِ

(شرح مسند ابی حنیفة، اسناده عن اسماعیل بن عبد اللّٰه، ص۴۷۲-۴۷۱)

مَشَقَّت وتنگدستی برداشت کرنا اسے کوئی مُضِر ونقصان دہ نہیں جس کا مَسْکَن اور جائے قرار جنتِ فردوس ہے۔

ایسا شخص دنیا میں غمناک، خائف اور آخرت میں پیش آنے والے معاملے سے ڈرتا رہتا ہے۔ عاجزی وانکساری کا لباس زیب تن کیے ادائے نماز کے لیے مسجد کی طرف اس کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔

اے نفس! تجھے آتَشِ دوزخ کے شعلے برداشت کرنے کی ہمت نہیں ہے اور اعمالِ بد

کی وجہ سے قریب ہے کہ ذلت وخواری کے بعد تجھے اس عذاب میں مبتلاء کردیا جائے۔

میں کہتا ہوں جب مدارِ عُبُودِیَّت دو چیزوں پر ہے، ایک: اطاعت کی بجا آوری، دوم: گناہ اور مَعْصِیَت سے اِجْتِناب اور یہ مقصد اس نفسِ اَمَّارہ کی موجودگی میں صرف اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب اسے ترغیب وتَرْہِیب اور امید وخوف کے ذریعے اس طرف مُتَوَجِّہ رکھا جائے کیونکہ سرکش حَیوان اسی وقت قابو میں رہتا ہے جب ایک آگے سے کھینچنے والا ہو اور ایک پیچھے سے ہانکنے والا ہو، یہ حیوان جب اپنی پسند کا چارہ چرنے لگتا ہے تو تو اُسے ایک ڈنڈا رسید کرتا ہے اور روکتا ہے اتنے میں دوسری جانب سبز چارہ نظر آتا ہے تو وہ ادھر مُتَوَجِّہ ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ تو پوری ہوشیاری اور احتیاط سے اسے روکتا ہے، تب جاکر وہ رُکتا ہے اور سرکش بچہ تعلیم کی طرف صرف اس صورت میں توجہ کرتا ہے کہ اسکے والدین اسے کئی طرح کا لالچ دیں اور معلم اپنے رعب اور دبدبے کے نیچے رکھے۔ بِعَیْنِہٖ یہی حالت اس نفسِ اَمَّارہ کی ہے، یہ بھی ایک سرکش حیوان ہے جو اپنی شَہْوات کی چراگاہ میں رہنے کا سَخْت مُشْتاق ہے، خوف اس کے لیے ڈنڈا اور ہانکنے والے کا کام دیتا ہے اور امید ثواب ونجات اس کے لیے سبز جَو ہیں جس سے اطاعت کی طرف راغب ہوتا ہے، نیز یہ نفسِ اَمَّارہ سرکش بچے کی مانند ہے، جسے عبادت وتقویٰ کی کتاب پڑھانی مقصود ہے، آتشِ دوزخ اور عذاب کا ذکر تو اس میں ڈر پیدا کرتا ہے اور جنت اور ثوابِ اعمال اس میں امید ورغبت پیدا کرتے ہیں، ٹھیک اسی طرح ریاضت وعبادت کے لیے ضروری ہے کہ نفس میں خوف ورَجاء کا شُعور پیدا کرے، ورنہ یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ یہ نفس تقویٰ وعبادت کی کتاب پڑھنے پر آمادہ ہوجائے اور تم سے موافقت اختیار کرلے۔ طالبِ عبادت میں یہی شُعور پیدا کرنے کے لیے قرآن مجید میں بار بار اور مُبالَغے کی حد تک

وعدوعیداورترغیب وتَرہیب کا ذکر کیا گیا ہے،ثواب کا اس پیرایہ میں ذکر کیا کہ خود بخود کشش پیدا ہوتی ہے اور عذابِ الیم کا اس تفصیل سے ذکر کیا کہ اس کے برداشت کی انسان میں طاقت اور ہمت نہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ خوف ورَجاء کو پیش نظر رکھو، تاکہ عبادت کی بجاآوری کی مراد حاصل ہوسکے، اور اس راہ میں مَشَقَّت وتکلیف برداشت کرنا آسان ہو، وَاللّٰهُ تَعَالٰی وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ بِفَضْلِہٖ وَرَحْمَتِہٖ.

سوال: خوف ورَجاء کی حقیقت وماہیت اور انکا حکم ونتیجہ کیا ہے؟

جواب: خوف ورَجاء ہمارے علماء اہلِ سنت کے نزدیک قبیلہ خواطر [1] میں سے ہیں، بندے کی قدرت میں صرف یہی ہے کہ وہ خوف ورَجاء کے مقدمات کو عَمَل میں لائے چنانچہ خوف کی تعریف یہ کی گئی ہے: اَلْخَوْفُ رَعْدَۃٌ تَحْدُثُ فِی الْقَلْبِ عَنْ ظَنِّ مَکْرُوْہٍ یَنَالُہٗ. (الطریقۃ المحمدیۃ، ج۲،ص۱۱۶) خوف اس ڈر اور لرزے کا نام ہے جو کسی ناپسندیدہ چیز کے پہنچنے کے گمان سے دل میں پیدا ہوتا ہے۔

---

[1] ......**خواطر:** وہ آثار ہیں جو بندے کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور کسی کام کے کرنے، نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں، انھیں خواطر اس لئے کہتے ہیں کہ لفظ خَطْرَہ میں ''اِضْطِرَاب'' کا معنی پایا جاتا ہے جیسے کہا جاتا ہے ''خَطَرَاتُ الرِّیح'' جس کا معنی ہے ''ہوا کا آنا جانا'' اسی طرح قَلْب میں آنے والے خیالات میں بھی اِضْطِرَاب پایا جاتا ہے کہ کبھی کچھ خیال آتا ہے اور چلا جاتا ہے پھر کچھ خیال آجاتا ہے۔ یہ خواطر چار قِسْم کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو شروع میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے دل میں پیدا ہوتے ہیں ان کو صِرْف خَواطِر کہتے ہیں، دوسرے وہ جو انسانی طبیعت کے مطابق دل میں پیدا ہوتے ہیں انہیں ہَوائے نَفس کہتے ہیں، تیسرے وہ جو مُلْہِم فرشتہ (ہر آدمی کے دل پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو اسے بھلائی کی طرف بلاتا ہے اسے مُلْہِم کہتے ہیں) کی دعوت کے ذریعہ دل میں پیدا ہوتے ہیں انہیں اِلہام کہتے ہیں اور چوتھے وہ جو شیطان (ہر آدمی کے دل پر ایک شیطان مسلط ہے جو اسے بُرائی کی طرف بلاتا ہے اسے وَسْوَاس کہتے ہیں) کی دعوت سے دل میں آتے ہیں انہیں وَسْوَسَہ کہتے ہیں۔ (منہاج العابدین، ص۱۱۲)

خشیت بھی خوف جیسی کیفیت کا نام ہے لیکن خشیت کے مفہوم میں جس سے خوف ہوتا ہے اس کی ہیبت اور عظمت کا تصور بھی شامل ہے، خوف کے مقابل جرأت ہے، بعض دفعہ خوف کے مقابلے میں امن بھی آتا ہے، جیسے کہتے ہیں کہ خائفٌ و اٰمِنٌ اور خَوفٌ و اٰمِنٌ کیونکہ آمن یعنی بے خوف وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام کے متعلق لاپرواہی اور بے باکی کا مظاہرہ کرے لیکن حقیقۃً خوف کے مقابل جرأت ہی ہے۔ اپنے اندر خوف پیدا کرنے کے چار مقدمات اور اسباب ہیں:

(۱) اپنے گزشتہ گناہوں کو یاد کرنا۔

(۲) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اس شدت وسختی کو یاد کرنا جسے برداشت کرنے کی تم میں سکت نہیں۔

(۳) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب کے آگے اپنے ضُعف وناتوانی اور اپنی کمزوری کو یاد کرنا۔

(۴) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت وطاقت کو یاد رکھنا کہ وہ جب چاہے، جیسے چاہے گرفت کرسکتا ہے۔

رَجاء کی تعریف یہ کی گئی ہے:

هُوَ اِبْتِهَاجُ الْقَلْبِ بِمَعْرِفَةِ فَضْلِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَاسْتِرْوَاحُه اِلٰى سَعَةِ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى. (الطريقة المحمدية، ج۲، ص۱۲۸) یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فَضْل وکرم کو پہچان کر دل میں خوشی محسوس کرنا اور اس کی رحمت کے دامن میں راحت حاصل کرنے کا تصور۔

رَجاء کا یہ مفہوم ومعنی خَواطر میں سے ہے اور بندے کی قدرت سے باہر ہے، ہاں رَجاء بایں معنی هُوَتَذَكُّرُ فَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسَعَةِ رَحْمَتِهٖ. اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فَضْل اور اس کی وسعت رحمت کو یاد کرنا، بندے کی قدرت میں ہے۔

خَـ ـرات وحوادِث کے متعلق یہ ارادہ اور عقیدہ رکھنا کہ بے مشیت ِالٰہی ان سے ضرر ونقصان نہیں پہنچ سکتا اس کو رَجاء کہا گیا ہے، رَجاء کے اس بیان میں ہمارے نزدیک پہلا معنٰی مراد ہے، یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فَضْل ورحمت کو یاد کرکے مَسَرَّت و راحت محسوس کرنا۔

رَجاء کی ضد، یاس (ناامیدی) ہے، ناامیدی اور یاس کی یہ تعریف کی گئی ہے: هُوَتَذَكُّرُ فَوَاتِ رَحْمَةِ اللّٰهِ وَ فَضْلِهٖ وَ قَطْعُ الْقَلْبِ عَنْ ذٰلِكَ. (الطريقة المحمدية، ج۲، ص۱۲۷) اس خیال کو کہ مجھے خدا کی رحمت اور اس کا فَضْل نہیں پہنچے گا، نیز دل کو رب تعالیٰ کے فَضْل ورحمت کی امید سے الگ کرلینے کو یاس کہتے ہیں۔

اس طرح کی ناامیدی محض گناہ ہے اور جب رَجاء کا تصور پختہ کیے بغیر ناامیدی اور یاس کا قَلْع قَمْع کرنا دشوار ہو تو ایسی صورت میں رَجاء فرض ہے، اور اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو رَجاء نفل ہے، جب کہ اجمالی طور پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فَضْل وکَرَم اور وُسْعَتِ رَحْمت کا عقیدہ دل میں مضبوط اور پختہ ہو۔ رَجاء چار چیزوں سے پیدا ہوتی ہے:

(۱) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے احسانات وانعاماتِ سابقہ کو یاد کرنا جو اس نے تمہیں بغیر کسی عَمَل و بغیر کسی سفارش کے عطا فرمائے۔

(۲) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی شانِ رحیمی وکریمی کے مطابق عظیم عزتوں اور بڑے اَجْر وثواب کے جو وعدے کیے ہیں ان کو ذہن میں رکھنا، اس اَجْر وثواب کو ذہن میں نہ رکھنا جس کے تم اپنے اعمال کے عِوَض مُسْتَحِق ہو سکتے ہو، کیونکہ اَجْر وثواب اگر بندے کے اَفعال واَعمال کی حیثیت کے مطابق ملے تو وہ بالکل قلیل وحقیر ہوگا۔

(۳) اِستحقاق کے بغیر اور بے مانگے دین ودنیا کے ہر شعبے میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جو مہربانیاں

اور قِسم قِسم کی نعمتیں عطا فرما رہا ہے ان کو یاد کرنا۔

(۴) یہ تَصَوُّر کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ومہربانی اس کے غَضَب اور اس کی گرِفت پر غالب ہے اور یہ تَصَوُّر کہ خُداوَنْدِ قُدُّوس رحمٰن، رحیم، غنی، کریم اور اپنے بندہ مومن پر نہایت مہربان ہے، جب تم خوف و امید دونوں کے مطابق تصورات وخیالات کو ذہن میں رکھو گے تو تم میں ہر وقت خوف ورَجاء کی کَیفِیّات بیدار رہیں گی۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ بِمَنِّہٖ وَفَضْلِہٖ.

فصل

تو اے بندے! تجھ پر پوری احتیاط، پورے دھیان اور پوری رِعَایَت کے ساتھ خوف ورَجاء کی اس گھاٹی کو طے کرنا ضروری ہے، اِحْتِیاط کی اس لیے ضرورت ہے کہ یہ گھاٹی نہایت دشوار گزار ہے، اس میں طرح طرح کے خَطَرات ہیں، کیونکہ خوف ورَجاء کی اس گھاٹی کا راستہ دو مُہلک اور خوفناک راستوں کے درمیان سے گزرتا ہے، ایک تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے بالکل بے خوف ہو جانے کا راستہ اور دوسرا اس سے بالکل مایوس ہو جانے کا راستہ، ان دونوں ٹیڑھی راہوں کے درمیان خوف ورَجاء کا راستہ ہے، اگر رَجاء اس قدر غالب ہو گئی کہ خدا عَزَّوَجَلَّ کا خوف بالکل نہ رہا، تو یہ بھی غلَط راہ ہے، کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ (پ۹، الاعراف: ۹۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اللّٰہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

اور اگر خوف اس قدر غالب ہوا کہ دل سے امید رحمت وبخشش کا نام ونشان مٹ گیا تو یہ ناامیدی اور مایوسی کا راستہ ہے اور یہ بھی غلَط ہے کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

لَا یَایۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۸۷﴾ (پ۱۳،یوسف:۸۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اللّٰہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

لیکن اگر تم خوف ورَجاء کے درمیان چلے اور دونوں کا دامن پکڑا تو یہی وہ صِراطِ مُستَقیم ہے جو اس کے اُن اَولیاء واَصفیاء کا راستہ ہے جن کی اس نے اپنی کتاب میں یوں صِفت فرمائی ہے۔

اِنَّهُمۡ کَانُوۡا یُسٰرِعُوۡنَ فِی الۡخَیۡرٰتِ وَ یَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ کَانُوۡا لَنَا خٰشِعِیۡنَ ﴿۹۰﴾ (پ۱۷،الانبیاء:۹۰)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں

جب تمہیں معلوم ہوگیا کہ اس گھاٹی میں تین مختلف راستے ہیں۔

(۱) راستہ اَمن و بے باکی (مکمل بے خوفی)

(۲) ناامیدی اور مایوسی کا راستہ

(۳) ان دونوں راہوں کے درمیان خوف ورَجاء کا راستہ

تو اگر تم ذرا بھی دائیں یا بائیں ہوئے تو دو مُہلک راستوں میں جا پڑو گے اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جاؤ گے۔ پھر صورت حال یہ ہے کہ بے خوفی اور مایوسی کے دونوں راستے درمیانے راستے کی نسبت زیادہ کشادہ ہیں، اور انکی طرف بلانے والوں کی کثرت ہے، اور درمیانی راستے کی نسبت ان دو پر چلنا زیادہ سَہل اور آسان ہے، کیونکہ اگر تم جانبِ اَمن (بے خوفی) کی طرف نظر دوڑاؤ گے تو تمہیں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی وسیع رحمت، اس کے بے پایاں فَضل وکَرَم اور اس کی بخشش اور جُود کے وہ سمندر نظر آئیں گے کہ خوف وڈر کا شائبہ بھی دل میں باقی نہیں رہے گا،

تواللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فَضْل پر بھروسہ کرکے بے خوف ہو کر بیٹھ جاؤ گے اور اگر جانب خوف کی طرف دیکھو گے تو خدا تعالیٰ کی عظیم قدرت، غالب تدبیر، جلال و ہیبت، اَولیاء و اَصفیاء سے بھی معاملہ حساب وکتاب کی نَزَاکت کے وہ لرزہ خیز واقعات و حالات سامنے آئیں گے کہ رَجا باقی نہیں رہے گی،تو مایوسی اور ناامیدی کا شکار ہوجاؤ گے۔لہٰذا ایسی صورت حال کے پیش نظر تم پر یہ بھی ضروری ہے کہ محض اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی وُسعتِ رحمت پر ہی اِنْحِصار نہ کرو تا کہ اس کی رحمت پر بھروسہ کرکے بالکل بے خوف نہ ہوجاؤ، کہ یہ بھی غلط ہے اور نہ اس کی عظیم ہیبت اور آخرت کی سَخْت پرسش وگرفت پر ہی نظر رکھو کیونکہ اس طرح تم ناامیدی اور مایوسی کا شکار ہوجاؤ گے، بلکہ دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھو، کچھ حصہ خوف کا لو اور کچھ رَجاء کا، پھران دونوں کے کندھے پر سوار ہو کر اس باریک راہ پر چلو تا کہ بھٹکنے سے محفوظ رہو۔ کیونکہ صرف رَجاء کا راستہ بہت آسان اور سَہْل ہے اور بڑا وسیع اور کشادہ ہے،لیکن اس کی منزل اور انتہا عذابِ خدا سے بالکل بے خوفی اور خسارہ ہے، اسی طرح صِرف خوف کا راستہ بھی اگرچہ بڑا وسیع وعریض ہے، لیکن اس کا انجام ضلالت و گمراہی ہے، اور اِعْتِدال کا راستہ خوف اور رَجاء کے درمیان ہے،اور یہ درمیانی راستہ اگرچہ دشوار گزار ہے لیکن ہر خطرہ سے محفوظ اور بالکل واضح اور صاف ہے جو مغفرت و بھلائی، جنت و رضوان اور لِقائے الٰہی تک لے جاتا ہے، کیا تم نے خوف و رَجاء کے راستہ پر چلنے والوں کے متعلق خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک نہیں سُنا!

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۙ (پ۲۱،السجدۃ:۱۶)

ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے۔

پھر ان کی جزا کے متعلق فرمایا:

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چُھپا رکھی ہے صِلہ ان کے کاموں کا۔ (پ ٢١،السجدة:١٧)

کوئی انسان نہیں جان سکتا آنکھوں کی اُس ٹھنڈک کو جو خوف ورَجاء کی راہ پر چلنے والوں کے لیے ان کی جزا کے طور پر (آخِرت میں) پوشیدہ رکھی ہوئی ہے۔

اس جملۂ قرآنی پر پوری طرح غور کرو، پھر اس راہ پر چلنے کے لیے پوری طرح مُستَعِد اور بیدار ہو جاؤ کیونکہ خوف ورَجاء کا مقام حاصل کرنا آسان نہیں۔ پھر یہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ اس راہ پر چلنا اور سُست اور سرکش نفس کو اس کی محبوب چیزوں سے ہٹا کر عبادات اور اَعمالِ صالح میں لگانا جو اسے بڑا ناگوار ہے، اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک تین اصول ذہن میں نہ رکھے جائیں اور غفلت اور سستی کے بغیر ان اُصولوں کی ہمیشہ حفاظت ونگہداشت نہ کی جائے۔ وہ تین اُصول یہ ہیں:

(١) ترغیب وتَرْہِیب کے متعلق اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اِرشادات ذہن نشین کرنا

(٢) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مُعاف یا گرِفت فرمانے کو پیشِ نظر رکھنا

(٣) آخِرت میں نیک لوگوں کے ثواب اور بُرے لوگوں کے عذاب کو یاد رکھنا۔

ان تین اصولوں کی کَمَاحَقُّہٗ تفصیل کے لیے تو دفتر درکار ہیں، ہم نے اس باب میں ایک مستقل کتاب "تَنۡبِیۡهُ الۡغَافِلِیۡن" تصنیف کی ہے اور اس مختصر کتاب میں ہم صرف ان کَلِمات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن کو ذہن نشین کر لینے کے بعد مقصود سے اِنۡ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ واقف ہو جاؤ گے۔ وَاللّٰهُ وَلِیُّ التَّوۡفِیۡق.

اَصْلِ اوّل

تَرغِیب وتَرہِیب کے متعلق اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ارشادات:

اے برادرِعزیز! تجھے ان آیات میں ضَرور تدَبُّر اور غور کرنا چاہیے جن میں خدا تعالیٰ نے تَرغِیب وتَرہِیب اور خوف ورَجاء کا ذکر فرمایا ہے، چنانچہ رَجاء کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا:

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ (پ ۲۴،الزمر:۵۳)

ترجمہ کنزالایمان: اللّٰہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللّٰہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

وَ مَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۫ۗ (پ ۴ ،آل عمران:۱۳۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور گناہ کون بخشے سوا اللّٰہ کے۔

غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ (پ ۲۴،المومن:۳)

ترجمہ کنزالایمان: گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا اور کون گناہ بخشنے والا ہے؟

وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ (پ ۲۵،الشوریٰ:۲۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ (پ ۷،الانعام:۱۲)

ترجمہ کنزالایمان: اس نے اپنے کرم کے ذمّہ پر رحمت لکھ لی ہے۔

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ (پ۹،الاعراف:۱۵۶)

ترجمہ کنزالایمان: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے تو عنقریب میں نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۳﴾ (پ۲،البقرۃ:۱۴۳)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللّٰہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر (رحم) والا ہے۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ﴿۴۳﴾ (پ۲۲،الاحزاب:۴۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

ان مَذکُورہ آیات اور اس طرح کی دیگر بہت سی آیات میں رَجاء کا بیان ہے۔

خوف اور ہیبت کی آیات

یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ (پ۲۳،الزمر:۱۶)

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے بندو تم مجھ سے ڈرو۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ (پ۱۸،المومنون:۱۱۵)

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ (پ۲۹،القیامۃ:۳۶)

ترجمہ کنزالایمان: کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔

لَیْسَ بِاَمَانِیِّكُمْ وَ لَاۤ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْكِتٰبِؕ (پ۵،النساء:۱۲۳)

ترجمہ کنزالایمان: کام نہ کچھ تمہارے خیالوں پر ہے اور نہ کتاب والوں کی ہوس پر۔

مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِہٖ ۙ وَلَا یَجِدۡ لَہٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا ﴿۱۲۳﴾ (پ ٥، النساء: ١٢٣)

ترجمۂ کنزالایمان: جو بُرائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور اللّٰہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار۔

وَہُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّہُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾ (پ ١٦، الکہف: ١٠٤)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔

وَبَدَا لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مَا لَمۡ یَکُوۡنُوۡا یَحۡتَسِبُوۡنَ ﴿۴۷﴾ (پ ٢٤، الزمر: ٤٧)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں اللّٰہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔

وَقَدِمۡنَاۤ اِلٰی مَا عَمِلُوۡا مِنۡ عَمَلٍ فَجَعَلۡنٰہُ ہَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا ﴿۲۳﴾ (پ ١٩، الفرقان: ٢٣)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قَصد فرما کر انہیں باریک باریک غُبار کے بکھرے ہوئے ذَرّے کر دیا کہ رَوزَن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

ہم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے دامنِ رحمت میں جگہ دے اور بداَعمالیوں سے بچائے۔

چند وہ آیاتِ مبارکہ جن میں خوف ورَجاء دونوں کا بیان ہے

نَبِّئۡ عِبَادِیۡۤ اَنِّیۡۤ اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۴۹﴾ۙ (پ ١٤، الحجر: ٤٩)

ترجمۂ کنزالایمان: خبر دو میرے بندوں کو کہ بیشک میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان

اس کے مُتَّصل بعد فرمایا:

وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۵۰﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور میرا ہی عذاب درد ناک عذاب ہے۔ (پ ۱۴،الحجر: ۵۰)

عذاب کا ذکر ساتھ ہی اس لیے فرمایا تاکہ بندے پر صرف رَجاء کا ہی غلبہ نہ ہو جائے، اسی طرح قرآن مجید میں ایک جگہ جہاں یہ فرمایا:

شَدِیْدِ الْعِقَابِ ۙ (پ۲۴،المؤمن:۳) ترجمہ کنزالایمان: سخت عذاب کرنے والا

وہاں اس کے متصل بعد یہ بھی فرمایا:

ذِی الطَّوْلِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ ترجمہ کنزالایمان: بڑے انعام والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (پ ۲۴،المومن:۳)

تاکہ بالکل خوف کا غلبہ ہی نہ ہو جائے۔

اس سلسلے میں اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کا عجیب ترین قول یہ ہے کہ پہلے فرمایا:

وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ ترجمہ کنزالایمان: اور اللّٰہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔ (پ۳،آل عمران: ۳۰)

پھر اس کے ساتھ ہی فرما دیا:

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور اللّٰہ بندوں پر مہربان ہے۔ (پ۳،آل عمران: ۳۰)

اور اس سے بھی عجیب تر یہ قول ہے:

مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ ترجمہ کنزالایمان: جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے۔ (پ۲۶، ق: ۳۳)

کہ خَشِیَّت کے ساتھ اپنا ذکر اِسمِ جَبّار یا مُنۡتَقِم یامُتَکَبِّر سے نہ کیا جو خَشِیَّت کے لحاظ سے موقع کے مناسب تھا بلکہ خَشِیَّت کو رحمٰن سے مُعلَّق فرمایا تا کہ خَشِیَّت اور رحمت کا ذکر ہو جائے، کہ دل صِرف ذکرِ خَشِیَّت سے فنا ہی نہ ہو جائے، لِہٰذا ڈرانے کے ساتھ ساتھ اَمن دینے کا تذکرہ کیا اور تَحرِیک کے ساتھ ساتھ تسکین کا ذکر بھی کر دیا۔ اس آیت کے مضمون کی مثال یوں ہے کہ تم کسی کو کہو تم اپنی مہربان ماں سے کیوں نہیں ڈرتے یا تم اپنے مُشفِق باپ سے کیوں خوف نہیں کھاتے یا تم رحمدل حاکم سے کیوں نہیں ڈرتے، اس قِسم کی گفتگو سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ خوف واَمن کا درمیانی راستہ اختیار کرنا چاہیے اور بالکل مایوسی یا بالکل بے خوفی سے دور رہنا چاہیے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی رحمت و کرم سے ہمیں اور تمہیں اس ذکرِ حکیم میں تدَبُّر اور اس پر عمل کرنے والوں میں سے کرے۔ بے شک وہ بڑا جَوَّاد اور کَرِیم ہے۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے جو کبریائی اور بڑائی والا ہے۔

غیبت سے محفوظ رہنے کا نسخہ

حضرتِ علّامہ مَجدُ الدِّین فیروز آبادی عَلَیۡهِ رَحۡمَةُ اللّٰهِ الۡهَادِی سے مَنقول ہے: جب کسی مجلس میں (یعنی لوگوں میں) بیٹھو اور کہو:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تم پر ایک فِرِشتہ مقرر فرما دے گا جو تم کو غیبت سے باز رکھے گا۔ اور جب مجلس سے اُٹھو تو کہو:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

تو فِرِشتہ لوگوں کو تمہاری غیبت کرنے سے باز رکھے گا۔

(اَلۡقَوۡلُ الۡبَدِیۡع، ص۲۷۸)

اِخلاص کا بیان

اِخلاص سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عمل کو مقام مقبولیت حاصل ہوتا ہے اور انسان کو اس عمل پر ثواب ملتا ہے ورنہ اِخلاص مَفْقُود ہونے کی صورت میں اَعمال مردود ہوجاتے ہیں اور ان کا ثواب یا تو بالکل ہی یا کچھ نہ کچھ ضَائِع اور برباد ہوجاتا ہے۔ کیونکہ مشہور حدیث میں حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مروی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: میں شرک سے بالکل بے نیاز ہوں، جو شخص عمل میں میرے غیر کو شریک کرے، تو میرا حصہ بھی اس شریک کو ہی پہنچا، میں صرف اُس عمل کو قبول کرتا ہوں جو خالص میرے لیے کیا گیا ہو۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب رياء و السمعة ، الحديث: ٤٢٠٢، ج٤، ص٤٦٩ و الدرالمنثور، تحت پ١٦، الكهف: ١١٠، ج٩، ص١٥٩٤)

مروی ہے کہ قِیَامت کے روز جب بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے اَعمال پر ثواب کا طلبگار ہوگا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: کیا تجھے مَجَالِس ومَحَافِل میں وُسْعت نہیں دی گئی تھی کیا وہاں تجھے سرداری نہیں دی گئی تھی، کیا تیرے کاروبار میں ترقی وسُہُولت اور ہر قِسم کی آسانی عطا نہیں کی گئی تھی۔ کیا تجھے اسی طرح کے بے شمار اعزازات وانعامات نہیں دیے گئے تھے۔ کیا تمہیں ہر قِسم کی تکلیفوں، خَمروں اور نقصانوں سے مَحفوظ نہیں رکھا گیا تھا یعنی یہ سب کچھ جَزَائے اَعمال کے طور پر دنیا میں تجھے دے دیا گیا تھا۔

میں کہتا ہوں رِیاء کے خَمرات میں سے کم از کم دو کی تو نَدامت انسان کو ہوتی ہے اور دو مصیبتیں اس پر مُسلَّط ہوتی ہیں، ایک نَدامت تو پوشیدہ قِسم کی ہے اور وہ تمام ملائکہ کے سامنے شرمندگی ہے جیسا کہ روایت میں ہے کہ ملائکہ ایک بندے کے اَعمال خوشی خوشی اوپر لے جاتے ہیں۔ مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ یہ

اعمال سِجِّین میں پھینک دو کیونکہ اس نے یہ اَعمال میری رضا اور خوشنودی کے لیے نہیں کیے تھے۔(حلیة الاولیاء، ۲۱۰ یحیی بن ابی کثیر،الحدیث:۳۲۵۵،ج۳،ص۸۲)

تو اس وقت اُس بندے اور اس کے عمل کو ان ملائکہ کے سامنے نَدامت لاحِق ہوتی ہے۔ دوسری نَدامت اور شرمندگی علانِیہ اس کو لاحِق ہوگی جو قِیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے ہوگی۔ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے روایت ہے کہ اِنَّ الْمُرَائِیُ یُنَادَی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَرْبَعَۃِ اَسْمَآءٍ یَا کَافِرُ، یَا فَاجِرُ، یَاغَادِرُ، یَاخَاسِرُ، ضَلَّ سَعْیُکَ وَبَطَلَ عَمَلُکَ فَلاَ خَلاَقَ لَکَ الْیَوْمَ اُلْتَمِسِ الْاَجْرَ مِمَّنْ کُنْتَ تَعْمَلُ لَہُ یَا مُخَادِعُ. (فردوس الاخبار،الحدیث:۶۹۰۱،ج۲،ص۳۵۶)

رِیاء کار کو قِیامت کے دن چار ناموں سے پکارا جائے گا،اے کافر،اے فاجر، اے غدار،اے خسارہ اٹھانے والے تیری کوشش بے کار چلی گئی تیرے اَعمال بے کار ہو چکے ہیں، یہاں آخِرت میں تیرا کوئی حصہ نہیں،اے دھوکے باز اپنے اعمال کا اَجر و ثواب اس سے جا کر لے جس کو دکھانے کے لیے تو عمل کرتا تھا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یُنَادِی مُنَادٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُسْمِعُ الْخَلاَئِقَ، اَیْنَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ النَّاسَ؟ قُوْمُوْا خُذُوْا اُجُوْرَکُمْ مِمَّنْ کُنْتُمْ عَمِلْتُمْ لَہُ، فَاِنِّی لَا اَقْبَلُ عَمَلاً خَالَطَہُ شَیْءٌ. (جمع الجوامع، قسم الاقوال،حرف الھمزۃ،الحدیث :۲۴۷۶، ج۱،ص۳۳۶) قِیامت کے روز ایک نِدا کرنے والا نِدا کرے گا جسے تمام مخلوقات سنے گی۔ کہاں ہیں وہ جو خدا کے بجائے لوگوں کی عبادت کرتے تھے جاؤ اور اپنے اَعمال کا بدلہ ان سے لو جن کے لیے کرتے تھے۔ میں اس عمل کو قبول نہیں کرتا جس میں ریاء اور نُمائش کی ملاوٹ ہو۔

اور رِیاء سے آنے والی دو مصیبتوں میں ایک مصیبت جنت سے محرومی ہے، کیونکہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مروی ہے کہ جنت نے گفتگو کی اور کہا: ''اَنَا حَرَامٌ عَلٰی کُلِّ بَخِیْلٍ وَّ مُرَاءٍ.'' میں بخیل اور رِیاء کار پر حرام ہوں۔

(تاریخ مدینة دمشق،٦١٣٣ـمحمد بن بشر،ج٥٢،ص١٥١)

اس حدیث شریف کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اس بخیل سے وہ بخیل مراد ہے جو سب سے بہتر کلمے کو زبان پر لانے سے بخل کرتا ہے، یعنی لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تَصدیقِ قَلْبی کے ساتھ نہیں پڑھتا اور اس رِیاء کار سے وہ مراد ہے جو بدترین قِسم کی رِیاء کاری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یعنی مُنافِق جو اپنی توحید اور اپنے ایمان میں رِیاء کاری کرتا ہے۔ حدیث کے اس معنی میں امید کی طرف اشارہ ہے کہ اگر صِدق اور اِخلاص پیدا ہو جائے تو اس کا معاملہ درست ہو سکتا ہے، حدیث کا دوسرا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص بخل اور رِیاء کاری سے باز نہ آئے اور اپنی پروا اور رِعایَت نہ کرے، تو ایسی صورت میں دو خطرے ہیں ایک تو یہ کہ ممکن ہے اس بخل اور رِیاء کاری کی نُحُوست اس پر آ پڑے اور وہ کُفر کے گڑھے میں جا گرے اور اس طرح جنت سے بالکل محروم ہو جائے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْه

دوسرا خطرہ یہ ہے کہ اس بخل و رِیاء کاری کے باعث ایمان ہی سَلْب ہو جائے اور دوزخ کا مستحق ہو جائے۔ ہم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی اور شدید غَضَب سے پناہ مانگتے ہیں۔

اور دوسری مصیبت دوزخ میں جانا ہے کیونکہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: قِیامت

کے روز سب سے پہلے حساب کے لیے جس شخص کو بلایا جائے گا وہ حافِظ اور قاریٔ قرآن ہوگا اور ایک وہ جس نے راہِ خدا میں جان دی ہوگی اور ایک مالدار شخص کو، تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قاری سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے وہ کتاب نہیں سکھائی تھی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی تھی وہ جواب دے گا ہاں یارب تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پوچھے گا تو علم کے مطابق تو نے عمل کیا۔ قاری جواب دے گا میں تیری خوشنودی کے لیے ساری ساری رات اور دن کے اوقاتِ مُختَلِفَہ میں آیاتِ قرآنی کی تلاوت میں مشغول و مصروف رہا، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے، پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا تلاوتِ آیات سے تیرا ارادہ یہ تھا کہ لوگ کہیں فلاں شخص قاری ہے اور یہ بات تجھے حاصل ہوگئی تھی،

پھر صاحبِ مال شخص کو بلایا جائے گا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پوچھے گا کیا میں نے تجھے رِزْق میں فَراخی اور وُسعَت عطا نہیں کی تھی، یہاں تک کہ میں نے تجھے کسی انسان کا محتاج نہیں رکھا تھا۔ وہ کہے گا ہاں یارب تعالیٰ تو اس سے پوچھے گا میرے دیئے ہوئے مال کو تو نے کس عمل میں صرف کیا وہ کہے گا میں نے اس مال کے ساتھ صِلَہ رِحمی قائم کی اور تیری راہ میں صَدَقہ اور خیرات کیا، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا تو جھوٹا ہے فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا بلکہ تیری نِیّت تو یہ تھی کہ دنیا تجھے سَخی اور فَیّاض کے نام سے پکارے اور یہ چیز دنیا میں تجھے حاصل ہوگئی، اور

اس شخص کو دربارِ خداوندی میں لایا جائے گا جس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جان دے دی ہوگی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پوچھے گا تو نے دنیا میں کیا نیک کام کیے، عرض کرے گا، مجھے تیری راہ میں جہاد کا حکم ملا تو میں جہاد میں مصروف ہوگیا، حتی کہ

تیرے راستے میں جان کٹا دی، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے، ملائکہ بھی کہیں گے تو جھوٹ بول رہا ہے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا بلکہ تیرا تو یہ مقصد تھا کہ لوگ تجھے دلیر اور شجاع کہیں، اور یہ بات تجھے دنیا میں حاصل ہوگئی پھر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دستِ مبارک میرے گھٹنے پر مارا اور فرمایا: اے ابوہریرہ! (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) یہی وہ لوگ ہیں جن کو سب سے اوّل دوزخ میں پھینک کر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دوزخ کی آگ بھڑکائے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الریاء والسمعة، الحدیث: ۲۳۸۹، ج۴، ص۱۶۹)

ایک دوسری حدیث حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے فرماتے ہیں: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقُوْلُ: اِنَّ النَّارَ وَ اَھْلَھَا یَعُجُّوْنَ مِنْ اَھْلِ الرِّیَاءِ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَ کَیْفَ تَعُجُّ النَّارُ؟ قَالَ مِنْ حَرِّ النَّارِ الَّتِیْ یُعَذَّبُوْنَ بِھَا. میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا کہ ''دوزخ اور اہلِ دوزخ رِیاء کاروں سے چیخ اٹھیں گے۔'' عرض کی گئی: یارسول اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) دوزخ کیوں چیخے گی؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اُس آگ کی تپش سے جس سے رِیاء کاروں کو عذاب دیا جارہا ہوگا۔'' قِیَامت کے روز لاحِق ہونے والی شرمندگیوں اور نَدامتوں میں اَہل بَصِیرت کیلئے درسِ عبرت ہے۔ واللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَلِیُّ الْھِدَایَةِ بِفَضْلِہٖ.

سوال: آپ ہمیں اِخلاص اور رِیاء کی حقیقت اور ان کے نتیجے سے آگاہ فرمائیں نیز ان سے انسان کے اَعمال میں کس قِسم کا اثر رونما ہوتا ہے اس پر بھی روشنی ڈالیں؟

جواب: ہمارے علمائے اہلِ سنت کے نزدیک اِخلاص کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) عمل میں اِخلاص (۲) طلب ثواب میں اخلاص

اِخلاص فِی الْعَمَل تو یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے تَقَرُّبِ حق تعالیٰ، اس کے حکم کی تعظیم اوراس کے اَحکامات کی بجا آوری کا ارادہ کرے، اور یہ اِخلاص اعتقادِ صحیح سے نصیب ہوتا ہے۔ اس اِخلاص کی ضد نِفَاق ہے، جس میں غیر اللّٰہ کا تَقَرُّب مقصود ہوتا ہے۔ ہمارے شیخ رَحْمَةُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: نفاق اس اِعْتِقادِ فاسِد کا نام ہے جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں مُنافِق کے دل میں پایا جاتا ہے اور یہ اعتقاد ارادہ کے قَبِیلہ میں سے نہیں ہے جیسا کہ ہم دوسرے مقام پر ذِکر کر چکے ہیں۔ لیکن طَلَبِ ثواب میں اِخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ نیک عمل سے نَفْعِ آخِرَت کا ارادہ کرے، ہمارے شیخ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس کی حقیقت یہ بیان کرتے تھے: ایسے نیک کام پر نفع کا ارادہ کرنا جسے شرعاً رد کرنا دشوار ہو اور رد کر دینے کی صورت میں آخِرَت میں نفع کی امید باقی نہ رہے۔ ہم اِخلاص کی اس تعریف میں مَلحُوظ قیدوں کی شرح دوسرے مقام پر کر چکے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حواریوں نے آپ سے دریافت کیا: اِخلاص کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اِخلاص یہ ہے کہ بندہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے نیک کام کرے اور دل میں اس کی چاہت نہ رکھے کہ اس پر اس کی مَدْح وسَتائش کی جائے۔ (تاریخ مدینة دمشق، ج۴۷، ۴۴۸) حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اس قول مبارک کا مطلب بھی یہی ہے کہ بندہ رِیاء کو نزدیک نہ آنے دے اور مَدْح وسَتائش کی خواہش سے خصوصاً اس لئے منع فرمایا کہ یہ رِیاء کے بہت قوی اسباب میں سے ہے جو اِخلاص کو تباہ وبرباد کرتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: رِیاء کاری وغیرہ کے میل کُچیل سے اَعمال کو پاک وصاف رکھنے کا نام اِخلاص ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب النیة والاخلاص والصدق، ج۵، ص ۱۱۰)

حضرت فُضَیل بن عِیاض رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: تمام نفسانی اور بشری تقاضوں کو بھول جانے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات پاک کے ساتھ دوام ربط اور دوام مراقبہ کا نام اِخلاص ہے۔

یہ اِخلاص کا مکمل بیان ہے۔ اِخلاص کی تعریف میں اور بھی بہت سے اقوال ہیں۔ لیکن انکشاف حقائق کے بعد نقل اقوال میں کوئی فائدہ نہیں۔

حضور نبی کریم، رؤف ورحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جب اِخلاص کی حقیقت دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا: ”تَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰہُ ثُمَّ تَسْتَقِیْمُ کَمَا اُمِرْتَ.“ اِخلاص یہ ہے کہ تو کہے میرا رب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہے اور پھر جو تجھے حکم ہے اس پر قائم اور مضبوط ہو جائے۔

یعنی تو اپنے نفس اور خواہشات کی پیروی چھوڑ دے، بلکہ صرف رب تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کرے، اور اس کے حکم کے مطابق اس کی عبادت اور بندگی میں مستقیم رہے۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ السَّلَام کے اس ارشاد میں دراصل اس طرف اشارہ ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا ہر شے سے تعلق مُنقطع کرلے اور اس کی ذات کے سوا ہر چیز اپنی نظر سے ہٹادے۔ اِخلاصِ حقیقی اسی کا نام ہے، اِخلاص کے مقابلہ میں رِیاء ہے، اور رِیاء کی تعریف ہے: عملِ آخرت کے عوض دنیوی نفع کا ارادہ کرنا۔ پھر رِیاء کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) رِیاء محض (۲) رِیاء مخلوط۔ رِیاء محض تو یہ ہے کہ صرف دنیوی نفع کا ارادہ کیا جائے

اور رِیاءِ مخلوط یہ ہے کہ عمل آخِرَت سے دنیوی اور اُخروی دونوں قِسم کے نفع کا ارادہ کیا جائے۔ یہ تو تھی اِخلاص اور رِیاء دونوں کی حقیقت اور ماہیت باقی رہی ان دونوں کی تاثیر تو اِخلاص سے تو تم اپنے فعل کو قُرْبت اور نزدیکی کا سبب بنالوگے اور طلبِ ثواب میں اِخلاص سے تمہارا عمل بڑے ثواب اور عَظَمَت کا مستحق ہوجائے گا اس کے برعکس نِفَاق عَمَلِ خیر کو ضَائِع کردیتا ہے اور اس سے عمل نزدیکی اور قُرْبت کا سبب نہیں بنتا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے نیک عمل پر ثواب کا جو وعدہ کیا ہے نفاق سے وہ عمل اس وعدے کا مستحق نہیں رہتا۔ بعض عُلَماء کے نزدیک رِیاءِ محض کا صُدُور عارِف سے نہیں ہوسکتا، ہاں رِیاء کی آمیزش ہوسکتی ہے۔ جس سے نصف ثواب باطل اور ضَائِع ہوسکتا ہے اور بعض دوسرے عُلَماء کے نزدیک عارِف سے رِیاءِ محض کا صُدُور بھی ہوسکتا ہے اور اس سے دُگنے کا نصف ثواب ضَائِع ہوتا ہے اور رِیاءِ مخلوط سے دُگنے کا چوتھائی ثواب برباد ہوتا ہے اور ہمارے شیخ قُدِّسَ سِرُّہٗ کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ عارِف سے آخِرَت کا تصور ہوتے ہوئے رِیاءِ محض کا صُدُور نہیں ہوسکتا۔ ہاں آخِرَت سے بےتوجہی کی صورت میں رِیاءِ محض کا صُدُور ممکن ہے، مختار اور پسندیدہ بات یہ ہے کہ رِیاء کی تاثیر سے عمل کی قبولیت ختم ہوجاتی ہے اور ثواب میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ باقی یہ اندازہ نہیں ہوسکتا کہ نصف ثواب ضَائِع ہوتا ہے یا چوتھائی ثواب اور ان مسائل کی شرح بڑی طویل ہے، ہم ان کی مکمل اور پوری شرح وتفصیل کتاب احیاءالعلوم اور اسرار معاملات دین میں کرچکے ہیں۔

اگر تم یہ سوال کرو کہ اِخلاص کا موقعہ محل کون سا ہے اور کس عبادت میں یہ پایا جاتا ہے اور کہاں واجب وضروری ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض عُلَماء کے نزدیک اَعمال تین قِسم ہیں، ایک قِسم وہ ہے جس میں دونوں قِسم کا اِخلاص پایا جاتا ہے اور وہ

عبادات ظاہِرہ اَصْلِیہ ہیں جیسے نماز وغیرہ۔ دوسری قِسْم عبادات کی وہ ہے جس میں دونوں قِسْم کا اِخلاص نہیں پایا جاتا وہ عبادات ِ باطِنِیّہ اَصْلِیہ ہیں جیسے ایمان تَوَکُّل وغیرہ اور اَعمال کی تیسری قِسْم وہ ہے جس میں طلب اجر وثواب کا اِخلاص تو پایا جاتا ہے لیکن اِخْلاصُ الْعَمَل نہیں پایا جاتا اور یہ وہ مُباحات ہیں جو سامان آخِرَت کے طور پر انسان اپنے پاس رکھتا ہے۔ ہمارے شَیْخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہ نے فرمایا ہے وہ عبادات اَصْلِیّہ جو غیر اللّٰہ کے لیے بھی ہو سکتی ہیں ان میں اِخلاص عمل پایا جاتا ہے تو اکثر عبادات باطِنِیّہ میں اِخلاص عمل متحقق ہوتا ہے۔ لیکن طلب اجر میں اخلاص، تو یہ اکثر مشائخ کِرَام امیہ کے نزدیک عبادات باطِنِیّہ میں نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ ان پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہوتا۔ تو ان میں رِیاء کے اسباب ودَوَاعی نہیں پائے جاسکتے۔ لہٰذا ان میں طلب اجر کے اِخلاص کی حاجت اور ضرورت نہیں پڑتی۔ ہمارے شَیْخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہ کا کہنا ہے کہ جب ایک بندۂ مُقَرَّب عبادات باطِنہ سے دنیوی نفع کا قصد کرے تو یہ بھی رِیاء میں داخل ہے، میں کہتا ہوں اس صورت میں کوئی بعید نہیں کہ بہت سی عبادات باطِنہ میں دونوں قِسْم کا اِخلاص پایا جائے۔ اسی طرح نوافل شروع کرتے وقت دونوں قِسْم کا اِخلاص ہونا ضروری ہے، لیکن وہ مباحات جو تیاری آخِرَت کی غرض سے انسان نے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں ان میں طلبِ ثواب کا اِخلاص تو پایا جاتا ہے مگر اِخلاص عمل نہیں پایا جاتا کیونکہ یہ مباحات بذات خود عبادت وقربت نہیں ہیں، بلکہ قربت و بندگی کا ذریعہ ہیں۔

سوال: اگر تم کہو کہ یہ جو بیان کیا گیا ہے یہ دونوں قِسْم کے اِخلاص کے موقعہ ومحل کا بیان تھا ان دونوں کا وقت بھی بتائیں۔

جواب: اخلاصِ عمل تو فعل کے ساتھ ہی ہوتا ہے اس سے جدا اور مؤخر نہیں ہوسکتا۔ لیکن اجر طلب کرنے میں اِخلاص عمل سے جدا اور مؤخر ہوسکتا ہے اور بعض عُلَما ءعمل سے فراغت کے وقت کا اعتبار کرتے ہیں، یعنی عمل سے فراغت اِخلاص کی کیفیت پر ہوتی ہے تو اِخلاص کا اعتبار ہوگا اور اگر رِیاء پر ہوتی ہو تو رِیاء کا اعتبار ہوگا اور چونکہ عمل سے فراغت ہو چکی ہے، اس لیے اب اس کا تَدَارُک ممکن نہیں اور مشائخ کَرَّامیہ کے نزدیک جب تک عمل سے کوئی دنیوی مَنْفَعَت حاصل نہ کی ہو اور اِخلاص کا ارادہ کرلیا جائے تو اِخلاص معتبر ہو جائے گا۔ لیکن اگر دنیوی منفعت حاصل کرلی ہو تو پھر اِخلاص کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا اور بعض عُلَماء کا خیال ہے کہ فرائض میں موت تک اِخلاص کا پیدا کرلینا ممکن ہے۔ لیکن نوافل میں نہیں اور انہوں نے فرائض اور نوافل میں فرق کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ فرائض میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے بندہ داخل ہوتا ہے تو اس میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل اور اس کی طرف سے آسانی کی امید ہوتی ہے۔ لیکن نوافل میں یہ صورتِ حال نہیں کیونکہ نوافل بندہ اپنی مرضی اور چاہت سے شروع کرتا ہے۔ لہٰذا ان میں اس سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ انہیں کماحَقُّہٗ ادا کرے اور ان میں ذراسی کوتاہی نہ آنے دے، میں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں ایک فائدہ ہے، وہ یہ کہ جس شخص سے رِیاء کا صُدُور ہو چکا ہو، یا ترکِ اِخلاص کا اِرْتِکاب ہو چکا ہو تو اس کے لیے مذکورہ وُجُوہ کی روشنی میں تلافی اور تَدَارُک کی گنجائش ہے۔ ان باریک اور دَقِیق مسائل میں لوگوں کے مختلف مذاہب نَقْل کرنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ فی زمانہ غفلت کے سبب تصوف کی راہ پر چلنے والے جن کا شوق وجذبہ ماند پڑ چکا ہے وہ پھر سے پُرعزم ہوجائیں اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس راستے کی جانب قدم بڑھانے والے کو قریب لایا جائے کہ اگر اسے اپنی بیماریوں کا علاج ایک مذہب میں نہ ملے تو دوسرے مذہب میں پالے کیونکہ انسانی امراض، اَغراض، اَعمال کی خرابیاں

اوران کی آفات مختلف ہیں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ تم یہ باتیں اچھی طرح سمجھ لوگے۔

سوال: کیا ہر عمل میں اِخلاصِ مُفرِد ہی صرف کافی ہوسکتا ہے یا ہر عمل کے ہر جُزْو کے لیے علیحدہ علیحدہ اِخلاصِ جدید کی ضرورت ہے؟

جواب: اس میں علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا اختلاف ہے، بعض تو یہ کہتے ہیں سارے عمل کے لیے ایک ہی اِخلاص کی ضرورت ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ کچھ اَعمال ایسے ہیں جن میں ایک اِخلاص ہی کفایت کرتا ہے جیسے وہ اَعمال جو مختلف ارکان سے مرکب ہیں لیکن مجموعی طور پر ایک شے کی حیثیت رکھتے ہیں جیسے نماز، روزہ وغیرہ۔

سوال: ایک شخص اپنے عملِ خیر سے اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور خوشنودی نہیں بلکہ اپنے نفع اور فائدے کا ارادہ کرتا ہے۔ لوگوں سے کوئی ارادہ نہیں رکھتا یعنی اس کے دل میں یہ بات نہیں کہ اس عملِ خیر پر لوگ میری حمد وثناء کریں، یا میرے عمل کو دیکھیں یا مجھے کوئی نَفْع پہنچائیں تو کیا اس قِسم کا عمل بھی ریاکاری میں داخل ہے؟

جواب: اس قِسم کا عمل خالص رِیاء کارانہ عمل ہے، عُلَمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ عمل میں مراد کا اعتبار ہوتا ہے، اس کا اعتبار نہیں ہوتا جس سے مراد طلب کی جارہی ہو، لہٰذا عمل سے تیری مراد اگر دنیوی نفع اور فائدہ ہو تو بہرحال یہ رِیاء ہے چاہے خدا تعالیٰ سے یہ مراد طلب کی جارہی ہو یا لوگوں سے۔ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾ (پ۲۵، الشوریٰ: ۲۰)

ترجمہ کنزالایمان: جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اسکا کچھ حصّہ نہیں۔

اور لفظ رِیاء کا اعتبار نہیں، بلکہ نِیّت اور مراد کا اعتبار ہے اور یہ لفظ رُؤیَۃٌ سے مُشْتَق (نکالا گیا) ہے، اس سے اِشْتِقاق (نکالنے) کی وجہ یہ ہے کہ یہ ارادۂ فاسِدہ اکثر وبیشتر لوگوں کی طرف سے اور ان کے دیکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

سوال: اگر ایک شخص اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے دنیا اس لیے طلب کرے کہ وہ لوگوں کے سامنے دستِ حاجت دراز کرنے سے بچے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بندگی اور عبادت میں دِلجَمعی سے مصروف ومشغول رہ سکے تو کیا ایسا قَصد وارادہ بھی رِیاء میں داخل ہے۔

جواب: لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچنا کثرت مال وجاہ اور سامانِ دنیا کی زیادتی سے نہیں ہوتا بلکہ یہ چیز تو قَناعت اور خدا تعالیٰ پر کامل بھروسے اور تَوَکُّل سے ہوتی ہے لیکن اگر طلب دنیا سے اس کا مقصد یکسوئی سے عبادت میں مصروف ہونا ہو تو اس طرح کا مقصد وارادہ رِیاء میں داخل نہیں لیکن اس سے وہی چیزیں مراد ہوں گی جو آخِرَت اور اسباب آخِرَت سے تعلق رکھتی ہیں اور اس کا قصد بھی قطعاً آخِرَت کی تیاری سے ہی متعلق ہو۔ اگر کسی عَمَلِ خیر سے اس قِسم کا ارادہ ہو تو وہ رِیاء نہیں کیونکہ دنیوی امور اس ارادہ سے خیر بن جاتے ہیں یا اَعمالِ آخِرَت کے حکم کے تحت آجاتے ہیں اور خیر کا ارادہ رِیاء نہیں ہوسکتا۔ یوں ہی اگر تم یہ ارادہ کرو کہ لوگوں میں تمہاری عزت ہو اور مشائخ اور مذہبی رہنما تم سے محبت کریں۔ لیکن اس سے تمہارا مقصود یہ ہو کہ تمہیں اہلِ حق کے مذہب کی تائید وتقویت کی قدرت حاصل ہو یا اس طرح مُؤَثِّر طور طریقہ پر اہلِ بدعت کا رد کر سکو، ٹھوس طریقہ سے عِلمِ دین کی اشاعت کر سکو اور لوگوں کو عبادت کی تحریص و ترغیب دے سکو۔ اپنے نفس کی عَظَمَت وبُزُرگی اور حصولِ دنیا کی نِیّت نہ ہو تو دین سے مُتَعلّق اس طرح کے تمام مضبوط ارادے اور اچھی نیتیں رِیاء میں داخل نہیں، کیونکہ

درحقیقت ان سے مقصود آخِرَت ہے۔

میں نے بعض مشائخ سے پوچھا کہ کئی اَولیاءاللّٰہ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ کی عادت ہے کہ وہ عُسْرَت وتنگی کے اَیَّام میں سُورۂ وَاقِعَہ پڑھتے ہیں۔ کیا ان کی نِیّت یہ نہیں ہوتی کہ اس سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کی اس عُسْرَت اور تنگی کو دور کرے اور انہیں رِزْق کے معاملہ میں فَراخی اور وسعت عطا کرے۔ کیا عملِ آخِرَت سے حصولِ دنیا کا ارادہ کرنا درست ہے۔

بعض مشائخ کی طرف سے اس کا جو جواب مجھے ملا اس کا مفہوم یہ تھا کہ اَولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی مراد ونِیّت اس سے یہ ہوتی ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ انہیں قَناعَت عطا کرے اور اتنی مقدار میں روزی عطا کرے جس سے وہ عباداتِ الٰہی بجالاتے رہیں اور درس وتدریس کی قوت بحال رہے تو اس طرح کا ارادہ نیک ارادہ ہے دنیا کا ارادہ نہیں۔

جاننا چاہیے کہ عُسرت وتنگی کے وقت فَراخیِ رزق کے لیے اس سورت کو پڑھنے کا معمول بنانا خود حضور نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُم سے مروی ہے یہاں تک کہ حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بوقتِ وفات سب مال خیرات کر دیا اور اپنی اولاد کے لیے کچھ نہ چھوڑا تو اس فعل پر جب ان کو ملامت کی گئی تو انہوں نے جواب دیا میں اپنی اولاد کے لیے سورۂ وَاقِعَہ چھوڑ کر جا رہا ہوں۔

(شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، فصل فی فضائل سور والآیات،الحدیث:۲۴۹۷،ج۲،ص۴۹۱)

سُنّت کے اِسی اُصول کے مطابق ہمارے عُلَمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس قِسم کی باتیں اختیار کیں ورنہ بِحَمْدِہٖ تعالیٰ انہیں دنیا کی عسرت اور فراخی کی کوئی پرواہ نہیں تھی بلکہ وہ تو اَسبابِ دنیا کی کمی اور عسرت وتنگی کو غنیمت جانتے تھے اور

اس میں ایک دوسرے پر فوقیت لے جانے کی کوشش کرتے تھے اور مالی تنگدستی کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا احسان عظیم تصور کرتے اور جب اپنے آپ کو ساز و سامانِ دنیوی کی وسعت و کشادگی میں دیکھتے تو سخت ڈر جاتے۔ حالانکہ اکثر لوگ دنیوی مال و نعمت کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فَضل و کَرَم خیال کرتے ہیں۔ باوجود یہ کہ یہ وسعتِ مال و دولت ان کے لیے اِسْتِدْرَاج اور مصیبت ہوتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے عسرت اور تنگدستی کو کیوں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا احسان تصور نہ کریں جب کہ ان کی اندرونی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ عموماً بھوک کی حالت میں ہوتے ہیں۔ اَولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرمایا کرتے تھے: بھوک ہمارا سرمایہ ہے۔ اس بارے میں اہلِ تصوف کا مذہب یہی ہے اور میرا اور میرے مشائخ کا مذہب بھی یہی ہے اور ہمارے اَسلاف کی سیرت بھی یہی تھی۔ باقی رہا اس سلسلے میں بعض مُتاَخِّرِین کا کوتاہی کرنا تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ رزق کی وسعت اور تنگی کے متعلق ان کا نقطہ نظر میں نے اس لیے بیان کیا ہے تاکہ مخالف جہالت کی وجہ سے ان کو حقیر اور مجبور خیال نہ کرے یا صحیح العقیدہ مُبْتَدِی (راہِ عبادت میں قدم رکھنے والا) ان کے متعلق غلطی میں مبتلا نہ ہو۔

سوال: اہلِ علم، عبادت کے لئے تنہائی اختیار کرنے والے اور اَربابِ صَبْر و قَناعَت کو یہ کب لائق ہے کہ وہ حصول دنیا کے لیے وظیفے کرتے پھریں؟

جواب: جب مقصود حصول قَناعَت اور تیاری آخِرَت ہو تو پھر اتنی قوت حاصل کرنے کے لیے کہ بھوک کے سبب موت نہ واقع ہو جائے کوئی وظیفہ پڑھنا یا قرآن کی سورۃ پڑھنا سنت سے ثابت ہے۔ ہاں حِرْص و شَہْوَت اور عُسْرَت و تنگدستی کے خوف سے اپنے مال کو دگنا کرنے کے لیے ایسا کرنا درست نہیں، اور اکثر و بیشتر تو اس سورت کو

پڑھنے کے بعد اپنے دل میں قَناعَت محسوس کرے گا اور بھوک کی وجہ سے پیدا ہونے والے غم کو بھی مفقود پائے گا۔ نیز طعام سے بے نیازی کو بھی محسوس کرے گا جن لوگوں نے اس کا تجربہ کیا ہے ان کو اس کا اچھی طرح عِلْم ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے توفیق دے اس تحقیق کو ذہن میں رکھ۔

دَیُّوث کی تعریف

جو شخص اپنی بیوی یا کسی مَحرم پرغَیرت نہ کھائے (وہ ''دیُّوث'' ہے)

(دُرِّمُختار، ج۶، ص۱۱۳) باوُجُود قدرت اپنی زَوجہ، ماں، بہنوں اور جوان بیٹیوں وغیرہ کو گلیوں، بازاروں، شاپنگ سینٹروں اور مَخلُوط تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے، اجنبی پڑوسیوں، نامَحرم رشتے داروں، غیر مَحرم ملازِموں، چوکیداروں اور ڈرائیوروں سے بے تکلُّفی اور بے پردَگی سے مَنع نہ کرنے والے دَیُّوث جنّت سے محروم اور جہنَّم کے حقدار ہیں۔

کینہ کی تعریف

دل کی چُھپی ہوئی دشمنی کو کینہ کہتے ہیں۔

(فیضان سنت ج۱ ص۱۴۱۲)

عجب کا بیان

اَعمال کو ضَائِع کر دینے والی ایک اور بُرائی عُجب ہے اس سے بچنا دو وجہ سے ضَروری ہے، ایک تو یہ ہے کہ عُجب کے باعث انسان اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے ملنے والی توفیق وتائید سے محروم ہوجاتا ہے۔عُجب میں گرفتار انسان آخر کار ذلیل وخوار ہوتا ہے، جب انسان توفیق وتائید خداوندی سے محروم ہوجاتا ہے تو ہلاکت و بربادی کا جلد شکار ہوتا ہے، اسی لیے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ انسان کو تین چیزیں ہلاک کرتی ہیں، بُخْل جس کی پیروی کی جائے، خَواہش نَفسانی جس کا انسان مُتَّبع بن جائے اور آدمی کا اپنے آپ کو اچھا جاننا۔

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللّٰہ تعالٰی، الحدیث:۷۴۵، ج۱، ص۴۷۱)

دوسری وجہ یہ ہے کہ عُجب عَمَلِ صالح کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے۔اسی لیے حضرت عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حَوَارِیوں سے فرمایا: بہت سے چِراغ ہیں جن کو ہوا نے بجھا دیا اور بہت سے عابد ہیں جن کو عُجب نے تباہ کر دیا۔ جب انسانی زندگی سے مقصود اور غَرَض وغَایَت عبادت وبندگی ہے اور یہ خَصلت انسان کو اس مقصود سے محروم کر دیتی ہے کہ انسان کسی خیر کو حاصل نہیں کر سکتا اور اگر کچھ تھوڑی بہت نیکی کر بھی لے تو یہ عُجب اس کو بھی تباہ کر دیتا ہے اور اس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں رہتا تو بہت ضَروری ہے کہ انسان اس سے بچے اور محفوظ رہے۔ وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوفِیقِ وَالْعِصمَۃِ.

عجب کی حقیقت اور اس کا معنیٰ

اگر تم یہ دریافت کرو کہ عُجب کی حقیقت اور اس کا معنیٰ کیا ہے، نیز اسکی تاثیر اور

اس کا حکم اور نتیجہ کیا ہے اسکی وضاحت ہونی چاہیے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ عُجب کی حقیقت یہ ہے: اَلعُجُبُ اِستِعظَامُ العَمَلِ الصَّالِح (الطریقة المحمدیة،الخلق الرابع عشر من الاخلاق...الخ،ج۱،ص۵۹۵) اپنے نیک اعمال کو عظیم خیال کرنے کا نام عُجب ہے۔

ہمارے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک عُجب کی تفصیل یہ ہے کہ بندہ یہ ذِکر واِظہار کرے کہ اسے ان نیک اعمال کا شرف اپنی ذات،فلاں شے اور مخلوق سے حاصل ہوا ہے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے احسان کا ذکر واظہار نہ کرے۔علماء کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کا بیان ہے کہ عُجب میں مبتلا انسان بعض اوقات تینوں چیزوں کا ذکر کرتا ہے،بعض اوقات دو کا اور بعض اوقات صرف ایک کا ذکر کرتا ہے اور عُجب کی ضد احسان اور مِنَّت ہے۔احسان ومِنَّت سے یہ مراد ہے کہ انسان یہ ظاہر کرے کہ یہ سب بُزُرگی وفضیلت اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی تائید وتوفیق سے ہے اور مجھے یہ حاصل شدہ شرف وبُزُرگی اور مرتبہ ومقام عطا کرنے والا رب تعالیٰ ہے۔عُجب کے اَسباب وعلامات کے ظہور کے وقت خدا تعالیٰ کے احسان کا ذکر کرنا فرض ہو جاتا ہے اور عام اَوقات وحالات میں اس احسان خداوندی کا تَذکِرَہ مستحب وبہتر ہے۔باقی رہی عُجب وخُود سِتائی کی عمل صالح میں تاثیر تو اسکے متعلق بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ عُجب والے انسان کے اَعمال کو ضَائِع کرنے کے متعلق انتظار کیا جاتا ہے۔اگر وہ موت سے پہلے توبہ کرلے تو اسکے اعمال ضَائِع ہونے سے بچ جاتے ہیں ورنہ ضَائِع کردیئے جاتے ہیں۔فرقہ کرَّامیہ [1] کے مشائخ میں سے محمد بن صابر کا یہی مذہب ہے،محمد بن صابر کے نزدیک اعمال کے

---

1 ......یہ فرقہ ابو عبداللّٰہ بن کرام سے منسوب ہے اس کا عقیدہ ہے کہ زبانی اقرار ہی ایمان ہے،قلب کی تصدیق اس کے لیے ضروری نہیں۔

ضَائِع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عَمَلِ صَالِح ہر قسم کی اچھائی سے خالی ہوجائے کہ اجرو ثواب اور مَدْح تک کا مستحق نہ رہے، محمد بن صابر کے علاوہ دوسروں کے نزدیک اعمال ضَائِع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عَمَلِ صَالِح پر دُگنا تگنا ثواب جو ملنا تھا وہ ضَائِع ہوجاتا ہے عمل کا اَصل ثواب باقی رہتا ہے۔

سوال: عارِف شخص پر یہ بات کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے کہ عمل صالح کی توفیق دینے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے اور وہی اپنے فضل و احسان سے بلند مرتبہ اور کثیر ثواب عطا کرتا ہے۔

جواب: دراصل یہاں ایک لَطِیف نکتہ ہے جس کو ذہن نشین کر لینا جواب کے تمام پہلو وَاضِح کر دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عُجب کے معاملہ میں لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو ہر حال میں عُجب وخُود دِستائی کا شکار ہیں اور یہ مُعْتَزِلَه اور قَدَرِیَّه کا گروہ ہے جو اپنے افعال کا خود اپنے آپ کو خالق جانتا ہے اور اس معاملہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اپنے اوپر کوئی احسان تسلیم نہیں کرتا اور اس کی مدد و نُصرَت، توفیق اور لطفِ خاص کا منکر ہے اور اس خرابی کی وجہ ان کا یہی شُبَہ ہے جس میں یہ مبتلا ہیں۔ دوسرا گروہ ان کاملین کا ہے جو ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احسان کو ہی یاد کرتے ہیں۔ ان کو اپنے کسی بھی عمل میں عُجب لاحق نہیں ہوتا اور یہ اس بصیرت کے باعث ہے جو ان کو عطا ہوتی ہے اور اس تائید کی وجہ سے ہے جو انہی کے ساتھ خاص ہے۔

تیسرا گُروہ عام اہلِ سنت و جماعت ہیں جو جب خوابِ غفلت سے بیدار ہوتے ہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہی احسان مانتے ہیں اور جب ان پر غفلت طاری ہوتی ہے تو عُجب ورخُود دِستائی کا شکار ہوجاتے ہیں ایسا ان کی غفلت، عبادت میں سستی اور بصیرت کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

سوال: مُعتزِلہ اور قَدرِیَّہ کے افعال واعمال کی صورتِ حال کیا ہے کیا اس عُجب کی وجہ سے ان کے سب اعمال ضَائِع اور برباد ہیں؟

جواب: اس میں بہت اِخْتِلاف ہے، بَعْض کا قول ہے کہ ان کے تمام اعمال ضَائِع اور بے کار ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہی خراب ہے اور بعض کہتے ہیں اگر کوئی شخص فِی الْجُملہ اسلامی عقیدے رکھتا ہو تو تھوڑی بہُت اِعتِقادی غَلَطی سے اس کے اعمال ضَائِع نہیں ہوتے جب تک ہر عمل میں عُجب موجود نہ ہو، جس طرح عقیدہ اہلِ سنت ہوتے ہوئے یہ ضروری نہیں کہ تمام اعمال میں عُجب سے محفوظ رہے جب تک خُصُوصیت سے ہر عَمَلِ صالح کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا احسان تصور نہ کرے۔

سوال: کیا رِیاء اور عُجب کے علاوہ بھی کوئی چیز اعمال کو نقصان دیتی ہے؟

جواب: ان کے علاوہ بھی بہت ایسی چیزیں ہیں جو اَعمال کو خراب کرتی ہیں، ہم نے ان دو کا خصوصیت سے اس لیے ذکر کیا ہے کہ بربادی اعمال میں اَصل اور بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ورنہ بعض مشائخ کا قول ہے کہ بندہ پر لازم ہے کہ اپنے عمل کو دس چیزوں سے محفوظ رکھے۔ (۱) نِفَاق (۲) رِیاء (۳) لوگوں سے میل جول (۴) احسان جتلانے (۵) اَذِیَّت دینے (۶) نَدامت (۷) عُجب (۸) حَسرت (۹) سستی اور کاہلی سے اور (۱۰) لوگوں کی ملامت کے خوف سے یعنی اگر میں نے فلاں نیک کام کیا تو لوگ ملامت کریں گے۔ پھر ہمارے شیخ مکرم عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَکْرَم نے ان میں سے ہر ایک کی ضد اور ان سے اعمال کو جو ضرر پہنچتا ہے سب بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں نِفَاق کی ضد اخلاصِ عَمَل ہے اور رِیاء کی ضد طلب ثواب میں اخلاص پیدا کرنا ہے اور لوگوں سے میل جول کی ضد علیحدگی اور خَلْوَت ہے اور احسان جتلانے کی ضد اپنے

عمل کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرنا ہے اور اَذِیَّت دینے کی ضد اپنے عمل کی حفاظت ہے۔ ندامت کی ضد نفس کو مضبوط اور قائم کرنا ہے، اور عُجب کی ضد اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے احسان کا اظہار ہے، حسرت کی ضد نیکی اور خیر کو غنیمت جاننا ہے۔ سستی کی ضد توفیق خداوندی کی تعظیم کرنا ہے، خوفِ ملامت کی ضد اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی خشیت اور اس کا ڈر ہے۔ نفاق سے عمل ضَائِع اور برباد ہوتا ہے۔ رِیاء عمل کو مردود بناتا ہے۔ احسان جتلانا اور اذیت دینا صَدَقہ کے ثواب کو برباد کرتے ہیں اور بعض مشائخ کے نزدیک احسان جتلانے اور اذیت دینے سے اَصْل عمل کا ثواب ضَائِع نہیں ہوتا۔ البتہ دگنا تگنا ثواب جو ملنا تھا وہ ضَائِع ہو جاتا ہے۔ لیکن نیک عمل پر ندامت بھی بالاتفاق عمل کو بے کار کرتی ہے۔ عُجب سے اعمال کا زائد ثواب ضَائِع ہوتا ہے اور حسرت اور سستی اور خوفِ ملامت سے عمل کا ثواب کم ہوتا ہے اور عمل کی قدر و قیمت ناقص ہو جاتی ہے۔

میں کہتا ہوں اعمال کا مقبول یا مردود ہونا اہل عِلْم کے نزدیک عمل کی تعظیم اور تخفیف پر انحصار کرتا ہے اور اعمال کے ضَائِع ہونے کی بھی مختلف صورتیں ہیں۔ بعض اوقات تو عمل میں کی جانے والی کوئی خرابی نفع کی بربادی کا باعث ہوتی ہے اور بعض اوقات اعمال میں رِیاء وغیرہ کی خرابی عمل کے بے کار ہو جانے کا سبب بن جاتی ہے۔ پھر بعض اوقات اعمال پر ثواب ہی نہیں ملتا اور بعض دفعہ اعمال کا زائد ثواب نہیں ملتا۔ اور ثواب تو عمل کا نفع ہے جس کے لیے عمل کیا جاتا ہے اور یہ عمل کی حالت اور کیفیت کے مطابق ہوتا ہے اور تضعیف (یعنی اس ثواب کا دگنا تگنا ہونا) وہ زیادتی و اضافہ ہے جو اس اَصْل ثواب پر بندے کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے اور اعمال کی خوبی اور اس کی قدر و قیمت اس زیادتی کا نام ہے جو دوسرے خارجی حالات و قرائن کی وجہ سے

حاصل ہوتی ہے، مثلاً نیک لوگوں سے حُسنِ سُلُوک کرنا بھی بڑے ثواب کا کام ہے مگر والدین کے ساتھ حُسنِ سُلُوک کرنا تو اس سے بھی بڑھ کر ثواب کا باعث ہے اور نبی سے حُسنِ سُلُوک سے پیش آنا تو بہت ہی زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔اس طرح عمل کی خوبی اور اس کی قدر و قیمت تو بڑھ جاتی ہے مگر اس کا ثواب دگنا تگنا نہیں ملتا۔اس باب میں یہ گفتگو میری تحقیق کا خلاصہ ہے اس لیے اسے اچھی طرح سمجھ لو، وَبِاللّٰہِ التَّوۡفِیۡق.

فصل:

عجب اور رِیاء سے بچنے کے اُصول

تم پر عُجب و رِیاء جیسی خوفناک و پرخطر وادی کا طے کرنا بھی ضروری ہے، یہ وادی کئی طرح کی ہلاکت خیزیوں کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔لہذا اس میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے، عبادات اور نیکیوں کا سرمایہ رکھنے والے کو اس گھاٹی سے گزرنا پڑتا ہے اور اس راستے کی تمام مَشَقَّتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں اور ان گھاٹیوں کو عبور کرنے سے ہی عابِد کو دَرحَقِیقَت عبادت کا مُعَزَّز اور عُمدہ سرمایہ ہاتھ آتا ہے اور اس سرمائے کے ضَائِع ہونے کا زیادہ تر خطرہ اسی گھاٹی میں پیش آتا ہے کیونکہ اس گھاٹی میں رَہزَن شیطان کے ایسے ایسے مقامات اور اعمال کی تباہی و بربادی کے ایسے ایسے مَوَاضِع موجود ہیں جن میں اس سرمایہ کے چھن جانے کے زبردست خطرات پائے جاتے ہیں اور ایسی ایسی آفات نُمُودار ہوتی ہیں جو بندے کی عِبادَت و اِطاعت کو بے کار کر کے رکھ دیتی ہیں سب سے زیادہ واقع ہونے والی اور سب سے بڑی یہ دو آفتیں ہیں، ایک

رِیاء دوسرا عُجب ، لہٰذا ہم یہاں ان دونوں سے بچاؤ کے چند ضَروری اور جامع اُصول ذِکر کرتے ہیں ان کو ذہن نشین کرنے سے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تم ان کے نقصانات سے بچے رہو گے۔

پہلا اصول:

رِیاء کے بارے میں سب سے پہلے میں خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل کرتا ہوں:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ۬ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾ (پ۲۸، الطلاق: ۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اللّٰہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہیں کی برابر زمینیں حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللّٰہ سب کچھ کرسکتا ہے اور اللّٰہ کا عِلْم ہر چیز کو محیط ہے۔

اس آیت میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے گویا یوں فرمایا ہے، میں نے آسمان پیدا کیے اور زمینیں پیدا کیں اور ان دونوں کے درمیان اپنی قدرت کاملہ کے عجیب وغریب شاہکار بھی پیدا کیے یہ سب کچھ پیدا کر کے تیری نظرِ عبرت کے حوالے کر دیا تاکہ تو خود مُشاہَدے سے جان لے کہ میں قادِر بھی ہوں، عالِم بھی ہوں اور اے انسان تیرے نَقْص اور ضُعف کا یہ حال ہے کہ دو رکعت نماز پڑھتا ہے مگر اس میں بھی تجھ سے کئی طرح کی کوتاہی واقع ہوجاتی ہے اور کئی قسم کے عُیُوب وَ نَقائِص رہ جاتے ہیں۔ میں چونکہ قادر ہونے کے ساتھ ساتھ عالِم بھی ہوں اس لیے تیری ان دو رکعتوں کو اچھی طرح دیکھ رہا ہوں۔ مگر تو اپنی اس ناقص عبادت کے بارے میں میری نظر، میرے عِلْم، میری مَدْح وثناء اور قَبُولِیَّت وقدردانی پر کفایت نہیں کرتا بلکہ تو اس کا طالب ہوتا

ہے کہ لوگوں کو تیری اس عبادت کا حال معلوم ہوتا کہ لوگ تیری مدح وثناء کریں۔ کیا تیرا یہ رَوِیَّہ وفاداری کا رَوِیَّہ ہے! کیا یہ دانشمندی کی بات ہے! ایسا رویہ کوئی عقلمند اپنے لیے اختیار نہیں کرتا، تجھ پر افسوس تو بڑی بے سمجھی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

دُوسرا اُصول:

جس شخص کے پاس ایک نفیس شے ہو جسے بیچ کر وہ لاکھوں دِینار وُصُول کر سکتا ہو پھر وہ ایک پیسے کے عِوَض فروخت کر دے تو کیا یہ عظیم خسارا نہیں کہلائے گا اور یہ انتہائی دَرَجہ کا نقصان نہیں ہوگا اور اس کا یہ فعل اس کی پَسْت ہِمَّتِی اور عِلْم کی کمی کی دلیل نہیں ہوگا اور یہ اس کی کمزوریٔ رائے اور کم عَقْلی کا ثبوت نہیں؟ ضرور اس کی کم عَقْلی کا ثبوت ہے۔ بِعَیْنِہٖ یہی حالت اس بندے کی ہے جو اپنے عمل سے خدا تعالیٰ کی رضاء، اس کی بارگاہ میں اپنے عمل کی قبولیت، مدح وستائش اور ثواب کو چھوڑ کر مخلوق کی طرف سے تعریف وتوصیف اور ذلیل دنیا کا طلب گار ہو۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا و ثواب کے مقابلے میں مخلوق کی مدح وثناء اور دنیا کی طلب گاری لاکھوں دینار کے مقابلے میں ایک پیسے سے بھی کم حیثیت رکھتی ہے بلکہ تمام دنیا و مافیہا بلکہ ایک دنیا نہیں اس طرح کی بیسیوں دنیا بھی خدا تعالیٰ کی رضاء کے سامنے ہِیچ اور بے حَیْثِیَّت ہیں۔ کیا یہ واضح خسارہ نہیں کہ اپنے نفس کو اعمال صالحہ کے عوض اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ملنے والی عنایات عظیمہ کو چھوڑ کر ان حقیر اور ذلیل چیزوں کو چاہے اور قبول کرے۔ پھر اگر حقیر دنیا کی چاہت اور کم ہمتی کا مظاہرہ کرنے سے باز نہیں آ سکتے، تو پھر بھی آخرت ہی کو چاہو دنیا اس کے ساتھ خود بخود مل جائے گی بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے ہی طلب گار بنو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں دونوں جہاں کی نعمتوں سے مالا

مال کردے گا، کیونکہ وہ دنیا وآخرت سب کا مالک ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (پ ۵، النساء: ۱۳۴)

ترجمہ کنزالایمان: جو دنیا کا انعام چاہے تو اللہ ہی کے پاس دنیا وآخرت دونوں کا انعام ہے۔

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ لَيُعْطِى الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْاٰخِرَةِ وَلَا يُعْطِى الْاٰخِرَةَ بِعَمَلِ الدُّنْيَا (فردوس الاخبار، باب الالف، ج ۱، ص ۳۹) اللہ عَزَّوَجَلَّ نیک اعمال کے طفیل دنیا بھی عطا کردیتا ہے، مگر اعمال دنیوی کے ساتھ آخرت عطا نہیں کرتا۔

تو جب تم نیت خالص کرلو اور اپنی ہمت و کوشش کو آخرت کے لیے صرف کردو تو تمہیں دنیا وآخرت دونوں مل جائیں گی۔ لیکن اگر تم نے صرف دنیا کو ہی چاہا تو آخرت تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی اور بسا اوقات اُتنی دنیا بھی تم کو نہ ملے گی جتنی تم چاہتے تھے اور اگر حَسْبِ مَنْشاء تم کو دنیا مل بھی گئی تو پھر بھی وہ چند دن کی بہار ہے، تو طالبِ دنیا بن کر تم نے دنیا وآخرت دونوں کا خسارہ مول لے لیا لہٰذا دانشمندی کا ثبوت دو۔

تیسرا اُصول:

وہ مخلوق جس کے لیے تم کام کرو گے اور جس کی رضا کے طالب بنو گے اگر اسے معلوم ہو جائے کہ تم اس کی رضا کے لیے یہ کام کر رہے ہو تو وہ تمہیں بُرا جانے گی اور تم پر ناراض ہوگی اور تمہیں ذلیل اور ہلکا جانے گی۔ تو ایک عقلمند آدمی اس کے لیے کوئی کام کرنے کو تیار نہیں ہوسکتا جس کو اگر پتہ چل جائے کہ وہ میری رضا کے لیے کام

کررہا ہے تو اس پر ناراض ہواور اس کو ذلیل جانے لہٰذا اے مِسکِین بندے اس کی رضا وخوشنودی کے لیے کام کر اور اس کو اپنا مقصود اور اپنی کوششوں کا مرکز بنا جو تجھ سے محبت کرے جو تجھے نعمت عطا کرے اپنی رحمت تجھ پر نازل کرے، تیری عزت کرے، یہاں تک کہ تجھے اجروثواب دے کر خوش اور راضی کرے اور تجھے سب سے بے نیاز کردے۔ اگر تو عقلمند ہے تو اس نکتہ کو ذہن میں بٹھا۔

چوتھا اُصول:

جس شخص کے پاس کوشش وسعی کا ایسا سرمایہ موجود ہو جس کے ذریعہ وہ دنیا میں سب سے بڑے بادشاہ کی رضاء اور خوشنودی حاصل کرسکتا ہو لیکن وہ اس سے بادشاہ کی خوشنودی تو حاصل نہ کرے بلکہ اس سے ایک خاکروب کی رضا وخوشنودی کا خواہاں بنے تو اس کی یہ حرکت اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شخص بے وقوف اور احمق ہے، عقلمند نہیں۔ بدبخت اور بدقسمت ہے، سب لوگ اس سے یہی کہیں گے کہ جب عظیم بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنا تیرے لیے ممکن تھا تو تو نے اسے ترک کرکے ایک خاکروب کی خوشنودی حاصل کرنے میں کیا بہتری محسوس کی۔ خاص کر جب کہ بادشاہ کی ناراضگی کی وجہ سے وہ خاکروب بھی تجھ سے ناراض ہوگا تو اس طرح دونوں کی خوشنودی سے تو ہاتھ دھو بیٹھا۔ بعینہ یہی حال رِیاء کار انسان کا ہے۔ جب کہ انسان کو چاہیے کہ اس اللہ رب العالمین کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے جو تمام مصیبتوں اور مشکلوں میں بندے کو کافی ہے۔ حقیر، ضعیف، بے وقعت مخلوق کی رضا جوئی کی کیا ضرورت وحاجت ہے۔ پھر اگر تمہاری ہمت کمزور ہو اور تم بصیرت سے خالی ہو کہ لامُحالہ رضائے مخلوق کے ہی طالب بنو تو ایسی صورت میں بھی تمہیں اپنا ارادہ غیر کی رضا سے خالی کرنا چاہیے اور

اپنی سعی و کوشش خالص خدا تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے کیونکہ لوگوں کے قُلُوب اور ان کی پیشانیاں اسی کے قبضہ میں ہیں۔ وہ دلوں کو تیری طرف جھکا دے گا اور انسانوں کو تیرا گرویدہ بنادے گا اور لوگوں کے سینے تیری محبت و الفت سے لبریز کر دے گا تو اس طرح تمہیں وہ کچھ ملے گا جو تم اپنی کوشش اور قصد و ارادے سے حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن اگر تم اپنی کوششوں کو خدا تعالیٰ کے لیے خالص نہ کرو اور رضاء مخلوقات کے ہی طالب بنو تو ایسی صورت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ لوگوں کے دل تم سے پھیر دے گا اور لوگوں کے دلوں میں تیرے متعلق نفرت ڈال دے گا اور مخلوق کو تجھ پر ناراض کر دے گا تو تمہارے اس رَوَیئے سے خدا تعالیٰ بھی ناراض ہوگیا اور مخلوق بھی ناراض ہوگئی۔ تو ایسے شخص کے خسارے اور محرومی کا کیا ٹھکانا۔

حکایت:

حضرتِ حسن بصری رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے منقول ہے کہ ایک شخص کہا کرتا تھا خدا کی قسم میں ایسی عبادت کروں گا جس سے لوگوں میں میرا چرچا ہو، یہ شخص نماز کے لیے سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوتا اور سب سے آخر مسجد سے نکلتا۔ اوقاتِ نماز میں ہر وقت نماز پڑھتا ہی نظر آتا، ہمیشہ روزہ دار رہتا۔ مجالس ذکر میں پابندی سے شریک ہوتا، سات ماہ کا عرصہ وہ اسی طرح کرتا رہا۔ لیکن اس کے متعلق لوگوں کا رَوَیَّہ یہ تھا کہ جب بھی کہیں سے گزرتا تو سب لوگ یہی کہتے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس ریاکار کو ہدایت عطا فرمائے آخر اس نے اپنے آپ پر مَلامَت کی اور کہا کہ میری عبادت اور بندگی تو ضَائِع گئی اور اس کا کچھ نتیجہ نہیں نکلا۔ آئندہ کے لیے بندگی عبادت صرف رضائے الٰہی کیلئے کروں گا۔ اس نے عبادت میں پہلے کی نسبت مزید اضافہ نہ کیا بلکہ اتنی ہی مقدار میں

کرتا رہا جتنی مقدار میں پہلے کرتا تھا۔اس نے صرف نیت میں تبدیلی کی اوراس میں اخلاص پیدا کیا اس کے بعد جہاں سے بھی وہ گزرتا سب یہی کہتے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فلاں شخص پر رحمت نازل فرمائے۔ یہ حکایت بیان کرنے کے بعد حضرت امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے یہ آیت پڑھی:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾

(پ ١٦،مریم:٩٦)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبّت کردے گا۔

(تفسیر ابن کثیر، مریم: ٩٦،ج٥،ص٢٣٨)

یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ خود بھی ان سے دوستی کرے گا اور لوگوں کے دلوں میں بھی ان کی دوستی اور محبت ڈال دے گا۔ کسی نے بہت ٹھیک کہا ہے:

یَا مُبْتَغِی الْحَمْدَ وَ الثَّوَابَا ۔۔۔ فِی عَمَلٍ تَبْتَغِی مُحَالَا

قَدْ خَیَّبَ اللّٰهُ ذَارِیَاء ۔۔۔ وَ اَبْطَلَ السَّعْیَ وَالْکَلَالَا

مَنْ کَانَ یَرْجُوْ لِقَاءَ رَبٍّ ۔۔۔ اَخْلَصَ مِنْ خَوْفِهٖ الْفِعَالَا

اَلْخُلْدُ وَ النَّارُ فِی یَدَیْهِ ۔۔۔ فَرَائِهٗ یُعْطِكَ النَّوَالَا

وَ النَّاسُ لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا ۔۔۔ فَکَیْفَ رَاَیْتَهُمْ ضَلَالَا

(١)اے لوگوں سے حمد وثواب کے طالب تو اپنے عمل سے ایک اَمرِ مُحال کا قصد کر رہا ہے۔

(٢)اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ رِیاء کار کو نا کام ونامراد کرتا ہے،اس کی سَعی اور مَشَقَّت کو بے کار کر دیتا ہے۔

(٣)جو ملاقاتِ رب تعالٰی کا امیدوار ہو وہ اس کے ڈر سے اپنے اَفعال میں اِخلاص پیدا کرتا ہے۔

(۴) جنت اور دوزخ اس کے دست قدرت میں ہیں اس لیے اپنے اعمال اسی کو دکھا وہ تجھے اپنی عطاؤں سے مالا مال کر دے گا۔

(۵) لوگوں کے قبضہ اختیار میں کچھ نہیں، تو بے سمجھی کے باعث ان کے لیے رِیاء کاری کیوں کرتا ہے۔

ہم اس سے بچاؤ کے لیے بھی چند ضَروری اور جامع اُصُول بیان کرتے ہیں:

پہلا اُصُول:

یہ ہے کہ بلاشبہ بندے کا فعل اسی وقت مفید اور قابلِ اِعْتِبار رہوتا ہے جب کہ اسے محض حصولِ رِضائے الٰہی کے لیے کیا جائے ورنہ اس کی مثال اس مزدور کی طرح ہوگی جو کہ سارا دن دو درہموں کے لیے مارا مارا پھرتا ہے اور اس چوکیدار کی طرح ہوگی جو صرف دو پیسوں کے لیے تمام رات جاگ کر گزار دیتا ہے اور ایسے جیسا کہ کاروباری لوگ محض چند ٹکوں کے لیے شب و روز اپنے اوقات عَزِیْزہ کو ضائع کرتے رہتے ہیں تو پھر جب بندہ مثلاً محض اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کے لیے ایک روزہ رکھتا ہے تو یوں سمجھنا چاہیے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کی وجہ سے اس روزہ کی جَزا کی مثال نہیں جیسا کہ رب تعالٰی نے خود فرمایا ہے:

اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ (پ۲۳، الزمر: ۱۰)

ترجمہ کنزالایمان: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

حدیث شریف میں وارد ہے:

اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِیَ الصَّائِمِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ (الكامل فی ضعفاء الرجال، یوسف بن السفر، الرقم: ۲۶۰۲، ج۸، ص ۵۰۰)

میں نے اپنے روزہ دار بندوں کے لیے ایسا اَجر مُتَعَیَّن کر رکھا ہے جس کو کسی آنکھ نے دیکھا تک نہیں اور نہ ہی کسی کان نے اسے سنا اور نہ ہی کسی کے دل پر اس کا خیال تک گزرا۔

یہ تیرا وہ دن ہے کہ سارا دن مشقت اور بار برداری کے بعد اس کی قیمت صرف دو درہم ہے اور اگر تو اس دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ایک روزہ رکھتا ہے تو اس روزہ کی قدر و قیمت اور اس پر ملنے والے اجر کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اسی طرح اگر بندہ کسی رات محض رضائے الٰہی کی خاطر قیام کرتا ہے تو اس قیام کی قَدْر و منزلت کا کوئی اندازہ نہیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (پ ۲۱، السجدة: ۱۷)

ترجمہ کنزالایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔

تو یہ تمہارا شب کا معمولی سا عمل جس کی قیمت دو دانق (دانق: درہم کا چھٹا حصہ) یا دو درہم تھی، جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے کیا جائے تو اس کی قدر و منزلت کا اندازہ نہیں ہوسکتا بلکہ اگر کسی ساعت میں محض رضائے الٰہی کے لئے دو رَکعتیں پڑھی جائیں بلکہ ایک سانس جس میں لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنے کے لیے پڑھا جائے تو اس کے لیے بے پناہ اجر و ثواب ہے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىٕكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ (پ ۲۴، المؤمن: ۴۰)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اچھا کام کرے مرد خواہ عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنّت میں داخل کئے جائیں گے وہاں بے گنتی رزق پائیں گے۔

تو یہ ایک سانس جس کی دنیاداروں کے ہاں کوئی عزت و قیمت نہیں اسے جب رضائے الٰہی کے حصول کے لیے استعمال کیا جائے تو کتنے غیر معمولی اعزاز کا مستحق ہو جاتا ہے پھر بھی تُو شب و روز اپنے ان قیمتی اوقات کو فضول اور بیہودہ کاموں میں ضائع کرتا ہوا نظر آتا ہے پس عَقْلمند کو یہ سوچنا چاہیے کہ وہ فعل جو کہ رضائے الٰہی کی نیت کے بغیر کچھ قیمت نہیں رکھتا تھا وہی رضائے الٰہی پانے کے لیے کرنے سے کس قدر شرافت اور اِحْترام کا مستحق ہو جاتا ہے سو اس کا ہر فعل خوشنودی خدا عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہونا لازمی ہے تاکہ دنیا و آخرت میں ہر طرح سے مفید ثابت ہو اور اس کی یوں مثال دی جاسکتی ہے کہ مثلاً انگور کا خوشہ یا رَیحان (ایک خوشبودار پودے) کا شگوفہ جس کی بازار میں ایک پیسہ یا ایک درہم قیمت ہو، اگر کوئی اس کو بادشاہ کی خدمت میں بطورِ ہدیہ پیش کرے اور وہ بادشاہ اس حقیر سے تحفے کو شرف قبولیت بخشے اور خوشی سے ایک ہزار اشرفی دیدے تو وہ حقیر شئ حصولِ رضا کی وجہ سے ایک ہزار دینار کی ہوگئی اور اگر وہ اس کو قبول نہ کرے تو اس کی قیمت وہی ایک پیسہ یا ایک درہم ہی رہے گی، اسی طرح بندے کے جملہ اعمال کی کیفیت ہے کہ ان کو دیکھ کر اِتْرانا اور دوسرے کے اَعمال کی تحقیر کرنا بندے کے لیے ایک مُہلک شے ہے بلکہ یہ التجا کرنی ضروری ہے کہ اے اللہ یہ سب تیرا ہی فضل و کرم ہے تیری توفیق سے سب کچھ ہوتا ہے کہ بندے کے جملہ اقوال و افعال دنیا و آخرت میں مُوجِبِ اَجْر وثواب ہوں۔

دوسرا اصول:

یہ ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ دنیا کے بادشاہ جب کسی آدمی کو کوئی کھانا یا

مشروب یا لباس یا چند ایک فانی درہم و دینار عطا کرتے ہیں تو وہ آدمی دن رات اس بادشاہ کی خدمت بجالاتا ہے حالانکہ اس خدمت میں ذلت بھی ہوتی ہے وہ اسکی خدمت میں اس طرح کھڑا رہتا ہے کہ اس کے پاؤں بے حس ہو جاتے ہیں اور جب بادشاہ اپنی سُواری پر سُوار ہوتا ہے تو وہ اس کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہے کبھی ساری ساری رات اس کے دروازہ پر پہرہ دیتا ہے اور کبھی دشمن سے مقابلہ کی نوبت آتی ہے تو اپنی وہ جان اس پر قربان کر دیتا ہے جو اسے پھر کبھی نہ مل سکے گی اور یہ تمام خدمت، تکلیف، خَطرات اور نقصان صرف اس تھوڑے سے حقیر مَنافِع کے لیے برداشت کر جاتا ہے حالانکہ حقیقت میں یہ تمام احسانات اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہوتے ہیں اور بادشاہ صرف ایک ظاہری سبب ہوتا ہے۔ پھر تیرا وہ رب جس نے تجھے پیدا کیا جب کہ تیری کوئی حقیقت نہ تھی پھر تیری تربیت کی اور بہت اچھی کی پھر تجھ پر دینی دنیاوی ظاہری اور باطنی منافع کی بارش برسادی کہ جن کو سمجھنے سے تیری عَقْل، فَہم اور فِراست قاصر ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ (پ ١٤، النحل: ١٨)

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر اللّٰہ کی نعمتیں گِنو تو انہیں شمار نہ کرسکو گے۔

پھر دیکھ کہ تو دو رَکْعت نماز پڑھتا ہے جن میں کئی ایک خامیاں اور کوتاہیاں ہوتی ہیں، ان دو رکعتوں پر رب نے آخرت کے بہترین اجر و ثواب اور طرح طرح کی نوازشات کا وعدہ فرمایا ہے، اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کے باوجود تم ان دو رکعتوں کو بہت بڑی عبادت سمجھتے ہو اور اس پر غرور کرتے ہو اگر تم غور کرو گے تو یہ ظاہر ہو جائے گا کہ یہ عقلمندی کا کام نہیں ہے۔ اسے یاد رکھ۔

تیسرا اُصول:

یہ ہے کہ ایسا بادشاہ جس کی خدمت دنیا کے بادشاہ اور امراء کرتے ہوں جس کی خدمت میں بڑے بڑے اور سردار لوگ دست بستہ کھڑے ہوں جس کی خدمت پر بڑے بڑے دانشمند افراد فَخْر محسوس کرتے ہوں جس کی تعریف عُقَلاء اور عُلَماء کرتے ہوں جس کے آگے آگے رُؤَسا دوڑتے ہوں وہ بادشاہ اگر کسی بازاری یا دِیہَاتی آدَمی کو محض اپنے فَضْل وکَرَم سے اپنے دروازے پر حاضر ہونے کی اجازت بخش دے جس کے دروازہ پر بادشاہوں، بڑے لوگوں، سرداروں اور علماء رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام وفُضَلا کی بھیڑ لگی ہو اور پھر وہ بادشاہ اس کو ایک مُعَزَّز مقام پر جگہ دے اور اس کی خدمت کو بنظر پسند دیکھے حالانکہ اس میں کئی ایک عیب بھی ہوں تو کیا یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس حقیر انسان پر بادشاہ نے بہت بڑا اکرم فرمایا۔ پھر اگر یہ حقیر اپنی ناکارہ خدمت کی وجہ سے بادشاہ پر اپنا احسان جتانے لگے اور اس کو بہت کچھ سمجھے اور اس پر مغرور ہو تو کیا یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ حد درجہ کا بے وقوف اور پاگل آدمی ہے، اس کے ہوش وحواس سلامت نہیں ہیں جب یہ بات ثابت ہوگئی تو اب سمجھنا چاہیے کہ ہمارا معبود برحق ایک ایسا بادشاہ ہے جس کی تسبیحات آسمان زمین اور ان کی تمام موجودات کررہی ہیں۔

وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ترجمہ کنزالایمان: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اسکی پاکی نہ بولے۔ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ٤٤)

اور ایک ایسا معبود ہے جس کے سامنے تمام آسمان اور زمینیں سجدہ ریز ہیں خواہ خوشی سے یا ناخوشی سے اور اس کے بابِ رحمت کے خُدَّام میں جِبْرِیلِ امین،

مِیکائیل، اِسرافیل، عِزْرَائیل اور عرش اٹھانے والے فرشتے، کَرُّوبی (مقرب بارگاہ فرشتے) اور رُوحانی (فرشتوں کی ایک قسم) اور تمام ملائکہ مقربین عَلَیْھِمُ السَّلام ہیں کہ جن کی تعداد کو اللّٰہ ربُّ العالمین کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا، باوجود یہ کہ ان کے مقامات بڑے بلند ہیں ان کے نفوس پاک ہیں ان کی عبادت بھی بہت بڑی اور زیادہ ہے اور پھر اسی کے باب عالی کے خادم ہیں نوح عَلَیْہِ السَّلام، ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام، موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام، عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلام اور محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم جو تمام کائنات سے افضل ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے انبیاء اور رسول بھی (خدا تعالیٰ کی ان پر رحمتیں اور سلام نازل ہوں) جن کے مراتب اور مناقب اعلیٰ اور بلند ہیں۔ پھر علماء، ائمہ، نیک لوگ اور زاہد بھی اپنے بُزُرگ مراتب، پاک اَجْسام اور کثیر خالص عبادات کے باوجود اسی کے باب رحمت کے خادم ہیں اور دنیا کے بادشاہ اور جابر لوگ اس کے دروازہ کے ایک اَدْنیٰ خادم ہیں نہایت ذِلَّت سے اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں، نہایت خُضُوع وُخُشُوع سے اس کے سامنے اپنے چہرے خاک پر رکھتے ہیں رو رو کر عاجزی کے ساتھ اپنی حاجتیں اس کے سامنے پیش کرتے ہیں اس کی خداوندی اور اپنی غلامی کا اقرار سَجْدۂ عُبُودِیَّت سے کرتے ہیں پھر وہ کبھی ان کی طرف نظر کرم فرماتا ہے اور اپنے فضل وکرم سے ان کی حاجتیں پوری کرتا ہے اور غلطیوں سے درگزر فرماتا ہے۔ وہ عَظَمَت، جلال، بادشاہی اور کمال والا رب تجھ کو باوجود تیری حَقارت، تیرے عُیُوب اور تیری گندگی کے اپنے دروازے پر حاضر ہونے کی اجازت مرحمت فرماتا ہے حالانکہ تیری حیثیت یہ ہے کہ اگر تو اپنے شہر کے سردار سے داخلہ کی اجازت مانگے تو تجھے اجازت نہ ملے، اگر اپنے مَحَلّے کے سردار سے گفتگو کرنا چاہے تو وہ تجھ سے نہ

بولے اور اگر تو اپنے شہر کے حاکم کے سامنے سجدہ (تعظیمی) کرنا چاہے تب بھی وہ تیری طرف توجہ نہ دے۔

اور اس اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے اجازت دے رکھی ہے کہ تو اس کی عبادت کرے اس کی ثنا کہے اسے مخاطب کر سکے بلکہ اپنی حاجتیں اسکی بارگاہ میں پیش کرے دل کھول کر عرض کرے اپنی ضروریات اس سے مانگ لے اور وہ تیری تمام مرادیں پوری کرے۔ پھر وہ تیری ان دو رکعتوں سے خوش ہوتا ہے حالانکہ ان میں بَہُت سے عیوب ہیں اور پھر ان پر اتنا ثواب عطا فرماتا ہے کہ کسی انسان کے دل میں اس کا تَصَوُّر بھی نہیں آ سکتا اور پھر تو اپنی ان دو رکعتوں پر مغرور ہے اور ان کو بَہُت کچھ سمجھتا ہے اور بڑا جانتا ہے اور اس معاملہ میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے احسانات کو نہیں سمجھتا تو کتنا بُرا غلام ہے اور کیسا جاہل انسان ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بہترین مددگار ہے اور اسی کی بارگاہ میں، اس بُرائی کا حکم دینے والے نفس کی شکایت پیش کی جاتی اور اسی کی ذات پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ اس کو یاد رکھ۔

فصل:

اب ایک اور طریقہ سے دیکھو کہ اگر کوئی بَہُت بڑا بادشاہ تحائف اور ہَدایا نَذْر کرنے کی اجازت بخشے اور اس کی بارگاہ میں اُمَرَاء، کُبَرَاء، رُؤَسا، عُقَلا اور دولت مند لوگ قیمتی ہیروں، نفیس چیزوں اور بے تحاشہ مال و دولت کے تحائف پیش کرنے لگیں پھر اگر کوئی سبزی فروش کوئی معمولی سبزی یا کوئی دِیہَاتی انگور کا گُچّھا جس کی قیمت ایک پیسہ یا دانہ برابر ہو لے کر ان بڑے بڑے لوگوں اور دولت مندوں کے گُروہ میں گھس جائے، جو بہترین تحائف لے کر کھڑے ہوں اور پھر وہ بادشاہ اس فقیر سے

اس کا ہدیہ قبول فرمالے اور اسے پسندیدگی اور قبولیت کی نگاہ سے دیکھے اور اس کے لیے خِلْعَتِ فاخرہ اور عزت واحترام کا حکم صادر فرمائے تو کیا یہ اس کا انتہائی فضل وکرم نہ ہوگا۔

پھر اگر یہ فقیر بادشاہ پر احسان جتانے لگے اور اپنے ہدیہ کو بہُت کچھ سمجھے اور بادشاہ کے احسان کا تذکرہ کرنا بھول جائے تو کیا اسے دیوانہ، بدحواس یا بے وقوف اور بے تمیز اور انتہائی نادان نہ سمجھا جائے گا۔

اب تجھ پر لازم ہے کہ جب تو خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوا اور دو رَکْعَت ادا کرے تو فارغ ہونے پر ذرا سوچ کہ اس رات میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کتنے خادم کھڑے ہوئے ہوں گے زمین کے مختلف گوشوں میں، جنگلوں، سمندروں، پہاڑوں اور شہروں میں کئی ایک اِسْتِقامت والے، صدیق، خائف، مشتاق، مجتہدین اور عاجزی کرنے والوں کے گُروہ اور غور کر کہ اس گھڑی میں خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں کیسی خالص عبادت پیش کی جا رہی ہوگی اور وہ بھی ڈرنے والے لوگوں، پاک زبانوں، رونے والی آنکھوں، آباد دلوں، پاک سینوں اور پرہیز گار لوگوں کی طرف سے اور تیری نماز اگرچہ تو نے اس کو اچھی طرح ادا کرنے میں اس کے اخلاص اور مضبوطی میں اپنی طاقت کے مطابق کوشش کی ہوگی لیکن پھر بھی اس عظیم بادشاہ کی بارگاہ میں پیش ہونے کے قابل کہاں ہے اور ان عبادات کے مقابلے میں اس کی کیا حیثیت ہے جو وہاں پیش ہو رہی ہیں کیونکہ تو نے اسے غافل دل سے ادا کیا جس میں طرح طرح کے عیوب شامل تھے بدن گناہوں کی آلودگی سے ناپاک تھا اور زبان فضول اور گناہ کی باتوں سے لِتھڑی ہوئی تھی پھر ایسی نماز اس کی بارگاہ میں پیش ہونے کے قابل کہاں تھی اور

رَبُّ الْعِزَّت کی بارگاہ میں ہدیہ کرنے کی اس میں کون سی صلاحیت تھی۔

ہمارے شیخ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا اے عَقْلمند غور کر آسمان کی طرف نماز بھیجنے میں تو نے کبھی وہ توجہ کی ہے جو کسی امیر آدمی کے سامنے کھانا پیش کرتے وقت تو کرتا ہے۔

ابوبکر ورّاق فرمایا کرتے کہ جب میں نماز سے فارغ ہوتا ہوں تو اس عورت سے زیادہ شرمندگی مجھ پر مسلط ہو جاتی ہے جو زنا سے فارغ ہوئی ہو۔ پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے محض اپنے فَضْل وکَرَم سے ان دو رَکعتوں کی قدر افزائی کی اور ان پر بَہُت بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا حالانکہ تو اس کا بندہ ہے اس کا دیا ہوا کھاتا ہے اور پھر یہ عمل بھی اسی کی توفیق اور امداد سے تو نے کیا ہے پھر باوجود ان تمام چیزوں کے تو ان پر مغرور ہے اور اپنے اوپر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے احسان کو بھول رہا ہے۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ تمام عجائبات میں سے عجیب چیز ہے اور اس کا صدور ایسے جاہل ہی سے ہوسکتا ہے جس میں کوئی عقل نہ ہو اور ایسے غافل سے جس کا کوئی ذہن نہ ہو اور یا پھر کسی مردہ دل سے جس میں کوئی بھلائی نہ ہو۔ اس کو یاد رکھ، ہم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے اس کے فضل وکرم کا واسطہ دے کر بہترین کِفَایَت کا سوال کرتے ہیں۔

فصل:

پھر ان گزارشات کے بعد میں کہوں گا کہ اے انسان اس گھاٹی میں خوابِ غفلت سے بیدار ہو ورنہ خسارہ اٹھائے گا، یہ گھاٹی بڑی سخت دشوار گزار، نہایت کڑوی اور نقصان دہ ہے جو تجھے اس راہ میں پیش آنی ہے کیونکہ پچھلی تمام گھاٹیوں کے ثَمَرات یہیں آ کر مُنْتَہِی ہوتے ہیں اگر تو یہاں سے بچ کر نکل گیا تو غنیمت اور فائدہ حاصل

کرے گا اور اگر دوسری طرح کا معاملہ ہوا تو تمام محنت رَائِگاں جائے گی امیدیں خاک میں مل جائیں گی، عُمر ضَائِع ہوجائے گی۔

اب معاملہ یہ ہے کہ اس گھاٹی میں تین امور آ کرا کھٹے ہوگئے ہیں۔

پہلا یہ ہے کہ معاملہ نہایت باریک ہے اور نقصان بڑا سخت اور خطرات بے اندازہ، معاملہ کی باریکی تو یہ ہے کہ اعمال میں رِیاء اور عُجب کی راہیں نہایت باریک ہیں ان پر دینی اُمور میں بصیرت رکھنے والا، نہایت عقلمند، بیدار دل اور ہوشیار آدمی ہی مُطَّلِع ہوسکتا ہے اور ایک جاہل، کھلنڈرا، بے پرواہ اور غفلت کی نیند سویا ہوا آدمی کہاں ان کو جان سکتا ہے۔

میں نے اپنے علماء کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام سے نیشاپور میں سُنا بَیان کرتے تھے کہ حضرت سیدنا عَطاء سُلَمِی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے ایک کپڑا نہایت اچھا بُنا بڑا خوبصورت کپڑا تیار ہوا آپ اسے اٹھا کر بازار لے گئے اور بَزَّاز (کپڑے بیچنے والے) کو جا کر دکھایا اس نے اس کی قیمت بَہُت تھوڑی لگائی اور کہا کہ اس میں فُلاں فُلاں عیب ہیں تو عطاء نے اس کو واپس لے لیا اور رونے لگے اور بڑا سخت روئے بَزَّاز کو اس پر نَدامت ہوئی اور آپ سے مَعذِرَت کرنے لگا اور حضرت عطاء رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کی مانگی ہوئی قیمت دینے پر تیار ہوگیا تو حضرت عطاء رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے کہا میں اس لیے نہیں رو رہا، بلکہ رونے کی وجہ یہ ہے کہ میں یہ صَنعَت جانتا ہوں میں نے اس کپڑے کی مضبوطی اور خوبصورتی میں بَہُت کوشش کی یہاں تک کہ میرے خیال میں اس میں کوئی عیب نہ تھا، پھر جب اس کے عُیُوب کو جاننے والے پر پیش کیا تو اس نے اس کے عیوب ظاہر کردیے جن سے میں بے خبر تھا پھر ہمارے ان اَعمال کا کیا حال

ہوگا جب کہ کل وہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش کیے جائے گے معلوم نہیں ان میں کتنے عُیُوب اور نُقصان ظاہر ہوں گے جن سے آج ہم بے خبر ہیں۔

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات سَحَری کے وقت سڑک کے کنارے ایک بالاخانہ پر سورۂ طٰہٰ پڑھ رہا تھا، جب میں نے سورہ کو خَتْم کرلیا تو مجھے کچھ اُونگھ سی آ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی آسمان سے نازل ہوا اس کے ہاتھ میں ایک صَحِیْفَہ تھا اس نے وہ میرے سامنے پھیلا کر رکھ دیا تو اس میں وہی سورہ طٰـہٰ لکھی ہوئی تھی اور ہر کَلِمَہ کے نیچے دس نیکیاں لکھی ہوئی تھیں مگر ایک کَلِمَہ میں نے دیکھا کہ وہ مِٹا ہوا ہے اور اس کے نیچے کچھ بھی نہیں لکھا ہوا۔ میں نے کہا میں نے یہ کَلِمَہ بھی پڑھا تو تھا مگر نہ اس کا ثواب لکھا ہوا ہے نہ یہ کَلِمَہ ہی لکھا ہوا ہے۔تو اس آدمی نے کہا تم صحیح کہتے ہو تم نے اسے پڑھا تھا اور ہم نے لکھا بھی تھا مگر ہم نے آسمان سے ایک آواز دینے والے کو سنا اس نے کہا کہ اس کَلِمَہ کو مِٹا دو اور اس کا ثواب بھی خَتْم کر دو تو ہم نے اس کو مِٹا دیا۔اس آدمی نے کہا کہ میں اپنے خواب ہی میں رونے لگا اور ان سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تو اس نے جواب دیا کہ ایک آدمی سڑک پر سے گزرا تو اس کو سنانے کے لیے تم نے یہ کَلِمَہ بلند آواز سے پڑھا تھا تو اس کا ثواب خَتْم ہو گیا،اس کو یاد رکھ۔

(قوت القلوب، الفصل التاسع عشر، کتاب الجهر با لقرآن، ج۱،ص۱۱۳)

باقی رہی نقصان کی شدت تو اس کی وجہ یہ ہے کہ رِیاء اور عُجب ایک بَہُت بڑی آفت ہے جو ایک لَحْظَہ میں واقع ہو جاتی ہے اور بَسا اَوْقات سَتَّر سال کی عبادت کو بگاڑ کر رکھ دیتی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور ان کے ساتھیوں کی ضِیافت کی تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ اس تھال میں روٹی رکھ کر لاؤ جو میں دوسرے حج کے موقع پر لایا تھا پہلے حج والے تھال میں روٹی نہ لانا تو سفیان نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس مِسکین نے اتنی سی بات میں اپنے دونوں حج باطل و ضائع کر دیئے اور بعض نے نقصان زیادہ ہونے کی یہ تَوجِیہہ کی ہے کہ وہ تھوڑی سی عبادت جو ریاء اور عجب سے سلامت رہے اس عبادت کی قیمت خدا تعالیٰ کے نزدیک بَہُت زیادہ ہے اور ایسی بَہُت سی عبادت جسے یہ آفت پہنچ جائے اس کی کوئی قیمت نہیں رہتی مگر یہ کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کو بچالے جیسا کہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا مقبول عَمَل کبھی کم نہیں ہوتا اور مقبول عَمَل کم ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ (فیض القدیر، تحت الحدیث: ۲۹۸، ج ۱، ص ۲۸۰)

امام نخعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا کہ فلاں فلاں عَمَل کا کتنا ثواب ہے آپ نے فرمایا جب وہ قبول ہو جائے تو اس کے ثواب کی کوئی حد نہیں۔

(فیض القدیر، تحت الحدیث: ۲۹۸، ج ۱، ص ۲۸۰)

اور وہب سے روایت ہے کہ گُزَشتہ اُمتوں کے ایک آدمی نے سَتّر سال اس طرح اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی کہ ایک ہفتہ کے بعد روزہ افطار کیا کرتا تھا۔ اس نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ایک حاجت کا سوال کیا تو اُس کی وہ حاجت پوری نہ ہوئی وہ اپنے نفس کو مَلامَت کرنے لگا اور کہنے لگا اگر تیرے پاس کوئی بھلائی ہوتی تو تیری حاجت پوری کر دی جاتی۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک فرشتے کو نازل فرمایا اس نے کہا اے ابن آدم! تیری وہ ایک گھڑی جس میں تو نے اپنے نفس کو بے حقیقت سمجھا وہ تیری پہلی

تمام عبادت سے بہتر ہے۔

(الزهد للامام احمد بن حنبل،زهد سعيد بن جبير،٢١٩٥،ص ٣٧٠ بتغير قليل)

میں کہتا ہوں کہ عَقْل مَند کو اس کلام پر غور کرنا چاہیے کیا یہ شدید نقصان نہیں ہے کہ ایک آدمی سَتَّر سال تک تکلیف اور مِحْنَت اٹھائے اور دوسرا ایک گھڑی سوچ بِچَار کرے تو اُس کی ایک گھڑی کی فِکْر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک سَتَّر سال کی عبادت سے افضل ہو جائے۔ کیا یہ عظیم نقصان نہیں ہے کہ سَتَّر سال سے ایک گھڑی زیادہ بہتر ہو جائے اور سَتَّر سال کی تمام عبادت بے کار چلی جائے، خدا کی قسم یہ بَہُت بڑا نقصان ہے، اور اس سے بے خَبَر رہنا اس سے بھی بڑا نقصان ہے تو ایسی خصلت جس کی یہ قیمت ہو اور ایسے خطرات ہوں تو ضَروری ہے کہ اُس سے اجتناب اور پرہیز کیا جائے اور اِسی معنی میں عَقْل مند لوگوں کی نگاہ ایسی باریکیوں پر پڑتی ہے، پھر وہ اِن اَسْرار کو پہچاننے کا اولاً تو اہتمام کرتے ہیں اور بعد میں رِعَایَت اور حفاظت کا خیال رکھتے ہیں، اُن کی نگاہ اَعمال کی ظاہری کثرت پر نہیں ہوتی۔ وہ کہتے ہیں کہ شان صفائی میں ہے کثرت میں نہیں۔ وہ کہتے ہیں ایک ہیرا ہزار کوڑیوں سے بہتر ہے، لیکن جن لوگوں کا عِلْم کم ہوتا ہے اور جن کی نگاہ اس باب میں قاصر ہے وہ ایسے معانی سے بے خَبَر ہیں اور وہ دلوں کے عُیُوب سے بے خَبَر ہیں اور اپنے نُفُوس کو رُکوع اور سُجود اور کھانے پینے سے روک کر تھکا دیتے ہیں، اُن کو تعداد اور کثرت نے دھوکا دے رکھا ہے اور وہ صفائی اور بُزُرگی پر نگاہ نہیں رکھتے اور ایسے اَخروٹوں کی کثرت کوئی فائدہ نہیں دیتی جن میں کوئی گُودا نہ ہو، ایسے مکانوں کی بلند چھتیں کوئی نفع نہیں دیتیں جن کی بنیادیں مضبوط نہ ہوں اور ان حقائق کو صرف عالم لوگ ہی جان سکتے ہیں جن پر خدا تعالیٰ نے ان

حقائق کو ظاہر کر دیا ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی اپنے فَضْل وکرم سے ہدایت کا ولی ہے اور باقی رہا خَمرات کا بڑا ہونا تو اُس کی کئی ایک وجوہات ہیں۔

پہلی یہ ہے کہ معبود ایک ایسا بادشاہ ہے کہ جس کے جَلال اور عَظمَت کی کوئی اِنتہا نہیں اور اُس کے تجھ پر احسانات اتنے ہیں جو حساب اور شمار سے باہر ہیں اور تیرا بدن پوشیدہ عُیُوب سے آلودہ ہے، بے شمار آفات سے بھرا ہوا ہے اور معاملہ خطرناک ہے، اگر نفس کی جلد بازی کی بنا پر تم سے کوئی سے کوئی لغزش وخطا واقع ہوگئی تو تو محتاج ہوگا کہ عیب دار، بُرائی کی طرف مائل اور بُرائی کا حکم دینے والے نفس کے ساتھ اخلاص والے اَعمال کرے ایسے طریقہ پر کہ وہ رَبُّ العالَمِین کے جَلال اور عَظمَت کے لائق ہو، اور اُس کی نعمتوں اور احسانات کی کثرت کا شکرانہ بن سکے اور اُس کی بارگاہ میں پسندیدگی اور قبولیت حاصل کر سکے ورنہ تجھ سے وہ عَظِیم فائدہ فوت ہوجائے گا جس کے فوت ہونے کو کوئی نفس برضا ورغبت قبول نہیں کرسکتا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تجھے کوئی ایسی مصیبت پہنچ جائے کہ جس کی تجھے طاقت نہ ہو اور خدا کی قسم یہ ایک عجیب حالت ہے اور ایک عَظِیم کَیفِیَّت ہے۔ باقی رہا اُس بادشاہ کے جَلال اور عَظمَت کا معاملہ اس طرح کہ ملائکہ مقربین ہر وقت دِن رات اس کی عبادت میں کھڑے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض اُن میں سے اپنی ابتدائے پیدائش سے لے کر قیام میں ہیں اور بعض رکوع کی حالت میں اور بعض سجدہ کی کیفیت میں اور بعض ان میں سے تسبیح وتہلیل میں مشغول ہیں تو قیام کرنے والے کا قیام اور رکوع کرنے والے کا رکوع اور سجدہ کرنے والے کا سجدہ اور تسبیح کہنے والے کی تسبیح اور لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والے کی تہلیل صور پھونکنے تک برابر جاری رہے گی لیکن پھر بھی اُن کی عبادت پوری نہ ہوگی۔ جب

وہ اس عظیم سعادت سے فارغ ہوں گے تو سب کے سب پکار اُٹھیں گے تو پاک ہے، جیسا تیری عبادت کا حق تھا ہم اُسے ادا نہیں کرسکے۔اور یہ رسولوں کے سردار، تمام مخلوقات سے زیادہ علم اور فضیلت رکھنے والے حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں جو فرماتے ہیں کہ میں تیری ایسی ثناء بیان نہیں کرسکتا، جس ثناء کا تو مستحق ہے،اور کہتے ہیں کہ میں تیری اُس تعریف کو بیان کرنے سے قاصر ہوں جس تعریف کا تو مستحق ہے اور تیری ایسی عبادت نہیں کرسکتا جس کا تو اہل ہے۔(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ،باب مایقال فی الرکوع والسجود،الحدیث: ٤٧٦،ص٢٥٢) اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کا فرمان ہے کہ کوئی آدمی جنت میں اپنے عَمَل سے داخل نہیں ہوسکتا،صحابہ نے عرض کیا: اے اللّٰہ کے رسول کیا آپ بھی داخل نہیں ہوسکتے تو آپ نے فرمایا جب تک خدا تعالیٰ کی رحمت مجھ کو نہ ڈھانپ لے ، میں بھی نہیں داخل ہوسکتا۔(صحیح البخاری، کتاب الرقاق،باب القصد والمداومۃ علی العمل، الحدیث:٦٤٦٧، ج٤، ص٢٣٨) باقی رہے انعامات اور احسانات تو جیسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا ہے:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ ترجمہ کنزالایمان: اور اگر اللّٰہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کرسکو گے۔ (پ١٤،النحل:١٨)

اور جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلٰثَةِ دَوَاوِيْنَ دِيْوَانِ الْحَسَنَاتِ وَدِيْوَانِ السَّيِّأٰتِ وَدِيْوَانِ النِّعَمِ فَتُقَابَلُ الْحَسَنَاتُ بِالنِّعَمِ فَلَا يُؤْتٰى بِحَسَنَةٍ اِلَّا اُتِيَ بِنِعْمَةٍ حَتّٰى تَغْمُرَ الْحَسَنَاتُ النِّعَمَ وَتَبْقَى السَّيِّئٰتُ وَالذُّنُوْبُ فَلِلّٰهِ تَعَالٰى فِيْهَا الْمَشِيَّةُ.

لوگوں کے اَعمال کے تین دفتر ہوں گے ایک نیکیوں کا دفتر ایک بُرائیوں کا دفتر

اور ایک خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا دفتر۔نیکیوں کو نعمتوں کے مقابل لایا جائے گا جب کوئی نیکی لائی جائے گی تو اُس کے مقابل میں نعمت رکھ دی جائے گی۔ یہاں تک کہ نیکیاں نعمتوں میں خَتْم ہو جائیں گی اور گناہ اور برائیاں باقی رہ جائیں گے تو پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اُن میں اختیار ہے چاہے تو عذاب دے چاہے تو بخش دے۔

باقی رہے نفس کے عُیُوب اور اُن کی آفات، پس ہم پہلے اُس کو اُس کے باب میں ذِکْر کر چکے ہیں، اور خطرناک معاملہ تو یہ ہے کہ آدمی عبادت میں سَتَّر سال تک مِحْنَت کرتا ہے اور تکلیف اٹھاتا ہے اور وہ اُن کے عُیُوب اور آفات سے بے خبر ہوتا ہے۔ پھر کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اُن میں سے ایک بھی مقبول نہیں ہوتا اور کبھی وہ کئی سال تک مِحْنَت کرتا ہے اور ایک گھڑی اسے برباد کرکے رکھ دیتی ہے اور ان تمام خطرات سے بڑھ کر یہ خطرہ ہے کہ کبھی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت بندے کی طرف مُتَوَجِّہ ہوتی ہے اور بندے کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت لوگوں کو دکھانے کے لیے کرتا ہے اس طرح کہ اُس کا ظاہر تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہوتا ہے اور باطِن مخلوق کے لیے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کو اس طرح مردود قرار دیتا ہے کہ اُسے کوئی بھی مقبول نہیں بنا سکتا اس سے خدا تعالیٰ کی پناہ۔

اور بعض علماء کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام سے سنا ہے کہ وہ حسن بصری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق بیان کرتے تھے کہ اُن کی وفات کے بعد اُن کو خواب میں دیکھا گیا تو اُن سے اُن کا حال پوچھا گیا تو فرمایا: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کرلیا اور فرمایا اے حسن! کیا تجھے یاد ہے کہ ایک دن تو مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا لوگوں نے تجھ کو دیکھا تو تو نے اپنی نماز اچھی کرکے پڑھی اگر تیری پہلی نمازیں میرے لیے خالص نہ

ہوتیں تو میں تجھے آج اپنی بارگاہ سے دور کرکے اپنی رحمتوں اور عنایتوں کو روک لیتا۔ جب معاملہ مشکل اور باریکی کی وجہ سے اِس عظیم حد تک بڑھا ہوا ہے تو عقلمند لوگوں نے اس میں غور کیا اور وہ اپنی جانوں پر ڈرتے رہے یہاں تک کہ بعض اُن میں سے اپنے اُس عَمَل کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے تھے۔ جو لوگوں پر ظاہر ہو جائے، یہاں تک کہ حضرت رابِعہ بَصَرِیَّہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا سے بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرا جو عَمَل ظاہر ہو جائے میں اُسے شمار میں نہیں لاتی اور کسی اور نے کہا اپنی نیکیوں کو اس طرح چھپا جس طرح تو اپنی برائیوں کو چھپاتا ہے اور کسی اور نے کہا اگر تجھے نیکیوں کو چھپا کر رکھنے کی کوئی جگہ مل سکے تو ایسا ہی کر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت رابِعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا سے سوال کیا گیا کہ آپ کو اپنے کون سے عَمَل پر سب سے زیادہ امید ہے۔ تو انہوں نے فرمایا اس عَمَل پر کہ میں اپنے اَعمال سے مایوس ہوں۔ بَیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن واسع اور مالک بن دینار رَحِمَہُمَا اللّٰہُ الْغَفَّار دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا: یا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت ہوگی یا جَہَنَّم ، تو حضرت محمد بن واسع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا یا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحْمت ہوگی یا جَہَنَّم ، تو مالک نے کہا مجھے آپ جیسے استاد کی اشد ضرورت ہے۔

(فیض القدیر، تحت الحدیث: ٤٦٨٨، ج٤، ص١٣٧)

حضرت بایزید بسطامی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الغَنِی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے تیس سال تک عبادت میں مِحْنَت کی پھر میں نے ایک کہنے والے کو دیکھا کہ جو مجھ سے کہنے لگا اے بایزید اُس کے خزانے عبادت سے بھرے ہوئے ہیں اگر تو اُس کی بارگاہ تک پہنچنا چاہتا ہے تو تجھے ذلت اور مِسْکِینی اختیار کرنی چاہیے۔

(فیض القدیر، تحت الحدیث: ٤٦٨٨، ج٤، ص١٣٧)

اور میں نے استاد ابوالحسن سے سنا، وہ استاد ابوالفضل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے بیان کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میں جو بھی عبادت کرتا ہوں وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے دربار میں ناقابل قبول ہے۔ آپ سے اسی معاملہ میں گفتگو کی گئی تو آپ نے جواب دیا کسی کام کے مقبول ہونے کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اُن کو میں جانتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ میں اُن کو پورا نہیں کر رہا ہوں، تو میں جانتا ہوں کہ میرے عَمَل ناقابل قبول ہیں۔ عرض کیا گیا پھر آپ عَمَل کیوں کرتے ہیں، فرمایا اس امید پر کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کسی دن مجھ کو درست کردے تو نفس کو اچھے کام کرنے کی عادت تو ہوگی اور ابتدا سے اسے عادت ڈالنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ حال اُن بڑے بڑے لوگوں کا ہے جو صاحبِ مُجاہَدہ، مُشْکِلات کو عُبُور کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے تھے۔ تیری حالت ایسی ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

فَاطْلُبْ لِنَفْسِكَ صُحْبَةً مَعْ غَيْرِهِمْ وَقَعَ الْاِيَاسُ وَخَابَتِ الْآمَالُ
هَيْهَاتَ تُدْرِكُ بِالتَّوَانِي سَادَةً كَدُّوا النُّفُوسَ وَ سَاعِدِ الْاِقْبَالُ

پس اپنے نفس کیلئے غیر لوگوں کی صُحْبَت تلاش کرو کیونکہ مایوسی طاری ہوگئی ہے اور امیدیں خَتْم ہوچکی ہیں۔ افسوس کہ سستی کے بدلے سرداری کی خواہش کرتا ہے نفسوں سے کوشش کراؤ اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف مُتَوَجِّہ کرنے میں مدد کرو۔

پھر مجھے خیال ہوا کہ میں یہاں وہ حدیث بیان کردوں جو صادِقُ الْمَصْدُوق صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے منقول ہے اور ہم نے اُس کو کئی کتابوں میں ذِکْر کیا ہے۔ ابنِ مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خالد بن معدان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی

حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے خود سُنی ہو اور اُس کو یاد کیا ہو اور اُس کی شدت اور باریکی کی وجہ سے آپ اُس کا تذکرہ ہر روز کرتے ہوں تو آپ نے فرمایا ہاں بیان کرتا ہوں۔ پھر آپ بڑی دیر تک روتے رہے پھر کہنے لگے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اُن کی ملاقات کا شوق حد سے بڑھ گیا ہے پھر فرمایا ایک دفعہ میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس تھا آپ سُواری پر بیٹھے اور مجھے بھی اپنے پیچھے بٹھالیا۔ پھر ہم چلے آپ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی پھر فرمایا: تمام تعریف اُس اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہے جو اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ اے معاذ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ! میں نے عرض کیا: لَبَّیک یاسَیِّدَ الْمُرسلین! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں تجھ سے ایسی بات بیان کررہا ہوں کہ اگر تو نے اُس کو یاد رکھا تو تجھے نَفْع دے گی اور اگر تو نے اس کو ضائع کردیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک تیری حُجَّت خَتم ہوجائے گی۔ اے معاذ! رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے زمین اور آسمان کی پیدائش سے پہلے سات فرشتوں کو آسمانوں کے خازِن اور دَرْبان کی حیثیت سے پیدا کیا اور ہر ایک آسمان کے دروازے پر ایک فرشتہ کو بحیثیت دربان کھڑا کردیا۔ پھر کِراماً کاتِبِین بندے کے اَعمال لے کر چڑھتے ہیں اُن میں روشنی اور چمک ہوتی ہے جیسے سورج کی روشنی، یہاں تک کہ وہ پہلے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور کِراماً کاتِبِین اُس کے عَمَل کو بَہُت زیادہ سمجھتے ہیں اور اُس کو خالص جانتے ہیں، پھر جب وہ دروازہ پر پہنچتے ہیں تو دربان فرشتہ اُن سے کہتا ہے: اس عَمَل کو عَمَل کرنے والے کے مُنْہ پر دے مارو! میں غیبت کا فرشتہ ہوں، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ لوگوں کی غیبت کرنے والے کے کسی عَمَل کو

اپنے غیر کی طرف نہ جانے دوں۔ پھر دوسرے دن فرشتے اوپر جاتے ہیں، اُن کے پاس بَہُت اچھے عَمَل ہوتے ہیں، وہ عَمَل نور سے روشن ہوتے ہیں کراماً کاتبین اُن کو بَہُت زیادہ اور پاکیزہ خیال کرتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ دوسرے آسمان پر جاتے ہیں تو فرشتہ کہتا ہے ٹھہر جاؤ اور اس عَمَل کو عَمَل کرنے والے کے منہ پر دے مارو کیونکہ اس کی نیت اس عَمَل سے دنیا کمانے کی تھی مجھے میرے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دے رکھا ہے۔ کہ میں کسی ایسے آدمی کا عَمَل اوپر نہ جانے دوں جو مجھے چھوڑ کر غیر کی طرف مُتَوَجِّہ ہوتا ہے۔ پھر فرشتے شام تک اُس پر لَعنَت کرتے رہتے ہیں، پھر فرشتے بندے کا عَمَل لے کر اوپر جاتے ہیں اور اُن سے بڑا خوش ہوتے ہیں اُن میں صدقہ روزہ اور بَہُت سی نیکیاں ہوتی ہیں فرشتے ان کو بَہُت زیادہ سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں، پھر جب وہ تیسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو دربان فرشتہ کہتا ہے کہ ٹھہر جاؤ اور اس عَمَل کو عَمَل کرنے والے کے منہ پر دے مارو میں تَکَبُّر والوں کا فرشتہ ہوں، میرے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں کسی ایسے آدمی کا عَمَل اُوپر نہ جانے دوں جو مجھے چھوڑ کر غیر کی طرف مُتَوَجِّہ ہو، یہ آدمی لوگوں پر اُن کی مجالس میں اپنی بڑائی بیان کیا کرتا تھا اور فرشتے بندے کا عَمَل لے کر اُوپر جاتے ہیں اور وہ عَمَل اس طرح چمکتے ہیں جیسے ستارے یا کوئی روشن ستارہ اُن اَعمال میں سے تسبیح کی آواز آتی ہے۔ اُن میں روزہ، حج، نماز اور عمرہ ہوتا ہے پھر جب وہ چوتھے آسمان پر جاتے ہیں تو وہاں کا دربان فرشتہ اُن سے کہتا ہے ٹھہر جاؤ، اور اس عَمَل کو عَمَل کرنے والے کے منہ پر دے مارو، میں عُجب والوں کا فرشتہ ہوں مجھے میرے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دے رکھا ہے، کہ میں ایسے آدمی کا عَمَل اوپر نہ جانے دوں جو مجھے چھوڑ کر غیر کی طرف مُتَوَجِّہ ہوتا ہے۔ یہ آدمی جب کوئی عَمَل کرتا تو اُس پر مغرور

ہوجاتا۔فرشتے بندے کاعَمَل لے کراوپر جاتے ہیں وہ عَمَل اس طرح آراستہ ہوتے ہیں جیسے دولہن سُسرال جانے کے وقت جب وہ ان کو لے کر پانچویں آسمان تک پہنچتے ہیں ان میں جہاد، حج ،عمرہ وغیرہ اچھے اَعمال ہوتے ہیں اُن کی چمک سورج جیسی ہوتی ہے،تو فرشتہ کہتا ہے میں حسد کرنے والوں کا فرشتہ ہوں، یہ آدمی لوگوں پراُن چیزوں میں حسد کرتا تھا جواُن کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے فَضْل سے دی ہیں یہ آدمی خدا تعالیٰ کی پسندیدہ تقسیم پرناراض ہے، میرے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں اس کے عَمَل اُوپر نہ جانے دوں کہ وہ مجھے چھوڑ کر دوسروں کی طرف مُتَوَجِّہ ہے اور فرشتے بندے کا عَمَل لے کر اوپر جاتے ہیں اُن میں اچھے وُضو، بہت سی نمازیں، روزے حج اورعُمرہ ہوتا ہے وہ چھٹے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں تو دروازے پر مقررہ نگہبان کہتا ہے میں رحمت کا فرشتہ ہوں اِن اَعمال کوعَمَل کرنے والے کے منہ پردے مارو، یہ آدمی کبھی کسی انسان پررَحم نہیں کرتا تھا اور کسی بندے کو مصیبت پہنچتی تو خوش ہوتا، میرے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں اِس کے اَعمال کو اوپر نہ جانے دوں یہ مجھے چھوڑ کر غیروں کی طرف مُتَوَجِّہ ہے۔ پھر فرشتے بندے کا عَمَل لے کر چڑھتے ہیں، اُس میں بہُت سا صدقہ ،نماز روزہ ، جہاد اور پرہیز گاری ہوتی ہے، اُن کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے کڑک کی آواز اور چمک جیسے بجلی کی چمک، پھر جب وہ ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں،تو فرشتہ جو اس آسمان پر موکل ہوتا ہے کہتا ہے میں ذِکر کا فرشتہ ہوں۔اِس عَمَل والے نے اپنے عَمَل میں مجلس میں تذکرہ اور دوستوں اور بلندی اور بڑے لوگوں کے نزدیک جاہ پسندی کی نیت کی تھی ، میرے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے حکم دے رکھا ہے کہ میں اس کے عَمَل کو اُوپر نہ جانے دوں کہ یہ مجھے چھوڑ کر دوسروں کی طرف مُتَوَجِّہ ہوتا

ہےاور ہر وہ عَمَل جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے خالِص نہ ہو وہ ریاء ہےاور ریاء کار کا عَمَل اللہ عَزَّوَجَلَّ قبول نہیں فرماتا اور فرشتے بندے کے اَعمال نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، عمرہ اچھا خُلق، خاموشی اور ذِکْرِ الٰہی لے کر اوپر جاتے ہیں ساتوں آسمانوں کے فرشتے اُن کی تعظیم کے لیے ساتھ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ کے سامنے سے تمام پردے ہٹ جاتے ہیں۔ پھر وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سامنے کھڑے ہو کر اسکے لیے شہادت دیتے ہیں کہ اُس کا عَمَل نیک خالِص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہے۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے تم میرے بندے کے اَعمال پر نگران ہو اور میں اُس کی جان سے زیادہ اس کے قریب ہوں، اس عَمَل سے اس کا ارادہ میری رضا نہیں بلکہ میرے سوا اوروں کو خوش کرنا مقصود تھا۔ میں اس کی نیت کو خوب جانتا ہوں، اس پر میری لَعنَت، اس نے بندوں کو بھی دھوکا دیا اور تم کو بھی، لیکن مجھے دھوکا نہیں دے سکتا، میں غیبوں کا جاننے والا ہوں، دلوں کے خیالات سے واقف ہوں، مجھ پر کوئی پوشیدہ چیز چھپی نہیں رہ سکتی اور کوئی چھپی چیز مجھ سے اُوجَھل نہیں ہے، تمام موجودات و تمام معدومات (جو ابھی تک وجود میں نہیں آئیں) اور جو کچھ ہو چکا اور جو آیندہ ہو گا سب کا مجھے عِلم ہے، پوشیدہ باتوں اور دل کے ارادوں سے اچھی طرح باخبر ہوں تو میرا بندہ اپنے عَمَل کے ساتھ مجھے کس طرح دھوکا دے سکتا ہے۔ دھوکہ تو مخلوق کھاتی ہے جن کو عِلم نہیں ہوتا اور میں تو غیبوں کا جاننے والا ہوں۔ اس پر میری لَعنَت ہے اور ساتوں فرشتے اور تین ہزار ان کے مُتبعین فرشتے سب کہتے ہیں اے ہمارے رب اس پر تیری لَعنَت ہے اور ہماری بھی لَعنَت۔ پھر آسمانوں والے کہتے ہیں اِس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لَعنَت اور لَعنَت کرنے والوں کی لعنت، پھر معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رونے لگے اور بڑا سخت روئے اور کہا اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول!

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ نے جو ذِکْر فرمایا ہے اِس سے نَجات کی کیا صورت ہے، تو فرمایا اے معاذ! رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ اپنے نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی یقین میں اِقْتِدا کر، میں نے کہا: آپ تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اور میں معاذ بن جبل ہوں، مجھے نَجات اور خلاصی کس طرح نصیب ہوسکتی ہے۔ آپ نے فرمایا اے معاذ! رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ اگر تیرے عَمَل میں کوتاہی ہو تو اپنی زبان کو روک لوگوں کی بُرائیاں بیان کرنے سے، خصوصیت کے ساتھ اپنے قرآن پڑھنے والے بھائیوں سے اور تمہارے وہ عُیُوب جن کو تم جانتے ہو وہ تمہیں لوگوں کی غیبت اور بُرائی سے روکیں اور اپنے بھائیوں کو ذلیل ورسوا کر کے اپنے نفس کو پاک نہ بنا اور اپنے بھائیوں کو گِرا کر اپنے آپ کو بُلَنْد کرنے کی کوشش نہ کر اور اپنے عَمَل میں ریاءکاری نہ کر کہ تو لوگوں میں پہچانا جائے اور اس طرح دنیا میں مشغول نہ ہو جا کہ تجھے آخرت کا معاملہ بھول جائے اور جب تیرے پاس کوئی اور آدمی بیٹھا ہو تو کسی دوسرے سے چُھپ کر مشورہ نہ کر اور لوگوں میں بڑائی حاصل کرنے کی کوشش نہ کر کہ دنیا اور آخرت کی بھلائیاں تجھ سے منہ موڑ لیں گی اور اپنی مجلس میں اس طرح فحش گوئی نہ کر کہ لوگ تیری بداَخلاقی کی وجہ سے تجھ سے گُریز کرنے لگیں اور لوگوں پر احسان نہ جتا اور لوگوں کی عزت کا پردہ اپنی زبان سے چاک نہ کر کہ تجھے جَہَنَّم کے کُتے پھاڑ ڈالیں گے اور یہی ہے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا قول: '' وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ '' (پ ۳۰، النازعات: ۲) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: جَہَنَّم کے کُتے ہڈیوں سے گوشت کو الگ کر دیں گے۔ میں نے عرض کیا اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان خصائل پر کون کاربند رہ سکتا ہے، آپ نے فرمایا اے معاذ! رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ جو میں نے تجھ سے بیان کیا ہے وہ اُسی آدمی

پر آسان ہے جس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ آسان کرے۔ تجھے اِن تمام باتوں سے یہ چیز کِفایت کرتی ہے کہ تو لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کرے جو تو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لیے وہی کچھ ناپسند کرے جو اپنے نفس کے لیے ناپسند کرتا ہے، اگر تو ایسا کرے گا تو سلامت رہے گا اور نجات پا جائے گا۔ خالد بن معدان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا کہ حضرت معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قرآن پاک کی تلاوت بھی اِس کثرت سے نہیں کرتے تھے جتنا کہ اس حدیث کو بیان کرتے اور اپنی مجلس میں اس کا تذکرہ کرتے۔

(الترغیب و الترھیب،المقدمة،الترھیب من الریاء.... الخ، الحدیث: ۵۹،ج۱،ص ۴۸ بتغیر)

اور اے آدمی جب تو نے یہ عظیم حدیث اور بہُت بڑی خبر سن لی ہے جس کا انجام بڑا دردناک ہے جس کے اثر سے دل اڑنے لگتے ہیں اور عقلیں پریشان ہو جاتی ہیں اور جس کو سینے اٹھانے سے تنگ ہیں۔ جس کی ہیبت سے نفس گھبراتے ہیں تو اپنے مولا کی رحمت کا دامن تھام لے اور عاجِزی وتَضَرُّع اور دِن رات کے رونے سے اُس کے دروازہ کو لازم پکڑ جیسا کہ دوسرے عاجِزی کرنے والے اور تَضَرُّع کرنے والے کرتے ہیں، اِس معاملہ میں نجات صرف اُس کی رحمت سے ہے اور اس سَمُنْدَر سے سلامتی کے ساتھ بچ نکلنا صرف اُس کی توجہ اور توفیق اور عِنایَت سے ہے۔ غافِلوں کی نیند سے بیدار ہو اور اس کام کو اس کا حق دے اور اِس خوفناک گھاٹی میں اپنے نفس سے جہاد کرتا کہ تو ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک نہ ہو جائے اور ہر حالت میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے مدد کی التجا ہے وہ بہترین مددگار ہے، اور وہ سب رُحم کرنے والوں سے زیادہ رُحم کرنے والا ہے اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ بلند و برتر اور عظیم کی توفیق سے ہے۔

فصل:

قِصَّہ مختصر جب تو نے اچھی طرح دیکھ لیا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی قدر و منزلت کو ملاحظہ کرلیا اور مخلوق کی کمزوری و جہالت کو دیکھ لیا تو اپنے دِل کے ساتھ مخلوق کی طرف تَوَجُّہ مت کر اور ان کی مَدْح و ثناء اور ان کی تعظیم سے بے نِیاز ہو جا کہ اُس میں کوئی فائدہ نہیں ہے، تو اِن کی رضا کا ارادہ کر کے اپنی عبادت کو مردود نہ کر اور جب تو نے دنیا کی ذلت وحقارت اور جلد خَتْم ہو جانے کو جان لیا ہے، تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت سے اُس کی طرف توجہ نہ کر اور اپنے نَفْس سے کہہ، اے نَفْس! رَبُّ الْعٰلَمِیْن کی تعریف اور اُس کی بارگاہ سے ملنے والا اِعْزاز، عاجز اور جاہل مخلوق کی ثناء سے بہتر ہے جو حقیقت میں تیرے عَمَل کی قَدْر کو اور تیری مِحْنَت کو جانتے ہی نہیں اور تیرے حق کو تیرے اَعمال میں اور تیری تکلیفات میں نہیں پہچان سکتے، بلکہ بسا اوقات تجھ پر کسی ایسے آدمی کو فضیلت دیں گے جو کہ تجھ سے ہزار ہا درجہ کم تر ہو گا اور سب سے زیادہ حاجت کے اوقات میں تجھ کو ضائع کر دیں گے اور بھول جائیں گے اور اگر وہ ایسا نہ بھی کریں تو اُنکے ہاتھ میں آخر ہے بھی کیا اور انکی طاقت کہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ پھر وہ بھی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے قبضے میں ہیں۔ تو پھر وہ اُن کو جس طرح چاہے گا اور جدھر چاہے گا پھیر دے گا تو اے نَفْس عَقْل سے کام لے اور اپنی قیمتی عبادت کو اُنکی وجہ سے ضَائِع نہ کر اور نہیں فوت ہو گی تجھ سے اُس ذات کی ثناء جس کی ثناء تمام تر فخر اور عطا ہے، اور جس کی عطا تمام تر ذخیرہ ہے اور کہنے والے نے کتنا سچ کہا ہے:

سَھَرُ الْعُیُوْنِ لِغَیْرِ وَجْھِكَ بَاطِلٌ وَ بُکَاؤُھُنَّ لِغَیْرِ عَفْوِكَ ضَائِعٌ

تیری ذات کے علاوہ کیلئے راتوں کو جاگنا باطِل ہے اور مَغْفِرَت کی طَلَب کے

علاوہ کیلئے آنسو بہانا فُضُول ہے۔

اور کہو اے نفس کیا ہمیشہ کی جنت بہتر ہے یا دنیا اور اس کا ناکارہ اور فانی حرام سے آلودہ سامان، حالانکہ تجھے طاقت ہے کہ تجھے تیری اس عبادت سے ہمیشہ کی نعمتیں حاصل ہوں، پس تو کم ہمت اور کمزور ارادے والا نہ بن کیا تو غور نہیں کرتا کہ کبوتر جب فضا میں بُلَنْد اُڑنے والا ہو تو اُس کی قیمت کس طرح بڑھ جاتی ہے اور اس کی قَدْر کتنی زیادہ ہو جاتی ہے۔ سو تو اپنی تمام ہمت کو آسمان کی طرف بُلَنْد کر اور اپنے دل کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے خالی کر دے جس کے اختیار میں تمام اُمور ہیں اور ناکارہ چیزوں کی وجہ سے اپنی کمائی ہوئی عبادت کو ضَائِع نہ کر اور جب تو اچھی طرح غور کرے گا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں اور بڑے بڑے احسانات کو اس عبادت میں اپنے اوپر ملاحظہ فرمائے گا کہ اُسی نے تجھ کو اس کی توفیق بخشی اور اس نے اِس کا سامان فراہم کیا اور اسی نے تمام رکاوٹوں کو تجھ سے دور فرمایا یہاں تک کہ تو اس عبادت کے لیے فارغ ہوا۔ پھر اُس نے تجھ کو توفیق و تائید سے خاص کیا اور اِس کو تجھ پر آسان بنایا اور تیرے دِل میں اس کی چاہت و محبت پیدا کر دی یہاں تک کہ تو نے اِس پر عَمَل کیا۔

پھر اُسی نے اپنی عَظَمَت اور جَلال اور تیری عبادت اور تجھ سے بے نیازی اور اپنی تجھ پر بے اندازہ نعمتوں کے باوجود تیرے لیے اس معمولی عَمَل پر ثَنائے جمیل اور ثوابِ جَلِیْل کا اجر تیار کر رکھا ہے، جس کا تو کسی صُوْرَت میں مُسْتَحِق نہیں ہے، پھر وہ اس پر تیرا اعزاز فرماتا ہے اور اس معمولی کام پر تیری تعریف کرتا ہے اور اسی کی وجہ سے تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ یہ سب کچھ اُس کے فَضْل عظیم کی وجہ سے ہے نہ کسی اور وجہ سے ورنہ تیرا کون ساحق ہے اور تیرے اِس عیب دار اور حقیر عَمَل کی کون سی قَدْر ہے، سو اے نفس! اپنے رب کریم سبحانہ وتعالیٰ کے احسان کو یاد کر کہ اُس نے تجھ پر اس عبادت

کے بجالانے میں کتنا احسان کیا اور اس سے شَرم کر کہ تو اپنے عَمَل کی طرف توجہ کرے بلکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی کا ہم پر ہر حال میں فَضْل اور اِحسان ہے اور اس عبادت کے حاصل ہو جانے کے بعد تیرا شغل اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تَضَرُّع اور عاجزی کے سوا اور کچھ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اسے اپنی رحمت سے قبول فرمالے۔ کیا تو نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے خَلِیل اِبرَاہِیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بات نہیں سنی کہ جب وہ خدا تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کی خدمت سے فارغ ہوئے تو کس طرح اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی جناب میں گڑگڑائے کہ وہ اس کو قبول فرما کر اُن پر اِحسان کرے انہوں نے کہا:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۲۷﴾ (پ ۱، البقرۃ: ۱۲۷)

ترجمہ کنزالایمان: اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی ہے سنتا جانتا۔

اور جب اپنی دعا سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ (پ ۱۳، ابراھیم: ۴۰)

ترجمہ کنزالایمان: اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے۔

پھر اگر اُس نے اِس ناقص عبادت کو قبول فرما کر تجھ پر اِحسان کیا تو اُس نے اپنی نعمت کو مکمل کر دیا اور احسانِ عظیم فرمایا۔ تو یہ کیسی سَعادت، دولت، عزت اور رِفْعت وبُلَنْدی کا مقام ہے اس وقت یہ خِلْعَت ونعمت اور ذخیرہ وکَرامَت تجھ پر کتنی زیب دے گی اور اگر دوسری کیفیت ہوئی تو اِس خسارے اور نقصان اور محرومی پر نہایت افسوس، پس تو اُٹھ اور اِس انعام والے راستے پر چل، جب تو اس عَمَل پر ہمیشگی کرے گا اور اپنی عبادت سے فارغ ہونے پر اپنے دل میں اس کی تکرار کرے گا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد چاہے گا تو وہ تجھے مخلوق اور نفس کے اِلْتِفات سے بچالے گا اور عُجب اور رِیاء کاری کی آفت سے محفوظ رکھے گا اور تجھے اخلاص والی عبادات کی توفیق دے گا اور پھر

تمام حالات میں تجھ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا احسان ہوگا۔ تجھے ظاہری اِطاعت حاصل ہوگی جو امید کے قابل ہو اور ایسی نیکیاں میسر آئیں گی جن میں کوئی کدُورَت نہ ہو اور ایسی مقبول عبادتیں حاصل ہوں گی جن میں کوئی نَقْص نہ ہو اور ایسی عبادت اگر بِالْفرض زندگی میں ایک ہی دَفْعَہ مُیَسَّر ہو جائے اور پھر کبھی میسر نہ ہو تو وہ بھی حقیقت میں بَہُت ہے اور مجھے اپنی عُمْر کی قسم اگرچہ اس کی تعداد کم ہو لیکن اس کے معنی بَہُت ہیں اس کی قَدْر بڑی ہے، اِس کا نَفْع کثیر ہے۔ اس کا انجام اچھا ہے اور اس طرح کی توفیق ملنا بَہُت عزیز ہے اور بندے پر خدا تعالیٰ کا بَہُت بڑا احسان ہے۔ پھر اُس تحفے سے کون سا تحفہ بڑا ہو سکتا ہے کہ جس کو اللہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن قبول کرلے اور اُس کی کوشش سے اچھی اور کون سی کوشش ہو سکتی ہے جس کا اعزاز بے قراروں کی دعائیں سننے والا فرمائے اور اُس پر تعریف کرے اور کون سی کمائی اس کمائی سے زیادہ مُعَزَّز ہے جس کو رَبُّ الْعٰلَمِیْن پسند فرمائے اور اُس پر خوش ہو، پس اے مِسکین غور کر اور ہوشیار ہو جا کہ تو خسارہ پانے والوں سے نہ ہو جائے اور جب مُعامَلہ اس حد تک پہنچ جائے گا تو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مُخْلِص ڈرنے والے فِکْر کرنے والے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اِحسانات پر راضی ہونے والے لوگوں میں سے ہو جائے گا اور تو اس خوفناک گھاٹی کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا اُس کی آفتوں سے سلامت رہے گا اور اُس کی بھلائیاں اور پھل اپنے ساتھ لے جائے گا اُس کی سَعادتوں اور کَرامتوں پر ہمیشہ کے لیے فائز ہو جائے گا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی اپنے فَضْل و کَرَم سے توفیق عطا فرمانے میں اور گناہوں سے بچانے میں بہترین والی و مدد گار ہے، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے۔

جن کی نمازیں قضا ہیں.........!

جس چیز کا بندوں کو حکم ہے اسے وقت میں بجالانے کو ادا کہتے ہیں (درمختار معہ رد المحتار، ج۲،ص ۶۲۷) اور وقت ختم ہونے کے بعد عمل میں لانا قضا ہے (درمختار معہ رد المحتار، ج۲،ص ۶۳۲) بلا عذر شرعی نماز قضا کر دینا سخت گناہ ہے، اس پر فرض ہے کہ اس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ بھی کرے، توبہ یا حج مقبول سے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تاخیر کا گناہ معاف ہو جائیگا۔ (درمختار معہ ردالمحتار، ج۲،ص ۶۲۶) جس کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں ان کا جلد سے جلد پڑھنا واجب ہے، مگر بال بچوں کی پرورش اور اپنی ضَروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے، لہٰذا کاروبار بھی کرتا رہے اور فرصت کا جو وقت ملے اس میں قضاء پڑھتا رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں (درمختار معہ ردالمحتار ج۲ ص ۶۴۶) قضا نمازیں ادا کرنے والا جب سے بالغ ہوا اس وقت سے نمازوں کا حساب لگائے اور تاریخِ بلوغ معلوم نہ ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ عورت ''9'' سال کی عمر سے اور مرد ''12'' سال کی عمر سے نمازوں کا حساب لگائے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ ج۸ص ۱۵۴) قضا ہر روز کی ''20'' رکعتیں ہوتی ہیں؛ دو فرض فجر کے، چار ظہر، چار عَصر، تین مغرب، عشاء کے چار فرض اور تین وِتر۔

قضا نمازیں پڑھنے کا آسان طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جن کے ذمہ قضاءنمازیں ہیں ان کا سنت غیر مؤکدہ اور نفل نماز کی جگہ قضاء عمری ادا کرنا افضل ہے۔ **شیخِ طریقت**، امیرِ اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ العَالِيَه نماز کے احکام، ص **342** پر نقل فرماتے ہیں:

نوافل کی جگہ قضاء عمری پڑھیے

قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انہیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے کہ بری الذمّہ ہوجائے البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نہ چھوڑے (رد المحتار، ج ١، ص ٥٣٦) لہٰذا نیچے دیئے گئے طریقے کے مطابق معمول بنالیا جائے تو آسانی سے روزانہ پانچ فرض نمازوں کے ساتھ پانچ قضاء نمازیں بھی ادا ہوجائیں گی۔

فجر کی قضا، ظہر کے آخری دو نفل کی جگہ پڑھ لیں۔ ظہر کی قضا، مغرب کے بعد پڑھے جانے والے اوّابین کے چھ رکعت نفل کی جگہ پڑھ لیں۔ اسی طرح عصر کی قضا، عصر کی سنت قبلیہ کی جگہ پڑھ لیں، مغرب کی قضا، عشاء میں وتر سے پہلے پڑھے جانے والے دو نفل کی جگہ پڑھ لیں اور عشاء کی قضا، عشاء کی سنتِ قبلیہ کی جگہ اور وتر کی قضا، وتر کے بعد پڑھے جانے والے نفل کی جگہ پڑھ لیں۔ اس طرح پورے دن

کی 20 رکعتیں قضاء پڑھنے میں کامیاب ہو جائیں گے نیز امید رکھیں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے کرم خاص سے قضاء نمازوں کے ضمن میں سنتِ غیر مؤکدہ اور نفل کا ثواب بھی عطا فرمادے۔نیت اس طرح کریں مثلاً سب سے پہلی فجر جو مجھ سے قضاء ہوئی اس کو ادا کرتا ہوں، ہر نماز میں اسی طرح نیت کیجئے۔

جس پر بکثرت قضا نمازیں ہیں وہ آسانی کے لیے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کی جگہ صرف ایک ایک بار کہے۔مگر یہ ہمیشہ اور ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہیے کہ جب رکوع میں پورا پہنچ جائے اس وقت سُبْحٰنَ کا ''سین'' شروع کرے اور جب عَظِیْم کا ''میم'' ختم کر چکے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے۔اسی طرح سجدے میں بھی کرے،ایک تخفیف تو یہ ہوئی اور دوسری یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں اَلْحَمْد شریف کی جگہ فقط سُبْحٰنَ اللّٰه تین بار کہہ کر رکوع کرلے مگر وِتْر کی تینوں رکعتوں میں اَلْحَمْد شریف اور سورت دونوں ضرور پڑھی جائیں۔تیسری تخفیف یہ کہ قعدہ اخیرہ میں تَشَھُّد یعنی اَلتَّحِیَّات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِه کہہ کر سلام پھیر دے۔چوتھی تخفیف یہ کہ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قُنوت کی جگہ اَللّٰهُ اَکْبَر کہہ کر فقط ایک بار یا تین بار رَبِّ اغْفِرْلِی کہے۔

(ملخص از فتاویٰ رضویه، ج۸، ص۱۵۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مدنی انعامات میں سنت غیر مؤکدہ اور مختلف نوافل

(مثلاً تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، تہجد، اشراق، چاشت، اوابین،، پنجوقتہ نمازوں کے نوافل، صلاۃ التوبہ) پڑھنا بھی شامل ہے لہٰذا جس کے ذمہ قضاء نمازیں ہیں وہ نوافل کی جگہ قضاء پڑھے اس کا نوافل کی ادائیگی والے مدنی انعام پر عمل ہو جائے گا۔

نگاہوں کی حفاظت اور فضول گوئی سے بچنے کا مدنی طریقہ

زَبان کے قُفلِ مدینہ کے 12 مدنی پھول

(1) سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ، باعث نزول سکینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا، جو چُپ رہا اس نے نَجات پائی۔(سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة ...الخ، باب ١١٥،الحدیث:٢٥٠٩،ج٤،ص٢٢٥) (2) انسان کے سر گناہوں کا بوجھ لدوانے میں زَبان سب اعضاء سے بڑھ کر ہے۔(3) یاد رکھئے! بروزِ قیامت ایک ایک لفظ کا حساب دینا پڑے گا۔(4) حجۃ الاسلام امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الوَالِی فرماتے ہیں، جو بات ایک لفظ میں ادا کی جاسکتی ہو وہ اگر دو یا تین الفاظ میں کہی تو جتنے الفاظ زائد ہیں وہ فضول اور وبال ہیں۔(لہٰذا کم سے کم اور نپے تُلے الفاظ میں گفتگو نمٹانے کی عادت بنائیں۔)(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، ج٣،ص١٤١) (5) ہر وہ بات فضول ہے جس میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا۔(6) ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی بھی بلاضَرورت کوئی لفظ زَبان اقدس سے نہیں نکالا، ہاں اچھی اچھی باتیں کرنا سنت ہے۔(7) کم گوئی کی عادت بنانے کے لیے جہاں جہاں ممکن ہو بولنے کے بجائے اشارے سے یا لکھ

کر بات کرنے کی کوشش کیجئے۔(8) خاموش رہنے کے لیے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہ منہ میں پتّھر لیے رہتے تھے۔(کیمیائے سعادت، ج ٢، ص ٥٦٣) ہوسکے تو آپ بھی سنت صدیقی ادا کرتے ہوئے روزانہ کم ازکم 12 منٹ منہ میں اتنے حَجْم کا پتّھر رکھئے کہ اسے باہر نکالے بغیر گفتگو کرنا ممکن نہ رہے، پتّھر کو روزانہ دھولیا کریں۔ پتّھر میں معمولی سی بھی شکستگی (ٹوٹ پھوٹ یا دراڑ) نہ ہو ورنہ میل جمع ہوگا اور ایسا پتّھر منہ میں رکھنا مضر صحت ہے۔(9) آپ خاموشی کی عادت ڈالنے کی کوشش کریں گے تو شاید اس طرح آزمائش ہوسکتی ہے کہ آپ کا مذاق اڑے، یا تنقید ہو، اگر آپ ہمت ہار گئے یا غصّہ کر بیٹھے تو شیطان خوش ہوگا۔لہٰذا صبر سے کام لیں۔(10) ممکن ہے آپ کے لیے خاموشی کی عادت ڈالنا کٹھن ثابت ہو، مگر ہمت نہ ہاریں۔ بار بار کوشش کریں، ہوسکتا ہے کسی ایک دن فضول گوئی سے بچنے میں کامیاب ہو جائیں مگر پھر کئی روز تک خاموشی نصیب نہ ہو مگر پھر کوشش کریں، پھر کوشش کریں، پھر کوشش کریں......اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کبھی تو کامیابی حاصل ہو ہی جائے گی۔ ؎ نیت صاف منزل آسان (11) جب بولنے کو جی چاہے تو غور کرلیا کریں کہ اس بات میں فائدہ بھی ہے یا نہیں۔ اگر بولے بغیر بھی گزارہ ہوسکتا ہو تو اتنی دیر تک درود شریف پڑھ لیں۔شیطان اپنا سر پیٹ لے گا اور جب کوئی غیر ضروری بات منہ سے نکل جائے تو بطورِ ازالہ فوراً درود پاک پڑھ لیا کریں۔(12) رات سوتے

وقت اگر غور کرلیا کریں کہ آج میں نے کون کون سی غیر ضروری بات کی پھر غیر ضروری باتوں پر اپنے آپ کو ملامت کریں اس طرح بھی خاموشی کی عادت بنانے میں اِنْ شَـاءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ مدد ملے گی، آہ! وہ شخص بھی کتنا بدنصیب ہوگا جو صرف زبان کی بے احتیاطیوں کے سبب داخل جہنم ہوگا۔ واقعی اس سے تو گونگا ہی بھلا!

آنکھوں کے قفلِ مدینہ کے 12 مدنی پھول

(1) ہمارے میٹھے میٹھے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شرم وحیا سے اکثر نگاہیں نیچی کیے رہتے تھے۔ (شمائل ترمذی، الحدیث:۷، ص۲۳) (2) بلاضرورت اِدھر اُدھر نظریں گھمانا سنت نہیں ہے۔ (3) جس سے بات کررہے ہیں اس کے چہرے پر نظر گاڑنا سنت نہیں۔ (وسائل الوصول الی شمائل الرسول، الفصل الرابع، فی صفة حیاته ومزاحه، ص۲۲۹) (4) گفتگو کرتے وقت بھی نگاہیں نیچی رکھنے کی عادت بنائیں۔ (5) گاڑی میں سفر کرتے وقت احتیاط فرمائیں کہ آنکھیں فحش تو فحش فضول نظاروں میں بھی مشغول نہ ہوں۔

آنکھ اُٹھتی تو میں جھنجھلا کے پلک سی لیتا ۔۔۔ دل بگڑتا تو میں گھبرا کے سنبھالا کرتا

(6) اجنبیہ عورت کو دیکھنا یا امرد کو شہوت کے ساتھ دیکھنا حرام ہے۔ (قدوری، کتاب الحظر والاباحة، ص۴۱۲ و تفسیرات احمدیه، ص ۵۵۹) "مُکَاشَفَةُ الْقُلُوْب" میں ہے جس نے اپنی آنکھ کو حرام سے پُر کیا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اس کی آنکھ کو آگ سے بھر دے گا۔ (مکاشفة القلوب، الباب الاول فی بیان الخوف، ص۱۰) (7) نگاہوں کی

حفاظت کی عادت بنانے کے لیے قفلِ مدینہ کے عینک کا استعمال مفید ہے۔ اسے بنانے کا طریقہ یہ ہے دونوں GLASSES کے اوپری ایک تہائی (1/3) حصہ کی گرینڈر سے گھسائی کروالیں یا اتنے حصے پر TAPE لگالیں۔(8) جس وقت قفلِ مدینہ کا عینک پہنا ہو اس وقت نگاہیں نیچی رکھیں اگر بار بار اوپر دیکھیں گے تو ہوسکتا ہے سر اور گردن میں درد ہو جائے بلکہ ابتدائی دنوں میں کچھ درد ہونے کا امکان ہے، عادت ہو جانے کی صورت میں اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ درد نہیں ہوگا۔(9) اس کی عادت بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ابتداءً چار دن صرف 12 منٹ پہنیں پھر رفتہ رفتہ وقت بڑھاتے جائیں۔(10) جب قفلِ مدینہ کا عینک پہنیں تو GLASS کے گھسے ہوئے حصے پر نظر ڈالنے کی کوشش نہ کریں کہ آنکھوں کے لیے نقصان دہ ہے۔(11) GLASS پر انگلی وغیرہ لگنے سے دھبہ ہو جائے تو صاف کیے بغیر نہ پہنیں۔(12) گاڑی چلاتے ہوئے قفلِ مدینہ کا عینک ہرگز نہ پہنیں۔

یاالٰہی! رنگ لائیں جب مری بے باکیاں ۔۔۔ ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنی **نگاہوں** اور **زبان** کی حفاظت کے لیے مضبوط **قفلِ مَدینہ** لگالیجئے ان شاءاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی خوب بَرَکتیں نصیب ہوں گی۔

غوثِ پاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سلام

حیدرآباد (بابُ الاسلام سندھ) کے علاقہ دادن شاہ کے مقیم اسلامی بھائی کے

حلفیہ (یعنی قسمیہ) بیان کا خلاصہ ہے کہ ''غالِباً یہ **1991**ء کی بات ہے ایک رات جب میں سویا تو خواب میں ایک نورانی چہرے والے بُزُرگ جنھوں نے **سبز عمامہ شریف** کا تاج سجا رکھا تھا، فرمارہے ہیں: **الیاس قادری کو میرا سلام کہنا** اور پیغام دینا کہ اپنے مریدین (اور متعلقین) سے کہیں کہ وہ اچھی طرح **قفلِ مدینہ** لگائیں۔'' میں **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العَالیہ تک یہ پیغام نہ پہنچا سکا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! چند روز بعد یہی اسلامی بھائی عاشقانِ رسول کے ہمراہ دعوتِ اسلامی کے **مَدَنی قافلے** میں سفر پَر روانہ ہوئے۔ شرکاء میں ایک ڈاکٹر صاحب بھی تھے جو آج کل اسلام آباد میں نیورو سرجن ہیں انہوں نے حلفیہ بیان دیا کہ مسجد میں دورانِ درس مجھ سمیت تمام شرکائے قافِلہ نے عین بیداری کے عالم میں دیکھا کہ **اچانک قریب رکھی ہوئی چادر اُڑی اور سامنے دروازے کے قریب جا کر بچھ گئی**۔ تمام شرکاء حیرت زدہ تھے کہ یکایک وہ اسلامی بھائی جنہیں خواب میں **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العَالیہ کو سلام و پیام پہنچانے کا حکم ملا تھا، روتے ہوئے با ادب انداز میں اُٹھے اور جو چادر اُڑ کر بچھی تھی اس کے قریب دوزانو بیٹھ کر رونا شروع کر دیا۔ کافی دیر ان کی یہ ہی کیفیت رہی، اِفاقہ ہونے پر پوچھا گیا تو بتایا کہ میں نے چادر پر اُنہی سبز عمامے والے بُزُرگ کو تشریف فرما دیکھا جو خواب میں تشریف لائے تھے۔ اور **امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العَالیہ کے لئے پیغام دیا تھا۔

انہوں نے فرمایا کہ ''تم نے ابھی تک میرا پیغام الیاس قادری کو نہیں پہنچایا، **میں شیخ عبدالقادر جیلانی** (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) **ہوں، الیاس قادری کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے مریدین** (اور متعلقین) **سے کہیں کہ وہ سختی کے ساتھ قفلِ مدینہ لگائیں۔''**

اللّٰہ ہمیں کر دے عطا قفلِ مدینہ

ہر ایک مسلماں لے لگا قفلِ مدینہ

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اَہلسنّت پَر رَحمت ہو اور ان کے صد قے ہماری مغفِرت ہو

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کیسیٹ اجتماع کے 12 مدنی پھول

(اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مکتبۃ المدینہ سے جاری ہونے والے سنتوں بھرے بیانات کی کیسیٹوں کو سن کر بے شمار بے نمازیوں اور گناہوں بھری زندگی گزارنے والوں کی اصلاح ہوچکی ہے۔ آپ اگر اپنے گھر میں مدنی ماحول قائم کرنے کے خواہش مند ہیں تو مہربانی فرما کر اہلِ خانہ کو نرمی کے ساتھ بیانات کے کیسیٹ سننے پر آمادہ کریں)(1) ہر ذیلی حلقے کی کسی مسجد یا گھر وغیرہ میں ہفتہ وار **''کیسیٹ اجتماع''** کا اہتمام فرمائیں۔(2) نئے نئے اسلامی بھائیوں کو شرکت کے لیے راضی کریں۔(3) پریشانی سے بچنے کے لیے کیسیٹ اور ٹیپ ریکارڈر

پہلے سے ہی چیک کرلیں ۔ (4) اعلان میں گھڑی کا وقت بتائیں، مثلاً فلاں رات دس بجے کیسیٹ اجتماع ہوگا۔ کسی کا انتظار نہ فرمائیں خواہ ایک ہی اسلامی بھائی موجود ہو وہی بیان کا آغاز کردے۔ انتظار کیا تو اجتماع ناکام ہوسکتا ہے۔ (5) بیان شروع ہونے سے قبل مختصر تلاوت ہو اور ایک نعت شریف بھی پڑھئے۔ (6) ممکن ہو تو اسلامی بہنوں کے سننے کا بھی اہتمام فرمائیں۔ (7) اسلامی بہنیں بھی اپنے اپنے ذیلی حلقوں میں کیسیٹ اجتماع شروع کریں۔ (8) ایک جگہ مخصوص کرنا ضروری نہیں۔ الگ الگ گھروں میں اجتماع کرنے میں فائدہ زیادہ ہے کہ اس طرح زیادہ نئے نئے اسلامی بھائی مُسْتَفِیض ہوں گے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ (9) جب کیسیٹ بیان جاری ہو اس وقت کام کی بات بھی ہرگز نہ کی جائے ورنہ توجہ بٹ جائے گی بلکہ جہاں ممکن ہو اندھیرے میں سنیں تاکہ یکسوئی حاصل ہو۔ (10) اجتماع کے اِختتام پر چائے وغیرہ پر رقم خرچ کرنے کے بجائے اتنی ہی رقم کے مکتبۃ المدینہ سے جاری ہونے والے رسائل تقسیم کر دیئے جائیں۔ (**حکمتِ عملی**: اگر معلوم ہو جائے کہ صاحبِ خانہ چائے وغیرہ کا انتظام کریں گے تو اب ان کو چائے کے بجائے تقسیمِ رَسائل کی ترغیب دلائیں نہ کہ پہلے ہی سے مطالبہ فرمائیں کہ رسالے بانٹنے ہونگے۔) (11) صلوٰۃ وسلام کے تین اشعار اور مختصر دُعا پر اجتماع کا اختتام فرمائیں۔ (12) لازمی طور پر ہر ایک سے ملاقات کریں اور اجتماع، نیکی کی دعوت اور مدنی قافلوں میں سفر کے لیے نئے اسلامی بھائیوں کو راضی کریں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیخ طریقت،**امیرِ اَہلسنّت** دَامَتْ بَرَکَاتُھُم الْعَالِیَہ نے **مَدَنی انعامات** میں روزانہ رات کو**سورۂ ملک** کی تلاوت کی بھی ترغیب دلائی ہے چنانچہ اس سے متعلق کچھ فضائل اور آخر میں ایک **مَدَنی بہار** بھی ملاحظہ فرمایئے:

سورۂ ملک کے فضائل

حضرتِ سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ مالک بحرو بر، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **بیشک** قرآن میں تیس آیتوں پر مشتمل ایک سورت ہے جو اپنے قاری کے لیے **شفاعت** کرتی رہے گی یہاں تک کہ اس کی **مغفرت** کردی جائے گی اور یہ **تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ** ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن،باب ماجاء فی فضل سورة الملك،الحدیث: ٢٩٠٠،ج٤،ص٤٠٨)

حضرتِ سیِّدُ نا اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالَم ،نُورِ مُجَسَّم ،رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: قراٰن کریم میں ایک سورت ہے جو اپنے قاری کے بارے میں جھگڑا کرے گی یہاں تک کہ اسے جنّت میں داخل کرادے گی اور وہ یہی **سورۂ مُلک** ہے۔ (الدرالمنثور،ج٨،ص٢٣٣)

حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''جب بندہ قبر میں جائے گا تو عذاب اس کے قدموں کی جانب سے آئے گا تو اس کے قدم کہیں گے تیرے لئے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ رات میں **سورۂ مُلک**

پڑھا کرتا تھا، پھر عذاب اس کے سینے یا پیٹ کی طرف سے آئے گا تو وہ کہے گا کہ تمہارے لئے میری جانب سے کوئی **راستہ** نہیں کیونکہ یہ رات میں **سورۂ مُلک** پڑھا کرتا تھا، پھر وہ اس کے سر کی طرف سے آئے گا تو سر کہے گا کہ تمہارے لئے میری طرف سے کوئی **راستہ** نہیں کیونکہ یہ رات میں **سورۂ مُلک** پڑھا کرتا تھا۔''

تو یہ سورت روکنے والی ہے، عذاب قبر سے روکتی ہے، تورات میں اس کا نام **سورۂ مُلک** ہے جو اسے رات میں پڑھتا ہے بہت زیادہ اور اچھا عمل کرتا ہے۔

(المستدرك على الصحيحين،تفسير سورة الملك،الحديث:٣٨٩٢،ج٣،ص٣٢٢)

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میٹھے میٹھے آقا مکّی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں قرآن میں **30** آیات کی ایک سورت پاتا ہوں، جو شخص سوتے وقت اس (سورت) کی تلاوت کرے، اس کے لئے **30 نیکیاں** لکھی جائیں گی، اور اس کے **30** گناہ مٹائے جائیں گے، اور اس کے **30 دَرَجات** بلند کئے جائیں گے، **اللّٰہ** رَبُّ العزت اپنے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اس کی طرف بھیجے گا تا کہ وہ اس پر اپنے پر بچھا دے اور اس کی ہر چیز سے جاگنے تک **حفاظت** کرے اور یہ **مُجَادَلَہ** (یعنی جھگڑا) کرنے والی ہے، اپنے پڑھنے والے کی مغفرت کے لئے قبر میں **جھگڑا** کرے گی، اور یہ ''**تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ**'' ہے۔(الدرالمنثور، ج٨، ص٢٣٣)

حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ میری **خواہش**

ہے کہ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ ہر مومن کے دل میں ہو۔

(کَنْزُ الْعُمَّال، کتاب الاذکار،قسم الاقوال،الحدیث:۲٦٤٥، ج۱،ص۲۹۱)

چاند دیکھ کر اس کو پڑھا جائے تو مہینے کے تیس دنوں تک وہ سختیوں سے اِن شاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ محفوظ رہے گا،اس لئے کہ یہ تیس آیتیں ہیں اور تیس دن کے لئے کافی ہیں۔

(تَفْسِیْر رُوْحُ الْمعَانِی،سورۃالملك،ج۱۵،ص٤)

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک قبر پر اپنا خیمہ لگایا انہیں علم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے اچانک انہوں نے سنا کہ ایک شخص اس میں سورۂ ملک پڑھ رہا ہے اور اس نے پوری سورت ختم کی وہ صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نے ایک قبر پر خیمہ تان لیا مجھے معلوم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے اچانک میں نے سنا کہ ایک شخص اس میں سورۂ ملک پڑھ رہا ہے اور اس نے پوری سورت ختم کی۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''یہی روکنے والی ہے، یہی نَجات دلانے والی ہے جو عذابِ قبر سے نجات دلائے گی۔''

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن،باب ماجاء فی فضل سورۃ الملك،الحدیث:۲۸۹۹،ج٤،ص٤٠٧)

تلاوت کی آواز

باب الاسلام (سندھ) کے مشہور شہر ''حیدرآباد'' کے مقیم جواں سال مبلغِ دعوتِ اسلامی محمد کاشف عطاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی جو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے عظیم بزرگ، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار

قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے مرید تھے، اپنی زندگی کے شب و روز ''مدنی انعامات'' کے مطابق گزار رہے تھے جسکی بدولت نہ صرف فرائض و واجبات بلکہ سنن و مستحبات پر بھی پابندی سے عمل تھا۔ آپکا معمول تھا کہ مدنی انعام کے مطابق روزانہ رات کو سورۂ ملک کی تلاوت کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام فرماتے۔ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کی برکتوں سے اپنی زندگی میٹھے میٹھے آقا مدینے والے مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں کے مطابق گزارتے ہوئے ایک روز بس کے حادثے میں انتقال فرما گئے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

ان کے چچا کا حلفیہ بیان ہے کہ محمد کاشف عطاری کے انتقال کے دوسرے روز، رات کے وقت میری آنکھ اچانک کھل گئی اور بلند آواز سے تلاوت کی آواز کانوں میں پڑی، میں سمجھا شاید فجر کا وقت ہو چکا ہے چنانچہ مسجد جا پہنچا۔ دیکھا تو وہاں تالا تھا لہٰذا واپس لوٹ آیا، رات کے 3:00 بج رہے تھے، تلاوت کی بلند آواز بدستور آرہی تھی...... میں حیران تھا کہ آواز کہاں سے آرہی ہے اور اس وقت کون تلاوت کررہا ہے۔ غور کرنے پر محسوس ہوا کہ یہ تو مرحوم **محمد کاشف عطاری** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی کی آواز ہے جو سورۂ ملک کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ جب مزید غور کیا تو واضح طور پر محسوس ہوا کہ آواز اس چارپائی سے آرہی ہے جس پر ان کو مرنے کے بعد رکھا گیا تھا۔ گویا مرحوم محمد کاشف عطاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی اس چارپائی پر تشریف فرما ہو کر سورۂ ملک کی تلاوت فرما رہے ہیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو آمین!

اٰیاتھا ٣٠ ﴿٦٧ سُوْرَۃُ الْمُلْکِ مَکِّیَّۃٌ ٧٧﴾ رکوعاتھا ٢

سورۂ ملک مکیہ ہے، اس میں تیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف١

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ٘ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ

بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا مُلک ف٢ اور وہ ہر چیز

شَیْءٍ قَدِیْرُۙﰳ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ

پر قادر ہے وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ

لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ

تمہاری جانچ ہو ف٣ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے ف٤ اور وہی عزت

الْغَفُوْرُۙﰴ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًاؕ

والابخشش والا ہے جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا

ف١ سورۃُ الملک مکیہ ہے اس میں دو رکوع، تیس آیتیں، تین سوتیس کلمے، ایک ہزار تین سو تیرہ حرف ہیں۔ حدیث میں ہے کہ سورۂ مُلک شفاعت کرتی ہے (ترمذی وابوداؤد) ایک اور حدیث میں ہے اصحابِ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک جگہ خیمہ نصب کیا وہاں ایک قبر تھی اور انہیں خیال نہ تھا کہ وہ صاحبِ قبر سورۂ مُلک پڑھتے رہے یہاں تک کہ تمام کی تو خیمہ والے صحابی نے نبی کریم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: میں نے ایک قبر پر خیمہ لگایا مجھے خیال نہ تھا کہ یہاں قبر ہے اور تھی وہاں قبر اور صاحبِ قبر سورۂ مُلک پڑھتے تھے یہاں تک کہ ختم کیا، سیّدِ عالم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورت مَانِعَہ مُنْجِیَہ ہے عذابِ قبر سے نجات دلاتی ہے (الترمذی وقال غریب) ف٢ جو چاہے کرے جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت۔ ف٣ دنیا کی زندگی میں۔ ف٤ یعنی کون زیادہ مطیع ومخلص ہے۔

مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍؕ فَارْجِعِ

تو رحمٰن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے وف۵ تو نگاہ اٹھا کر

الْبَصَرَۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارْجِعِ

دیکھ وف۶ تجھے کوئی رخنہ (خرابی وعیب) نظر آتا ہے پھر دوبارہ

الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ

نگاہ اٹھاوف۷ نظر تیری طرف ناکام پلٹ آئے گی تھکی

حَسِیْرٌ ﴿۴﴾ وَ لَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ

ماندی وف۸ اور بےشک ہم نے نیچے کے آسمان کو وف۹ چراغوں سے آراستہ کیا وف۱۰

وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ

اور انھیں شیطانوں کے لیے مار کیا وف۱۱ اور ان کے لیے وف۱۲ بھڑکتی آگ

عَذَابَ السَّعِیْرِ ﴿۵﴾ وَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

کا عذاب تیار فرمایا وف۱۳ اور جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا وف۱۴

عَذَابُ جَهَنَّمَؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۶﴾ اِذَاۤ اُلْقُوْا

ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور کیا ہی بُرا انجام جب اس میں

وف۵ یعنی آسمانوں کی پیدائش سے قدرتِ الٰہی ظاہر ہے کہ اس نے کیسے مستحکم، استوار، مستقیم، مستوی، متناسب بنائے۔ وف۶ آسمان کی طرف بارِ دگر (دوسری مرتبہ) وف۷ اور بار بار دیکھ وف۸ کہ بار بار کی جستجو سے بھی کوئی خَلَل نہ پاسکے گی۔ وف۹ جو زمین کی طرف سب سے زیادہ قریب ہے۔ وف۱۰ یعنی ستاروں سے وف۱۱ کہ جب شیاطین آسمان کی طرف ان کی گفتگو سننے اور باتیں چرانے پہنچیں تو کواکب سے شعلے اور چنگاریاں نکلیں جن سے انہیں مارا جائے۔ وف۱۲ یعنی شیاطین کے لئے وف۱۳ آخرت میں وف۱۴ خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا

فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَّ هِيَ تَفُورُ ﴿٧﴾ تَكَادُ
ڈالے جائیں گے اس کا رینکنا (چنگھاڑنا) سنیں گے کہ جوش مارتی ہے معلوم ہوتا

تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ
ہے کہ شدت غضب میں پھٹ جائے گی جب کبھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے داروغہ ؔو۱۵

خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ﴿٨﴾ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ
ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تھا ؔو۱۶ کہیں گے کیوں نہیں بیشک ہمارے

جَاءَنَا نَذِيرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ
پاس ڈر سنانے والے تشریف لائے ؔو۱۷ پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں

مِن شَيْءٍ ۚ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ﴿٩﴾ وَ
اوتارا تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں اور

قَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ
کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ؔو۱۸ تو دوزخ والوں

السَّعِيرِ ﴿١٠﴾ فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ
میں نہ ہوتے اب اپنے گناہ کا اقرار کیا ؔو۱۹ تو پھٹکار ہو

جنّوں میں سے ؔو۱۵ مالک اور ان کے اَعوان بطریقِ توبیخ۔ ؔو۱۶ یعنی اللہ کا نبی جو تمہیں عذابِ الٰہی کا خوف دلاتا ؔو۱۷ اور انہوں نے احکامِ الٰہی پہنچائے اور خدا کے غضب اور عذابِ آخرت سے ڈرایا۔ ؔو۱۸ رسولوں کی ہدایت اور اس کو مانتے۔ **مسئلہ:** اس سے معلوم ہوا کہ تکلیف کا مدار اَدِلّہ سَمْعِیَہ وعَقْلِیَہ دونوں پر ہے اور دونوں حجتیں مُلْزِمَہ ہیں۔ ؔو۱۹ کہ رسولوں کی تکذیب کرتے تھے اور اس وقت کا اقرار کچھ نافع نہیں۔

السَّعِيۡرِ ﴿۱۱﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَيۡبِ

دوزخیوں کو بےشک وہ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ف۲۰

لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ كَبِيۡرٌ ﴿۱۲﴾ وَاَسِرُّوۡا قَوۡلَكُمۡ

اُن کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے ف۲۱ اور تم اپنی بات آہستہ

اَوِ اجۡهَرُوۡا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا

کہو یا آواز سے وہ تو دلوں کی جانتا ہے ف۲۲ کیا

يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ ﴿۱۴﴾ ع

وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا ف۲۳ اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبردار

هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ ذَلُوۡلًا فَامۡشُوۡا فِىۡ

وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین رام (تابع) کردی تو اس کے

مَنَاكِبِهَا وَكُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِهٖ ؕ وَاِلَيۡهِ النُّشُوۡرُ ﴿۱۵﴾

رستوں میں چلو اور اللّٰہ کی روزی میں سے کھاؤ ف۲۴ اور اسی کی طرف اٹھنا ہے ف۲۵

ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِى السَّمَآءِ اَنۡ يَّخۡسِفَ بِكُمُ الۡاَرۡضَ

کیا تم اس سے نڈر ہوگئے جس کی سلطنت آسمان میں ہے کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے ف۲۶

ف۲۰ اور اس پر ایمان لاتے ہیں **ف۲۱** ان کی نیکیوں کی جزاء۔ **ف۲۲** اس پر کچھ مخفی نہیں۔ **شانِ نزول:** مشرکین آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے بات کرو محمد (صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم) کا خدا سن نہ پائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی یہ کوشش فضول ہے۔ **ف۲۳** اپنی مخلوق کے احوال کو **ف۲۴** جو اس نے تمہارے لیے پیدا فرمائی۔ **ف۲۵** قبروں سے جزا کے لیے۔ **ف۲۶** جیسا قارون کو

فَاِذَا هِیَ تَمُوۡرُ ﴿۱۶﴾ اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ

جبھی وہ کانپتی رہے ۲۷ یا تم نڈر ہوگئے اس سے جس کی سلطنت آسمان

یُّرۡسِلَ عَلَیۡكُمۡ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ كَیۡفَ

میں ہے کہ تم پر پتھراؤ بھیجے ۲۸ تو اب جانو گے ۲۹ کیسا تھا

نَذِیۡرِ ﴿۱۷﴾ وَ لَقَدۡ كَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ

میرا ڈرانا اور بے شک اُن سے اگلوں نے جھٹلایا ۳۰

فَكَیۡفَ كَانَ نَكِیۡرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ

تو کیسا ہوا میرا انکار ۳۱ اور کیا انھوں نے اپنے اوپر پرندے

فَوۡقَهُمۡ صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقۡبِضۡنَ ؔؕ مَا یُمۡسِكُهُنَّ اِلَّا

نہ دیکھے پر پھیلاتے ۳۲ اور سمیٹتے انھیں کوئی نہیں روکتا ۳۳ سوا

الرَّحۡمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیۡءٍۢ بَصِیۡرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنۡ هٰذَا

رحمٰن کے ۳۴ بیشک وہ سب کچھ دیکھتا ہے یا وہ کون

الَّذِیۡ هُوَ جُنۡدٌ لَّكُمۡ یَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ

سا تمہارا لشکر ہے کہ رحمٰن کے مقابل تمہاری مدد

دھنسایا۔ ۲۷ تاکہ تم اس کے اَسفل میں پہنچو (یعنی سب سے نیچے پہنچو)۔ ۲۸ جیسا لوط علیہ السلام کی قوم پر بھیجا تھا ۲۹ یعنی عذاب دیکھ کر ۳۰ یعنی پہلی امتوں نے ۳۱ جب میں نے اُنہیں ہلاک کیا۔ ۳۲ ہوا میں اڑتے وقت ۳۳ پر پھیلانے اور سمیٹنے کی حالت میں گرنے سے ۳۴ یعنی باوجودیکہ پرندے بوجھل، موٹے، جَسِیم ہوتے ہیں اور شیئ ثقیل طبعًا پستی کی طرف مائل ہوتی ہے وہ فضا میں نہیں رک سکتی، اللّٰہ تعالیٰ کی

الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ۚ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ

کرے ف۳۵ کافر نہیں مگر دھوکے میں ف۳۶ یا کون سا

هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا

ایسا ہے جو تمہیں روزی دے اگر وہ اپنی روزی روک لے ف۳۷ بلکہ وہ سرکش

فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ

اور نفرت میں ڈھیٹ بنے ہوئے ہیں ف۳۸ تو کیا وہ جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلے ف۳۹

اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾

زیادہ راہ پر ہے یا وہ جو سیدھا چلے ف۴۰ سیدھی راہ پر ف۴۱

قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ

تم فرماؤ ف۴۲ وہی جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان اور

قدرت ہے کہ وہ ٹھہرے رہتے ہیں، ایسے ہی آسمانوں کو جب تک وہ چاہے رکے ہوئے ہیں اور وہ نہ روکے تو گر پڑیں۔ ف۳۵ اگر وہ تمہیں عذاب کرنا چاہے۔ ف۳۶ یعنی کافر شیطان کے اس فریب میں ہیں کہ اُن پر عذاب نازل نہ ہوگا۔ ف۳۷ یعنی اس کے سوا کوئی روزی دینے والا نہیں۔ ف۳۸ کہ حق سے قریب نہیں ہوتے، اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ نے کافر و مومن کے لیے ایک مثل (مثال) بیان فرمائی ف۳۹ نہ آگے دیکھے نہ پیچھے نہ دائیں نہ بائیں۔ ف۴۰ راستہ کو دیکھتا ف۴۱ جو منزلِ مقصود تک پہنچانے والی ہے۔ مقصود اس مثل کا یہ ہے کہ کافر گمراہی کے میدان میں اس طرح حیران و سرگرداں جاتا ہے کہ نہ اسے منزل معلوم نہ راہ پہچانے اور مومن آنکھیں کھولے راہِ حق دیکھتا پہچانتا چلتا ہے۔ ف۴۲ اے مصطفٰے! صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم مشرکین سے کہ جس خدا کی طرف میں تمہیں دعوت دیتا ہوں وہ۔

ف۴۳ جو آلات علم ہیں لیکن تم نے اُن قُویٰ (قوتوں) سے فائدہ نہ اٹھایا جو سنا وہ نہ مانا جو دیکھا اس سے عبرت

الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾

آنکھ اور دل بنائے ف۴۳ کتنا کم حق مانتے ہو ف۴۴

قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ

تم فرماؤ وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں پھیلایا اور اسی کی طرف

تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ

اٹھائے جاؤ گے ف۴۵ اور کہتے ہیں ف۴۶ یہ وعدہ ف۴۷ کب آئے گا اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ۪ وَ

تم سچے ہو تم فرماؤ یہ علم تو اللہ کے پاس ہے اور

اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً

میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ف۴۸ پھر جب اسے ف۴۹ پاس

سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ قِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ

دیکھیں گے کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے ف۵۰ اور ان سے فرمایا جائے گا ف۵۱

حاصل نہ کی جو سمجھا اس میں غور نہ کیا ف۴۴ کہ اللہ تعالٰی کے عطا فرمائے ہوئے قوی اور آلاتِ ادراک سے وہ کام نہیں لیتے جس کے لیے وہ عطا ہوئے، یہی سبب ہے کہ شرک و کفر میں مبتلا ہوتے ہو۔ ف۴۵ روزِ قیامت حساب و جزا کے لیے ف۴۶ مسلمانوں سے تَمَسْخُر و استہزاء کے طور پر ف۴۷ عذاب یا قیامت کا ف۴۸ یعنی عذاب و قیامت کے آنے کا تمہیں ڈر سناتا ہوں اتنے ہی کا مامور ہوں اسی سے میرا فرض ادا ہو جاتا ہے وقت کا بتانا میرے ذمہ نہیں۔ ف۴۹ یعنی عذابِ مَوعُود (طے شدہ عذاب) کو ف۵۰ چہرے سیاہ پڑ جائیں گے وحشت و غم سے صورتیں خراب ہو جائیں گی ف۵۱ جہنم کے فرشتے کہیں گے۔

كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ

یہ ہے جو تم مانگتے تھے **ف۵۲** تم فرماؤ **ف۵۳** بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور

اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ

میرے ساتھ والوں کو **ف۵۴** ہلاک کردے یا ہم پر رحم فرمائے **ف۵۵** تو وہ کونسا ہے جو کافروں

مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ

کو دکھ کے عذاب سے بچالے گا **ف۵۶** تم فرماؤ وہی رحمٰن ہے **ف۵۷** ہم اس پر ایمان لائے

عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ

اور اسی پر بھروسہ کیا تو اب جان جاؤ گے **ف۵۸** کون کھلی گمراہی

مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا

میں ہے تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی زمین میں دھنس جائے **ف۵۹**

فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ع

تو وہ کون ہے جو تمہیں پانی لادے نگاہ کے سامنے بہتا **ف۶۰**

ف۵۲ اور انبیاء علیہم السلام سے کہتے تھے کہ وہ عذاب کہاں ہے جلدی لاؤ اب دیکھ لو یہ ہے وہ عذاب جس کی تمہیں طلب تھی **ف۵۳** اے مصطفٰے! صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کفار مکہ سے جو آپ کی موت کی آرزو رکھتے ہیں **ف۵۴** یعنی میرے اصحاب کو **ف۵۵** اور ہماری عمریں دراز کردے۔ **ف۵۶** تمہیں تو اپنے کفر کے سبب ضرور عذاب میں مبتلا ہونا، ہماری موت تمہیں کیا فائدہ دے گی۔ **ف۵۷** جس کی طرف ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں۔ **ف۵۸** یعنی وقتِ عذاب **ف۵۹** اور اتنی گہرائی میں پہنچ جائے کہ ڈول وغیرہ سے ہاتھ نہ آسکے **ف۶۰** کہ اس تک ہر ایک کا ہاتھ پہنچ سکے، یہ صرف اللہ تعالٰی ہی کی قدرت میں ہے تو جو کسی چیز پر قدرت نہ رکھے انہیں کیوں عبادت میں اُس قادر برحق کا شریک کرتے ہو۔

شَجَرۂ عالیّہ

حضراتِ مشائخ کرام سلسلہ مبارکہ قادِریہ رضویہ ضیائیہ عطّاریہ

یاالٰہی رحم فرما مُصطفٰے[۱] کے واسِطے
یارسولَ اللہ کرم کیجیے خُدا کے واسِطے

مُشکِلیں حل کر شہِ مُشکِل کُشا[۲] کے واسِطے
کر بَلائیں رَد شہیدِ کربلا[۳] کے واسِطے

سیِّدِ سَجاد[۴] کے صدقے میں ساجِد رکھ مجھے
عِلمِ حق دے باقِر[۵] عِلمِ ہُدیٰ کے واسِطے

صِدقِ صادِق[۶] کا تَصَدُّق صادِقُ الاِسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم[۷] اور رضا[۸] کے واسِطے

بہرِ معروف[۹] وسری[۱۰] معروف دے بیَخُود سَری
جُندِ حق میں گِن جنیدِ[۱۱] باصَفا کے واسِطے

بہرِ شبلی[۱۲] شیرِ حق دُنیا کے کُتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحِد[۱۳] بے رِیا کے واسِطے

بُو الفَرَح[۱۴] کا صدقہ کرغم کوفَرَح دے حُسن وَسعد
بُو الحَسن[۱۵] اور بُوسعید[۱۶] سعدِ زا کے واسِطے

قادِری کر قادِری رکھ قادِریوں میں اُٹھا
قدرِ عبدُ القادِرِ[۱۷] قدرت نُما کے واسِطے

اَحسَنَ اللّٰہُ لَھُمۡ رِزۡقًا[1] سے دے رزقِ حَسن
بندۂ رزّاق تاجُ الاَصفِیاء[۱۸] کے واسِطے

نَصراَبی صالح[۱۹] کا صدقہ صالح ومَنصور رکھ
دے حیاتِ دیں مُحیِ[۲۰] جانفزا کے واسِطے

طُورِ عِرفان و عُلُوّ و حَمد و حُسنٰی و بَہا
دے علی[۲۱] موسیٰ[۲۲] حَسن[۲۳] احمد[۲۴] بَہا[۲۵] کے واسِطے

1: یعنی اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اچھی روزی عطا فرمائی۔

بہرِ ابراھیم[٢٦] مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بِھکاری[٢٧] بادشاہ کے واسِطے

خانۂ دِل کو ضِیاء دے رُوئے ایماں کو جَمال
شہ ضیاءِ[٢٨] مولیٰ جمالُ الاولیاء[٢٩] کے واسِطے

دے محمد[٣٠] کے لیے روزی کر احمد[٣١] کے لیے
خوانِ فضلُ اللہ[٣٢] سے حصہ گدا کے واسِطے

دِین ودُنیا کے مجھے بَرَکات دے بَرَکات سے[٣٣]
عشقِ حق دے عشقیِ عشقِ اِنتِمَا[1] کے واسِطے

حُبِّ اہلِ بیت دے آلِ محمد[٣٤] کے لیے
کر شہیدِ عشق، حمزہ[٣٥] پیشوا کے واسِطے

دِل کو اچھّا تَن کو سُتھرا جان کو پُر نُور کر
اچھّے[٣٦] پیارے شمسِ دیں بدرُ العُلٰی کے واسِطے

دو جہاں میں خادِمِ آلِ رسولُ اللہ کر
حضرتِ آلِ رسولِ[٣٧] مُقتدا کے واسِطے

کر عطا احمد رضائے احمدِ مُرسَل مجھے
میرے مولیٰ حضرتِ احمد رضا[٣٨] کے واسِطے

پُرضِیاء کر میرا چہرہ حَشر میں اے کبریا
شہ ضِیاءُ الدین[٣٩] پیرِ باصَفا کے واسِطے

اَحیِنَا فِی الدِّیۡنِ وَالدُّنۡیَا سَلَامٌ بِالسَّلَامِ[2]
قادِری عبدُالسلام[٤٠] عبدِ رضا کے واسِطے

عشقِ احمد میں عطا کر چشمِ تر سوزِ جگر
یاخُدا الیاس[٤١] کو احمد رضا کے واسِطے

صدقہ اِن اَعیاں کا دے چھ عَین عِز، عِلم و عمل
عَفو و عِرفاں عافیت اِس بے نَوا کے واسِطے

---

[1]: یعنی عشق کی نسبت رکھنے والے۔ [2]: یعنی ہمیں دین و دُنیا میں سلامتی عطا فرما۔

مآخذ ومراجع

نام کتاب	مصنف	مطبوعه
تفسير ابن كثير	ابو الفداء حافظ عماد الدين اسماعيل بن عمر ۷۷۴ھ	دارالكتب العلمية بيروت
التفسيرات الاحمدية	علامة الشيخ احمد ملا جيون جونپوری ۱۱۳۰ھ	پشاور
تفسير الطبرى	ابو جعفر محمد بن جرير الطبرى ۳۱۰ھ	دارالكتب العلمية بيروت
تفسير روح البيان	الشيخ امام اسماعيل حقى البروسوى ۱۱۳۷ھ	كوئٹه
تفسير عبدالرزاق	امام عبد الرزاق بن همام الصنعانى ۲۱۱ھ	دارالكتب العلمية بيروت
تفسير البحر المحيط	ابو حيان محمد بن يوسف الاندلسى ۷۴۵ھ	دارالكتب العلمية بيروت
تفسير البغوى	امام ابو محمد حسين بن مسعود البغوى ۵۱۶ھ	دارالكتب العلمية بيروت
صحيح البخارى	امام محمد بن اسماعيل البخارى ۲۵۶ھ	دارالكتب العلمية بيروت
صحيح مسلم	امام مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيرى ۲۶۱ھ	دار ابن حزم بيروت
سنن الترمذى	امام ابو عيسٰى محمد بن عيسى الترمذى ۲۷۹ھ	دار الفكر بيروت
سنن ابى داود	امام ابو داود سليمان بن الاشعث السجستانى ۲۷۵ھ	دار احياء التراث العربى
سنن النسائى	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب النسائى ۳۰۳ھ	دارالكتب العلمية بيروت
سنن ابن ماجة	امام ابو عبد اللّٰه محمد بن يزيد ابن ماجة ۲۷۳ھ	دارالمعرفة بيروت
الموطا	امام الائمة مالک بن أنس ۱۷۹ھ	المكتبة العصرية بيروت
شعب الايمان	امام ابوبكر احمد بن الحسين البيهقى ۴۵۸ھ	دارالكتب العلمية بيروت
المعجم الكبير	حافظ ابو القاسم سليمان بن احمد الطبرانى ۳۶۰ھ	دار احياء التراث العربى
مشكوة المصابيح	امام محمد بن عبد اللّٰه الخطيب التبريزى ۷۴۲ھ	دارالكتب العلمية بيروت
مجع الزوائد	حافظ نور الدين على بن ابى بكر ۸۰۷ھ	دارالفكر بيروت

مسند الفردوس	حافظ شيرويه بن شهر دار الديلمي ٥٠٩ھ	دارالفكر بيروت
شرح السنة	امام حسين بن مسعود البغوى٥١٦ھ	دارالكتب العلمية بيروت
سنن الدارمى	امام ابو محمدعبد الله بن عبد الرحمن الدارمي ٢٥٥ھ	دارالمعرفة بيروت
سنن الدار قطنى	امام علي بن عمر الدار قطني ٣٨٥ھ	دارالكتب العلمية بيروت
السنن الكبرى	امام ابو بكر احمد بن الحسين البيهقي٤٨٥ھ	دارالكتب العلمية بيروت
المستدرک	امام محمد بن عبدالله الحاكم النيشاپورى٤٠٥ھ	دارالمعرفة بيروت
الترغيب والترهيب	امامزكى الدين عبد العظيم بن عبد القوى المنذرى ٦٥٦ھ	دارالفكربيروت
الجامع الصغير	امام جلال الدين عبد الرحمن بن ابى بكر السيوطى ٩١١ھ	دارالكتب العلمية بيروت
جمع الجوامع	امام جلال الدين عبد الرحمن بن ابى بكر السيوطى ٩١١ھ	دارالكتب العلمية بيروت
كشف الخفاء	امام اسماعيل بن محمد العجلوني ١١٦٢ھ	مؤسسة الرسالة بيروت
موسوعة للامام ابن ابى الدنيا	حا فظ امام ابوبكرعبدالله بن محمدالقُرشى ٢٨١ھ	المكتبة العصرية بيروت
كنز العمال	علامة علاء الدين على المتقى بن حسام الدين٩٧٥ھ	دارالكتب العلمية بيروت
حلية الاولياء	امام حافظ ابو نعيم احمد بن عبد الله الاصبهانى ٤٣٠ھ	دارالكتب العلمية بيروت
الزهد الكبير	امام ابو بكر احمد بن الحسين بن علي البيهقي ٤٥٨ھ	مؤسسة الكتب الثقافية بيروت
الزهد	امام ابو عبدالله احمد بن محمد بن حنبل ٢٤١ھ	دارا لغد الجديد مصر
كتاب الزهد	شيخ الاسلام امام عبد الله بن مبارك المرزوى ١٨١ھ	دارالكتب العلمية بيروت
فيض القدير	علامة محمد عبدالرءوف المناوى ١٠٣١ھ	دارالكتب العلمية بيروت
مرآة المناجيح	مفتى احمد يار خان نعيمى ١٣٩١ھ	نعيمى كتب خانه گجرات
شرح مسند ابى حنيفة	امام الهمام علامة على القارى الحنفى ١٠١٤ھ	دارالكتب العلمية بيروت
القول البديع	حافظ محمد بن عبد الرحمن السخاوى٩٠٢ھ	مؤسسة الريان بيروت
وسائل الوصول	الشيخ يوسف بن اسماعيل النبهانى ١٣٥٠ھ	دارالمنهاج بيروت

الشمائل المحمدية	امام ابو عیسی محمد بن سورة الترمذی۲۷۹ھ	دار احیاء التراث العربی
المختصر القدوری	علامه ابو الحسین احمد بن محمد القدوری ۴۲۸ھ	مکتبه ضیائیه راوالپنڈی
الهداية	ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی۵۹۳ ھ	دار احیاء التراث العربی
الدر المختار	امام علاء الدين محمد بن علی الحصکفی۱۰۸۸ھ	دار المعرفة بيروت
ردالمحتار	امام محمد امین ابن عابدین الشامی۱۲۵۲ھ	دار المعرفة بيروت
الفتاوی الهندية	علامة نظام الدين الحنفي ۱۱۶۱ھ،وجماعة من علماء الهند	دار احیاء التراث العربی
الفتاوی الخانية	امام الشیخ قاضی حسن بن منصور الاوزجندی۵۹۲ھ	پشاور
فتح القدير	امام ابن الهمام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ۶۸۱ھ	کوئٹہ
المحیط البرهانی	امام محمود بن احمد البخاری۶۱۶ھ	دار احیاء التراث العربی
تبيين الحقائق	امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی۷۴۳ھ	دار الكتب العلمية بيروت
النهر الفائق	امام ابن نجیم سراج الدین عمر بن ابراهیم الحنفی ۱۰۰۵ھ	ملتان
نور الایضاح	علامة ابو الاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی ۱۰۶۹ھ	برکات المدینه
الجوهرة النيرة	علامة ابوبكر بن علی الحداد ۸۰۰ ھ	کراچی
البحر الرائق	امام ابن نجیم زین الدین بن ابراهیم الحنفي۹۷۰ھ	دار الكتب العلمية بيروت
غنية المتملی	علامة محمد ابراهیم بن الحلبی ۹۵۶ ھ	لاهور
منية المصلی	علامة سديد الدين محمد بن محمد الکاشغری ۷۰۵ھ	ضياء القران لاهور
خلاصة الفتاوی	علامة طاهر بن عبدالرشید البخاری ۵۴۲ ھ	کوئٹہ
منحة الخالق	علامة سيد محمد امین ابن عابدین الشامی ۱۲۵۲ھ	کوئٹہ
فتاوی رضویه	اعلٰی حضرت امام احمد رضا بن نقی علی خان۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاهور
بهار شریعت	صدر الشریعه علامه مفتی امجد علی قادری ۱۳۶۷ھ	مکتبة المدینه کراچی

احياء علوم الدين	امام محمد بن احمد الغزالی ٥٠٥ھ	دار صادر بيروت
بهجة الاسرار	امام علی بن يوسف الشطنو فی٧١٣ھ	دارالكتب العلمية بيروت
تنبيه المغترين	امام عبد الوهاب بن احمد بن علی الشعرانی٩٧٣ھ	دارالمعرفة بيروت
كيميائے سعادت	امام محمد بن محمد الغزالی٥٠٥ھ	انتشارات گنجينه تهران
مكاشفة القلوب	امام محمد بن محمد الغزالی٥٠٥ھ	دارالكتب العلمية بيروت
منهاج العابدين	امام محمد بن محمد الغزالی٥٠٥ھ	دارالكتب العلمية بيروت
قوت القلوب	الشيخ ابوطالب محمد بن علی المكی ٣٨٦ھ	دارالكتب العلمية بيروت
العقد الفريد	امام احمد بن محمد بن عبد ربه الاندلسی٣٢٨ھ	دارالكتب العلمية بيروت
اتحاف السادة المتقين	سيد محمد بن محمد الحسينی الزبيدی ١٢٠٥ھ	دارالكتب العلمية بيروت
تذكرة الاولياء	شيخ فريد الدين عطار نيشاپوری٦٢٧ھ	انتشارات گنجينه تهران
راحت القلوب	فريد الملت والدين بابا فريد الدين گنج شكر٦٦٨ھ	شبير برادرز لاهور
تاريخ مدينة دمشق	ابن عساكرامام ابو القاسم علي بن الحسن ٥٧١ھ	دارالفكر بيروت
المجالسة وجواهر العلم	ابو بكر احمد بن مروان الدينوری المالكی٣٣٣ھ	دارالكتب العلمية بيروت
الكامل لابن عدی	امام ابو احمد عبد اللّٰه بن عدي الجرجاني٣٦٥ھ	دارالفكر بيروت
التعريفات	علامة السيد الشريف علي بن محمد الجرجاني ٨١٦ھ	دارالمنار
سبع سنابل	سيد مولانا مير عبد الواحد حسينی بلگرامی١٠١٧ھ	مكتبه قادريه نظاميه لاهور
پردے کے بارے میں سوال جواب	حضرت علامه مولانا ابو بلال محمد الياس عطّار قادری	مكتبة المدينه كراچی
چندے کے بارے میں سوال جواب	حضرت علامه مولانا ابو بلال محمد الياس عطّار قادری	مكتبة المدينه كراچی
حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن نقی علی خان ١٣٤٠ھ	مكتبة المدينه كراچی

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ 202 کُتُب و رسائل مع عنقریب آنے والی18 کُتُب ورسائل

{شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت}

اُردو کُتُب:

01......راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل(رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاء بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاء) (کل صفحات:40)

02......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات(کِفْلُ الْفَقِیْهِ الْفَاهِم فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِم) (کل صفحات:199)

03......فضائل دعا(اَحْسَنُ الْوِعَاء لِآدَابِ الدُّعَاء مَعَهٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَاء لِاَحْسَنِ الْوِعَاء) (کل صفحات:326)

04......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟(وِشَاحُ الْجِیْدِفِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْد) (کل صفحات:55)

05......والدین، زوجین اوراساتذہ کے حقوق(اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوْق) (کل صفحات:125)

06......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے) (کل صفحات:561)

07......شریعت وطریقت(مَقَالُ الْعُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَّ عُلَمَاء) (کل صفحات:57)

08......ولایت کا آسان راستہ(تصورِ شیخ)(اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃ) (کل صفحات:60)

09......معاشی ترقی کاراز(حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

10......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب(اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِی) (کل صفحات:100)

11......حقوقُ العباد کیسے معاف ہوں(اَعْجَبُ الْاِمْدَاد) (کل صفحات:47)

12......ثبوتِ ہلال کے طریقے(طُرُقُ اِثْبَاتِ هِلَال) (کل صفحات:63)

13......اولاد کے حقوق(مَشْعَلَۃُ الْاِرْشَاد) (کل صفحات31)

14......ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہیدِ ایمان) (کل صفحات:74)

15......اَلْوَظِیْفَۃُ الْکَرِیْمَۃ (کل صفحات:46)

عربی کُتُب:

16، 17، 18، 19، 20......جَدُّ الْمُمْتَار عَلٰی رَدِّالْمُحْتَار (المجلد الاول والثانی والثالث

والرابع والخامس)(کل صفحات:570 ،483،650،713،672)

21......اَلتَّعْلِیْقُ الرَّضَوِی عَلٰی صَحِیْحِ الْبُخَارِی(کل صفحات:458)

22......کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم(کل صفحات:74) 23......اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ(کل صفحات:62)

24......اَلزَّمْزَمَۃُ الْقَمَرِیَّۃ(کل صفحات:93) 25......اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِی(کل صفحات:46)

26......تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان(کل صفحات:77) 27......اَجْلَی الْاِعْلَام(کل صفحات:70)

28......اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃ(کل صفحات:60)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......جدالممتار جلد۵،۶،۷

{شعبہ تراجِم کُتُب}

01......اللہ والوں کی باتیں(حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء) پہلی قسط: تذکرۂ خلفائے راشدین(کل صفحات:217)

02......مدنی آقا کے روشن فیصلے(اَلْبَاھِرفِیْ حُکْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاھِر)(کل صفحات:112)

03......سایۂ عرش کس کس کو ملے گا..؟(تَمْھِیْدُ الْفَرْش فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَۃِ لِظِلِّ الْعَرْش)(کل صفحات:28)

04......نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں(قُرَّۃُ الْعُیُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن)(کل صفحات:142)

05......نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیثِ رسول(اَلْمَوَاعِظ فِی الْاَحَادِیْثِ الْقُدْسِیَّۃ)(کل صفحات:54)

06......جنت میں لے جانے والے اعمال(اَلْمَتْجَرُ الرَّابِح فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِح)(کل صفحات:743)

07......امامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کی وصیتیں (وَصَایَااِمَامِ اَعْظَم عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ)(کل صفحات:46)

08......جہنم میں لے جانے والے اعمال(جلداول)(اَلزَّوَاجِرعَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر)(کل صفحات:853)

09......نیکی کی دعوت کے فضائل(اَلْاَمْرُبِالْمَعْرُوْف وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَر)(کل صفحات:98)

10......فیضانِ مزاراتِ اولیاء(کَشْفُ النُّوْرعَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر)(کل صفحات:144)

11......دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی(اَلزُّھْدوَقَصْرُالْاَمَل)(کل صفحات:85)

12......راہِ علم(تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم)(کل صفحات:102)

13......عُیُوْنُ الْحِکَایَات(مترجم،حصہ اول)(کل صفحات:412)

14......عُیُوْنُ الْحِکَایَات(مترجم حصہ دوم)(کل صفحات:413)

15......احیاء العلوم کا خلاصہ(لُبَابُ الْاِحْیَاء)(کل صفحات:641)

16......حکایتیں اور نصیحتیں(اَلرَّوْضُ الْفَائِق)(کل صفحات:649)

17......اچھے برے عمل(رِسَالَةُالْمُذَاكَرَة)(کل صفحات:122)

18......شکر کے فضائل(اَلشُّكْرُلِلّٰهعَزَّوَجَلَّ)(کل صفحات:122)

19......حسنِ اخلاق(مَكَارِمُ الْاَخْلَاق)(کل صفحات:102)

20......آنسوؤں کا دریا(بَحْرُالدُّمُوْع)(کل صفحات:300)

21......آدابِ دین(اَلْاَدَبُ فِى الدِّيْن)(کل صفحات:63)

22......شاہراہ اولیا(مِنْهَاجُ الْعَارِفِيْن)(کل صفحات:36)

23......بیٹے کو نصیحت(اَيُّهَاالْوَلَد)(کل صفحات:64)

24......اَلدَّعْوَة اِلَى الْفِكْر(کل صفحات:148)

25......اصلاحِ اعمال جلد اول(اَلْحَدِيْقَةُالنَّدِيَّة شَرْحُ طَرِيْقَةِ الْمُحَمَّدِيَّة)(کل صفحات:866)

26......عاشقانِ حدیث کی حکایات(اَلرِّحْلَة فِى طَلْبِ الْحَدِيْث)(کل صفحات:105)

27......جہنم میں لے جانے والے اعمال(جلد دوم)(اَلزَّوَاجِرعَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِر) (کل صفحات:1012)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......اللّٰہ والوں کی باتیں جلد2

02......قوت القلوب جلد اول

03......احیاء العلوم جلد1

{شعبہ درسی کُتُب}

01......مراح الارواح مع حاشية ضياء الاصباح(كل صفحات:241)

02......الاربعين النووية فى الأحاديث النبوية(كل صفحات:155)

03......اتقان الفراسة شرح ديوان الحماسه(كل صفحات:325)

04......اصول الشاشى مع احسن الحواشى(كل صفحات:299)

05......نور الایضاح مع حاشیۃالنور والضیاء(کل صفحات:392)

06......شرح العقائدمع حاشیۃجمع الفرائد(کل صفحات:384)

07......الفرح الکامل علی شرح مئۃ عامل(کل صفحات:158)

08 ......عنایۃ النحو فی شرح ھدایۃ النحو (کل صفحات:280)

09......صرف بھائی مع حاشیۃ صرف بنائی(کل صفحات:55)

10......دروس البلاغۃ مع شموس البراعۃ(کل صفحات:241)

11......مقدمۃالشیخ مع التحفۃالمرضیۃ(کل صفحات:119)

12......نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر(کل صفحات:175)

13......نحو میر مع حاشیۃ نحو منیر(کل صفحات:203)

14......تلخیص اصول الشاشی(کل صفحات:144) 15...... نصاب النحو(کل صفحات:288)

16......نصاب اصولِ حدیث(کل صفحات:95) 17......نصاب التجوید(کل صفحات:79)

18......المحادثۃ العربیۃ(کل صفحات:101) 19......تعریفاتِ نحویۃ(کل صفحات:45)

20......خاصیات ابواب(کل صفحات:141) 21......شرح مئۃ عامل(کل صفحات:44)

22......نصاب الصرف(کل صفحات:343) 23......نصاب المنطق(کل صفحات:168)

24......انوار الحدیث(کل صفحات:466) 25......نصاب الادب(کل صفحات:184)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......انوار الحرمین حاشیہ جلالین (جلد ا)

{شعبہ تخریج}

01......صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کاعشق رسول (کل صفحات:274)

02......بہارِ شریعت، جلداوّل (حصہ اول تاششم، کل صفحات:1360)

03......بہارِ شریعت جلد دوم (حصہ 7 تا13) (کل صفحات:1304)

04......اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ (کل صفحات:59)

05......عجائب القرآن مع غرائب القرآن (کل صفحات:422)

06......گلدستہ عقائد و اعمال (کل صفحات:244)

07......بہارِ شریعت (سولھواں حصہ، کل صفحات 312)
08......تحقیقات (کل صفحات:142)
09...... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56)
10......جنتی زیور (کل صفحات:679)
11......علم القرآن (کل صفحات:244)
12......سوانح کربلا (کل صفحات:192)
13......اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)
14......کتاب العقائد (کل صفحات:64)
15......منتخب حدیثیں (کل صفحات:246)
16......اسلامی زندگی (کل صفحات:170)
17......آئینۂ قیامت (کل صفحات:108)
18 تا 24......فتاوی اہلسنت (سات حصے)
25......حق و باطل کا فرق (کل صفحات:50)
26......بہشت کی کنجیاں (کل صفحات:249)
27......جہنم کے خطرات (کل صفحات:207)
28......کراماتِ صحابہ (کل صفحات:346)
29......اخلاق الصالحین (کل صفحات:78)
30......سیرتِ مصطفٰی (کل صفحات:875)
31......آئینۂ عبرت (کل صفحات:133)
32......بہارِ شریعت جلد سوم (3) (کل صفحات:1332)
33......جنت کے طلب گاروں کے لیے مدنی گلدستہ (کل صفحات:470)

{شعبہ فیضانِ صحابہ}

01......حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:56)

02......حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالٰی عنہ (کل صفحات:72)

عنقریب آنے والی کُتُب

1......حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ 2......حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ

{شعبہ اِصلاحی کُتُب}

01......غوثِ پاک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے حالات (کل صفحات:106)
02......تکبر (کل صفحات:97)
03......فرامینِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (کل صفحات:87)
04......بدگُمانی (کل صفحات:57)
05...... تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)
06......نور کا کھلونا (کل صفحات:32)

07......اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں (کل صفحات:49) 08......فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)
09......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32) 10......ریا کاری (کل صفحات:170)
11......قومِ جِنّات اور امیر اہلسنّت (کل صفحات:262) 12......عشر کے احکام (کل صفحات:48)
13......توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124) 14......فیضانِ زکوٰۃ (کل صفحات:150)
15......احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66) 16......تربیتِ اولاد (کل صفحات:187)
17......کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات:63) 18......ٹی وی اور مُووی (کل صفحات:32)
19......طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30) 20......مفتی دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)
21......فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات:120) 22......شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات:215)
23......نماز میں لقمہ دینے کے مسائل (کل صفحات:39) 24......خوفِ خدا عزَّوَجلَّ (کل صفحات:160)
25......تعارفِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:100) 26......انفرادی کوشش (کل صفحات:200)
27......آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62) 28......قبر میں آنے والا دوست (کل صفحات:115)
29......فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325) 30......ضیائے صدقات (کل صفحات:408)
31......جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152) 32......کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)
33............نیک بننے اور بنانے کے طریقے (کل صفحات:696)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......قسم کے احکام 02......حسد 03......جلد بازی
04......فیضانِ دعا (غار کے قیدی) 05......بخل 06......فیضانِ اسلام

{شعبہ امیر اہلسنت}

01......سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیغام عطار کے نام (کل صفحات:49)
02......مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات:48)
03......اصلاح کا راز (مدنی چینل کی بہاریں حصہ دوم) (کل صفحات:32)
04......25 کرسچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام (کل صفحات:33)

عنقریب آنے والی کُتُب

مُتَکَبِّر جنّت میں نہیں جائے گا

تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت، مصطَفٰے جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہِدایت صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ذرّہ برابر بھی تکبُّر ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کی: کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچّھا ہو اور اس کے جوتے اچّھے ہوں۔ آپ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ جَمِیلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ. یعنی ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جمیل ہے، جمال کو پسند فرماتا ہے تکبُّر یہ ہے کہ حق بات کا اِنکار اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھا جائے۔ (صَحِیح مُسلِم، الحدیث: ۹۱، ص ۶۰) مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کے الفاظ ''تکبُّر حق کو جھٹلانا، لوگوں کو ذلیل سمجھنا ہے'' کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جو کسی معمولی انسان کی بات کو اس لیے جھٹلائے کہ یہ اس (معمولی) آدمی کے منہ سے نکلی ہے اور مساکین کو ذلیل سمجھے۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۶، ص ۶۵۸، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاھور)



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں بہ نیتِ ثواب سنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی انعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا): فیضانِ مدینہ، بالمقابل جامع مسجد۔ فون: 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net